تاریخ انبیاء

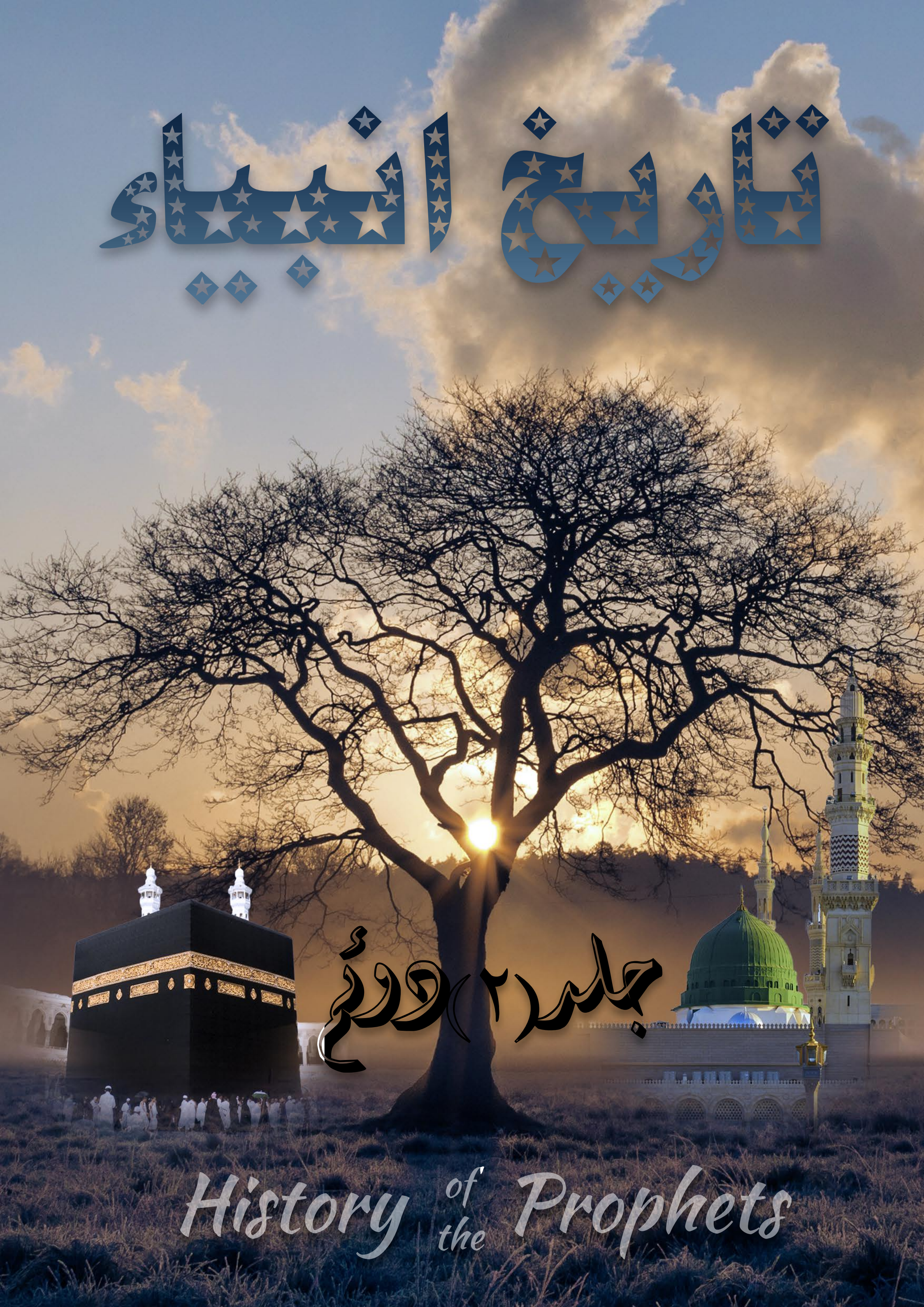

جلد(۲)دوئم

History of the Prophets

page is left blank intentionally

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تاریخ انبیاءؑ

جلد دوئم

تحریر حیدر رضا ولد ابو جعفر (مرحوم)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾

ترجمہ، اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو
اور مومنوں کی مغفرت کیجیو۔ (سورۃ ابراہیم۔ ۴۱)

برائے مہربانی ایک سورۃ فاتحہ پڑھ کر

ابو جعفر ولد علی محمد

کنیز سیدہ بنت علی سجاد

حسن جعفر ولد ابو جعفر

اشرف علی ولد محمد علی

محمد شبیر ولد غلام اکبر

بلقیس بانو بنت علی محمد

ابو مہدی ولد علی محمد

اور تمام مومنین و مومنات کی روح کو بخش دیں

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾

ترجمہ، اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے
پروردگار جیسا انھوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان
(کے حال) پر رحمت فرما۔ (بنی اسرائیل ۲۴)

نمبر شمار	عنوان (جلد اوّل)	جلد نمبر
۱	تقریظ	(علیحدہ جلدوں میں موحظہ فرمائیں)
۲	انبیاؑ کی تعداد اور اُن کے اُوصیاء	جلد۔۱
۳	صفات و معجزات، صحف انبیاءؑ اور اُن کی تعداد	جلد۔۱
۴	اُولوالعزم کے معنی، انبیائے اُولوالعزم اور اُن کی تعداد	جلد۔۱
۵	نبی و رُسولؑ کے معنی اور عصمت انبیاءؑ	جلد۔۱
۶	حضرت آدم علیہ السّلام اور بی بی حوّا علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۲
۷	حضرت ہابیل علیہ السّلام اور قابیل کے حالات	جلد۔۳
۸	حضرت شیث علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۴
۹	حضرت ادریس علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۵
۱۰	حضرت نوح علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۶
۱۱	حضرت ہود علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۷
۱۲	حضرت صالح علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۸
۱۳	حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۹
۱۴	حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۰
۱۵	حضرت لُوط علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۱
۱۶	حضرت ذوالقرنین علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۲
۱۷	حضرت یعقوب اور یوسف علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۳
۱۸	حضرت ایّوب علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۴
۱۹	حضرت شعیب علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۵
۲۰	حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۶
۲۱	حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۷
۲۲	حضرت حزقیل علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۸
۲۳	حضرت اسمٰعیل بن حزقیل علیہ السّلام کے حالات	جلد۔۱۹

نمبر شمار	عنوان (جلد دوئم)	صفحہ نمبر	جلد نمبر
۲۴	حضرت الیاسؑ، الیسعؑ اور الیا علیہ السّلام کے حالات	جلد اول میں	جلد۔۲۰
۲۵	حضرت ذوالکفل علیہ السّلام کے حالات	۱۰	جلد۔۲۱
۲۶	حضرت لقمان علیہ السّلام کے حالات	۱۴	جلد۔۲۲
۲۷	حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام اور طالوت وجالوت کے حالات	۳۹	جلد۔۲۳
۲۸	حضرت داؤد علیہ السّلام کے حالات	۴۹	جلد۔۲۴
۲۹	اصحاب سبت کے حالات	۸۰	جلد۔۲۵
۳۰	حضرت سلیمان علیہ السّلام کے حالات	۸۷	جلد۔۲۶
۳۱	قوم سبا اور اہل ثرثار کے حالات	۱۳۱	جلد۔۲۷
۳۲	حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حالات	۱۳۵	جلد۔۲۸
۳۲	حنظلہ اور اصحاب رس کے حالات	۲۴۷	جلد۔۲۹
۳۳	حضرت شعیا اور حضرت حیقوق علیہ السّلام کے حالات	۲۵۵	جلد۔۳۰
۳۴	حضرت زکّریا و یحییٰ علیہ السّلام کے حالات	۲۵۸	جلد۔۳۱
۳۵	حضرت عیسےٰ اور بی بی مریم علیہ السّلام کے حالات	۲۷۴	جلد۔۳۲
۳۶	حضرت ارمیاؑ، دانیالؑ اور عزیر علیہ السّلام کے حالات	۳۸۵	جلد۔۳۳
۳۷	حضرت یونسؑ بن متی اور انکے پدر بزوگوار علیہ السّلام کے حالات	۴۰۰	جلد۔۳۴
۳۸	اصحاب کہف ورقیم کے حالات	۴۱۷	جلد۔۳۵
۳۹	اصحاب اخدود کے حالات	۴۳۵	جلد۔۳۶
۴۰	حضرت جرجیس علیہ السّلام کے حالات	۴۴۱	جلد۔۳۷
۴۱	حضرت خالد بن سنان علیہ السّلام کے حالات	۴۴۵	جلد۔۳۸
۴۲	ہاروت وماروت کے حالات	۴۴۷	جلد۔۳۹
۴۳	اُن پیغمبروں کے حالات جن کے ناموں کی تصریح نہیں ہے	۴۵۶	جلد۔۴۰
۴۴	بعض بادشاہان زمین کے حالات	۴۶۱	جلد۔۴۱
۴۵	بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ غیر پیغمبروں کے حالات نادرہ وعجیبہ	۴۷۱	جلد۔۴۲

تقریظ

الحمدللہ، پچھلی کتابیں **"اللہ کا شعور حاصل کیجیے"** اور **"حق و باطل کے راستے"** کی کامیابی کے بعد، عوام کی حوصلہ افزائی اور اللہ تعالیٰ کی توفیقات سے میں نے یہ ایک اور کاوش **"تاریخ انبیاؑء"** کی شکل میں کیاہے جو کہ حاضر خدمت ہے۔اس کتاب میں تمام واقعات علامہ محمّد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی کتاب **"حیات القلوب"** سے لیے گئے ہیں۔ میں نے صرف اتنی کوشش کی ہے کہ انبیاؑء کی زندگی کے احوال جو کہ قرآن میں بھی بیان ہوچکے ہیں ان کو اور علامہ کی کتاب کے واقعات کو ایک جگہ کیا جائے، ساتھ ہی یہ بھی کوشش کی ہے کہ ان واقعات کو انتہائی مختصر اور آسان لفظوں میں بیان کیا جائے تاکہ اس کتاب سے بچے بھی مستفید ہو سکیں اور انبیاؑء کی زندگی سے نصیحت حاصل کر سکیں۔اگر کسی کو ان واقعے کی مکمل تفصیل یا کسی واقعہ کا حوالہ مقصود ہو، تو علامہ کی کتاب **"حیات القلوب"** سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ تاریخ انبیاؑء اوران کے احوال زندگی کو اس طرح بیان کیا جائے کہ ایک عام شخص تمام انبیاؑء کے بارے میں باخوبی جان سکے اور ساتھ ہی یہ بھی جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے منتخب نمائندوں نے اعلیٰ مقام اور فضیلت رکھنے کہ باوجود کس کس طرح کے امتحانات کا سامنا کیا، اور کم و بیش تمام انبیاء نے سخت امتحان دیے اور ان پر صبر کیا۔اس کتاب سے یہ بھی سبق حاصل کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے نیک بندوں کو ہی امتحانات میں مبتلا کرتا ہے، جب کوئی ان امتحانات پر صبر سے کام لیتا ہے تو کامیابی اس کا مقدر بنتی ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کامیابی سے نواز کر اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے۔ انشاءاللہ، یہ کتاب بھی میری پچھلی کتابوں کی طرح آپ کے لیے مفید ثابت ہوگی اور آپ کے علم و یقین میں بھی اضافے کا باعث بنے گی۔اس کوشش میں اگر میری طرف سے کسی قسم کی کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں اپنے اللہ سے معافی کا طلبگار ہوتے ہوئے آپ سے یہ درخواست کرتاہوں کہ مجھے ضرور اطلاع کریں، میں آپ کا شکر گزار ہونگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستے پر قائم رکھے اور دین کی صحیح معرفت عطافرما کر عمل کی توفق فرمائیں، آمین

تحریر: حیدر رضا ولد ابو جعفر (مرحوم)

رابطہ ای میل: hyderraza@yahoo.com

حوالے : قرآن کا اردو ترجمہ یہاں سے لیے گئے ہیں: http://cityislam.com/quran.htm

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَ نَجَّيۡنٰهُ وَلُوۡطًا اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا لِلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَيَعۡقُوۡبَ
نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلۡنَا صٰلِحِيۡنَ ﴿٧٢﴾ وَ جَعَلۡنٰهُمۡ اَٮِٕمَّةً يَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا وَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِمۡ فِعۡلَ
الۡخَيۡرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوۡا لَنَا عٰبِدِيۡنَ ۙ ﴿٧٣﴾ وَلُوۡطًا اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا وَّ
نَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰٓٮِٕثَ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فٰسِقِيۡنَ ۙ ﴿٧٤﴾ وَاَدۡخَلۡنٰهُ فِىۡ
رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿٧٥﴾ وَ نُوۡحًا اِذۡ نَادٰى مِنۡ قَبۡلُ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَنَجَّيۡنٰهُ وَ اَهۡلَهٗ
مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ۚ ﴿٧٦﴾ وَ نَصَرۡنٰهُ مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ
فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿٧٧﴾ وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيۡمٰنَ اِذۡ يَحۡكُمٰنِ فِى الۡحَـرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِيۡهِ غَنَمُ الۡقَوۡمِ ۚ
وَكُنَّا لِحُكۡمِهِمۡ شٰهِدِيۡنَ ۙ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمۡنٰهَا سُلَيۡمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيۡنَا حُكۡمًا وَّعِلۡمًا ۖ وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ
دَاوٗدَ الۡجِبَالَ يُسَبِّحۡنَ وَ الطَّيۡرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيۡنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمۡنٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوۡسٍ لَّكُمۡ لِتُحۡصِنَكُمۡ
مِّنۡۢ بَاۡسِكُمۡ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ شٰكِرُوۡنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ عَاصِفَةً تَجۡرِىۡ بِاَمۡرِهٖۤ اِلَى الۡاَرۡضِ
الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىۡءٍ عٰلِمِيۡنَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيۡنِ مَنۡ يَّغُوۡصُوۡنَ لَهٗ وَيَعۡمَلُوۡنَ
عَمَلًا دُوۡنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمۡ حٰفِظِيۡنَ ۙ ﴿٨٢﴾ وَاَيُّوۡبَ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ
الرّٰحِمِيۡنَ ۚۖ ﴿٨٣﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَكَشَفۡنَا مَا بِهٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّاٰتَيۡنٰهُ اَهۡلَهٗ وَمِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنۡ
عِنۡدِنَا وَذِكۡرٰى لِلۡعٰبِدِيۡنَ ﴿٨٤﴾ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِدۡرِيۡسَ وَذَا الۡكِفۡلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيۡنَ ۚۖ ﴿٨٥﴾ وَ
اَدۡخَلۡنٰهُمۡ فِىۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿٨٦﴾ وَذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ
نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ۖ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۚۖ ﴿٨٧﴾
فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنۡجِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّاۤ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ
رَبِّ لَا تَذَرۡنِىۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۚۖ ﴿٨٩﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ وَوَهَبۡنَا لَهٗ يَحۡيٰى وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ
زَوۡجَهٗ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوۡا لَنَا خٰشِعِيۡنَ ﴿٩٠﴾
وَالَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ
اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿٩٢﴾

ترجمہ، شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے برکت رکھی تھی ﴿۷۱﴾ اور ہم
نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب۔ اور سب کو نیک بخت کیا ﴿۷۲﴾ اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے
حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰة دینے کا حکم بھیجا۔ اور وہ ہماری عبادت کیا
کرتے تھے ﴿۷۳﴾ اور لوط جب ان کو ہم نے حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ
گندے کام کیا کرتے تھے۔ بچا نکالا۔ بے شک وہ برے اور بدکردار لوگ تھے ﴿۷۴﴾ اور انہیں اپنی رحمت کے (محل
میں) داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے ﴿۷۵﴾ اور نوح جب (اس سے) پیشتر انہوں نے ہم کو پکارا
تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی ﴿۷۶﴾ اور جو لوگ
ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے ان پر نصرت بخشی۔ وہ بے شک برے لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو غرق کردیا
﴿۷۷﴾ اور داؤد اور سلیمان جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی
(اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے ﴿۷۸﴾ تو ہم نے فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہم
نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا تھا۔ اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کردیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح
کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر کردیا تھا اور ہم ہی ایسا) کرنے والے تھے ﴿۷۹﴾ اور ہم نے تمہارے لئے ان کو
ایک (طرح) کا لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے۔ پس تم کو شکرگزار ہونا چاہیئے ﴿۸۰﴾ اور
ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کردی تھی جو ان کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت
دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں ﴿۸۱﴾ اور دیوؤں (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کردیا تھا کہ ان) میں
سے بعض ان کے لئے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کے نگہبان تھے ﴿۸۲﴾ اور
ایوب کو جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے
﴿۸۳﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور جو ان کو تکلیف تھی وہ دور کردی اور ان کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی
مہربانی کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لئے (یہ) نصیحت ہے ﴿۸۴﴾ اور اسمٰعیل اور
ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنے والے تھے ﴿۸۵﴾ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار
تھے ﴿۸۶﴾ اور ذوالنون جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر
قابو نہیں پاسکیں گے۔ آخر اندھیرے میں پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں
قصوروار ہوں ﴿۸۷﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح
نجات دیا کرتے ہیں ﴿۸۸﴾ اور زکریا جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب
سے بہتر وارث ہے ﴿۸۹﴾ تو ہم نے ان کی پکار سن لی۔ اور ان کو یحیٰی بخشے اور ان کی بیوی کو اُن کے (حسن معاشرت
کے) قابل بنادیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے
﴿۹۰﴾ اور ان (مریم) کو جنہوں نے اپنی عفت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ان کے بیٹے کو
اہل عالم کے لئے نشانی بنادیا ﴿۹۱﴾ یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی
عبادت کیا کرو ﴿۹۲﴾

حضرت ذوالکفل علیہ السّلام کے حالات

منقول ہے کہ خدانے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خلق پر مبعوث فرمائے اُن میں سے تین سو تیرہ مرسل تھے اُنہی میں ذوالکفلؑ بھی تھے اور وہ سلیمانؑ ابن داؤدؑ کے بعد مبعوث ہوئے اور اُنہی کی شریعت کے مطابق تبلیغ کرتے تھے انہوں نے سوائے دینی معاملات کے کسی امر میں کبھی غصّہ نہ کیااُن کانام عویدیا تھااور وہ وہی ہیں جن کاذکر حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایاہے کہ "یاد کرو اسمٰعیلؑ و ذوالکفلؑ و یسعؑ کو اُن میں سے ہر ایک نیک بندوں میں تھے۔" شیخ طبری فرماتے ہیں کہ مفسرین نے ذوالکفلؑ کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ مرد صالح تھے پیغمبر نہ تھے لیکن پیغمبری کے لئے متکفل ہُوئے کہ دنوں کو روزہ رکھیں اور راتوں کو عبادت کریں اور غصّہ میں نہ آئیں اور حق پر کار بند رہیں۔ ذوالکفلؑ نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ وُہ پیغمبر تھے جن کانام ذوالکفلؑ تھا یاخدانے اُن کے ثواب کودگنا کردیااس لئے اُن کو ذوالکفلؑ کہاہے۔(مولف فرماتے ہیں کہ ثعلبی کاقول ہے کہ ذوالکفلؑ ایوب صابر کے فرزند ہیں خدانے ان کو پدر بزرگوار کے بعداُن کو رسالت پر مبعوث کیااور اہل روم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ اُن پر ایمان لائے اوران حضرت کی تصدیق اور پیروی کی تو خدانے ان کو جہاد کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ اے ہمارے بشیر ہم دنیا کی زندگی کو دوست رکھتے ہیں اور مرنا نہیں چاہتے اوراس حال میں یہ نہیں چاہتے کہ خدا و رسول کی معصیت کریں۔ آپ خدا سے دُعا کریں۔ بشیر نے اُٹھ کر نماز ادا کی اور مناجات کی کہ پالنے والے تونے مجھے حکم دیا کہ تیرے دشمنوں سے جہاد کروں۔ میں اپنے نفس کامالک ہوں اور تو جانتاہے کہ میری قوم کیا کہتی ہے لہٰذاان کے گناہ کے عوض مجھ سے مواخذہ نہ کیجیو۔اس لئے کہ میں تیری خوشنودی کی طرف تیرے غضب سے اور تیرے

ترجمہ،اوراسمٰعیل اورادریس اورذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے ﴿۸۵﴾

اورہم نے ان کواپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار تھے ﴿۸٦﴾ سورة الأنبياء

عفو وکرم کی طرف تیرے عذاب سے پناہ لایا ہوں۔ تو خدا نے ان کو وحی کی کہ میں نے تمہاری بات سُنی اور جو کچھ وہ لوگ چاہتے ہیں میں نے اُن کو دیا۔ وہ جب تک موت خود سے طلب نہ کریں گے ان کو موت نہ آئے گی۔ تم ان کی کفالت میری جانب سے کرو۔ انہوں نے خدا کی رسالت قوم تک پہنچائی۔ اسی وجہ سے ان کو ذوالکفلؑ کہتے ہیں۔ غرض ان میں تو الد و تناسل کا سلسلہ جاری رہا اور اپنی کثرت پر ان کو بے حد اذیت ہونے لگی۔ پھر اپنے بشیر (نبی) سے التجا کی کہ خدا سے دعا کریں کہ اُن کی حالت بطور سابق کردے۔ یعنی جس طرح وفات کا سلسلہ جاری تھا پھر قائم ہو جائے۔ خدا نے بشیر کو وحی کی کہ تمہاری قوم نے نہیں سمجھا تھا کہ جو کچھ ان کے لئے میں نے مصلحت دیکھا اور اختیار کیا، بہتر تھا اس سے جو کچھ وہ لوگ خود اپنے لئے بہتر سمجھے ہیں۔ پھر خدا نے اُن کو پہلی سی حالت پر قائم کر دیا کہ اپنی موت سے مرتے تھے۔ اسی سبب سے روم والے تمام گروہوں سے زیادہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ الیاسؑ تھے اور بعض کے نزدیک وہ یسعؑ پسر اخطوب تھے، جو الیاسؑ کے ساتھ تھے اور یہ ذوالکفلؑ جن کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے اُن کے علاوہ تھے۔ (اب جو حدیث نقل کی جارہی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ذوالکفلؑ یوشع ہیں اور یہ روایت زیادہ معتبر ہے۔ حدیث میں یہ ہے کہ کسی پیغمبر سے ایسا سوال ان کی قوم نے کیا تھا لیکن اس میں پیغمبر کا تعین نہیں ہے۔ مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ حزقیلؑ، الیاسؑ، ذوالکفلؑ اور ایوبؑ سب حضرت سلیمانؑ کے بعد اور حضرت عیسیٰؑ سے پہلے گذرے ہیں۔ اس حدیث سے ذوالکفلؑ کے بارے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور ہم نے شہرت کے موافق ان کا ذکر اس جگہ کیا ہے)۔

روایت ہے کہ لوگوں نے ذوالکفلؑ کا حال جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا۔ فرمایا وہ حضر موت کے رہنے والے تھے ان کا نام عوید یا تھا۔ اُن کے والد کا نام ادریم تھا اُن

ترجمہ، اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۴۸﴾ یہ نصیحت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے تو عمدہ مقام ہے ﴿۴۹﴾ سورۃ ص

کے پہلے یسعؑ پیغمبر تھے انہوں نے ایک روز کہا کہ میرا خلیفہ کون ہو گا جو میرے بعد لوگوں کی ہدایت کرے اس شرط کے ساتھ کہ کبھی غصہ میں نہ آئے۔ دوسری روایت کے مطابق یہ شرط تھی کہ دنوں کو روزہ رکھے اور راتیں عبادت میں بسر کرے اور کسی پر غصّہ نہ کرے یہ سُن کر عویدیاؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں حاضر ہوں۔ تو یسعؑ نے پھر ان شرطوں کو دہرایا۔ پھر وہی کھڑے ہوئے اور کہا میں عمل کروں گا۔ غرضکہ جب یسعؑ نے رحلت فرمائی تو خدا نے عویدیاؑ کو اُن کے بعد پیغمبر بنایا وہ دن کے ابتدائی حصّہ میں لوگوں کے درمیان حکم کرتے تھے ایک روز شیطان نے اپنے مریدوں سے کہا کہ کون ہے تم میں جو اُن کو اپنے عہد سے منحرف کرے اور غصّہ دلائے۔ ایک شیطان ابیض نامی نے کہا میں یہ کام کروں گا۔ ابلیس نے کہا جا اور کوشش کر شاید تو اُن کو غصّہ میں لائے۔ جب ذوالکفلؑ لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور اپنے دولت خانہ پر جا کر آرام میں مشغول ہُوئے۔ ابیض آ کر چلانے لگا کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ حضرت نے اُس سے فرمایا جا جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اُس کو بُلا لا اس نے کہا وہ میرے کہنے سے نہیں آئے گا۔ حضرت نے اپنی انگشتری اُس کو دی کہ یہ نشانی میری اس کو دکھلا کر بُلا لا۔ ابیض انگوٹھی لے کر چلا گیا اور حضرت ذوالکفلؑ آج آرام نہ کر سکے۔ رات کو بھی نہ سوئے دوسرے روز جب لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور جا کر چاہا کہ سور ہیں ابیض ملعون آیا اور فریاد کی کہ مجھ پر ظلم ہوا اور ظالم کے پاس میں آپ کی انگوٹھی لے گیا تھا اُس نے قبول نہ کیا اور آنے کے لئے راضی نہیں ہوتا۔ حضرت ذوالکفلؑ کے دربان نے کہا کہ اس وقت جاؤ حضرت آرام کر رہے ہیں۔ کیونکہ کل تمام دن اور رات بھی نہیں سوئے ہیں ابیض نے کہا کہ یہ نہیں ہو گا میں مظلوم ہوں اور چاہیے کہ میرا انصاف کیا جائے۔ یہ سُن کر جب اُس نے حضرت ذوالکفلؑ کو اطلاع دی۔ حضرت نے ایک خط لکھ کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کو دکھا کر حاضر کرے۔ وہ خط لے کر چلا گیا اور حضرت آج بھی نہ سو سکے اور رات عبادت

میں گذاری۔ جب دوسرے روز خلق خدا کے امور سے فرصت ملی اور آرام کے لئے بستر پر لیٹے ہی تھے کہ ابیض اُسی وقت آیا اور چلانے لگا کہ آپ کے خط کو بھی اُس نے نہیں مانا اور آنے پر راضی نہیں ہوا۔ آنحضرت یہ سُن کر اُٹھے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اُس روز گرمی سخت تھی کہ اگر دھوپ میں گوشت ڈال دیا جاتا تو بُھن جاتا۔ ابیض نے حضرت کا یہ صبر جب دیکھا تو ناامید ہو گیا کہ آپ پر اُس کا قابو نہیں چل سکتا حضرت کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگا اور غائب ہو گیا۔ آپ کو اس سبب سے ذوالکفلؑ کہتے ہیں کہ آپ وصیت یسعؑ کے متکفل ہوئے اور عمل میں لائے اور خدا نے اُن کے حالات آنحضرتؐ کے لئے بیان کئے تاکہ انحضرتؐ بھی صبر فرمائیں اُن تکلیفوں پر جو امّت سے اُن پر پہنچیں جیسا کہ اُن سے قبل پیغمبروں نے صبر کیا۔

حضرت لقمان علیہ السّلام کے حالات

حضرت لقمانؑ کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ وہ حکمت ہائے ربّانی کے عالم تھے پیغمبر نہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے ان کے علاوہ مفسروں نے کہا ہے کہ لقمانؑ باعور کے فرزند تھے از کے قبیلہ سے اور ایوبؑ کی بہن کے یا خالہ کے فرزند تھے اور حضرت داؤد کے زمانہ تک زندہ رہے اور اُن سے علم حاصل کیا۔ منقول ہے کہ خدا نے حضرت لقمانؑ کو ان کے حسب، مال، اہل یا جسم ہونے کے سبب سے یا اُن کے حسن و جمال کے سبب سے حکمت نہیں عطا کی تھی بلکہ وہ خدائی فرمابنرداری میں مستحکم اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے والے تھے۔ وہ ایک مرد خاموش تھے بجز کلام حکمت کے گفتگو نہ کرتے، نہایت مطمئن دل والے، نہایت غور و فکر کرنے والے تھے، ایک مرتبہ ایک غلام آپ کے پاس آیا اور بولا یا حضرت آپ ہمیشہ تنہا رہتے ہیں اگر لوگوں کے ساتھ رہیں تو زیادہ موانست ہو گی آپ نے فرمایا کہ تنہا رہنے میں غور و فکر کا زیادہ موقع ملتا ہے اور غور و فکر بہشت کی رہنمائی کرتا ہے۔ ان کی نگاہیں عبرت حاصل کرنے میں بہت تیز تھیں۔ دوسروں کی نصیحت سے وہ مستغنی تھے۔ دن میں کبھی نہ سوتے۔ کسی نے ان کو عام عادت کے موافق پاخانہ پیشاب کرتے یا نہاتے نہیں دیکھا کیونکہ وُہ یہ تمام امور لوگوں سے پوشیدہ ہو کر بجالاتے۔ اُن کی نگاہ گہری تھی مگر لوگوں کے پوشیدہ امور پر ہرگز مطلع ہونا پسند نہ کرتے اور اپنے گناہ کے خوف سے کبھی کسی بات پر نہ ہنستے اور نہ کبھی اپنے لئے کسی پر غصّہ کرتے۔ انہوں نے نہ کسی سے کبھی مزاح کیا نہ وہ کبھی اُمور دنیا کے حاصل ہو جانے پر خوش ہوئے، نہ ضائع ہونے پر رنجیدہ ہوئے۔ بہت سی عورتوں سے شادی کی اور آپ کے بہت اولاد ہوئی، ان میں سے اکثر بچے مر گئے نہ اُن کی زیادتی کا حساب کیا نہ کسی کے مر جانے پر روئے۔ ہرگز دو اشخاص کو لڑتے جھگڑتے دیکھ کر اُن سے علیٰحدہ نہ ہوئے جب تک اُن میں مصالحت نہ کرا دی اور وہ لڑنے والے جب تک ایک دُوسرے سے الگ نہ ہو گئے۔ اور ہرگز کسی نیک بات کو جس سے

وہ خوش ہُوئے کسی سے نہ سُنا مگر یہ کہ اس کے معانی و مطالب بھی اُس سے دریافت کر لیتے۔ اور یہ بھی دریافت کر لیتے کہ اُس نے یہ بات کس سے سنی۔ زیادہ تر فقہا، حکما اور عقلمندوں کے پاس بیٹھتے اور قاضیوں اور بادشاہوں اور سلاطین کے پاس اُن کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے۔ قاضیوں کے حالات معلوم کر کے اُن پر لطف و مہربانی کرتے ان حالات کے سبب جن میں وہ اپنے عہدے کے لحاظ سے مبتلا رہا کرتے اور بادشاہوں پر رحم کرتے اس لئے کہ وہ اپنی نادانی کے سبب خدا سے مغرور اور راحت دُنیا پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اُن کے حالات سے نصیحت حاصل کرتے اور اُن کے ناشائستہ امور میں سے چند باتوں کو یاد رکھتے جن کے ذریعہ سے حضرت اپنے نفس پر غالب آتے تھے اور اپنی خواہشوں کے ساتھ جہاد کرتے اور شیطان کے مکر سے پرہیز کرتے اور اپنے دلوں کے دردوں کا علاج تفکر سے کرتے اور نفس کی بیماریوں کا علاج دُنیا والوں کے احوال سے غیرت حاصل کر کے کیا کرتے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے جب تک کہ کسی امر سے اُن کو فائدہ پہنچنے کی امید نہ ہوتی۔

انہی وجوہات سے خدا نے اپنی حکمتیں ان کو عطا کیں اور ان کو گناہوں سے معصوم قرار دیا اور خدا نے کچھ فرشتوں کو دن کے درمیانی حصّہ میں جبکہ لوگ قیلولہ میں مشغول تھے لقمانؑ کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے ان کو ندا دی تو لقمانؑ نے ان کی آواز سُنی مگر ان کو نہیں دیکھا۔ فرشتوں نے کہا اے لقمانؑ تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تم کو اپنا خلیفہ بنائے، تاکہ تم لوگوں کے اُمور کا فیصلہ کیا کرو۔ لقمانؑ نے کہا کہ اگر خداوند عالم مجھ کو حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت کروں گا کیونکہ اگر اس کے حکم کو میں قبول کروں گا تو وہ میری مدد کرے گا اور جو کچھ اُس عہدے کے لئے ضروری ہے ہو گا وہ مجھ کو تعلیم دے گا اور مجھ کو لغزشوں سے محفوظ

ترجمہ، اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی۔ کہ خدا کا شکر کرو۔ اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو خدا بھی بے پروا اور سزاوار حمد (وثنا) ہے ﴿۱۲﴾ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے ﴿۱۳﴾

رکھے گا۔ اگر اُس نے مجھے اس عہدے کے قبول کرنے میں اختیار دیا ہے تو میں عافیت اختیار کروں گا۔ ملائکہ نے پُوچھا اے لقمانؑ کیوں ایسا کروگے فرمایا لوگوں کے درمیان حکم کرنا اگرچہ خدا کے دین میں بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے، لیکن اُس کی بلائیں اور آزمائشیں بھی بہت سخت ہیں۔ اگر خدا کسی کو اُسی کے حال پر چھوڑ دے اور اُس کی اعانت نہ کرے تو ظلم یا تاریکی اس کو ہر طرف سے گھیرے گی اور ایسا شخص مردود ہے۔ دو امور کے درمیان اگر صحیح حکم کرے گا تو سلامت رہے گا اور اگر غلطی کرے گا تو گمراہ ہوگا۔ جو شخص دُنیا میں ذلیل و خوار ہو جائے اس کے لئے آخرت میں بہتری ہے کیونکہ حکم کرنے والا لوگوں میں بزرگ و بلند ہوتا ہے اور جو شخص دُنیا کو آخرت کے بدلے اختیار کرتا ہے وہ دونوں جہان میں نقصان اُٹھاتا ہے کیونکہ دُنیا جلد اُن سے زائل ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔ ملائکہ نے یہ سُن کر ان کی حکمت و عقلمندی کی زیادتی پر تعجّب کیا اور خداوند عالم نے اُن کی گفتگو کو پسند کیا۔ جب رات ہوئی اور حضرت لقمانؑ بستر خواب پر گئے خداوند عالم نے انوار حکمت ان پر ظاہر کر کے ہمہ تن اُن کو منور کر دیا۔ وہ خواب میں تھے اور خدا نے خلعت حکمت ان کو پہنایا جب وہ بیدار ہوئے تو اپنے وقت کے حکیم ترین مرد تھے۔ وُہ باہر لوگوں کے پاس آئے، اس حال میں کہ ان کی زبان سے کلام حکمت جاری تھے اور علوم و حکم اور معارف ربّانی لوگوں کے لئے بیان کرتے تھے۔ منقول ہے کہ کسی نے لقمانؑ سے کہا کہ کیا آپ فلاں خاندان کے غلام نہ تھے فرمایا ہاں میں تھا۔ لوگوں نے پُوچھا کہ کس چیز نے آپ کو اس مرتبہ تک پہنچایا فرمایا کہ میں راست گوئی سے امانت میں خیانت نہ کرنے کی وجہ سے۔ ایسی گفتگو اور ایسے عمل کے ترک سے جس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا اور جن چیزوں کو خدا نے مجھ پر حرام کر دیا ہے اُن کی طرف سے آنکھ بند کر لینے سے اور لغو باتوں سے اپنی زبان کو روکنے سے اور حلال روزی کھانے سے اس درجہ تک پہنچا۔ لہٰذا جو شخص ان باتوں پر مجھ سے کم عمل کرے گا مجھ سے کم مرتبہ ہوگا اور جو شخص مجھ سے زیادہ عمل کرے گا مجھ سے زیادہ مرتبہ تک پہنچے گا اور جو شخص میرے ہی جتنا عمل کرے گا مجھ جیسا ہوگا۔ الغرض جب انہوں نے پیغمبری قبول

نہ کی تو خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت داؤدؑ کو اس کی دعوت دیں۔ داؤدؑ نے قبول کر لیا اور وُہ شرطیں جو لقمانؑ نے پیش کی تھیں اُنہوں نے نہ کیں۔ تو خدا نے ان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ خدا نے اکثر اُن حضرت کی آزمائش کی تو ان سے چند ترک اولیٰ صادر ہوئے، جن کو خدا نے معاف فرمایا۔ لقمانؑ اکثر داؤدؑ سے مُلاقات کے لئے آتے اور اُن کو نصیحتیں کرتے اپنے علم وحکمت و مواعظ کی زیادتی کے ساتھ۔ حضرت داؤدؑ اُن سے کہتے کہ خوشحال آپ کا کہ آپ کو حکمت عطا کی گئی اور ابتلا و امتحان آپ سے اٹھا لئے گئے اور خلافت داؤدؑ کو دی گئی اور اس کو معرض امتحان میں لایا گیا۔ خداوند عالم نے حضرت لقمانؑ کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ "یقیناً ہم نے لقمانؑ کو حکمت عطا کی اور کہا کہ خدا کا شکر کرو اور جو بھی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفع کے واسطے کرتا ہے اُس کا نفع خدا کو نہیں پہنچا اور جو کفران نعمت کرتا ہے تو وہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کرتا بلکہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور خدا تو شکر کرنے والوں کے شکر سے اور عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بے نیاز اور ہر حال میں حمد کے لائق ہے"۔

جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا کہ لوگوں نے حضرت لقمانؑ سے پُوچھا کہ لوگوں میں کون شخص افضل ہے فرمایا کہ مومن غنی۔ پُوچھا کہ آپ کا مطلب مال میں غنی ہونا ہے فرمایا نہیں بلکہ علم میں کہ لوگ اگر اُس کے محتاج ہوں تو اس کے علم سے فائدہ حاصل کریں۔ اور اگر لوگ اُس سے مستغنی ہوں تو وہ خود اپنے علم پر اکتفا کر سکتا ہے۔ لوگوں نے پُوچھا لوگوں میں سب سے بدتر کون شخص ہے فرمایا وہ شخص جو پرواہ نہیں کرتا اس کی کہ لوگ اُس کو گنہگار دیکھیں۔ اسی طرح امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ آپ کے مسائل و امور حکمت میں کون سا امر ایسا ہے جس پر سب سے پہلے آپ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے۔ فرمایا ایسے امر کا ارتکاب میں نہیں کرتا جس کا میرے واسطے خدا متکفل ہو چکا ہے اور جو کام مجھ پر اُس نے چھوڑ دیا ہے اُس کو میں ضائع نہیں کرتا۔ جب حضرت لقمانؑ اپنے شہر سے نکلے اور موصل کے ایک گاؤں میں مقیم ہُوئے جس کو ماس کہتے تھے تو اُس جگہ کسی نے آپ کی متابعت نہیں کی اور وہاں آپ نے کسی کو اپنا ہمنوانہ

پایا توان کا دل تنگ ہوا اور اپنے مکان کا دروازہ بند کر کے اپنے فرزند کو اس قدر نصیحتیں کیں کہ وہ سراپا حکمت سے معمور ہو گیا اور اسرار حکمت لقمانی اس کے دل میں پیوست ہو گئے۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے کہ "یاد کرو اس وقت کو جبکہ لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے میرے پیارے فرزند کسی کو خدا کا شریک مت قرار دینا کیونکہ یہ اپنے اوپر ظلم عظیم ہے۔ اے فرزند تیری نیکی یا بدی اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی خدا اس کو قیامت میں ضرور حاضر کرے گا اور اس کا حساب تجھ سے لے گا بیشک خدا لطیف یعنی صاحب لطف و کرم ہے یا اُس کا علم امور کے لطائف پر محیط ہے اور وہ خبیر ہے یعنی اُس کا علم ہر پوشیدہ سے پوشیدہ شئے تک پہنچا ہوا ہے اے میرے فرزند نماز کو قائم رکھو اور لوگوں کو نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو اور جو کچھ بلائیں تم پر نازل ہوں اُن پر صبر کرو اس لئے کہ یہ سب ایسے اُمور ہیں کہ جن کی رعایت خدا نے لوگوں پر لازم قرار دے دی ہے اور لوگوں کی طرف سے غرور کے ساتھ اپنا رُخ نہ پھیر لینا اور زمین پر سرکشی کے ساتھ اتراتے ہُوئے نہ چلنا اس لئے کہ خدا اُس شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر و شیخی کے ساتھ چلتا ہے اور لوگوں پر فخر کرتا ہے۔ اور میانہ روی اختیار کرو نہ بہت تیز نہ بالکل آہستہ اور اپنی آواز پست رکھو۔ چلا کر باتیں نہ کرنا کیونکہ بد ترین آواز گدھے کی آواز ہے"۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند تاتان کو وصیت اور جو نصیحتیں کیں اُن میں سے چند یہ ہیں جن کو میں نمبروار بیان کر رہا ہوں۔

ترجمہ، (لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں۔ خدا اُس کو قیامت کے دن لا موجود کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بین (اور) خبردار ہے ﴿۱۶﴾ بیٹا نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا امر اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں ﴿۱۷﴾ اور (ازراہ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا۔ کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا ﴿۱۸﴾ اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اُونچی آواز گدھوں کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے ﴿۱۹﴾ سورة لقمان

(۱): اے فرزند، جس روز سے تو نے دُنیا میں قدم رکھا ہے در حقیقت تو نے دُنیا کی جانب پشت اور آخرت کی جانب مُنہ کر لیا ہے۔ یعنی آخرت کی طرف چل رہا ہے اور مراحل آخرت طے کر رہا ہے لہٰذا وہ گھر جس کی طرف تو نے رُخ کیا ہے تجھ سے بہت نزدیک ہوتا جارہا ہے اور وہ گھر دُنیا جس میں تو موجود ہے ہر روز تجھ سے دُور ہو رہا ہے۔

(۲): اے فرزند، دُنیا سے اتنا ہی لو جو تیرے لئے کافی ہو اور بالکل حصول دُنیا کو ترک مت کر کہ تم لوگوں کا عیال بن جائے۔ یعنی تمہاری فکر دوسروں کو کرنا پڑے اور تم اُن کے محتاج ہو جاؤ۔ اور دُنیا میں بھی اس طرح منہمک نہ ہو جا کہ اپنی آخرت کو تو کھو بیٹھے۔ دُنیا کے مہلکوں سے نجات کے لئے تو ایمان و پرہیز گاری کو کشتی قرار دے دے اور جو سرمایہ تو اُس میں رکھے وہ چاہیئے کہ خدا پر، انبیاء و مرسلین پر اور اُن کے ارشادات پر ایمان ہو۔ اُس کشتی کا بادبان تم تو کل علی اللہ کو بناؤں اور اُس کشتی میں اپنا توشہ حرام و مکروہات سے پرہیز کو قرار دے۔ ناخدا عقل ہو جس کی تدبیر سے وہ رواں ہو۔ معلم و رہنما اس کا علم ہو۔ لنگر اس کا بلاؤں پر ترک محرمات و اطاعت کی تکلیفوں پر صبر ہو۔ پھر اگر نجات تو پا گیا تو خدا کے رحمت کے سبب اور اگر تو ہلاک ہوا تو اپنے گناہوں کے سبب سے۔

(۳): اے فرزند، دُنیا کی خواہش مت کر اور اُس میں مشغول مت ہو کیونکہ کوئی مخلوق خدا کے نزدیک دُنیا سے زیادہ بے حقیقت نہیں ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ خدا نے دُنیا کی نعمتوں کو اپنے فرمانبرداروں کا ثواب و اجر نہیں قرار دیا اور نہ دُنیا کی تکلیفوں اور عذاب کو گنہگاروں کا عقاب بنایا۔

(۴): اے فرزند، دُنیا کو اپنے لئے قید خانہ قرار دے تاکہ آخرت میں بہشت تیرے لئے ہو۔

(۵): اے فرزند، دُنیا تھوڑی ہے اور تیری عمر کوتاہ اور اپنی قلیل عمر میں دُنیائے قلیل کو حاصل کرنے میں توجہ مت کر۔

(۶): اے فرزند، نیکوں کا غلام بن جا مگر بدوں کا بیٹا بننا مت گوارا کر۔

(۷): اے فرزند، اپنی دُنیا کو آخرت کے لئے فروخت کرتا کہ دُنیا و آخرت دونوں میں تو فائدہ پائے اور آخرت کو دُنیا کے عوض مت بیچ، ورنہ دونوں جہان میں تو نقصان میں رہے گا۔

(۸): اے فرزند، اگر بچپنے میں تو نے ادب سیکھ لیا تو بڑا ہو کر اُس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اور جو شخص آداب حسنہ کی فضیلت جانتا ہے، اس کے حاصل کرنے میں اہتمام کرتا ہے اور جو شخص اس میں اہتمام رکھتا ہو گا اُس کی حصول کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور جس نے آداب حسنہ کو اس طرح حاصل کیا وہ سعی بلیغ کرتا ہے اس کو قائم رکھنے میں اور جب حاصل کر لیتا ہے تو اپنے تیئں اُن آداب سے متصف کرتا ہے اور جب اپنی ذات میں اُن آداب کو سمو لیتا ہے تو دُنیا و آخرت میں اُس کا نفع پاتا ہے۔ پس آداب پسندیدہ کی عادت ڈال تا کہ تو نیکوں کا جانشین ٹھہرے اور اپنے بعد والوں کو تو اُن سے نفع پہنچائے۔ تا کہ وہ اُن اطوار میں تیری پیروی کریں اور دوست تجھ سے نیکی کی امید رکھیں اور دشمن خوفزدہ رہیں۔ ہر گز اُن کے حاصل کرنے میں کاہلی و سستی نہ کرنا اور اُن آداب حسنہ کے سوا کسی اور چیز کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ مت ہونا۔ لوگ اگر تجھ کو دُنیا میں مغلوب کر دیں اور دُنیا تجھ سے چھین لیں تو غم مت کرنا بلکہ کوشش کر کہ آخرت کے امور میں تو مغلوب نہ ہونے پائے۔ اور آخرت تجھ سے کوئی نہ چھین لے اور امر آخرت میں مغلوب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ تو علم اُس جگہ سے نہ حاصل کرے جہاں سے کرنا چاہیئے اور دن و رات کے اوقات کے کچھ حصّے طلب علم کے لئے تجھ کو مقرر کرنا چاہیئے کیونکہ کوئی چیز انسان کے علم کو ضائع نہیں کرتی مثل ترک تحصیل علم کے۔ یعنی ترک علم اس سبب سے ہوتا ہے کہ جو کچھ تو نے علم حاصل کیا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے۔

(۹): اے فرزند، بہترین اخلاق حکمت ہے جس کا حاصل کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے وُہ دین خدا ہے اور دین خدا کی مثال اُگے ہوئے درخت کی سی ہے۔ جس کا پانی خدا پر ایمان لاتا ہے جس سے وہ درخت زندہ اور باقی ہے۔ اس کی جڑ نماز ہے جس سے وہ قائم اور برقرار ہے۔ اس درخت کا تنہ زکوٰۃ ہے اور اس کی شاخیں اپنے برادران ایمانی سے محض خدا کے لئے

برادری قائم رکھنا ہے اور اس کی پتیاں اخلاق پسندیدہ ہیں اُس کے پھل خدا کی نافرمانیوں سے باہر آنا ہے اور کوئی درخت کامل نہیں ہوتا جب تک اُس کا پھل عمدہ نہ ہو اسی طرح آدمی کا دین کامل نہیں ہوتا جب تک محرمات الٰہی ترک نہ کرے۔

(۱۰): اے فرزند، تیرے اخلاق اور خلق کے سوا کوئی تیرے کام نہیں آئے گا۔ تیرا اخلاق تیرے اور تیرے خدا کے درمیان تیرا دین ہے۔ اور تیرا خُلق تیرے اور لوگوں کے درمیان رابطہ ہے لہٰذا لوگوں کے ساتھ دشمنی مت کر بلکہ اخلاق پسندیدہ کا ہمیشہ اظہار کر۔

(۱۱): اے فرزند، تجھ کو ایسا شخص اچھا نہیں معلوم ہوتا جو بد زبان ہوتا ہے اور لوگ اس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ قیامت میں ایسے شخص کی زبان و دل پر مہر لگادی جائے گی۔ اور اُس کے اعضاو جوارح گواہی دیں گے۔ جو کچھ اُس نے کیا ہے۔

(۱۲): اے فرزند، لوگوں کو گالی مت دے کیونکہ یہ ایسا ہے کہ تو نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔

(۱۳): اے فرزند، اگر اتنا مال تیرے پاس نہ ہو کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ تو سلوک کر سکے اور اپنے برادران ایمانی پر صرف کر سکے تو ان کے ساتھ خوشخوئی و خوشروئی میں کمی مت کر۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے اخلاق کو اچھا رکھتا ہے نیک لوگ اس کو دوست رکھتے ہیں اور بُرے لوگ اُس سے کنارہ کش رہتے ہیں اور تو راضی رہ اُس پر جو کچھ خدا نے تیرے لئے مقدر فرمادیا ہے تاکہ ہمیشہ مسّرت و شادمانی کے ساتھ تو بسر کرے اور اگر تو چاہتا ہے کہ دُنیا کی تمام عزتیں تجھے حاصل ہو جائیں تو تو اُن چیزوں کی لالچ دل سے نکال دے جو دوسروں کے قبضہ میں ہیں اس لئے کہ اس مرتبہ پر نہ کوئی پیغمبر نہ کوئی صدیق پہنچا مگر یہ کہ اُس نے اُن چیزوں کی پرواہ نہ کی جو لوگوں کے اختیار میں تھیں۔

(۱۴): اے فرزند، جس سے بھی تو ملاقات کرے پہلے سلام اور مصافحہ کر بعد اس کے ہمکلام ہو۔

(۱۵): اے فرزند، جھگڑالو کے ساتھ مجادلہ مت کر اور نہ کسی دانا و عقلمند سے منازعت کر اور کسی رئیسی کے ساتھ دشمنی مت کر اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ ہمراہی اور ہم نشینی مت کر اور کسی فاسق سے برادرانہ رشتہ مت جوڑ اور کسی بدنام کی صحبت میں مت بیٹھ اور اپنے علم کو ضبط اور پوشیدہ رکھ جس طرح کہ اپنی دولت کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

(۱۶): اے فرزند، لوگوں کے ساتھ ان کے طریقہ کے خلاف اُن سے ہمنشینی مت کر اور ایسے امور کی اُن سے اُمید مت رکھ جو اُن پر دشوار ہو ورنہ ساتھی تجھ سے ہمیشہ متنفر رہیں گے اور دوسرے لوگ بھی کنارہ کش ہو جائیں گے پھر تو تنہا ہو جائے گا اور تیرا کوئی ساتھی نہ ہوگا جو تیرا مونس ہو اور نہ تیرا کوئی بھائی ہوگا جو تیرا مددگار ہو۔ اور جب تو تنہا ہو جائے گا ذلیل و خوار اور بیقدر ہوگا۔ ایسے شخص سے عذر خواہی مت کر جو تیرا عذر قبول نہ کرے اور کچھ تیرا حق اپنے اوپر نہ سمجھے اور اپنی حاجت برآئی میں کسی سے مدد مت طلب کر سوائے اُس کے جو اُس کام کے کرنے کی تجھ سے کچھ اُجرت لے۔ کیونکہ جب ایسا ہوگا تو وہ تیرے کام کو کرے گا۔ اس طرح جس طرح اپنے لئے کرتا ہے اس لئے اُس حاجت کے پورا ہونے کے بعد دنیائے فانی میں بھی اس کو کچھ فائدہ پہنچے گا اور آخرت میں بھی وہ ماجور و مثاب ہوگا لہٰذا وہ اُس حاجت برآئی میں کوشش کرے گا۔ اور تجھ کو چاہیئے کہ اپنے لئے رفیق اور احباب اگر تو اختیار کرے اور جن سے اپنے کاموں میں مدد چاہے وہ اہل مروت و صاحب مال و دولت اور اہل عقل و مالک عزت و عفت ہوں کہ اگر تو ان کو کوئی نفع پہنچائے تو وہ تیرا شکر کریں اور اگر تو ان سے جُدا ہو جائے تو وہ تجھے یاد کریں۔

(۱۷): اے فرزند، کسی جاہل کو کسی جگہ پیغام پہنچانے کے لئے مت بھیج اگر کوئی عاقل نہ ملے تو خود اپنا پیغام پہنچا۔

(۱۸): اے فرزند، گذشتہ زمانہ کے نیک لوگ دُنیا کے فریب میں آگئے تو اُن کے بعد والے اُس کے فریب سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔

(۱۹) : اے فرزند، جلسوں اور مجلسوں میں جا اور عبرت کی نگاہ سے نظر کر اگر تو دیکھے کسی جماعت کو جو یاد خدا کر رہی ہو اُن کے ساتھ بیٹھ کیونکہ اگر تو عالم ہے تو تیرا علم تجھ کو نفع پہنچائے گا اور تیرے علم میں اضافہ ہو گا اور اگر تو بے علم ہے تو اُن سے علم حاصل کرے گا۔ شاید رحمت خدا اُن پر نازل ہو اور وہ تجھ کو بھی گھیرے۔

(۲۰) : اے فرزند، لوگوں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ راہ و رسم قائم مت کر کہ جدائی اور دوری کا سبب بن جائے اور لوگوں سے علیٰحدگی بھی اختیار مت کر ورنہ تو خوار و ذلیل ہو جائے گا۔ ہر حیوان اپنی جنس کو دوست رکھتا ہے مگر انسان آپس میں ایک دُوسرے کو عزیز نہیں رکھتا اور لطف و احسان بہت زیادہ وسیع نہ کر مگر اس شخص کے ساتھ جو طالب ہو جس طرح بھیڑیئے اور بکری میں دوستی نہیں ہو سکتی نیک اور بد میں دوستی نہیں ہوتی۔ جو شخص بُرائی سے نزدیک ہوتا ہے ضرور اُس میں وہ بُرائی کچھ نہ کچھ پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح جو شخص کسی بدکار کا شریک و مصاحب ہوتا ہے اس کی برائیوں سے ضرور کچھ سیکھتا ہے۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا پسند کرتا ہے گالی کھاتا ہے۔ جو شخص بُروں کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تہمت لگائی جاتی ہے اور جو شخص بُروں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اُن کی بُرائیوں سے محفوظ نہیں رہتا اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا پشیمان ہوتا ہے۔

(۲۱) : اے فرزند، عقلمند عالموں کی صحبت اختیار کر اور اُن کے قریب بیٹھ اور اُن سے مجادلہ مت کر نا کہ وہ اپنا علم تجھ سے روک دیں۔

(۲۲) : اے فرزند، بادشاہوں کا قرب مت اختیار کر ورنہ تجھ کو وہ مار ڈالیں گے اور جو کچھ وہ کہیں اس کی اطاعت مت کر ورنہ تو کافر ہو جائے گا۔

(۲۳) : اے فرزند، فقیروں اور غریب مسلمانوں کے ساتھ ہمنشینی اختیار کر اور یتیموں کے لئے پدر مہربان بن کر رہ اور بیوؤں کے واسطے شفیق شوہر کے مانند ہونا۔

(۲۴) : اے فرزند، بزرگوں سے مشورہ کر اور کم عمر والوں سے مشورہ کرنے میں شرم کر۔

(۲۵) : اے فرزند، فاسقوں کے ساتھ ہر گز مصاحبت نہ کر کیونکہ وہ مثل کتوں کے ہیں اگر تیرے پاس کچھ پائیں تو کھالیں اور اگر نہ پائیں تو تیری مذمت کریں اور تجھ کو رسوا کریں اور اُن کی محبت ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہوتی۔

(۲۶) : اے فرزند، اپنے دشمن کے لئے تو کوئی حربہ تیار رکھے جس سے اُس کو زمین پر گرادے اور وہ حربہ یہ ہے کہ تو اُس سے مصافحہ کرے اور خوشنودی ظاہر کرتا رہے اور اس سے علیٰحدگی اختیار مت کر اور نہ دشمنی کا اظہار کرتا کہ جو کچھ وہ دل میں تیرے نقصان کی باتیں رکھتا ہو وہ تجھ پر ظاہر کردے۔

(۲۷) : اے فرزند، اپنے دشمن کے خلاف...... محرمات کے ترک سے، اپنے دین میں کسب فضیلت اور مروت کے ذریعہ سے اپنی مدد کر اور اپنے نفس کو معصیت الٰہی اور اخلاق ناپسندیدہ سے پاک رکھ کر اور اپنے راز کو پوشیدہ رکھ اور اپنے باطن کو نیک کر جب تو ایسا کرے گا تو خدا کے راز کے سبب تو اس سے بے خوف رہے گا کہ دشمن تیرے عیب سے خبردار ہو یا کوئی لغزش تجھ میں پائے اور اُس کے مکر و فریب سے بے خوف مت رہ ایسا نہ ہو کہ کسی حال میں تجھ غافل پائے اور تجھ پر غالب ہو جائے اور پھر کوئی عذر نہ قبول کرے اور چاہیئے کہ تو ہر حال میں اُس سے خوشنودی کا اظہار کرتا رہے۔

(۲۸) : اے فرزند، نیکوں کی دشمنی فاسقوں کی دوستی سے بہتر ہے کیونکہ اگر مومن صالح پر اگر تو ظلم کرے گا تو وہ تجھ پر ظلم نہیں کرے گا اور اگر اس کی بدخواہی کرے گا تو وہ تجھ سے راضی رہے گا اور فاسق اپنے ہی حق نعمت کی رعایت نہیں کرتا تو تیرے حق کی رعایت کب کرے گا۔

(۲۹) : اے فرزند، لوگوں کو تکلیف مت پہنچا ورنہ تجھ کو دشمن رکھیں گے اور اُن سے بُرائی مت لے ورنہ تجھ کو ذلیل سمجھیں گے اور بہت میٹھا نہ بن کہ تجھ کو کھالیں اور ایسا تلخ بھی نہ بن کہ تجھ کو دُور پھینک دیں۔

(۳۰) : اے فرزند، پہلے ساتھی پیدا کر پھر سفر کر۔

(۳۱): اے فرزند، جب کبھی تو کسی جماعت کے ساتھ سفر کرے اپنے معاملات میں اُن سے بہت مشورہ کرتا رہ اور ان کے معاملات میں بھی۔ اور اُن کے سامنے زیادہ متبسم مت رہ اور اپنے توشہ میں صاحب کرم رہ۔ جب وہ لوگ تجھ کو بلائیں تو اُن کے پاس جا۔ جب تجھ سے کسی کام میں مدد مانگیں اُن کی مدد کر اور تین باتوں میں اُن سے بڑھ کر رہنا۔ خاموشی میں۔ نماز کی ادائیگی میں اپنے اموال سے سخاوت و جوانمردی میں جو کچھ رکھتا ہو۔ جب وہ لوگ تجھ سے کسی حق کی گواہی کے خواستگار ہوں تو تو ان کا گواہ ہو جب تجھ سے مشورہ کریں تو اپنی رائے دینے میں ان کی بھلائی کی بہت زیادہ کوشش کر۔ اور رائے دینے میں جلدی مت کر جو اُن کے لئے تو پسند کرے جب تک کہ اُس میں تو خوب غور و خوض نہ کرے اور اُس مشورہ میں اپنا جواب اُس وقت تک مت دے جب تک تو وہاں سے اُٹھے۔ چلے پھرے سوئے نماز پڑھے اور ان تمام حالات میں اپنی فکر و حکمت کو اُن کے مشورہ میں صرف نہ کرے اس لئے کہ جو شخص کسی کے لئے اپنی نصیحت و خیر خواہی کو خالص نہیں کر لیتا خداوند عالم اس کی عقل کو سلب کر لیتا ہے اور امانت داری اُس سے زائل کر دیتا ہے۔

(۳۲): اے فرزند، میں نے پتھر و لوہا اور ہر وزنی چیز کو اُٹھایا اور برداشت کر لیا ہے لیکن کسی بوجھ کو ہمسایہ بد سے گراں تر نہیں پایا اور تلخ چیزوں کا مزہ میں نے چکھا ہے لیکن کسی چیز کو پریشانی اور دُنیا والوں کے سامنے محتاجی سے زیادہ تلخ نہیں پایا۔

(۳۳): اے فرزند، اگر تو کسی معاملہ میں بادشاہ کا محتاج ہو تو اُس سے بہت عاجزی اور خوشامد مت کرنا اور کوئی حاجت اُس سے مت طلب کرنا جب تک کہ اُس کا مناسب وقت اور موقع نہ آجائے اور وہ وقت وہ ہے جبکہ وہ تجھ سے خوش ہو اور اُس کا دل فکر و پریشانی سے خالی ہو اور تم دل تنگ نہ ہو اس سے کہ تو کوئی حاجت طلب کرے اور وہ پوری نہ ہو کیوں کہ اُس کا پُورا کرنا خدا کے اختیار میں ہے اور اُس کے لئے وقت معین ہوتا ہے جب وقت آجاتا ہے تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے لیکن خدا کی جانب لو لگا اور اُسی سے طلب کر اور دُعا کے وقت اپنی انگلیوں کو ذلت و عاجزی کے ساتھ حرکت دیتا رہ۔

(۳۴): اے فرزند، نیکی اس شخص سے کر جو اُس کا اہل اور مستحق ہو اور اس سے تیری غرض خوشنودی خدا ہو دُنیا کا فائدہ نہ ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے میں میانہ روی اختیار کر نہ کمی کر کہ تیرے پاس ہو اور تو نہ دے اور نہ زیادتی کر کہ خود دوسروں کو دے کر محتاج بن جائے۔

(۳۵): اے فرزند، سب سے بدتر پریشانی عقل کی پراگندگی ہے اور سب سے بڑی معصیّت، معصیّت دین ہے اور سب سے بدتر آفت، آفت ایمان ہے اور سب سے زیادہ نفع بخش دل کی توانگری ہے لہٰذا اپنے دل کو علم و یقین و اخلاق حسنہ سے توانگر بنا اور دُنیا کی روزی پر قناعت کر جو مل جائے اور خدا کے معین کئے ہوئے پر راضی رہ اس لئے کہ جو چوری یا لوگوں کے مال میں خیانت کرتا ہے خدا اُس سے روزی حلال کو روک دیتا ہے۔ جو اُس نے اُس کے لئے مقدر فرمایا ہے اور گناہ اُس کے لئے رہ جاتا ہے اگر جو شخص صبر کرتا ہے روزی حلال ان کو پہنچتی ہے اور دُنیا و آخرت کا عذاب اُس کے لئے نہیں ہوتا۔

(۳۶): اے فرزند، ہزار دوست بنا کیونکہ ہزار دوست کم ہیں اور ایک کو بھی دشمن نہ بنا کیونکہ ایک بھی دشمن بہت ہے۔

(۳۷): اے فرزند، جن اہل علم سے تو نے اخوت قائم کی ہے اور جن کو اپنا دوست بنایا ہے اگر وہ لوگ تیرے وفادار ہوں تو تجھ کو ان کی اصلاح کا خیال رہنا چاہیئے اور اگر وہ تجھ سے برگشتہ ہو جائیں تو اُن سے پرہیز کر کیونکہ اُن کی دشمنی سے بہ نسبت غیروں کی دشمنی کے تجھ کو بہت نقصان پہنچے گا کیونکہ جو کچھ وہ لوگ تیرے حق میں کہیں گے لوگ اس کی تصدیق کریں گے اس لئے کہ وہ لوگ تیرے حال سے واقف ہیں۔

(۳۸): اے فرزند، ضرور پرہیز کر دل تنگ ہونے سے۔ کج خلقی کرنے اور بے صبر ہونے سے اُن اُمور پر جو تو اپنے دوستوں سے دیکھے کیونکہ اس طرح دوستی قائم نہیں رہتی اور اپنے لئے معاملات میں تاخیر کرنا لازم قرار دے لے۔ کسی معاملہ میں بغیر اُس کے نتیجہ پر غور کئے

ہوئے جلدی مت کر اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی زحمت و تکلیف دہی پر صبر کر اور اپنے اخلاق کو تمام انسانوں کے لئے بہتر قرار دے۔

(۳۹): اے فرزند، اگر حکما و عقلا تجھ کو ماریں اور آزار پہنچائیں تو تیرے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جاہل و نادان تجھ کو تیل و خوشبو کی مالش کریں۔

(۴۰): اے فرزند، ایسے امر کو مت طلب کر جس پر تجھ کو قدرت نہ ہو اور اُس کے اسباب حاصل نہ ہوں اور ایسے امر کو ترک کر جس کے حصول کا امکان ہو اور اس کے اسباب تجھ کو حاصل ہوں تاکہ تیری رائے غلط نہ ہو اور تیری عقل ضائع نہ ہو۔

(۴۱): اے فرزند، ایسے امر کے حصّول میں جس سے تجھ کو نفع پہنچے بہت محنت و تکلیف کو کم سمجھ اور ایسے امر کے ارتکاب میں جس سے تجھ کو نقصان کا اندیشہ ہو تھوڑی محنت کو بھی بہت شمار کر۔

(۴۲): اے فرزند، پریشانی اُس مال سے بہتر ہے جس کو تو ظلم سے حاصل کرے اور ظالم ٹھہرے۔

(۴۳): اے فرزند، تجھ سے پہلے لوگوں نے اپنے اہل و عیال کے لئے مال جمع کئے تو نہ وہ خود باقی رہے نہ وہ مال باقی رہا جو کچھ جمع کیا تھا اور نہ وہی لوگ باقی رہے جن کے واسطے جمع کیا تھا۔ اور تو ایک بندۂ مزدور ہے کہ تجھ کو چند کاموں کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے لئے کچھ اُجرت مقرر کی گئی ہے لہٰذا اپنا کام کر اور اپنی مزدوری لے اور اس دُنیا میں اُس بھیڑ کی طرح مت رہ جو کسی چراگاہ میں جا پڑتی ہے تو خوب کھا کھا کر موٹی ہو جاتی ہے تو اس کو اس کی موٹائی کی وجہ سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کی موت کا سبب اُس کی فربہی ہوتی ہے لیکن گذر دُنیا سے اُس پل کی طرح جو کسی دریا پر بنایا گیا ہو جس پر تو گذرتا ہے اور کبھی اُس پر واپس نہیں آتا۔ اور اپنی دُنیا کو آباد مت کر کیونکہ تجھ کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور سمجھ لے کہ جب تو قیامت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ تو چار چیزوں کے بارے میں تجھ سے سوال ہو گا۔

تیری جوانی کے بارے میں کہ کس چیز میں تونے ختم کی۔ تیری عمر کے بارے میں کہ کس مشغلہ میں فنا کیا۔ تیرے مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کس طرح صرف کیا۔ پس ان باتوں کے جواب کے لئے تیار رہ اور جو کچھ دُنیاوی مال و متاع ضائع ہو جائے اُس کا غم کبھی مت کر کیونکہ تھوڑا مال باقی نہیں رہتا اور زیادہ کے وبال سے بے خوف و مطمئن نہ رہنا چاہیئے۔ لہٰذا ہمیشہ دُنیا کے شر سے پرہیز رکھ اور آخرت کے کاموں میں مشغول رہ اور غفلت کا پردہ اپنی آنکھوں سے ہٹا دے اور اپنے کو اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی نیکیوں میں داخل کر۔ اور ہر وقت دل میں توبہ کرتا رہ اور کوشش کر وامور نیک کی تحصیل میں جب تک تجھ کو مہلت ہے قبل اس کے کہ تو ارادہ کرے اور قضائے الٰہی تیری طرف متوجہ ہو اور کارکنان قضا و قدر تیرے اور تیرے ارادوں کے درمیان حائل ہوں۔

(۴۴): اے فرزند، حسد سے پرہیز کر اور اس کو اپنی شان کے لائق اور اپنا عمل مت قرار دے اور دُنیا والوں کے ساتھ بدی کرنے سے گریز کر اور اُس کو اپنی خواہش مت بنا۔ کیونکہ ان دونوں خصلتوں سے تو سوائے اپنے نفس کے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا اور جب تونے خود اپنی ذات کو نقصان پہنچایا تو تونے اپنے دشمن کی کارسازی خود ہی کی، اس لئے کہ اپنی ذات سے تیری دشمنی تیرے لئے بہت زیادہ نقصان وہ ہے بہ نسبت دوسروں کی دشمنی کے۔

(۴۵): اے فرزند، بدی سے دوری اختیار کر تاکہ وہ خود تجھ سے دوری اختیار کرے۔

(۴۶): اے فرزند، خدا سے ڈر جو ڈرنے کا حق ہے اور اُس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور امید رکھ خدا سے مگر ایسی امید نہیں کہ تو اُس کے عذاب سے بے خوف ہو جائے۔

(۴۷): اے فرزند، اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھ کیونکہ ہلاکت اُس کی خواہشوں میں ہے۔

(۴۸): اے فرزند، ہر روز نیا روز ہوتا ہے جو وہ خداوند عالم کے نزدیک تیرے اعمال کی گواہی دے گا۔

(۴۹): اے فرزند، اپنی اطاعت کو خالص قرار دے اور کسی معصیت سے اس کو آلودہ نہ ہونے دے اور اپنی اطاعت کو اہل حق کی متابعت سے زنیت دے اس لئے کہ اہل حق کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اُس کو علم و دانائی کے ساتھ زنیت دے اور بردباری سے اپنے علم کی حفاظت کر جس میں کوئی حماقت نہ ہو اور اپنے علم کو جمع کر نرمی کے ساتھ جس میں کوئی بیوقوفی اور بے عقلی شامل نہ ہو اور اُس کے دروازہ کو مضبوط کر دُور اندیشی سے جس کے ساتھ بردباری نہ ہو اور اپنی دُور اندیشی کو لطف کے ساتھ مخلوط کر جس میں سختی و درشتی نہ ہو۔

(۵۰): اے فرزند، احسان کر اُس کے ساتھ جو تیرے ساتھ بدی کرے اور دُنیا کو بہت مت حاصل کر کیونکہ تجھ کو اُس سے نکل جانا ہے اور دیکھ کہ وہاں سے تو کہاں جاتا ہے۔

(۵۱): اے فرزند، لوگوں پر اپنے تیئں ایسا ظاہر کر گویا کہ تیرا دل فاجر و بدکار ہے اور تو خدا کے قہر و غضب سے خوفزدہ ہے۔

(۵۲): اے فرزند، جہنم کی آگ قیامت کے روز ہر شخص کو گھیرے گی اور کوئی شخص نجات نہیں پائے گا سوائے اُس شخص کے جس پر خدا رحم فرمائے۔

(۵۳): اے فرزند، لوگوں کی جانیں اُن کے کردار کے عوض گرد ہیں، لہٰذا اُن پر اُن کے دلوں اور ہاتھوں کے گناہوں کے سبب وائے ہو۔

(۵۴): اے فرزند، توبہ کرنے میں دیر نہ کر کیونکہ موت بغیر خبر و اطلاع کے آتی ہے اور کسی کی موت پر طعنہ زن نہ ہو کیونکہ موت تجھے بھی آئے گی اور اُس شخص کا مذاق مت اڑا جو کسی بلا میں مبتلا ہو جائے اور اپنی نیکی و احسان لوگوں سے مت قطع کر۔

(۵۵): اے فرزند، جب تک شیطان دُنیا میں ہے گناہوں سے مطمئن مت ہو۔

(۵۶): اے فرزند، غصّہ کے وقت اپنے کو سنبھال تاکہ تو جہنم کا کندہ نہ بنے۔

(۵۷): اے فرزند، جو شخص کہتا ہے کہ مجھے بخش دے تم اُس کو نہیں بخشتے اور نہیں مُعاف کرتے مگر اُس شخص کے گناہ کو جو اپنے پروردگار کی فرمانبرداری پر عمل کرتا ہے۔

(۵۸): اے فرزند، خدا سے ڈر جو ڈرنے کا حق ہے اگر تو جن وانس کی نیکیوں کے برابر نیکیاں رکھتا ہو اور موقف حساب پر آجائے تو ڈرتا رہ کہ تجھ پر عذاب کریں گے اور خدا سے امیدوار رہ اس طرح کہ اگر تو جن وانس کے گناہوں کے برابر گناہ لے کر محشر میں آئے تب بھی خدا تجھ کو بخش دے گا۔ یہ سُن کر آپ کے فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار میں ایسی طاقت کہاں سے لا سکتا ہوں کہ امید و خوف کو ایک جگہ جمع کر دوں حالانکہ میرے سینہ میں صرف ایک ہی دل ہے فرمایا کہ اے فرزند اگر دل مومن باہر نکال کر شگافتہ کیا جائے تو یقیناً اس میں سے دو نور نکلیں گے۔ ایک نور خدا سے خوف کا دوسرا خدا سے امید کا اگر دونوں کو وزن کیا جائے تو ایک ذرّہ کے برابر دونوں میں سے کوئی نہ زیادہ ہوگا نہ کم، لہٰذا جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اُس کے ارشادات کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص تصدیق کرتا ہے وہ اُس کے ارشادات پر عمل کرتا ہے اور جو شخص عمل نہیں کرتا تو یقیناً اُس نے ارشادات الٰہی کو باور نہیں کیا کیوں کہ ان اخلاق میں سے بعض گواہی دیتے ہیں بعض کی پس جو سچے دل سے خدا پر ایمان لایا ہے وہ خلوص سے خدا کے لئے طلب خیر میں عمل کرے گا اور جو شخص اس طرح عمل کرتا ہے تو وہ در حقیقت خدا پر ایمان لایا ہے اور جو شخص اطاعت خدا کرتا ہے وہ خدا سے ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اُس کو دوست رکھتا ہے اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے اُس کے حکم کی تابعداری کرتا ہے اور جو شخص پیروی کرتا ہے بہشت اور خدا کی خوشنودی کا مستحق ہوتا ہے اور جو شخص خوشنودی کا طالب نہیں ہوتا تو اُس پر خدا کا غضب آسان ہو جاتا ہے اور میں غضب خدا سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

(۵۹): اے فرزند، جب تو دیکھے اپنے ساتھیوں کو کہ پیدل چل رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تو بھی پیدل روانہ ہو اور جب وہ کسی کام میں مشغول ہوں تو بھی ان کا شریک ہو اور جب کوئی تصدیق کریں یا کسی کو قرض دیں تو بھی اُن کے ساتھ شامل رہ اور اُس کی بات سُن جس کی عمر تجھ سے زیادہ ہو اور جب تجھ کو کسی کام کے لئے کہیں یا تجھ سے کچھ مانگیں تو انکار مت کر۔ کیونکہ انکار نفس کی خرابی اور عجز کی دلیل ہے اور جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو قیام کر لو اور

اگر اس میں شک ہو کہ کونسا تمہارا راستہ ہے تو کھڑے ہو جاؤ اور آپس میں مشورہ کرو اور اگر ایک شخص کو دیکھو اور اُس سے منزل کا حال پوچھو تو اُس کے کہنے پر بھروسہ مت کرو کیونکہ ایک شخص جنگل میں انسان کو شک میں مبتلا کرتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص چوروں کا جاسوس ہوتا ہے یا کوئی شیطان ہوتا ہے جو چاہتا ہے کہ تم کو راہ میں حیران و سرگردان کرے اور دو شخصوں سے بھی پرہیز کرو لیکن اگر ان میں سچائی کی کچھ علامتیں پاؤ جو میں نہیں بتا سکتا تو اُن پر اعتماد کرو کیونکہ عقل جب اپنی آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتی ہے تو حق اس سے حاصل کر لیتی ہے اور جو موجود ہوتا ہے وہ موقع کے حالات جو ملاحظہ کرتا ہے اور وہ شخص جو غائب ہوتا ہے وہ نہیں دیکھتا اور نہ سمجھ سکتا ہے۔

(٦٠): اے فرزند، مصاحب بد سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک ساتھی بہتر ہے۔

(٦١): اے فرزند، جو شخص تیرے ساتھ نیکی کرے تو اُس کے بدلے اُس کے ساتھ نیکی کر۔ اور جو شخص تیرے ساتھ بدی کرے اُس کو اُس کی بدی پر چھوڑ دے۔ کیونکہ جو کچھ تو اُس کے لئے کرے گا وہ اُس سے بھی بدتر خود اپنے لئے کرتا ہے جو کہ تو اُس کے لئے نہیں کر سکتا۔

(٦٢): اے فرزند، روزے اس قدر رکھو کہ تیری خواہشیں دور ہو جائیں۔ نہ اتنا کہ تجھ میں نماز کی طاقت نہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک روزے سے زیادہ محبوب نماز ہے۔

(٦٣): اے فرزند، زیادہ سے زیادہ دوست بنا اور دشمنوں کے شر سے بے خوف مت رہ کیونکہ اُن کے سینوں میں کینہ اُسی طرح پوشیدہ رہتا ہے جسطرح زمین کے اندر پانی چھپا ہوا ہے۔

(٦٤): اے فرزند، جب نماز کا وقت آجائے تو کسی کام کے سبب سے اس کو تاخیر میں مت ڈال پہلے نماز پڑھ لے اور اُس سے مطمئن ہو لے کیونکہ نماز اصل دین ہے اور نماز جماعت کو ترک مت کر اگرچہ بر سر نیزہ تو ہو اور سواری چوپایہ پر مت سو کیونکہ جلد اُس کی پیٹھ پر زخم ہو جاتا ہے اور یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے ہاں اگر کجادہ میں تو چاہے تو سو رہ مگر اپنے جسم کے

جوڑ بند کو سیدھا رکھ اور جب منزل کے نزدیک تو پہنچے تو چاہیئے کہ سواری سے اُتر آ اور منزل تک پیدل جا، وہاں پہنچ کر اپنے کھانے پینے سے قبل جانوروں کو چارہ دے۔ اور جب تو قیام کرنا چاہے تو ایسی زمین اختیار کر جو زیادہ خوش رنگ اور اُس کی مٹی زیادہ نرم اور گھاس زیادہ ہو اور جب تو منزل کرے تو قبل اس کے کہ تو بیٹھے دو رکعت نماز پڑھ لے اور جب رفع حاجت کے لئے تو جائے تو لوگوں سے بہت دور جا اور جب منزل سے روانہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کے اُس زمین کو وداع کر اور اُس زمین اور وہاں کے رہنے والوں پر سلام کر کیونکہ زمین کے ہر ٹکڑے پر کچھ ملائکہ ہوتے ہیں اور ممکن ہو تو جب تک کچھ صدقہ نہ دے لے کھانا مت کھا۔ اور چاہیئے کہ جب تک تو سوار رہے تلاوت کتاب خدا کرتا رہے اور تسبیح و ذکر خدا ہر کام کے ساتھ کرتا رہ اور جب کام سے تجھ کو فراغت ملے تو چاہیئے کہ تو دُعا کرے اور کبھی رات کے ابتدائی حصّہ میں سفر کیلئے مت روانہ ہو بلکہ تجھ کو نصف شب سے آخر تک چلنا چاہیئے اور ہر گزر راہ میں اپنی آواز بلند مت کر۔

(٦٥): اے فرزند، پرہیز گاری خدا کو ایک تجارت سمجھ جس کا فائدہ تجھ کو پہنچے گا بغیر اس کے کہ تو سرمایہ رکھتا ہو اور جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو پہلے سے کچھ صدقہ بھیج دے جو اُس کو مٹا دے۔

(٦٦): اے فرزند، کس نے خدا کی اطاعت کی جس کی خدا نے مدد نہ کی اور کس نے خدا کو تلاش کیا کہ نہ پایا اور کس نے خدا کو یاد کیا کہ خدا نے اسکو یاد نہ کیا اور کس نے خدا پر بھروسہ کیا کہ اس کو خدا نے دُوسرے پر چھوڑ دیا اور کس نے خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی کہ خدا نے اس پر رحم نہ کیا۔

(٦٧): اے فرزند، چاہیئے کہ وہ شخص عبرت حاصل کرے جس کا یقین خدا کی رزاقیت پر کم ہو اور اس کی نیت طلب روزی میں کمزور ہو اس لئے کہ خدا اس کو عدم سے عالم وجود میں لایا اور تین ایسی حالتوں میں اس کو روزی پہنچائی جن میں سے کسی ایک حالت میں اس کا کوئی وسیلہ و ذریعہ حصول روزی کا نہ تھا۔ لہٰذا اس کو یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ اس کو چوتھی حالت

میں بھی روزی دے گا۔ ان تین حالتوں میں سے پہلی وہ ہے کہ خدا نے اس کو رحم مادر میں روزی پہنچائی نہ کہ گرمی نے اور دوسری وہ حالت جبکہ اس کو رحم مادر سے باہر لایا، اور روزی کو اس کے لئے اس کی ماں کے پستان کی پاکیزہ نہر سے جاری کیا جو اس کے لئے کافی تھی۔ اس کی اُس حالت میں تربیت کی اور نشو و نما فرمائی بغیر اس کے کہ اس کا کوئی جبلہ و ذریعہ ہو اور اس کو کسب معاش کی طاقت اور حصول نفع و دفع ضرر کی قوت دی ہو اور تیسری حالت وہ تھی جبکہ اس کی دودھ کی روزی ختم کی تو ماں باپ کی کمائی سے اس کو رزق پہنچایا جو اپنی خوشی اور نہایت شفقت و مہربانی کے ساتھ اس پر صرف کرتے رہے اور اس کو اکثر و بیشتر اپنی ذات پر مقدم کرتے رہے یہاں تک کہ عاقل و بزوگ ہو کر روزی حاصل کرنے کے قابل ہوا اور حالات کو اپنے اوپر تنگ کر لیا اور اپنے پروردگار کی جانب گمان بد کرنے لگا اور اپنے مال سے حقوق الٰہی ادا کرنے میں انکار کرنے لگا اپنے اور اپنے اہل و عیال پر کمی کے خوف سے اور عدم یقین کے سبب روزی تنگ کرنے لگا، باوجود اس کے کہ جو کچھ وہ رضائے الٰہی کی راہ میں صرف کرتا ہے خدا اس کو دُنیا و آخرت میں اس کا عوض عطا فرماتا ہے تو ایسا بندہ کیا برا بندہ ہے۔

(۶۸): اے فرزند، تجھ کو کوئی شخص امانت سپرد کرے تو اس کو اُسی طرح واپس کرنا تا کہ تیری دُنیا و آخرت محفوظ رہے اور تو امین بننا تا کہ تو انگر و بے نیاز رہو۔

(۶۹): اے فرزند، ہر چیز کے لئے ایک علامت ہے جس سے وُہ چیز پہچانی جاتی ہے اور وُہ علامت اُس چیز کے لئے گواہی دیتی ہے اور دین کے لئے بھی تین علامتیں ہیں ایمان، علم اور عمل، ایمان کی تین علامتیں ہیں۔ خدا کی تصدیق، پیغمبران خدا کی تصدیق اور کتاب ہائے کی تصدیق، اور علم کی بھی تین علامتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ اپنے خدا کو پہچانے اور یہ معلوم ہو کہ خدا کس عمل کو دوست رکھتا ہے اور یہ کہ کس عمل کو ناپسند کرتا ہے اور علم پر عمل کرنے والے کی تین علامتیں ہیں، نماز، روزہ اور زکوۃ۔ جو شخص دروازہ علم اپنے اُوپر بند کر لیتا ہے اور عالم نہیں ہوتا اس کی بھی تین علامتیں ہیں اُس شخص سے جھگڑا کرتا ہے جو اس سے زیادہ عقلمند ہے اور چند چیزیں ایسی بیان کرتا ہے جو اس کی استعداد و حیثیت سے بلند ہوتی ہیں باوجود اس کے

کہ ان کے خلاف کرتاہے اور اپنے سے کمزوروں پر ظلم کرتا ہے اور ظالموں کی اعانت کرتاہے۔ منافقوں کی تین علامتیں ہیں اُس کی زبان اس کے دل سے موافق نہیں ہوتی اور اس کا دل اس کے کردار سے موافق نہیں ہوتا اور اُس کا ظاہر باطن سے موافق نہیں ہوتا۔ گنہگار کی تین علامتیں ہیں، لوگوں کے مال میں خیانت کرتاہے، جھوٹ بولتاہے اور جو کچھ کہتا ہے اُس کے خلاف کرتاہے۔ ریاکار کی تین علامتیں ہیں، تنہائی میں عبادت الٰہی میں سستی کرتاہے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتاہے تو عبادات میں بیحد آمادگی و انہماک کا اظہار کرتاہے اور جو کچھ کرتاہے اس لئے کرتاہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ حسد کرنیوالے کی تین علامتیں ہیں، لوگوں کی پیٹھ پیچھے برائیاں کرتاہے اور سامنے چاپلوسی کرتاہے اور جب لوگوں پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خوش ہوتاہے۔ فضول خرچ کی تین علامتیں ہیں، وہ چیزیں کھاتاہے جو اُس کی حیثیت سے زیادہ ہیں اور ایسا ہی لباس بھی پہنتاہے اور لوگوں کو اپنی حیثیت سے زیادہ کھلاتا بھی ہے۔ کاہل کی تین علامتیں ہیں، کار خیر میں سستی کرتاہے اور پیچھے ڈال دیتاہے جب تک وہ ڈرایا نہ جائے اور اس قدر کاہلی کرتاہے کہ وہ کام ضائع ہو جاتاہے اور خود گنہگار ہوتاہے۔ غافل کی تین علامتیں ہیں، عبادات میں سہو و شک کرنا، یاد خدا سے غفلت برتنا اور کار خیر کو بھول جانا۔

(۷۰): اے فرزند، ہمیشہ امین رہ کیونکہ خیانت کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔

(۷۱): اے فرزند، امین بن تاکہ لوگوں کے مال سے تو بے نیاز رہے۔

(۷۲): اے فرزند، یتیم کے مال کو مت کھا ورنہ قیامت میں تو رسوا ہوگا اور اُس روز تجھ کو اُس مال کو واپس دینے پر مجبور کیا جائے گا مگر تو اُس جگہ نہ رکھتا ہوگا۔

(۷۳): اے فرزند، علم اس لئے مت حاصل کرو کہ تو اس کے ذریعہ سے علماو عقلمندوں پر فخر کرے، یا بیوقوفوں اور نادانوں سے جھگڑا کرے یا مجلسوں میں تو خود نمائی اور ناز کرے اور ان امور سے نفرت کے لئے ترک علم بھی مت کر۔

(۷۴): اے فرزند، جو تو نہیں جانتا علماء سے حاصل کر اور جو کچھ تو جانتا ہے اُسے لوگوں کو تعلیم دے۔

(۷۵): اے فرزند، بات کم کر اور خدا کو ہر مقام پر یاد کر کیونکہ خدا نے تجھ کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور تجھ کو دانا وبینا قرار دیا ہے۔

(۷۶): اے فرزند، لوگوں سے نصیحت حاصل کر اس لئے کہ لوگ تجھ سے نصیحت لیں۔اور چھوٹی بلا پر متنبہ ہو جا۔ قبل اس کے کہ کوئی بڑی بلا تجھ پر آئے اور تو اس کا تدارک نہ کر سکے۔

(۷۷): اے فرزند، بے عقل پر نصیحت و موعظہ دشوار ہوتا ہے جس طرح بوڑھے آدمی کو بلندی پر چڑھنا دشوار ہوتا ہے۔

(۷۸): اے فرزند، راز کو اپنی زوجہ سے مت بیان کر اور اپنے گھر کے دروازہ کو اپنی نشستگاہ مت قرار دے۔

(۷۹): اے فرزند، عورت ٹیڑھی ہڈی سے خلق ہوئی ہے اگر تو اُس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اگر اسی کی حالت پر تو چھوڑ دے تو وہ ٹیرھی ہی رہے گی۔ اُن کو آزاد مت کردے کہ وہ گھر سے باہر جائیں۔ پس اگر وُہ نیکی کریں تو قبول کر اور بدی کریں تو صبر کر کیونکہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ عورتوں کی چار قسمیں ہیں دو شائستہ اور دو ملعونہ۔ شائستہ میں ایک وہ قسم ہے جو اپنی قوم میں شریف و عزیز ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے لئے ذلیل۔ اگر شوہر اس پر لطف و مہربانی کرتا ہے تو وہ خوش ہوتی ہے اگر وہ تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے تو صبر کرتی ہے۔ تھوڑا مال بھی اس کے نزدیک بہت ہوتا ہے۔ دوسری قسم نیک عورت کی یہ ہے کہ اُس کے اولاد زیادہ ہوتی ہے وہ شوہر کو دوست رکھتی ہے اور اُس کی بہتری چاہتی ہے۔ شوہر کے عزیزوں اور بچوں سے مثل مادر مہربان کے محبّت کرتی ہے اور بزرگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہے۔ بچوں پر رحم کرتی ہے اور شوہر کے اُن بچوں کو عزیز رکھتی ہے جو دوسری عورت کے بطن سے ہوتے ہیں۔ اپنی اور گھر و مال اور بچوں کی اصلاح کرنے والی ہوتی ہے۔

اگر شوہر اُس کے سامنے ہے تو ہر کام میں اس کی مدد کرتی ہے اگر موجود نہیں ہوتا تو ہر حال میں اس کی رعایت کا خیال رکھتی ہے۔ایسی عورت تو گرد سُرخ کی طرح نایاب ہے اور زہے قسمت اس شخص کی جس کو ایسی عورت نصیب ہو۔اور اُن دونوں ملعونہ عورتوں میں سے ایک قسم وُہ ہے کہ اپنے کو بہت بڑا سمجھتی ہے مگر اپنی قوم میں ذلیل ہوتی ہے۔اگر شوہر اس کو کچھ دیتا ہے تو غصّہ کرتی ہے اگر نہیں دیتا تو عتاب کرتی ہے لہٰذا شوہر اُس کے افعال سے شرمندہ اور آزاری اور ہمسائے تکلیف و پریشانی میں رہتے ہیں۔پس وہ مثل شیر کے ہے اگر تو اُس کے ساتھ رہے تو وہ کھا جائے گی اور اگر اُس سے تو گریز کرے تو مار ڈالے گی۔اور ملعونہ کی دُوسری قسم وہ ہے کہ جلد غصّہ میں آجاتی ہے اور بہت جلد رونے لگتی ہے اگر اس کا شوہر موجود ہوتا ہے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔اگر وہ موجود نہیں ہوتا تو اس کو رسوا و بدنام کرتی ہے۔ایسی عورت زمین شور کے مانند ہے۔اگر اس میں تو پانی ڈالے تو وہ جذب ہو جائے گا اور کچھ فائدہ نہ بخشے گا اگر پانی تو اس میں نہ دے تو پیاسی رہے گی۔اگر ایسی عورت کے کوئی فرزند پیدا ہو تو اُس سے تو کوئی فائدہ نہ پائے گا۔

(۸۰): اے فرزند، کسی کنیز سے عقد مت کر ایسا نہ ہو کہ اُس سے کوئی فرزند پیدا ہو تو وہ تیرے مقابلہ میں اس کو فروخت کر ڈالے۔

(۸۱): اے فرزند، اگر عورتوں کو چکھتے اور کھاتے جس طرح دوسری چیزوں کو چکھتے اور کھاتے ہیں تو کوئی شخص بُری عورت کو اپنی زوجیت میں نہ لاتا۔

(۸۲): اے فرزند، یاد رکھ کہ تجھ کو کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈال دیں گے اور جو کچھ تو نے کیا ہے سب وہاں تو دیکھے گا۔

(۸۳): اے فرزند، غور کر کہ ایسے شخص کے مکان میں تو کیونکر رہ سکتا ہے جبکہ تو نے اُس کی نافرمانی کی اور اُس کو برافروختہ کیا ہو۔

(۸۴): اے فرزند، کسی کو اپنی ذات پر اختیار مت کر اور مال اپنے دشمنوں کے لئے ترکہ میں

مت چھوڑنا۔(چونکہ صاحب مال کے عموماً لوگ دشمن ہوتے ہیں اور اس کی اولاد بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ چاہتی ہے کہ جلد باپ کو موت آئے تاکہ اُس کا مال وزر میراث میں حاصل ہو۔اور جب یہ خواہش پوری ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ اولاد اپنے عیش وراحت کی فکر میں پڑ جاتی ہے اور مرحوم باپ کو جس کے مال کے سبب سے اُس کا آرام حاصل ہوا ہے بھول جاتی ہے اور اس کے لئے کبھی کار خیر کا خیال بھی نہیں آتا)۔

(۸۵): اے فرزند، جو شخص یہ کہتا ہے کہ شر وفساد کو شر وفساد کے ذریعہ مٹایا جا سکتا ہے غلط کہتا ہے اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ سچ کہتا ہے تو آگ جلا کر دیکھے کہ آگ آگ کو بجھاتی ہے، ہر گز نہیں بلکہ صبر ونیکی آتش شر وفتنہ کو بجھاتی ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔

(۸۶): اے فرزند، اُس پر رحم مت کر جس پر تو ظلم کر رہا ہے بلکہ اپنے اوپر رحم کر کیونکہ اُس ظلم کا ضرر تو اپنی ذات کو پہنچا رہا ہے۔اور جب تجھ کو تیری طاقت کسی پر ظلم کرنے کی دعوت دے تو اپنے اوپر خدا کی طاقت کو یاد کر۔

(۸۷): اے فرزند، ہر گز فخر وغرور وتکبّر نہ کر ورنہ جہنم میں شیطان کا ہمسایہ ہوگا اور تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تیرا آخری مقام قبر ہے۔

(۸۸): اے فرزند، لوگ عذاب سے کیونکر نہیں ڈرتے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ روز بروز اُن کی حالت پست ہوتی رہتی ہے اور کیونکر خدا کے وعدے موت کے لئے تیار وآمادہ نہیں رہتے حالانکہ اُن کی عمر تیزی سے آخر کو پہنچ رہی ہے۔

(۸۹): اے فرزند، اگر موت میں تجھ کو شک ہو تو نیند اپنے سے الگ کر دے۔اور تو یہ نہیں کر سکتا اور اگر تجھ کو مرنے کے بعد زندہ ہونے میں شک ہو تو خواب سے بیداری کو اپنے سے دُور کر دے لیکن تو ہر گز دور نہ کر سکے گا لہٰذا جب ان دونوں حالتوں پر غور کرے گا تو تو جان لے گا کہ تیری جان دُوسرے کے اختیار میں ہے تو خواب بمنزلہ مرگ ہے اور بیداری موت کے بعد مبعوث ہونے کے مانند ہے۔

(۹۰): اے فرزند، افسوس اُس شخص پر جو فخر و غرور کرتا ہے کیونکر اپنے کو بزرگ سمجھتا ہے حالانکہ حالانکہ خاک سے پیدا ہوا ہے اور اس کی بازگشت خاک کی طرف ہے اس کے بعد وہ نہیں جانتا کہ بہشت میں جائیگا اور فائز و کامیاب ہوگا یا جہنم میں پہنچے گا اور خسارہ و نقصان میں رہے گا۔ اور کوئی شخص کیونکر تکبّر کرتا ہے حالانکہ دو مرتبہ پیشاب کے مقام سے نکلا ہے۔

(۹۱): اے فرزند، کیونکر فرزند آدمؑ کو نیند آجاتی ہے حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے اور کس طرح وہ موت سے غافل ہو جاتا ہے حالانکہ وُہ اس سے غافل نہیں ہے۔ جب پیغمبران خدا اور اس کے دوست اور برگزیدہ لوگ موت سے نہیں بچے تو اُن کے بعد کون دُنیا میں ہمیشہ رہے گا۔

(۹۲): اے فرزند، اپنے مہربان باپ کی وصیّت قبول کر اور عمل نیک میں جلدی کر قبل اس کے تجھ کو موت آئے اور قبل اس کے قیامت میں پہاڑ گر پڑیں اور آفتاب و ماہتاب ایک جگہ جمع ہوں اور حرکت کرنے سے باز رہیں اور آسمانوں کو تہہ کر دیں اور صفوف ملائکہ خوفزدہ زمین پر آئیں اور تجھ کو صراط پر گذرنے کو کہا جائے۔ اُس وقت تو اپنے عمل کو دیکھے گا اور ترازو اعمال تولنے کے لئے قائم کی جائے گی اور خلائق کے اعمال کا دفتر کھولا جائے گا۔

(۹۳): اے فرزند، سات ہزار کلمات حکمت میں نے تجھ کو تعلیم دیئے، تو اگر چار کلمات یاد رکھے تو وہ تیرے لئے کافی ہیں اگر تو اُن پر عمل کرے۔ اوّل یہ کہ اپنی کشتی کو مضبوط بنا کیونکہ دریا بہت عمیق ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنا بار ہلکا کر کیونکہ جو راستہ تجھے درپیش ہے اُس سے گذرنا بہت دشوار ہے۔ تیسرے یہ کہ زادراہ زیادہ رکھ کیونکہ تیرا سفر بہت لانبا ہے۔ چوتھے یہ کہ اپنے اعمال کو خالص کر کیونکہ عمل کا قبول کرنے والا بہت دانا و بینا ہے۔

ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ کے حکم سے بیت الخلا کے دروازوں پر لکھا گیا تھا کہ پاخانے میں دیر تک بیٹھے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

حضرت اسمٰعیل اور طالوت و جالوت کے حالات

روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل نے بے حد گناہ کئے اور دین خدا میں تغیر پیدا کر دیا اور خدا کے حکم سے سرتابی کی اور اپنے پیغمبر کی جو اُن کو امر و نہی کرتا تھا اطاعت نہ کی تو خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور اُس نے جالوت کو جو قبطی بادشاہوں میں سے تھا اُن پر مسلط کیا۔ جب جالوت بنی اسرائیل پر غالب ہوا اور اُس نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو ذلیل کیا اور مردوں کو قتل کیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا۔ ان کی عورتوں کو کنیز بنایا، ان کے مال واسباب چھین لئے۔ تب وہ لوگ خدا کے رسول کے پاس پناہ لے گئے اور فریاد کی کہ خدا سے سوال کریں کہ وہ ایک بادشاہ ہمارے لئے بنادے جس کے ساتھ ہم کافروں سے راہ خدا میں جہاد کریں۔ بنی اسرائیل میں پیغمبری اور بادشاہی الگ الگ تھی خدا نے حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں دونوں کو ایک ذات میں جمع فرمادیا۔ بادشاہ وہ ہوتا تھا جو لشکر کے ساتھ جہاد کرتا اور پیغمبر اُس کے معاملات کا انتظام کرنے والا ہوتا اور خدا کی جانب سے خبریں اس کو پہنچاتا۔ اسی لئے بنی اسرائیل نے جالوت کے زمانہ میں اپنے پیغمبر سے ایک بادشاہ کی خواہش کی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں وفا، سچائی اور جہاد کی رغبت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے عرض کی ہم جہاد کیوں نہ کریں گے جبکہ ان (ظالموں) نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال دیا اور ہم کو ہمارے اہل وعیال سے جدا کر دیا ہے تو خداوند عالم نے طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا تب وہ کہنے لگے۔ کہ طالوت ایسا مرتبہ کہاں رکھتا ہے کہ ہمارا بادشاہ

ترجمہ، بھلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے موسیٰ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ لڑنے سے پہلو تہی کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم راہ خدا میں کیوں نہ لڑیں گے جب کہ ہم وطن سے (خارج) اور بال بچوں سے جدا کر دیئے گئے۔ لیکن جب ان کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے۔ اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے

﴿٢٤٦﴾ سورة البقرة

بنے۔ وہ نہ پیغمبروں کے خاندان سے ہے نہ بادشاہی خاندان سے اور پیغمبر لاوی کے خاندان سے اور بادشاہ یہودا کے خاندان سے ہوا کرتا ہے اور وہ بنیامین کی اولاد سے ہے۔ پیغمبر نے فرمایا خدا نے اس کو جسم و شجاعت و دانائی عطا فرمائی ہے۔ اور بادشاہی خدا کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے تم لوگوں کو لازم نہیں ہے کہ جس کو خدا مقرر فرمائے تم اس کو رد کرو۔ اور اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تابوت جو ایک مدت سے تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ فرشتے اس کو تمہارے واسطے لے آویں گے اور تم ہمیشہ تابوت کی برکت سے لشکروں کو شکست دو گے۔ تب وہ بولے کہ اگر تابوت آجائے تو ہم راضی ہیں اور اس کی اطاعت کریں گے۔ تابوت میں الواح حضرت موسیٰؑ کے ٹکڑے تھے جن میں وہ علوم درج تھے جو حضرت موسیٰؑ پر آسمان سے نازل ہوئے تھے۔ (حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ پیغمبری فرزندان لاوی میں تھی اور بادشاہی اولاد یوسفؑ میں اور طالوت بنیامین کے فرزندوں میں سے تھے جو حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی تھے اور وہ نہ پیغمبر کے خاندان سے تھے نہ باشاہوں کے خاندان سے)۔ مولف فرماتے ہیں کہ اُس زمانہ کے پیغمبر کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شمعونؑ بن صفیہ تھے جو فرزندانِ لاوی سے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ لوشعؑ تھے اور اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ شموئیل تھے جس کا ترجمہ عربی زبان میں اسمٰعیل ہے مگر ایک اور روایت میں ہے کہ اوسیا تھے۔

غرض اُن کے نبی نے کہا کہ خدا نے اُس کو تم پر فضیلت دی ہے اور علم و جسم میں تم سے زیادہ اس کو کشادگی عطا فرمائی ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے۔ طالوت جسمانی لحاظ سے بہتر شجاع اور قوی تھے اور سب سے

ترجمہ، اور پیغمبر نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ خدا نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اسے ہم پر بادشاہی کا حق کیونکر ہو سکتا ہے بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں۔ پیغمبر نے کہا کہ خدا نے اس کو تم پر فضیلت دی ہے اور (بادشاہی کے لئے) منتخب فرمایا ہے اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن و توش بھی (بڑا عطا کیا ہے) اور خدا (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے۔ وہ بڑا کشائش والا اور دانا ہے ﴿۲۴۷﴾ سورۃ البقرۃ

زیادہ عقلمند تھے لیکن مال و دولت نہ رکھتے تھے اس لئے ان لوگوں نے ان کو ذلیل سمجھا اور کہا
کہ خدا نے اس کو مال میں وسعت نہیں عطا کی ہے۔ اُن کے پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اُس کی
بادشاہی کی خدا کی طرف سے یہ شناخت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں
تمہارے پروردگار کی طرف سے تسکین دینے والی چیزیں اور اُن تبرکات کا باقیماندہ ہوگا جو
موسیٰؑ و ہارونؑ کی اولاد یادگار چھوڑ گئی اور اس صندوق کو فرشتے اُٹھائے ہوں گے اور تمہارے
پاس لائیں گے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو بیشک تمہارے واسطے پوری نشانی ہے۔ پھر ملائکہ
تابوت لائے اور جب تابوت اُن کے اور اُن کے دشمنوں کے درمیان رکھ دیا گیا۔ تو جو شخص
تابوت سے پھر جاتا کافر ہو جاتا۔ جو تابوت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کے لئے آسمان سے بھیجا تھا اور
مادر موسیٰؑ نے اُن کو اُس میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا یہ وہی تابوت (صندوق) بنی اسرائیل کے
پاس تھا۔ یہ صندوق تین ہاتھ (لانبا اور) دو ہاتھ (چوڑا) تھا اور حضرت موسیٰؑ کا عصا اور سکینہ
بھی اُس میں تھی اور جب وہ لوگ کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے تھے تو سکینہ اُن سے
باتیں کرتی اور ان لوگوں کو اُس سے آگاہ کرتی جو وہ چاہتے۔ اُس سے وہ لوگ برکت حاصل کیا
کرتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ کی وفات کا وقت آیا تو اپنی زرہ، الواح توریت اور جو کچھ اُن
کے آثار پیغمبری وغیرہ سے تھا سب اُس میں رکھ کر آپ نے اپنے وصی یوشعؑ کو سپرد فرمایا تھا۔
جب حضرت یوشعؑ نے دار بقا کی جانب رحلت فرمائی اور آپ کے اوصیا اور ائمہ اور پیشواؤں
میں اپنے اپنے زمانہ کے ظالموں سے جو حضرت یوشعؑ کے بعد سے حضرت داؤدؑ کے زمانہ تک
ہوئے خوفزدہ ہو کر چار سو سال تک پوشیدہ رہے اور اس مدّت میں پندرہ امام ہوئے اور ہر
ایک کے زمانہ میں اُن کے ماننے والے پوشیدہ طور پر آ آ کر اُن سے مسائل دین حاصل کرتے
جب اُن کے آخری امام کا زمانہ منتہی ہوا تو وہ ظاہر ہوئے اور اُن لوگوں کو بشارت دی کہ

ترجمہ، اور پیغمبر نے ان سے کہا کہ ان کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق
آئے گا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسلی (بخشنے
والی چیز) ہوگی اور کچھ اور چیزیں بھی ہوں گی جو موسیٰ اور ہارون چھوڑ گئے تھے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو
تو یہ تمہارے لئے ایک بڑی نشانی ہے ﴿۲۴۸﴾ سورۃ البقرۃ

حضرت داؤدؑ عنقریب مبعوث ہوں گے اور تم لوگوں کو ظالموں کے شر سے نجات دیں گے اور زمین کو جالوت اور اُس کے لشکر سے پاک کریں گے اور تم لوگوں کو اس تکلیف و مصیبت سے نجات دیں گے۔ غرض وہ تابوت ہمیشہ بنی اسرائیل میں موجود تھا۔ یہاں تک اُس کا احترام کرنا ان لوگوں نے ترک کر دیا اور بے حرمتی کرنے لگے کہ بچے راستوں میں تابوت سے کھیلتے۔ جب تک وہ تابوت بنی اسرائیل کے پاس تھا وہ باعزت و حرمت زندگی گذارتے رہے۔ جب ان لوگوں نے گناہ بہت کیا اور تابوت کی بے حرمتی کرنے لگے تو خدا نے اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اُٹھالیا اور اب بادشاہی طالوت کے وقت اس تابوت کو اُن کے لئے ظاہر فرمایا اور ملائکہ تابوت کو نبی اسرائیل کے پاس لائے۔ دوسری روایت ہے کہ ملائکہ تابوت کو گائے کی صورت میں بنی اسرائیل کے پاس لائے اور تابوت کو بنی اسرائیل نے مسلمانوں اور کافروں کی صف کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔ اُس میں سے ایک خوشبودار ہوا نکلی اور آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئی جس کو دیکھ کر کفار بھاگ گئے۔ منقول ہے کہ سکینہ ایک ہوا ہے جو بہشت سے آئی تھی جس کا چہرہ آدمی کی طرح تھا۔ جب اس تابوت کو مسلمان اور کافرون کے درمیان رکھ دیتے تھے تو جو تابوت سے آگے ہو جاتا تھا تو وہ قتل ہو جاتا تھا یا مغلوب ہوتا تھا اور جو تابوت سے برگشتہ ہوتا اور بھاگتا وہ کافر ہو جاتا اور امام اس کو قتل کر ڈالتا۔ سکینہ ایک نہایت عمدہ خوشبو رکھتی تھی اور یہ وہی تھی جو حضرت ابراہیمؑ پر اُس وقت نازل ہوئی جب وہ خانہ کعبہ (کی دیواریں) تعمیر کر رہے تھے۔ وہ سکینہ خانہ کعبہ کے بتوں کی جگہ پر حرکت کرتی جاتی تھی اور ابراہیمؑ کعبہ کی بنیاد اُس کے پیچھے پیچھے (اسی جگہ پر) رکھتے جاتے تھے۔ اور یہی سکینہ درمیان تابوت بنی اسرائیل تھی۔ اور وہ طشت بھی تابوت میں تھا۔ جس میں پیغمبروں کے قلوب دھوئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل میں یہ رسم تھی کہ تابوت آنحضرت کی تلوار و دیگر اسلحے ہیں یہ چیزیں جس جگہ ہوں گی وہیں امامت ہو گی۔

(بعضوں نے کہا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بہت زیادہ اعمال بد کئے تو حق تعالیٰ نے قوم عمالقہ کو اُن پر مسلط کیا۔ جنہوں نے اُن کے ہاتھ سے تابوت چھین لیا اُنہی کے پاس

تابوت رہا یہاں تک کہ ملائکہ اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اُٹھالے گئے۔ پھر بنی اسرائیل کے واسطے لائے۔اور بعضوں نے کہاہے کہ جب عمالقہ کے لوگ تابوت کو لے گئے اور اپنے بت خانہ میں لے جاکرر کھاتو تمام بُت سرنگوں ہو گئے۔ پھر وہاں سے نکال کر شہر کے ایک کنارے پرر کھاتواُن میں گلے کا درد اور طاعون پیدا ہو گیا۔ غرض جس جگہ اُن لوگوں نے اس تابوت کو رکھا کوئی نہ کوئی بلا اُن پر نازل ہوئی۔ آخر کاراس کو عراوہ میں رکھ کر دو بیلوں پر باندھ دیا اور شہر سے باہر نکال دیا۔ ملائکہ آئے اور اُن بیلوں کو ہنکا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ بعضوں کا قول یہ بھی ہے کہ یوشعؑ نے اس کو صحرائے تیہ میں رکھا تھااور فرشتے وہاں سے لائے بعضوں نے کہا کہ تین ہاتھ لانبااور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔اُس پر سونے کے پتّر چسپاں تھے اُس کو جنگ میں آگے رکھتے تھے۔ایک آواز اس میں سے نکلتی۔ جب وہ تیز ہوتی تو لوگ جوش میں آگے بڑھتے اور جنگ کو فتح کر لیتے تھے اور جب اُس کی آواز بند ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی لڑائی سے رُک جاتے تھے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ طالوت کے ساتھ والے اسی ہزار اشخاص تھے بعضوں نے ستر ہزار کہاہے اور جن لوگوں نے ایک گھونٹ سے زیادہ نہیں پیا تھے وہ تین سو تیرہ افراد تھے۔اُن اصحاب رسولؐ کی عدد کے موافق جو جنگ بدر میں تھے اور وہ لوگ جنگ میں اُن کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خدا کی نصرت و مدد پر ایمان رکھتے تھے اور جن لوگوں نے زیادہ پیا تھا وہ لوگ جہاد سے بھاگ گئے تھے۔ جناب امیرؑ کے خطبہ طالوتیہ اور دوسری تمام حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ ثابت قدم رہ گئے تھے یہی تین سو تیرہ اصحاب تھے اور بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اور جن لوگوں نے ایک چلو سے زیادہ پانی نہیں پیا تھا وہ ان لوگوں سے زیادہ تھے۔ اس طرح مختلف حدیثوں کو جمع کیا جاسکتا ہے۔)

پس خدا نے اُن کے پیغمبر کو وحی کی کہ جالوت کو وہ شخص قتل کریگا جس کے جسم پر حضرت موسیٰؑ کی زرہ درست و ٹھیک آجائے گی اور وہ فرزندانِ لاوی میں سے ہو گا۔ اُس کا نام داؤدؑ ہو گا۔ پھر وہ لوگ ہمیشہ اُن حضرت کے ظہور کے منتظر رہتے یہاں تک کہ جب آپ کے

ظہور کا زمانہ قریب آیا تو حضرت داؤدؑ چار بھائی تھے اور حضرت داؤدؑ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔(ایک روایت کے مطابق آپ کے دس بھائی تھے اور آپ ان سب میں چھوٹے تھے)۔ حضرت داؤدؑ کے والد چرواہے تھے اور بوڑھے ہو چکے تھے۔اُن کے بھائی نہیں جانتے تھے کہ جس داؤد کے وہ لوگ منتظر ہیں اور جو جالوت اور اُس کے لشکر سے دنیا کو نجات دیں گے یہی داؤدؑ ہیں۔آپ کے شیعہ علاوہ اُس امام کے جو پیشتر تھے یہ جانتے تھے کہ حضرت داؤدؑ پیدا ہو چکے ہیں اور حد کمال کو پہنچ چکے ہیں اور حضرت داؤدؑ کو دیکھتے تھے۔اُن سے گفتگو کرتے تھے۔ لیکن نہیں جانتے تھے کہ داؤدؑ موجود یہی ہیں۔ غرض جب طالوت نے بنی اسرائیل کو جالوت سے جنگ کے لئے جمع کیا۔ حضرت داؤدؑ کے پدر بزرگوار کو کہلا بھیجا کہ مع اپنے فرزندوں کے آئیں۔ لیکن بھائیوں نے حضرت داؤدؑ کو کمزور و حقیر سمجھ کر ساتھ نہ لیا اور کہا کہ اس سے سفر میں کیا کام ہو سکتا ہے۔ اس کو گوسفند چرانے میں مشغول رہنا چاہیے۔ تو طالوت کا لشکر جالوت کی سمت روانہ ہوا۔اُن کے پیغمبر نے فرمایا کہ اس بیابان میں تمہارے راستہ میں ایک نہر ظاہر ہو گی۔ پس جو شخص اس میں سے پیئے گا خدا کا اُس سے کوئی واسطہ نہیں اور جو نہ پیئے گا وہ خدا کا فرمانبردار ہو گا۔ جب وہ لوگ اُس نہر کے قریب پہنچے تو خدا نے اُن کے لئے تجویز کیا کہ ایک ایک چلو پانی پی لینے میں اُن پر الزام نہیں۔ مگر سوائے تھوڑے لوگوں کے سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور جن لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا وہ

ترجمہ، غرض جب طالوت فوجیں لے کر روانہ ہوا تو اس نے (ان سے) کہا کہ خدا ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے۔ جو شخص اس میں سے پانی پی لے گا (اس کی نسبت تصور کیا جائے گا کہ) وہ میرا نہیں۔ اور جو نہ پیئے گا وہ (سمجھا جائے گا کہ) میرا ہے۔ ہاں اگر کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی پی لے (تو خیر۔ جب وہ لوگ نہر پر پہنچے) تو چند شخصوں کے سوا سب نے پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہو گئے۔ تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کو خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے خدا کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے ﴿٢٤٩﴾ سورۃ البقرۃ

ساٹھ ہزار اشخاص تھے اور یہ خدا کی طرف سے اُن کا ایک امتحان تھا۔ روایت کی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ایک چلو پانی بھی نہیں پیا تھا تین سو تیرہ مرد تھے۔ اور جب نہر سے گذر گئے اور جالوت کے لشکروں کو ان لوگوں نے دیکھا اور اُس کی اور اس کے لشکر کی قوت و صولت مشاہدہ کی اُن لوگوں نے جنہوں نے پانی خوب پیا تھا کہا ہم آج تو جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے اور چند آدمیوں کے سوا سب نے رو گردانی کی اور خدا ظالموں سے خوف واقف ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم فرمایا ہے کہ "تو جب وہ لوگ اُس نہر سے گذرے (یعنی طالوت اور وہ لوگ) جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے بولے کہ آج ہم کو جالوت اور اُس کے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور اُن لوگوں نے کہا جو خدا اور روز قیامت پر یقین رکھتے تھے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گروہ قلیل جماعت کثیر پر خدا کے حکم سے غالب آجاتا ہے اور خدا تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب وہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کے لئے نکلے تو کہا پالنے والے تو ہم کو صبر کی توفیق عطا فرما اور جنگ میں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما۔

غرضکہ بنی اسرائیل و جالوت کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ بنی اسرائیل بہت خائف ہوئے اور اُن میں جنگ سے بددلی پھیلنے لگی۔ (اسی اثناء میں) پدر داؤدؑ گھر واپس ہوئے اور حضرت داؤدؑ کے ہاتھ اُن کے بھائیوں کے لئے کھانا بھیجا تاکہ دشمن کے ساتھ جہاد میں ان کو قوت ہو۔ حضرت داؤدؑ پستہ قد کبود چشم تھے جن کے بال کم تھے۔ نہایت پاک دل اور پاکیزہ اخلاق تھے حضرت داؤدؑ اس وقت روانہ ہوئے جبکہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پہنچ چکے تھے اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر کھڑا ہو چکا تھا۔ اثنائے راہ میں تین پتھروں نے اُن کو آواز دی کہ اے داؤدؑ ہم کو اُٹھا لو اور مجھ سے جالوت کو قتل کرو۔ کیونکہ میں اس کو قتل کرنے

ترجمہ، اور جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابل آئے تو (خدا سے) دعا کی کہ اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتحیاب کر ﴿۲۵۰﴾ سورۃ البقرۃ

کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حضرت داؤدؑ نے اُن پتھروں کو اپنے توبڑہ میں رکھ لیا اور اپنے تھیلے میں رکھ لیا جس میں اپنے گوپھن کے پتھروں کو گوسفند چرانے کے سلسلہ میں رکھا کرتے تھے۔ حضرت داؤدؑ نہایت قوی، توانا اور شجاع تھے۔ جب بنی اسرائیل کے لشکر میں داخل ہوئے ان کو معلوم ہوا کہ ان لشکر والوں پر معاملۂ جالوت بہت سخت ہو گیا ہے۔ کہنے لگے اس کو کیا بڑا سخت سمجھتے ہو واللہ اگر میں اس کو دیکھوں تو فوراً قتل کر دوں۔ آپ کا یہ کلام لشکر میں مشہور ہوا۔ یہاں تک کہ طالوت نے بھی سُنا اور اُن حضرت کو بلایا اور کہا اے جوان تجھ میں کتنی طاقت ہے اور اپنی بہادری کا تجھ کو کیا تجربہ ہے کہ جالوت سے لڑنے کی جرات رکھتا ہے۔ فرمایا (ایک بار) شیر میرے گوسفند کے گلہ میں جھپٹ پڑا اور ایک گوسفند لے کر چلا۔ میں نے اُس کو پیچھا کیا اور اس کی گردن مروڑ کر اُس کے منہ سے گوسفند چھین لیا۔ خدا نے طالوت کو بذریعہ وحی اطلاع دی تھی کہ جس شخص کو تمہاری زرہ ٹھیک ہو جائے اس طرح کہ گویا اُسی کے جسم کے لئے بنی تھی تو وہی شخص جالوت کو قتل کرے گا۔ طالوت نے داؤدؑ کے تمام بھائیوں کو ایک ایک کر کے طلب کیا اور زرہ پہنائی مگر کسی کے جسم پر زرہ ٹھیک نہ اُتری۔ کسی کو بڑی ہوئی کسی کو چھوٹی۔ طالوت نے کسی کو بھیجکر حضرت داؤدؑ کو بُلایا اور اپنی زرہ داؤدؑ کو پہنچے کے لئے دیا۔ داؤدؑ نے زرہ پہنی باوجودیکہ اُن کا جسم دُبلا پتلا تھا مگر زرہ اُن جسم پر درست اور ٹھیک ثابت ہوئی۔ تو طالوت اور بنی اسرائیل اُن سے خائف ہوئے اور اُن کے مرتبہ کی بلندی کو سمجھے طالوت نے کہا امید ہے کہ جالوت کو یہ جوان قتل کرے گا۔ دوسرے روز جب دونوں طرف سے لشکر مقابلہ پر آمادہ ہوئے داؤدؑ نے طالوت سے کہا کہ جالوت کو مجھے دکھا دیجئے۔ (لوگوں نے) جالوت کو پہنچوایا۔ غرض جنگ شروع ہوئی تو حضرت داؤدؑ آکر جالوت کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ وہ ایک ہاتھی پر سوار تھا اور سر پر تاج رکھے ہوئے تھا۔

ترجمہ، تو طالوت کی فوج نے خدا کے حکم سے ان کو ہزیمت دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور خدا نے اس کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا۔ اور خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہل عالم پر بڑا مہربان ہے ﴿۲۵۱﴾

اُس کی پیشانی پر ایک یاقوت تھا جس سے نور ساطع تھا اور لشکر اُس کے گرد صف باندھے ہوئے تھا۔ حضرت داؤدؑ نے اُن تین پتھروں میں سے جن کو راستہ میں اٹھایا تھا ایک پتھر نکالا اور گوپھن میں رکھ کر جالوت کے داہنے طرف والے لشکر پر پھینکا وہ پتھر ہوا میں بلند ہوا پھر اُس کے میمنہ پر آکر گرا۔ جس کو وہ پتھر لگتا تھا وہ فوراً فنا ہو جاتا یہاں تک کہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دوسرا پتھر اُس کے میسرۂ لشکر پر پھینکا اور اُس طرف کے لوگ بھی بھاگے اور تیسرا پتھر جالوت کی طرف پھینکا۔ وہ پتھر بلند ہو کر جالوت کی پیشانی کے یاقوت پر پڑا اور یاقوت میں سوارخ کرتا ہوا اُس کے مغز تک پہنچا اور جالوت زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کے حکم سے ہزیمت دی ان لوگوں کو، اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا اور خدا نے اُن کو ملک وحکمت عطا کی۔ اور اس میں سے جو کچھ چاہا اُن کو تعلیم کیا اور اگر لوگوں سے خدا ان کے بعض (دشمنوں) کو نہ دفع کرتا تو یقیناً زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن خدا عالم والوں پر صاحب فضل واحسان ہے۔ غرضکہ لشکر میں مشہور ہو گیا کہ داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا ان کو اُن لوگوں نے اپنا بادشاہ بنالیا۔ پھر اس کے بعد کسی نے طالوت کی فرمانبرداری نہ کی۔ بنی اسرائیل اُن کے پاس جمع ہوئے اور اُن کی اطاعت کی۔ پھر اس کے بعد کسی نے طالوت کی فرمانبرداری نہ کی۔ بنی اسرائیل اُن کے پاس جمع ہوئے اور اُن کی اطاعت کی۔ خدا نے زبور اُن پر نازل کی اور زرہ بنانا اُن کا سکھایا اور لوہے کو اُن کے ہاتھ میں موم کے مانند نرم کر دیا۔ اور (خدا نے) طائروں کو پہاڑوں کو حکم دیا کہ اُن کے ساتھ تسبیح وتہلیل کیا کریں اور وہ لحن عطا فرمایا کہ اُن سے پہلے کسی نے ویسا لحن نہ سُنا تھا اور ان کو عبادت کی کمال طاقت عطا کی تھی۔ وہ بنی اسرائیل کے درمیان پیغمبری اور خلافت الٰہی کے ساتھ قائم رہے۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ اکثر مورخین ومفسرین عامہ نے طالوت کو خطا وکفر سے نسبت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ جالوت کے قتل کے بعد حضرت داؤدؑ کے دشمن ہو گئے تھے اور اُن حضرت کو مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے تھے اور بہت سی نامناسب باتوں کی آنحضرت کی طرف نسبت دینے لگے تھے۔ لیکن احادیث شیعہ سے یہ مزخرفات ظاہر نہیں ہوتے بلکہ

آیات کے ظاہری معانی سے اور اکثر روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حق و صداقت پر قائم رہے اور غیر مشہور خطیبوں سے بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں اس امت کا طالوت ہوں۔ واضح ہو کہ یہ آیتیں دلیل ہیں اس پر کہ امیر المومنین علیؑ اُن لوگوں سے زیادہ خلافت و امامت کے حقدار ہیں جن لوگوں نے کہ آپ کی خلافت کو غصّب کیا اس لئے کہ یہ آیتیں صریح اس بات کی دلیل ہیں کہ بادشاہی و ریاست خدا کے لئے شجاعت و علم کی زیادتی ضروری ہے اور باتفاق تمام امت، جناب امیرؑ تمام صحابہ سے بہت زیادہ شجاع اور بہت زیادہ عالم تھے۔ اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اس لئے وہ خلافت و امامت کے زیادہ مستحق تھے۔ ان لوگوں سے جو اکثر جہاد سے بھاگتے رہے اور اکثر مقدمات میں اپنی جہالت کا اظہار کرتے رہے اور حضرت علیؑ کی جانب رجوع کرتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق داؤدؑ مسجد سہلہ سے جالوت کی جنگ کو متوجہ ہوئے۔ ایک اور روایت کے مطابق آخر ماہ کے چہار شنبہ کی نحوست کے بارے میں منقول ہے کہ اسی روز قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت حاصل کیا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کے حالات

منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے بعد کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جو بادشاہ ہوتا سوائے ذوالقرنینؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ اور یوسفؑ کے اور حضرت داؤدؑ کی بادشاہی بلاد شام سے بلاد اصطحز فارس تک تھی۔ آپ اُن پیغمبروں میں سے تھے جو کہ ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور اُن چار پیغمبروں میں سے تھے جن کو خدا نے شمشیر سے جہاد کرنے کے لئے اختیار فرمایا تھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے "ہم نے داؤدؑ کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا تاکہ اُن کے ساتھ تسبیح کریں اور طائروں کو بھی جو اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے"۔ ایک اور جگہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہم نے اپنی جانب سے داؤدؑ کو فضل عطا کیا (اور شرف تمام لوگوں پر یہ کہ ہم نے کہا) اے پہاڑ وں اور طائروں جب وہ تسبیح واستغفار کے ساتھ ہماری طرف رجوع ہوں تو تم بھی اُن کی موافقت کرو"۔ بعض کہتے ہیں کہ جب وہ ذکر الٰہی اور تسبیح کا آغاز کرتے تھے تو پہاڑ اور طیور آپ کے ساتھ ہم آواز ہو کر تسبیح کرنے لگتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ اور مرغان ہوا آپ کے ہمراہ چلتے تھے۔ جس وقت حضرت داؤدؑ تسبیح و تقدیس کرتے تھے خداوند عالم اُن کے ساتھ پہاڑوں اور طائروں کو گویا کر دیتا تھا (تو وہ بھی آپ کے ساتھ حمد الٰہی میں شریک و ہم آواز ہوتے تھے) بعض کہتے ہیں کہ خدا اُن کو اس وقت شور و زبان عطا فرماتا تھا تو وہ آنحضرت کے ساتھ حرکت کرتے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ ان سب کو آنحضرت کا مسخر فرمادیا تھا کہ آپ جو ارادہ پہاڑوں کے بارے میں کرتے مثلاً معاون کا ظاہر ہونا اور نکل آنا یا کنواں کھودنا وغیرہ آسانی سے ممکن تھا۔ اور جو حکم طائروں کو دیتے تھے وہ اطاعت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہم اس قسم کے امور کرنے والے ہیں اور ہم نے اُن کو تمہارے

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ﴿۸۴﴾ سورۃ الأنعام

لئے لباس (زرہ) کا بنانا سکھایا تاکہ وہ تم کو جنگ میں ہتھیار سے محفوظ رکھے تو کیا خدا کی ان نعمتوں پر شکر کرتے ہو" (یعنی یہ امور ہماری قدرت و طاقت سے بعید نہیں ہیں)۔ سب سے پہلے جس نے زرہ بنائی وہ حضرت داؤدؑ تھے۔ پہلے لوگ آہنی ٹکڑے سینہ پر باندھتے تھے اور اُس کی گرانی سے جنگ نہیں کر سکتے تھے۔ پس خدا نے لوہے کو اُن کے ہاتھ میں مثل خمیر کے نرم کر دیا اور وہ اپنے ہاتھ سے زرہ بناتے تھے جو ہلکی ہونے کی وجہ سے آلات حرب سے جسم کی حفاظت کرتی تھی۔ منقول ہے کہ حضرت (صادقؑ) پر کوئی کام دشوار ہوتا تو اُس کو روز شنبہ کو کرتے جس روز خدا نے حضرت داؤدؑ کے لئے لوہا نرم فرمایا۔ دوسری جگہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہم نے لوہے کو ان کے لئے (مثل موم کے) نرم کر دیا اور حکم دیا کہ کشادہ زرہیں اور اندازہ کے موافق اُن کے حلقے بناؤ اور نیک اعمال بجا لاؤ کیونکہ جو کچھ تم لوگ کرتے ہو میں سب دیکھتا ہوں"۔ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ "ہم نے داؤدؑ و سلیمانؑ کو علم بزرگ عطا کیا انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اور ستائش خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو فضیلت و برتری اپنے بہت سے مومن بندوں پر عطا فرمائی۔ روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ و سلیمانؑ کو وہ آیات و معجزات عطا فرمائے جو کسی پیغمبر کو نہیں عطا فرمایا (یعنی) تعلیم کی ان کو زبان طیور اور ان کے لئے آہن اور رانگے کو نرم کیا بغیر آگ کے اور پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور اُن پر زبور نازل کیا جس میں توحید و تمجید الٰہی اور دُعا و مناجات تھی اور زبور میں پیغمبرؐ خدا، امیر المومنین علیؑ اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں خبریں تھیں۔ اور ائمہ و مومنین کے رجعت کے حالات اور حضرت صاحب الامر علیہ السّلام کے ظہور کی خبریں مذکور تھیں جیسا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے "ہم نے زبور میں (پیغمبرؐ آخر الزمان کے) ذکر کے بعد لکھا تھا کہ زمین ہمارے نیک بندوں کو میراث میں پہنچے گی" جس سے بہت حدیثوں کے موافق ائمہ معصومین مراد ہیں۔

منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ تم ایک نیک و شائستہ بندہ ہوتے اگر اپنے ہاتھ سے محنت کر کے اپنا رزق حاصل کرتے اور بیت المال سے نہ کھاتے۔ حضرت

یہ سُن کر بہت روئے تو خدا نے لوہے کو وحی کی کہ میرے بندے داؤدؑ کے لئے نرم ہو جا۔ غرض داؤدؑ ایک زرہ روز تیار کرتے اور ایک ہزار درھم پر فروخت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین لاکھ ساٹھ ہزار میں فروخت کیں اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے اور حضرت علیؑ نے اپنے کسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو تاسّی کرو۔ داؤدؑ صاحب مزامیر کی جو زبور کو خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے۔ وہ قاریئی اہل بہشت ہوں گے۔ وہ زنبیلیں خرما کے چھال کی بُنتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ تم میں کون ایسا ہے جو اس کو لے جا کر فروخت کرے وہ اس کی قیمت سے جو کی روٹی خرید کر نوش فرماتے تھے۔ (مولف فرماتے ہیں کہ شاید زنبیل کا بننا لوہا نرم ہونے سے پہلے کا مشغلہ رہا ہوگا اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کی آواز اس قدر دلکش تھی کہ جب محراب عبادت ہیں (زبور) کی تلاوت فرماتے تو مرغان ہوا آپ کے سر پر ہجوم کر لیتے اور وحشیان صحرا آواز سُنتے ہی بے تابانہ لوگوں کے درمیان سے حضرت کے پاس آکر جمع ہو جاتے جن کو ہاتھ سے پکڑ لیا جا سکتا اور بہت سی احادیث معتبرہ میں منقول ہے کہ وہ ایک روزہ رکھتے اور ایک روز افطار فرماتے تھے)۔ روایت کے مطابق ایک روز حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ آج خدا کی ایسی عبادت کروں گا اور زبور کی اس طرح تلاوت کروں گا کہ ایسی کبھی نہ کی ہوگی۔ پھر اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور بندگی کی جو شرط تھی بجالائے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے ناگاہ ایک مینڈک وہیں ظاہر ہوا اور بحکم خدا بولا کہ اے داؤدؑ کیا تمہیں یہ عبادت وقرات جو تم نے آج کی ہے پسند آئی۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ مینڈک نے کہا تم کو اس عبادت وقرات پر خوش نہ ہونا چاہیئے۔ میں ہر شب خدا کی ہزار تسبیح کرتا ہوں جن میں ہر ایک سے تین ہزار تسبیحیں مجھ پر (شاخ کی طرح) پھیلتی اور پیدا ہوتی ہیں حالانکہ میں پانی کی تہ میں ہوتا ہوں اور کسی طائر کی آواز ہَوا میں سُنتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ وہ بھوکا ہے اس لئے پانی کی سطح پر اُبھر آتا ہوں تاکہ وہ مجھے کھالے بغیر اس کے کہ کوئی گناہ مجھ سے ہوا ہو۔ اسیطرح کی ایک اور روایت ہے کہ داؤدؑ ایک روز محراب عبادت میں تھے ناگاہ ایک سُرخ کیڑا محراب کی جانب

حرکت کرتا ہوا اُن کے سجدے کی جگہ تک پہنچا۔ حضرت داؤدؑ نے دیکھا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا نے اس کو کس واسطے پیدا کیا ہے۔ تو خدا نے آپ کو تنبیہ وتادیب کے لئے اُس کیڑے کو گویا فرمایا اُس نے بحکم خدا کہا کہ اے داؤدؑ تم نے میرے آواز سنی یا سخت پتھر پر میرے پیروں کا نشان دیکھا۔ حضرت نے فرمایا نہیں اُس نے کہا یقیناً عالموں کا پروردگار میرے پیروں کو چاپ اور سانس کی صدا اور میری آواز سُنتا ہے اور میرے قدموں کا اثر سنگ سخت پر دیکھتا ہے لہٰذا اپنی آواز کو دھیمی کرو اور اُس کی بارگاہ میں اس قدر فریاد نہ کرو۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ حج کے لئے آئے اور عرفات میں حاضر ہوئے اور وہاں لوگوں کی کثرت ملاحظہ فرمائی تو پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے گئے اور تنہا دُعا میں مشغول ہوئے۔ جب مناسک حج سے فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم پہاڑ پر کیوں گئے تھے کیا تم نے سمجھا تھا کہ تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کی وجہ سے مجھ سے پوشیدہ رہ جاتی؟ پھر حضرت جبرئیلؑ، داؤدؑ کو جدہ کی جانب لے گئے اور وہاں سے اُن کو دریا کی تہہ میں پہنچایا اور چالیس روز کی راہ تک لے گئے جیسے کہ میدانوں میں چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک پتھر تک پہنچے اور اُس کو شگافتہ کیا اُس میں ایک کیڑا نظر آیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں دریا کی گہرائی میں اس پتھر کے اندر اس کیڑے کی آواز سُنتا ہوں اور اس کے حال سے غافل نہیں ہوں اور تم نے یہ گمان کیا کہ میں تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کے مل جانے سے نہ سُن سکتا۔ (مولف فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ حضرت داؤدؑ پر یہ امر پوشیدہ نہ تھا کہ علم الٰہی تمام چیزوں پر محیط ہے لیکن چاہا کہ دُعا میں لوگوں سے ممتاز رہیں۔ چونکہ یہ فعل ایسے گمان کا مظہر تھا اس لئے حق تعالیٰ نے آپؑ کو تنبیہ فرمائی کہ جب کوئی امر مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تو دوسروں کے ساتھ دُعا میں شریک رہنا بہتر ہے اس سے کہ اُن سے کنارہ کیا جائے یا شاید آنحضرت کے اس فعل سے دوسروں کو یہ توہم ہوا

ترجمہ، اور سلیمان اور داؤد کے قائم مقام ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ لوگو! ہمیں (خدا کی طرف سے) جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے۔ بے شک یہ (اُس کا) صریح فضل ہے

سورۃ النمل ﴿۱۶﴾

ہو اور خدا نے آنحضرت کی تنبیہہ اور دوسروں کی تعلیم کے لئے یہ امر آنحضرت پر ظاہر فرمایا ہو کہ اُن لوگوں پر ظاہر کریں تا کہ یہ توہم اُن کا زائل ہو۔ واللہ اعلم)۔

روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خدا سے سوال کیا کہ اپنے بندوں کے درمیان جس طرح تو فیصلہ آخرت میں کرے گا اُن میں سے ایک فیصلہ مجھے بھی دکھادے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جس امر کا تم نے سوال کیا اپنی مخلوق میں کسی پر میں نے ظاہر نہیں کیا اور سزاوار نہیں ہے کہ کوئی میرے سوا اس طرح حکم کرے۔ حضرت نے دوبارہ یہی خواہش کی تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ تم نے وہ سوال کیا ہے جو کسی پیغمبر نے نہیں کیا تھا۔ خدا نے تمہاری دُعا قبول فرمائی کل جو پہلا مقدمہ تمہارے سامنے آئے گا اُس میں حکم آخرت خداوند عالم تم پر ظاہر فرمائے گا۔ دوسرے روز جب حضرت نے اجلاس فرمایا ایک بوڑھا شخص ایک جوان سے دست و گریباں داخل ہوا۔ اُس جوان کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا۔ مرد پیر نے کہا یا حضرت یہ شخص بغیر میری اجازت کے میرے باغ میں داخل ہوا۔ میرے انگور کے درختوں کو خراب کیا انگور بھی کھایا۔ حضرت نے اُس جوان سے پوچھا اُس نے کہا بیشک میں نے ایسا کیا ہے۔ خدا نے حضرت پر وحی فرمائی کہ اگر ان کے درمیان آخرت کے مطابق حکم کروں گا تو تم اُس کے متحمل نہ ہو سکو گے اور نہ بنی اسرائیل قبول کریں گے۔ اے داؤدؑ وہ باغ اسی جوان کے باپ کا ہے اس شخص نے اس کے باغ میں جا کر اُس کو قتل کیا اور اُس کا چالیس ہزار درم غصب کیا اور باغ کے ایک کنارے دفن کر دیا ہے۔ لہٰذا اُس جوان کے ہاتھ میں تلوار دے کر حکم دو کہ اس بڈھے شخص کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لے اور باغ اسی جوان کو دے دو اور کہہ دو کہ باغ کے فلاں مقام کو کھود کر اپنا مال نکال لے۔ حضرت داؤدؑ نے ایسا ہی کیا۔ تو بنی اسرائیل نے چیخ و پکار شروع کی اور کہنے لگے کہ مظلوم کے ساتھ آپ نے ایسا کیا (جو عدل کے خلاف تھا) پھر داؤدؑ تم نے دُعا کی کہ خداوندا مجھے اس بلا سے نجات عطا

ترجمہ، اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں تمہارا پروردگار ان سے خوب واقف ہے۔ اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت بخشی اور داؤد کو زبور عنایت کی ﴿۵۵﴾

فرما۔ وحی نازل ہوئی کہ اے داؤدؑ تم نے حکم واقع کی مجھ سے خواہش کی تھی۔ (تو حکم واقع یہی تھا کیونکہ) جو شخص دعویٰ لیکر آیا تھا وہ خود مدعا علیہ کے باپ کا قاتل تھا اور اس نے اس کا مال غصب کر لیا تھا۔ میں نے حکم دے دیا کہ مدعیٰ علیہ اپنے باپ کے قتل کے عوض مدعیٰ کو قتل کرے اور اپنے باپ کا مال اُس سے حاصل کرے۔ اُس کا باپ فلاں باغ میں فلاں درخت کے نیچے مدفون ہے۔ اُس جگہ جاؤ اور اُس کا نام لیکر آواز دو وہ جواب دیگا اُس سے دریافت کرو کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ حضرت داؤدؑ یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے کہا خدا نے مجھ کو اس بلا سے نجات بخشی اور سب کو ہمراہ لے کر حضرت اس درخت کے پاس پہنچے۔ اُس مقتول کا نام لے کر پکارا۔ اس نے جواب دیا کہ لبیک اے خدا کے رسول حضرت نے پوچھا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اُس نے کہا فلاں شخص نے اور میرا سب مال وہی لے گیا۔ یہ معلوم ہوا تو بنی اسرائیل راضی ہوئے۔ پھر حضرت داؤدؑ نے خدا سے التجا کی کہ حکم واقعی اُن سے اُٹھائے۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ میرے بندے دُنیا میں حکم واقع کی تاب نہیں لا سکتے لہٰذا مدعی سے گواہ طلب کیا کرو اور مدعیٰ علیہ کو قسم دے کر حالات معلوم کرکے فیصلہ کرو اور حکم واقع مجھ پر چھوڑ دو کہ میں بروز قیامت (اسی کے مطابق) اُن کے درمیان فیصلہ کروں گا۔ اسی طرح ایک اور واقعہ روایتوں میں ہے کہ دو شخصوں کے درمیان ایک گائے کے بارے میں جھگڑا ہوا اور دونوں نے گائے کو اپنی ملک ثابت کرنے کے لئے گواہ پیش کئے۔ حضرت داؤدؑ نے محراب عبادت میں جاکر مناجات کی کہ پروردگارا میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے عاجز ہوں تو حکم کر۔ خدا نے وحی فرمائی کہ جس شخص کے ہاتھ میں گائے کی ڈور ہے اُس سے لیکن گائے کو دوسرے شخص کے سپرد کردو اور اُس کی گردن مار دو۔ حضرت نے ایسا ہی کیا تو بنی اسرائیل نے شور مچایا کہ یہ کیسا فیصلہ ہے۔ حضرت داؤدؑ پھر محراب عبادت میں آئے اور دعا کی کہ خدایا بنی اسرائیل اُس حکم پر راضی نہیں ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس شخص نے جس کے ہاتھ میں گائے تھی دوسرے شخص کے باپ کو قتل کیا تھا اور گائے اس سے لے لی تھی۔ لہذا آئندہ جب ایسا معاملہ تمہارے پاس آئے تو شرع کے

حکم ظاہری پر عمل کرو اور مجھ سے سوال مت کرنا کہ ان کے درمیان فیصلہ کروں۔ میرا فیصلہ روز قیامت پر چھوڑ دو۔

منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں آسمان سے ایک زنجیر لٹکی رہتی۔ جس کے ذریعہ سے لوگ اپنا فیصلہ کرتے تھے یعنی جو سچا ہوتا اُس کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ جاتا تھا اور جو جھوٹا ہوتا اُس کا ہاتھ نہ پہنچتا چنانچہ ایک شخص نے ایک شخص کو ایک موتی سپرد کیا (طلب کرنے پر) اُس نے انکار کیا اور اپنی لاٹھی کے درمیان چھپا دیا تھا۔ مالک گوہر نے اُس سے کہا کہ زنجیر کے پاس چلو تاکہ حق و باطل کا اظہار ہو (وہ شخص راضی ہو گیا اور زنجیر کے پاس دونوں پہنچے) پہلے اصل مالک نے زنجیر پکڑنا چاہا زنجیر اُس کے ہاتھ میں آگئی (گویا یہ ثابت ہوا کہ اس نے موتی اس شخص کو دیا اور اپنے اس دعوے میں سچا ہے) پھر دوسرے کی باری آئی تو اس نے اپنا عصا (جس میں موتی چھپا رکھا تھا) صاحب مال کو دے کر کہا کہ اس کو لے لو تو میں زنجیر پکڑوں۔ اس حیلہ سے زنجیر اُس کے ہاتھ میں بھی آگئی کیونکہ موتی عصا کے اندر تھا اور عصا اُس نے موتی کے اصل مالک کو اُس وقت دے دیا تھا۔ غرض ایسی مکاری جب کی گئی تو خدا نے زنجیر آسمان پر اُٹھا لی اور حضرت داؤدؑ کو حکم دیا کہ گواہ اور قسم کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ منقول ہے کہ قائم آل محمدؐ جب ظاہر ہوں گے تو حضرت داؤدؑ کے فیصلہ کے مطابق خود اپنے علم سے فیصلہ فرمایا کریں گے حکم واقع کے طور پر اور گواہ وغیرہ طلب نہ کریں گے۔

علی ابن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شانہ نے حضرت داؤدؑ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور زبور اُن پر نازل کی پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ تسبیح کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت داؤدؑ نماز سے فارغ ہوتے حضرت کے وزیر کھڑے ہوتے اور خدا کی حمد و تسبیح و ثنا بجالاتے اور گذشتہ پیغمبروں میں سے ایک ایک کی مدح کرتے اور اُن کے فضائل اور افعال پسندیدہ کا ذکر کرتے اور ان کے شکر و عبادات اور بلاؤں پر صبر کو بیان کرتے اور داؤدؑ کا ذکر نہ کرتے۔ تو داؤدؑ

نے مناجات کی کہ پالنے والے تو نے اپنے پیغمبروں کی ثنا کی میری نہ کی۔ تو وحی نازل ہوئی کہ ان بندوں کا میں نے امتحان لیا ان کو بلاؤں میں مبتلا کیا اس پر انہوں نے صبر و شکر سے کام لیا اس لئے میں نے ان کی مدح و ثنا کی۔ داؤدؑ نے کہا پالنے والے میرا بھی امتحان لے مجھے بھی مبتلا کرتا کہ میں بھی صبر کروں اور ان کے درجہ تک پہنچوں۔ ارشاد ہوا کہ اے داؤدؑ عافیت کے بدلے بلا کو اختیار کرتے ہو تو بہتر ہے میں نے ان پیغمبروں کا امتحان ان کی لاعلمی میں لیا۔ لیکن تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ فلاں مہینے فلاں روز فلاں سنہ میں تم کو مبتلا کروں گا اور امتحان لوں گا۔ حضرت داؤدؑ کا معمول تھا کہ ایک روز لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اور ایک روز عبادت الٰہی کے لئے تنہائی اختیار کرتے جب وہ دن آیا۔ جس روز امتحان میں مبتلا کرنے کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت داؤدؑ نے اپنے کو عبادت میں بہت منہمک کر دیا اور محراب عبادت میں جا کر تنہا بیٹھے اور لوگوں کو منع کر دیا کہ کوئی ان کے پاس نہ آئے۔

منقول ہے کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام داخل مسجد ہوئے۔ ناگاہ ایک جوان آپ کی خدمت میں روتا ہوا آیا۔ اس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو اس کو تسلی و تشفی دے رہے تھے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ کیوں روتا ہے عرض کی یا حضرت شریح قاضی نے میرے معاملہ کا وہ فیصلہ کیا ہے جس کو میں نہیں سمجھ سکتا۔ یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ساتھ سفر میں لے گئے تھے۔ اب یہ لوگ واپس آئے ہیں اور میرے باپ کو نہیں لائے۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے تو کہتے ہیں مر گیا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا سارا مال کیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا ہے۔ میں ان کو قاضی شریح کے پاس لے گیا۔ اُس نے ان لوگوں کو قسم دے کر حال معلوم کیا (اور چھوڑ دیا)، حالانکہ یا امیر المومنینؑ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ اپنے ہمراہ بہت مال لے گیا تھا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا واپس چلو اور قاضی شریح کے پاس تشریف لائے اور پوچھا ان کے درمیان تو نے کس طرح فیصلہ کیا۔ اُس نے عرض کی

ترجمہ، (اے پیغمبر) یہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو صاحب قوت تھے (اور) بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے (۱۷) سورۃ ص

اس جوان نے دعٰوی کیا۔ میرا باپ ان لوگوں کے ساتھ سفر کو گیا تھا واپس نہیں آیا اور نہ اُس کا کچھ مال ہی یہ لوگ لائے اور کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے جوان سے پوچھا کہ تیرا کوئی گواہ ہے اُس نے کہا نہیں تو میں نے ان لوگوں کو قسم دے کر معلوم کیا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا افسوس اس معاملہ میں اس طرح حکم و فیصلہ تو کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس قضیہ کا اُس طرح فیصلہ کروں گا کہ میرے قبل سوائے داؤدؑ پیغمبر کے کسی نے نہیں کیا ہے۔ پھر قنبر سے فرمایا کہ لشکر کے پہلوانوں کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک کو اُس جماعت کے ایک ایک شخص پر موکل فرمایا پھر اُن لوگوں سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ جو کچھ تم نے اس کے باپ کے ساتھ کیا ہے میں نہیں جانتا اگر اتنا بھی نہ سمجھ سکا تو پھر نادان و ناسمجھ ہی ٹھہرا۔ پھر حکم دیا کہ ان کو الگ الگ کرکے مسجد کے ایک ایک ستون کے پیچھے کھڑا کرو اور اُن کے سروں کو اُن کے کپڑوں سے چھپا دیا تاکہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ پھر اپنے کاتب (پیشکار) عبداللہ بن رافع کو طلب کیا وہ قلم و کاغذ لے کر حاضر ہوا اور حضرت خود تخت عدالت پر متمکن ہوئے۔ لوگ حضرت کے گرد جمع تھے ان سے فرمایا کہ جب میں اللہ اکبر کہوں اُن میں سے ایک کو حاضر کرو۔ چنانچہ پہلے اُن میں سے ایک شخص کو طلب فرما کر اپنے سامنے بٹھایا اور اُس کے سر و چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور عبداللہ بن رافع کو حکم دیا کہ جو کچھ میں کہوں لکھتے جاؤ۔ اور اُس سے سوال کرنا شروع کیا کہ کس روز اپنے اپنے گھروں سے تم لوگ روانہ ہوئے اور اس کا باپ تمہارے ساتھ تھا۔ اُس نے کہا۔ فلاں روز۔ فرمایا کونسا مہینہ تھا اُس نے مہینہ کا نام لیا۔ پوچھا کس منزل پر پہنچے کہا فلاں منزل پر۔ پوچھا کس کے مکان میں قیام کیا۔ کہا فلاں، پھر پوچھا وہ کس مرض میں مبتلا ہوا تھا کہا فلاں مرض میں۔ پوچھا وہ کتنے دن بیمار رہا کہا اتنے دنوں۔ اسی طرح اور تمام سوالات کئے کہ کس روز اس نے انتقال کیا۔ کس نے اس کو غسل دیا کس نے کفن پہنایا اور کفن اس کا کیسا تھا۔ کس نے نماز میت پڑھی۔ کون اُس کو قبر میں لے گیا۔ پھر حضرت نے اللہ اکبر فرمایا۔ تمام حاضرین نے تکبیر کہی۔ اُس شخص کے ساتھیوں نے یقین کرلیا کہ اُس نے

اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے متعلق اقرار کرلیا کہ اُس کے باپ کو قتل کیا ہے۔ اسی لئے تمام حاضرین صدائے تکبیر بلند کر رہے ہیں۔ پھر حضرت کے حکم سے اُس کے سر اور مُنہ کو چھپا کر اس کی جگہ پر پہنچا دیا۔ اور دوسرے شخص کو بُلایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ تو سمجھتا تھا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے کیا کیا ہے۔ اُس نے کہا یا امیر المومنینؑ میں بھی اُن میں سے تھا (مگر) اُس کے قتل پر راضی نہ تھا اور اقرار جرم کر لیا۔ اسی طرح ایک ایک کرکے سب کو طلب کیا۔ سب نے اقرار جرم کیا آخر میں پھر اُسی شخص کو بُلایا جسے سب سے پہلے طلب کیا تھا اور اُس نے بھی اقرار کیا۔ کہ ہم سب نے اس شخص کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کا مال لیا ہے۔ غرض حضرت نے ان سب پر اس جوان کا مال اور خون ثابت کر دیا۔ شریح قاضی نے عرض کی یا مولا حضرت داؤدؑ نے کس طرح فیصلہ کیا تھا وہ بھی ارشاد فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت کا گذر ہوا کچھ لڑکوں کی طرف جو کھیل رہے تھے اور ایک لڑکے کو مَاتَ الدِّین کہہ کر پکارتے تھے (یعنی دین مر گیا) حضرت داؤدؑ نے اُس لڑکے کو اپنے پاس بُلایا اور پوچھا کہ تیرا یہ نام کس نے رکھا ہے۔ اُس نے کہا میری ماں نے تو داؤدؑ اُس لڑکے کو ساتھ لے کر اُس کی ماں کے پاس گئے اور پوچھا کہ تمہارے اس فرزند کا نام کس نے رکھا ہے اُس نے کہا اُس کے باپ نے آپ نے دریافت فرمایا کہ کس طرح؟ واقعہ بیان کرو عورت نے کہا اس کا باپ ایک جماعت کے ساتھ سفر میں گیا اُس وقت یہ لڑکا میرے شکم میں تھا۔ وہ جماعت سفر سے واپس آئی اور میرا شوہر نہیں آیا۔ میں نے اُن لوگوں سے اُس کا حال پوچھا تو اُن لوگوں نے بتایا کہ وہ مر گیا۔ میں نے پوچھا کہ اُس کا مال و سامان سب کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اُس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کوئی وصیت کی ہے کہا ہاں اور وہ یہ کہ میری زوجہ حاملہ ہے اُس سے کہہ دینا کہ لڑکی ہو یا لڑکا اُس کا نام مَاتَ الدِّین رکھنا۔ اس لئے میں نے اس کا نام مات الدین رکھا ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ تم اُس جماعت کو پہچانتی ہو آیا وہ لوگ زندہ ہیں یا مر گئے۔ عورت نے کہا وہ سب زندہ ہیں اور میں ان کو پہچانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے چل کر ان سب کو بتلاؤ۔ حضرت داؤدؑ اُس

عورت کے ساتھ ہر ایک کے گھروں پر گئے اور سب کو بلایا اور اسی طرح اُن کے درمیان فیصلہ کیا یہاں تک اُن سب نے اپنے جرم کا اقبال کیا اور خون اور مال اُن پر ثابت کیا اور عورت سے فرمایا کہ اب اس لڑکے کا نام عاش الدین رکھو۔ یعنی دین زندہ ہو گیا۔

حضرت داؤدؑ کے ترک اولیٰ کا بیان:

مذہب شیعہ کی بنا پر اور بعض مخالفین فرقے کی مختار کے مطابق جو پیغمبروں سے صدور گناہ جائز نہیں جانتے حضرت داؤدؑ کے استغفار کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے تھا اور خدا کی جانب سے اُن کا کیا امتحان تھا اس کے چند قصّے بیان ہیں۔ اوّل یہ کہ استغفار کرنا اس لئے نہیں تھا بلکہ خدا کی بارگاہ میں اظہار عجز و خشوع کے سبب سے تھا۔ دوم یہ کہ اوریا نے ایک عورت کی خواستگاری کی تھی۔ اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے بھی اس کی خواستگاری کی اوریا کے لئے کوئی زوجہ نہ تھی۔ اور حضرت داؤدؑ کی ننانوے بی بیان تھیں۔ اس لئے اولیٰ یہ تھا کہ اُس عورت کو اوریا ہی کے لئے چھوڑ دیتے (اور اس کے لئے پیغام نہ بھیجتے) لیکن ایسا نہیں کیا اس سبب سے خدا نے اس طرح عتاب فرمایا۔ سوئم یہ کہ داؤدؑ نے اوریا کو جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی شہادت کی خبر سُن کر زیادہ متاثر نہیں ہوئے کیونکہ اس کی زوجہ حسین تھی اور آپ نے اس کو اپنی زرجیت میں لے لیا۔ یہ بھی مکروہ بات تھی جو آنحضرتؑ کی شان کے مناسب نہ تھی لیکن گناہ نہ تھا۔ پھر خدا نے دو فرشتوں کو حضرت کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ چہارم یہ کہ وہ دونوں (جو حضرت کے پاس فیصلہ کرنے آئے تھے) ملک نہ تھے بلکہ چور تھے۔ حضرت کو نقصان پہنچانے آئے تھے۔ چونکہ ان کو موقع نہ ملا اس لئے اپنی حرکت پوشیدہ رکھنے کی غرض سے یہ بات بنائی اور داؤدؑ نے سمجھا کہ وہ (در حقیقت) چور ہیں اور اُن کو سزا دینا چاہا اور یہ حضرت کا گمان تھا (یقین نہ تھا) جو ترک اولیٰ تھا اس لئے استغفار کیا اور ان دونوں سے معترض نہ ہوئے۔ پنجم یہ کہ عتاب خدا اس لئے تھا کہ جب مدعی نے اپنا بیان دیا تو قبل اس کے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرتے فرمادیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اور

حضرت کی غرض یہ تھی کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو اُس نے ظلم کیا اور بہتر یہ تھا کہ جب تک مدعا علیہ سے جواب اور صفائی نہ سُن لیتے نہ کہتے اس لئے اس ترک اولیٰ پر استغفار کیا۔ جیسا کہ بسند معتبر منقول ہے کہ علی بن الجہم نے مجلس مامون میں حضرت امام رضا علیہ و علیٰ آبائہ الصلوٰۃ و السلام سے اس بارے میں دریافت کیا حضرت نے فرمایا تمہارے علماء کیا کہتے ہیں۔ علی بن الجہم نے کہا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز داؤدؑ علیہ السلام اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ شیطان ایک خوبصورت پرندہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضرت داؤدؑ نے اپنی نماز قطع کر دی اور اس طائر کو پکڑنے لگے، وہ پرندہ گھر میں چلا گیا حضرت اُس کے پیچھے دوڑے وہ کوٹھے پر جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت بھی اوپر پہنچے اور حضرت کی نظر اوریا کے گھر پر پڑی۔ دیکھا کہ زن اوریا برہنہ غسل کر رہی ہے۔ حضرت دیکھتے ہی اس کی محبت میں بیقرار ہو گئے۔ اوریا کو کسی جنگ پر بھیجا تھا۔ سپہ سالار کو لکھا کہ اوریا کو لشکر مخالف کے سامنے تمام صفوں سے مقدم رکھے۔ اوریا کو لشکر کے سب سے آگے رکھا گیا اُس نے جنگ فتح کر لی اور کافروں پر غالب ہوا جب حضرت داؤدؑ کو اطلاع ہوئی تو آپ غمگیں ہوئے۔ دوسری بار پھر لکھا کہ اس کو جنگ میں تابوت (سکینہ) سے بھی آگے رکھنا جب ایسا کیا گیا تو وہ شہید ہو گیا۔ حضرت داؤدؑ نے اس کی عورت سے نکاح کیا۔ حضرت امام رضاؑ نے اس قصّہ کو اس ذلیل وجہ کے ساتھ سُنا تو اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا "اناللہ وانا الیہ راجعون" (ارے کیا غضب ہے) تم لوگ ایک پیغمبر کو ایسی نسبت دیتے ہو کہ اُس نے نماز کو حقیر سمجھا اور ایک پرندے کے لئے نماز قطع کر دی اور ایک عورت پر عاشق ہوا۔ اس سبب سے اُس کے شوہر کو قتل کرا دیا۔ علی بن الجہم نے عرض کی یا

ترجمہ، اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے ﴿۷۸﴾ تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا تھا۔ اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر کر دیا تھا اور ہم ہی ایسا) کرنے والے تھے ﴿۷۹﴾ اور ہم نے تمہارے لئے ان کو ایک (طرح) کا لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے۔ پس تم کو شکر گزار ہونا چاہیئے ﴿۸۰﴾

سورۃ الأنبياء

ابن رسول اللہ پھر ان کی کیا غلطی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ داؤدؑ کو گمان ہوا کہ خدا نے اُن سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار (ان کے زمانہ میں) کسی اور کو پیدا نہیں کیا۔ خدا نے دو فرشتوں کو بھیجا جو ان کے مکان کے کوٹھے کی دیوار سے گذر کر اوپر پہنچے۔ مدعی نے اپنا دعوےٰ بیان کیا جیسا کہ خدا نے نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت داؤدؑ نے قبل اس کے کہ دوسرے سے اُس کا بیان سنتے کہ جو کچھ تیرے حق میں مدعی کہہ رہا ہے صحیح ہے یا نہیں اور مدعی سے اس کے بیان پر گواہ طلب کرتے فرمادیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے کہ تیری ایک بھیڑ بھی لیکر اپنی بھیڑوں میں ملا لینا چاہتا ہے۔ یہی غلطی اور ترک اولیٰ تھا جو فیصلہ کرنے میں حضرت سے صادر ہوا نہ وہ سب کچھ جو تم (اوریا کی زرجہ سے متعلق) بیان کرتے ہو کیا تم نے غور نہیں کیا کہ حق تعالیٰ اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا لہٰذا لوگوں کے درمیان حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ پھر علی بن الجہم نے پوچھا ابن رسول اللہ پھر اوریا کا کیا معاملہ تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ جناب داؤدؑ کے زمانہ میں قانون شریعت یہ تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے یا قتل ہو جائے تو اس کی بیوہ تمام عمر کوئی دوسرا نکاح نہیں کر سکتی تھی اور حضرت داؤدؑ پہلے شخص ہیں جن کے لئے خدا نے ایسی عورت حلال کر دی جس کا شوہر مار ڈالا گیا جب اوریا قتل ہو گیا تو ایام عدۂ گذر جانے کے بعد حضرت داؤدؑ نے اُس کی عورت کی خواستگاری کی یہ امر اوریا کی روح پر گراں ہوئی کہ سب سے پہلی مرتبہ حضرت نے یہ حکم اُس کی زرجہ کے بارے میں جاری فرمایا۔

اوریا کا قصّہ جس کو حضرت داؤدؑ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے اہلسنت میں سے ان لوگوں کا افترا ہے پیغمبران خدا سے گناہ کا صدور جائز سمجھتے ہیں چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ گناہوں سے پیغمبروں کے معصوم ہونے کا اعتقاد ضروریات دین شیعہ سے ہے لہٰذا فقہ حقہ شیعہ اکثر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی اصلیت نہیں جیسا کہ ابو بصیر سے منقول

ترجمہ، جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے ﴿۷۸﴾

ہے کہ حضرت صادقؑ سے میں نے پوچھا کہ حضرت کیا فرماتے ہیں زن اوریا اور حضرت داؤدؑ کے بارے میں جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ عامہ افترا کرتے ہیں اور دوسری حدیث موثق میں منقول ہے کہ انہی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس شخص پر مجھے قابو حاصل ہو جائے جو یہ کہتا ہے کہ داؤدؑ نے اوریا کی زوجہ کو حاصل کیا تو اس پر دو حد جاری کروں ایک محض جھوٹ بولنے کی وجہ سے اور دوسری خدا کے پیغمبر کی شان میں ناسزا کہنے سے۔ اسی مضمون (کی حدیث) عامہ نے حضرت امیر المومنینؑ سے بھی روایت ہے۔

خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ میرے بندے داؤدؑ کو یاد کرو۔ وہ بندگی و اطاعت میں صاحب قوت و توانا تھے اور خدا کی جانب بہت رجوع کرنے والے تھے۔ بیشک ہم نے پہاڑوں کو (ان کے واسطے) تسخیر کیا کہ ان کے ساتھ شام و صبح تسبیح کریں۔ ہم نے مسخر کیا تھا طائروں کو کہ اُن کے پاس پہاڑوں سے آکر جمع ہوتے تھے۔ جبکہ وہ تسبیح کرتے تھے وہ سب بھی اُن کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے اُن کی بادشاہی کو مضبوط کیا اور اُن کو حکمت عطا کی یعنی پیغمبری، کمال، علم و عمل کے ساتھ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا خطاب (عطا فرمایا) اور (اے ہمارے حبیب) کیا تمہارے پاس اُن کی خبر بھی آئی۔ جنہوں نے اپنے باہمی مخاصمہ و نزاع کو دیوار محراب سے کوٹھے پر داؤدؑ کے پاس پہنچ کر پیش کیا۔ جب وہ لوگ داؤدؑ کے پاس پہنچے تو وہ خوفزدہ ہو گئے۔ ان دونوں فریق نے کہا (یا حضرت) آپ خوف نہ کیجئے ہم دونوں انصاف کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے لٰہذا ہمارے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اس طرح کہ کسی پر ظلم نہ ہو اور راہ راست کی ہم کو ہدایت کیجئے۔ بلاشبہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں اور

ترجمہ، اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے برتری بخشی تھی۔ اے پہاڑو ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو (ان کا مسخر کر دیا) اور ان کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا (۱۰) کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان کو دیکھنے والا ہوں (۱۱) سورۃ سبأ

میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میری اس بھیڑ کو بھی لے لے اور مجھ پر زیادتی کرتا ہے اور لڑائی جھگڑا کرتا ہے۔ داؤدؑ نے کہا کہ پھر تو اس نے تجھ پر ظلم کیا یہ سوال کرکے کہ تیری بھیڑ بھی لے کر اپنی بھیڑوں میں شامل کرلے۔ کوئی شک نہیں کہ بعض شرکا، بعض پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور وہ بہت کم ہیں۔ اور داؤدؑ نے سمجھا کہ ہم نے اس فیصلہ کے ذریعہ سے ان کا امتحان لیا تو وہ خدا سے طلب آمرزش کرنے لگے اور سجدہ میں گرپڑے اور خدا کی جانب رجوع کی۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ظن (گمان) سے اس جگہ علم مراد ہے یعنی اُن کو یقین ہوگیا کہ خدا نے ان کا امتحان لیا۔ پھر ہم نے اُن کو بخش دیا اور یقیناً اُن کی قرب و منزلت ہمارے نزدیک اور بازگشت بہتر ہے۔ (اور کہا) اے داؤدؑ بدرستیکہ میں نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا۔ تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرو۔ اور اپنے خواہش نفسانی کی پیروی مت کرنا کیونکہ وہ تم کو خدا کی راہ سے دور کردے گی۔ بیشک جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں روز آخرت بھول جانے کی وجہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

اُن وحیوں کے بیان میں جو اُن حضرت پر نازل ہوئیں اور وہ حکمتیں جو حضرت سے ظاہر ہوئیں اور حضرت کے چند نادر حالات بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ

ترجمہ، جس وقت وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے انہوں نے کہا کہ خوف نہ کیجیئے۔ ہم دونوں کا ایک مقدمہ ہے کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہم میں انصاف کا فیصلہ کر دیجیئے اور بے انصافی نہ کیجیئے گا اور ہم کو سیدھا رستہ دکھا دیجیئے ﴿۲۲﴾ (کیفیت یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اس کے (ہاں) ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے (پاس) ایک دُنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ یہ بھی میرے حوالے کردے اور گفتگو میں مجھ پر زبردستی کرتا ہے ﴿۲۳﴾ انہوں نے کہا کہ یہ جو تیری دنبی مانگتا ہے کہ اپنی دنبیوں میں ملالے بے شک تجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی ہی کیا کرتے ہیں۔ ہاں جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اور داؤد نے خیال کیا کہ (اس واقعے سے) ہم نے ان کو آزمایا ہے تو انہوں نے اپنے پروردگار سے مغفرت مانگی اور جھک کر گرپڑے اور (خدا کی طرف) رجوع کیا ﴿۲۴﴾ تو ہم نے ان کو بخش دیا۔ اور بے شک ان کے لئے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے ﴿۲۵﴾ سورۃ ص

حضرت داؤدؑ پر زبور اٹھارھویں ماہ رمضان کی شب میں نازل ہوئی اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ زبور یکجا بصورت کتاب لکھی ہوئی نازل ہوئی۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ پر خدا نے وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ تم نے تنہائی کیوں اختیار کر رکھی ہے عرض کی تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لوگوں سے علیحدہ رہتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے دور رہتے ہیں خدا نے فرمایا تم خاموش کیوں رہتے ہو عرض کی اے معبود تیرے خوف نے مجھے خاموش کرر کھا ہے ارشاد ہوا کیوں (عبادت میں) اس قدر محنت و مشقت کرتے ہو عرض کی تیری محبت نے تیری بندگی میں مجھے تعب انگیز بنادیا ہے۔ فرمایا فقیر کیوں بنے ہو حالانکہ میں نے تم کو مال کثیر دے رکھا ہے کہا تیری نعمتوں کے حقوق کی یاد نے مجھے فقیر بنادیا ارشاد فرمایا کیوں اس قدر عاجزی وانکساری کرتے ہو عرض کی تیرے عظمت و جلال نے جس کی انتہا نہیں مجھ کو تیرے نزدیک ذلیل بنادیا اور تیرے سامنے اے میرے معبود عاجزی ہی مناسب و بہتر ہے تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم کو میرے فضل و کرم کی زیادتی کا مژدہ ہو جب تم میرے پاس آؤ گے تمہارے واسطے سب کچھ مہیا ہوگا جو تم چاہتے ہو۔ لوگوں کے ساتھ رہو اور اُن کے ساتھ معاشرت اختیار کرو لیکن ان کے بُرے اعمال سے بچتے رہنا تاکہ جو کچھ چاہتے ہو روز قیامت مجھ سے حاصل کر سکو۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ بس مجھ ہی سے خوش رہو اور میری ہی یاد سے لذت حاصل کرو اور مجھ ہی سے اپنے راز بیان کرنے میں لطف اُٹھاؤ میں بہت جلد دنیا کو بدکاروں سے خالی کردونگا اور ظالموں پر اپنی لعنت قائم کردونگا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے وحی کی کہ اے داؤدؑ جس طرح آفتاب

ترجمہ، اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کئے۔ بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے (۳۰) سورۃ ص

اپنا عکس اُس سے نہیں روکتا جو اس کی روشنی (دھوپ) میں بیٹھتا ہے اسی طرح میری رحمت تنگ نہیں اُس کے لئے جو اُس میں داخل ہونا چاہے اور جس طرح فال بد اور شگون اس کو نقصان نہیں پہنچاتا جو اس کی پروا نہیں کرتا اُسی طرح نجات نہیں پاتے فتنہ وبلا سے وہ لوگ جو شگون بد سے اثر لیتے ہیں چنانچہ قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بلند مرتبہ عاجزی و فروتنی کرنے والے اور سب سے زیادہ حقیر غرور کرنے والے ہوں گے۔

دوسری حدیث حسن و معتبر میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ خدا نے داؤدؑ کو وحی فرمائی کہ بندوں میں سے ایک بندہ میری خوشنودی کے لئے ایک نیک کام کرتا ہے تو میں اُس کے لئے بہشت کو مباح کر دیتا ہوں۔ داؤدؑ نے پوچھا وہ کون سا نیک کام ہے فرمایا کہ وہ نیک کام وہ ہے جو بندہ مومن میری خوشنودی کے لئے کرتا ہے۔ اگر دانۂ خرما (کسی مستحق کو دیکر) مجھے خوش کرے۔ داؤدؑ نے عرض کی میرے معبود سزاوار ہے اس کے لئے بھی جو تجھے نہیں پہچانتا (تیری خدائی تیرے رحم و کرم پر ایمان نہیں رکھتا) یہ کہ تجھ سے اپنی امید کو قطع نہ کرے (اور تجھ سے ناامید نہ ہو)

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے جناب سلیمانؑ سے فرمایا کہ اے فرزند ہرگز مت ہنسو کیونکہ بہت ہنسنا انسان کو روز قیامت فقیر و تنگدست بنا دیتا ہے۔ اے فرزند زیادہ خاموش رہنا ہی تیرے لئے بہتر ہے سوائے اس وقت کے جبکہ تو سمجھے کہ بولنے میں تیرے لئے بھلائی ہے کیونکہ خاموشی کے سبب جو پشیمانی ہوتی ہے بہتر ہے اس پشیمانی سے جو زیادہ بولنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اے فرزند اگر بولنا مثل چاندی کے ہے تو خاموش رہنا مثل سونے کے ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آل داؤدؑ کی حکمت کے بارے میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدمؑ دوسروں کی نصیحت وہدایت میں کیونکر تیری زبان کھلتی ہے حالانکہ تو خود

ترجمہ، اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی (۱۵) سورۃ النمل

خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوا۔ اے فرزند آدمؑ تو نے صبح کی قساوت اور اپنے معبود کی عظمت و جلالت سے فراموشی میں، اگر اپنے پروردگار کی عظمت و جلالت سے آگاہ ہوتا تو یقیناً اس کے عذاب سے ڈرتا اور اس کے وعدوں پر امید رکھتا افسوس ہے تجھ پر تو کیوں اپنی قبر اور اس کی تنہائی اور وحشت کو یاد نہیں کرتا۔

بسند معتبر حضرت رسول اللہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ پر وحی کی کہ بے شبہ کوئی بندہ روز قیامت ایک نیکی میرے پاس لائے گا تو میں اس کو اختیار دے دوں گا کہ بہشت میں جو مقام پسند کرے اس کو دیدیا جائے داؤدؑ نے پوچھا خداوندا وہ کون بندہ ہوگا فرمایا کہ وہ مومن جو برادر مسلم کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے خواہ وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔

معتبر روایتوں میں اس قول حق تعالیٰ سے مراد کہ ہم نے زبور میں لکھا ہے بعد اس کے جو تمام کتب پیغمبروں میں تحریر کیا تھا کہ زمین ہمارے شائستہ بندوں کو جو قائم آل محمدؐ اور اُن کے اصحاب ہیں میراث میں پہنچے گی۔ اور فرمایا کہ زبور میں آئندہ کے واقعات کی خبریں ہیں اور تحمید و تمجید و ذکر خدا و دعا پر مشتمل ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ کو وحی کی کہ اپنی قوم کو آگاہ کر دو کہ ہر وہ بندۂ مومن جس کو میں نے کسی کام پر مامور کیا ہے میری طاعت کرتا ہے تو بیشک مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی فرمانبرداری میں اس کی مدد کروں۔ وہ اگر مجھ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں وہ اگر مجھ کو پکارتا ہے تو قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے حفاظت کی التجا کرتا ہے تو میں حفاظت کرتا ہوں اگر مجھ سے اپنے دشمنوں کے شر سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں اگر مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میں اس کو (تمام

ترجمہ، اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے رستے سے بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا (۲۶) سورۃ ص

بلاؤں سے) محفوظ رکھتا ہوں۔ اگر تمام دنیا کے لوگ اُس کے ساتھ مکرو فریب پر آمادہ ہو جائیں تب بھی ان کے مکر و فریب کو اس سے دفع کرتا ہوں۔

منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ میرے (اکثر) نبدے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زبانی دوستی رکھتے ہیں اور دل سے دشمنی رکھتے ہیں۔

منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ مجھ کو عیش و راحت میں یاد رکھو تاکہ میں تمہاری دعا شدت و بلا کے ایام میں قبول کروں۔ اور فرمایا کہ اے داؤدؑ مجھ کو دوست رکھو اور میری خلقت کے نزدیک بھی مجھ کو محبوب بناؤ داؤدؑ نے کہا کہ خداوندا میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں لیکن تیری مخلوق کے نزدیک کیونکر تجھ کو دوست اور محبوب بنادوں (جبکہ ان پر مجھے قابو نہیں) فرمایا کہ ان کے سامنے میری نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ وہ مجھے دوست رکھیں۔

منقول ہے کہ آل داؤدؑ کی حکمتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ اپنی زبان سے آگاہ ہو اور اپنے اہل زمانہ کو پہچانے اور ہمیشہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ رہے اور اپنی زبان کو لغو اور بیہودہ باتوں سے محفوظ رکھے۔

منقول ہے خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ گنہگاروں کو خوشخبری دو اور صدیقوں کو ڈراؤ عرض کی معبود گنہگاروں کو ان کی بدی کے باوجود خوشخبری کیونکر دوں اور سچوں اور نیکوں کو ان کی فرمانبرداری کے باوجود کیونکر ڈراؤں فرمایا کہ اے داؤدؑ گنہگاروں کو بشارت دو کہ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں اور گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دیتا ہوں اور صدیقوں کو ڈراؤ کہ اپنے نیک اعمال پر غرور نہ کریں کیونکہ جس بندہ کا حساب لوں گا وہ یقیناً ہلاک ہو گا۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت کے پاس ایک شخص پریشان حال پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اُس وقت وہ خاموش تھا۔ ملک الموت اسی اثنا میں داؤدؑ کے پاس آئے۔ سلام کیا اور اس شخص پر تیز نظر

ڈالی۔ حضرت نے ملک الموت سے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یا حضرت مجھے حکم ملا ہے کہ آٹھویں روز اسی مقام پر اس کی روح قبض کروں۔ داؤدؑ کو اس شخص پر رحم آیا۔ اُس شخص سے پوچھا اے جوان تیری شادی ہو چکی ہے اور زوجہ موجود ہے اس نے کہا نہیں میں نے شادی ہی نہیں کی، حضرت نے فرمایا اچھا فلاں شخص کے پاس جاؤ بنی اسرائیل کا ایک معزز آدمی ہے اور کہنا کہ داؤدؑ نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ اپنی لڑکی کے ساتھ میری شادی کر دے اور آج ہی شب کو زفاف بھی کرنا اور خرچ جس قدر ضرورت ہو لے جا اور سات روز تک اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا اور ساتویں روز یہیں آجانا۔ اُس جوان نے حسب الحکم اس شخص کو پیغام پہنچایا اُس نے فوراً اپنی لڑکی کا عقد اُس کے ساتھ کر دیا اور وہ سات روز اپنی زوجہ کے ساتھ رہا۔ آٹھویں روز حضرت داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا یہ سات روز کیسے گذرے عرض کی یا حضرت کبھی اس سے پہلے مجھے ایسی مسرت و شادمانی حاصل نہ ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا اچھا بیٹھو اور ملک الموت کے آنے کا انتظار کرنے لگے تاکہ وہ آکر اس کی روح قبض کریں جب وقت مقررہ گذر گیا اور ملک الموت نہ آئے تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ جا اور اپنی زوجہ کے ساتھ اپنے گھر رہ۔ آٹھویں روز پھر آنا۔ وہ جوان چلا گیا اور آٹھویں روز پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک الموت اس روز بھی نہ آئے تو اس شخص کو حضرت نے پھر رخصت کر دیا اور فرمایا آٹھویں روز آنا۔ اس مرتبہ جب وہ شخص حضرت کے پاس آیا تو ملک الموت بھی آئے۔ حضرت داؤدؑ نے ملک الموت سے پوچھا کیا سبب ہوا کہ تم نے وعدہ کے مطابق اس کی روح قبض نہ کی۔ تین ہفتے گذر گئے اور وہ زندہ ہے۔ ملک الموت نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کے رحم کرنے سے خدا نے اُس پر رحم کیا اور اُس کی عمر تیس سال اور بڑھا دی۔

منقول ہے کہ ایک عورت تھی داؤدؑ کے زمانہ میں جس کے پاس ایک مرد آتا اور اس کو زنا پر مجبور کرتا۔ خدا نے ایک روز اُس عورت کے دل میں ڈال دیا اور اُس نے مرد سے کہا کہ جب تو میرے پاس آتا ہے دوسرا مرد تیری زوجہ کے پاس زنا کیلئے جاتا ہو تو کیا تعجب ہے

یہ سُن کر۔ وہ مرد اُسی وقت اپنے گھر واپس آیا تو دیکھا کہ واقعی ایک شخص اس کی عورت سے زنا کررہا تھا۔ وہ اُس مرد کو پکڑ اکر حضرت داؤدؑ کے پاس لے گیا اور کہا اے پیغمبر خدا مجھ پر یہ کیسی بلا نازل ہوئی ہے کہ شاید کسی پر نہ نازل ہوئی ہو گی۔ حضرت داؤدؑ نے پوچھا وہ کیا، عرض کی اس مرد کو میں نے اپنی زوجہ کے پاس پکڑا ہے۔ اُس وقت خدا نے داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ اُس سے کہو کہ جو کچھ تو کرتا ہے اُسی کا بدلہ تجھ کو ملتا ہے۔ ایک اور روایت میں منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت داؤدؑ پر وحی کی کہ خلاوہ دختر اوس کو بہشت کی خوشخبری دے دو اور اس کو بتادو کہ وہ بہشت میں تمہارے قریب رہے گی۔ حضرت داؤدؑ نے اس کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا وہ عورت باہر آئی اور پوچھا کہ میرے متعلق کیا کوئی حکم نازل ہوا ہے۔ فرمایا ہاں اُس سے پوچھا وہ کیا حضرت نے ارشاد بار تعالیٰ اُس سے بیان فرمایا۔ اُس سے کہا کوئی دوسری عورت بھی میرے نام کی ہے؟ حضرت نے کہا نہیں۔ خدا نے تجھ کو مخصوص طور پر خوشخبری دی ہے۔ اُس نے عرض کی اے خدا کے رسول میں آپ کو جھٹلا نہیں سکتی۔ لیکن خدا کی قسم میں اپنے میں کوئی ایسی بات نہیں پاتی ہوں جو اس مرتبہ کا سبب ہو سکے۔ حضرت نے فرمایا تو اپنے پوشیدہ حالات سے آگاہ کر۔ اُس نے کہا بس یہ ہے کہ کبھی کوئی درد، تکلیف، پریشانی یا فاقہ کی حالت مجھ پر نہیں گذری مگر یہ کہ میں نے اس پر صبر کیا اور خدا ہی سے دعا کی کہ میری تکلیف دور کرے اور اس حال پر راضی رہی اور شکر و حمد خدا بجالایا کرتی رہی ہوں۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ اسی خصوصیات کی وجہ سے تجھ کو یہ مرتبہ حاصل ہوا اور یہ وہ طریقہ و دین ہے جسے خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔ منقول ہے کہ خدا نے داؤدؑ پر وحی نازل کی کہ جو بندہ بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے میری جانب پناہ لایا اور نعمتوں کے حاصل کرنے میں مجھ پر بھروسہ کیا غیروں سے کوئی تعلق نہ رکھا اور چونکہ میں اس کی نیت سے واقف ہوتا ہوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اگر آسمان و زمین اور جو کچھ اُس میں ہے سب مل کر اس کے ساتھ فریب و مکر کرنا چاہیں تو بلا شبہ میں اُن میں سے جو اس کے لئے بہتر ہو گا وہی قرار دوں گا۔ اور اُن کے شر سے اس کو محفوظ رکھوں گا اور جس بندہ کی بیت سے مجھے

معلوم ہوگا کہ مجھ پر بھروسہ نہیں رکھتا اور میرے غیر کی جانب پناہ لے گیا ہے تو یقیناً میں اس کے اسباب منقطع کردوں گا اور زمین کو اس کے زیر قدم سخت بنادوں گا۔ جس وادی میں وہ ہلاک ہوجائے مجھے اس کی پرواہ نہ ہوگی۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ زبور میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں اور اُن میں تحریر تھا کہ اے داؤدؑ جو میں کہتا ہوں اُسے سنو اور میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا ہوں جو بھی میرے پاس آئے گا۔ اُس حال میں کہ مجھے دوست رکھتا ہوگا۔ میں اس کو بہشت میں داخل کروں گا۔ بشرطیکہ وہ اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو تو میں اس کو بخش دوں گا اور اُس کے گناہوں کو اُس کے نامہ اعمال سے محو کردوں گا۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی کی کہ اے داؤدؑ جو لوگ دنیا کی لذتوں میں چمٹے ہوئے ہیں اُن سے پرہیز کرو کیونکہ ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہیں اور میرا فضل و کرم اُن تک نہیں پہنچے گا۔ اے داؤدؑ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اُس کے قول کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص اپنے حبیب سے الفت رکھتا ہے اُس کی باتوں کو قبول کرتا ہے اور اس کے کردار کو پسند کرتا ہے اور اپنے حبیب پر اعتبار و بھروسہ کرتا ہے اپنے کاموں کو اُس پر چھوڑ دیتا ہے اور جو اپنے حبیب کا مشتاق ہوتا ہے چلنے میں تیزی کرتا ہے تاکہ جلد اُس کے پاس پہنچ جائے۔ اے داؤدؑ میری یاد مجھے یاد کرنے والوں کے لئے ہے اور میری بہشت میرے اطاعت کرنے والوں کے واسطے ہے اور میرا قرب میرے مشتاقوں کے لئے ہے اور میں اپنے اطاعت کرنے والوں کا نگران ہوں۔ منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ میرا شکر کرو جو حق ہے شکر کا۔ عرض کی مولا جو شکر کا حق ہے کیونکر ادا کر سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر کرنا بھی تیری ایک نعمت ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب یہ اقرار کرلیا کہ میرا شکر ادا ہی نہیں ہوسکتا تو یہی شکر ہے جیسا کہ شکر کا حق ہے۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز تنہا جنگل میں پہنچے خدا نے وحی فرمائی۔ اے داؤدؑ تنہائی کیوں اختیار کی۔ عرض کی تیری ملاقات اور تجھ سے مناجات کا شوق مجھ پر غالب ہوا اور مجھ میں اور تیری مخلوق میں حائل ہوگیا۔ ارشاد ہوا، میری خلقت کے پاس

جاؤ اگر ایک گمراہ بندہ کی ہدایت کر کے میرے راستہ پر لگا دو گے تو میں لوح محفوظ میں تم کو حمد کرنے والوں میں لکھ لوں گا۔ ایک اور روایت جو حکمت آل داؤدؑ میں تحریر ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ چار ساعتوں سے غافل نہ ہو، ایک ساعت میں اپنے پروردگار کی عبادت و مناجات میں مشغول ہو۔ ایک ساعت میں اپنے نفس کا حساب لے (کہ کتنے کام حکم خدا کے مطابق کئے اور کتنے خلاف حکم خدا)۔ ایک وقت ایسے مومن بھائیوں سے ملاقات کا مقرر کرے جس میں وہ لوگ اس کو اس کے عیبوں سے سچ سچ آگاہ کریں۔ اور ایک وقت اپنے نفس کی لذت کے لئے معین کرے یہی وقت اس کے دوسرے (مذکورہ) وقتوں کا مددگار ہوگا۔

منقول ہے کہ خدا نے حضرت پر وحی کی کہ فلاں بادشاہ سے کہہ دو کہ میں نے تجھ کو سلطنت اس لئے نہیں عطا کی ہے کہ دنیا کے لئے جمع کرے (یعنی مال و دولت جمع کرے اور غریبوں کا خون چوسے عیش و عشرت کرے) بلکہ اس واسطے قوت و حکومت بخشی ہے کہ مجھ سے مظلوموں کی دعا رد کرے (یعنی مظلوموں کی فریاد کو پہنچے تا کہ وہ مجھ سے اپنی تکلیفوں کی شکایت نہ کریں) اور ان کی مدد کرے۔ اس لئے کہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ مظلوموں کی مدد کروں اور ان کے روبرو اُس شخص سے انتقام لوں جس نے اُن پر ظلم کیا ہے اور اُن سے جس نے ان کی مدد نہیں کی۔ منقول ہے کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ جباروں اور ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کریں کیونکہ جو بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کو یاد کرتا ہوں اور جب ستمگار اپنے ظلم و ستم کی حالت میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔

منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں ایک عابد تھا جس کی عبادت حضرت کو پسند تھی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ اُس کا کوئی کام تمہیں پسند نہ ہونا چاہیے اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے دنیا والوں کو دکھانے کے لئے کرتا ہے۔ جب اُس کا انتقال ہو گیا۔ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا فلاں عابد کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کو دفن کر دو اور خود شریک نہ ہوئے۔ بنی اسرائیل کو حضرت داؤدؑ کی یہ بات پسند نہ آئی ان کو تعجب ہوا کہ داؤدؑ

ایسے شخص کے جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوئے۔ جب اُس کے غسل سے فارغ ہوئے پچاس آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا ہم نے اس شخص سے نیکی کے سوا کوئی اور کام نہیں دیکھا اور اس کی نماز جنازہ میں بھی پچاس شخصوں نے یہی گواہی دی۔ اُس وقت خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ فلاں عابد کے جنازے میں تم کیوں نہ گئے۔ عرض کی اسی خبر کی وجہ سے جو تو نے اس کے بارے میں مجھے پہنچائی تھی۔ فرمایا ہاں ہے تو ایسا ہی لیکن علما اور راہبوں کے ایک گروہ نے میرے روبرو اُس کے متعلق نیکی کی گواہی دی میں نے ان کی گواہی قبول کرلی اور جو کچھ خود جانتا ہوں اُسے میں نے بخش دیا۔

منقول ہے کہ امام رضاؑ نے مجلس مامون میں راس الجالوت سے فرمایا جو یہودیوں کے تمام عالموں میں سب سے بڑا عالم تھا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ کی زبانی زبور میں کہا ہے کہ خداوندا مبعوث کر سنت کو قائم رکھنے والا فترت کے بعد یعنی اُس وقت جبکہ ایک عرصہ تک کوئی رسول مبعوث نہ ہوا ہو۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تو پہچانتا ہے محمدؐ کے سوا کسی اور پیغمبر کو جس نے فترت کے بعد سُنت قائم کی۔

سید طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے حضرت داؤدؑ کی زبور کی سورۂ دوم میں دیکھا ہے کہ حق تعالٰی نے وحی کی کہ اے داؤدؑ میں نے زمین میں تم کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اپنی پاکی بیان کرنے والا پیغمبر بنایا۔ اور عنقریب میرے پیغمبر عیسٰیؑ کو ایک گروہ میرے سوا خدا کہنے لگے گا۔ اُس معجزہ کے سبب سے جو میں اُس کو عطا کروں گا جس سے وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اے داؤدؑ میری خلقت کو میرے رحم و کرم سے آگاہ کرو باوجود اس کے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ اے داؤدؑ کون ایسا ہے جس کی رسن امید مخلوق سے ٹوٹی ہو اور میں نے اس

ترجمہ، تو طالوت کی فوج نے خدا کے حکم سے ان کو ہزیمت دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور خدا نے اس کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا۔ اور خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہل عالم پر بڑا مہربان ہے ﴿۲۵۱﴾
سورۃ البقرۃ

کو ناامید کیا ہو اور کون میری بارگاہ کی جانب رجوع ہوا اور میں نے اس کو اپنی درگاہ انابت سے بھگا دیا۔ پھر کیوں خدا کو تقدس اور پاکی کے ساتھ یاد نہیں کرتے کہ وہی تمہاری صورتیں بنانے والا اور تم کو مختلف رنگوں کا پیدا کرنے والا ہے کیوں اپنی عبادتوں کی رات و دن میں حفاظت نہیں کرتے اور اُس کے ذریعہ سے اپنے گناہوں کو جو میری جناب میں کر چکے ہو دفع نہیں کرتے۔ شاید کبھی مر دگے نہیں اور گویا دنیا ہمیشہ تمہارے واسطے باقی رہے گی اور کبھی تم سے زائل نہ ہوگی حالانکہ تمہارے لئے میری بہشت میں دنیا سے بے انتہا زیادہ نعمتیں موجود ہیں اگر غور کرو اور سمجھو۔ اور بہت جلد جان لوگے اُس وقت جبکہ میرے پاس آؤ گے کیونکہ میں خلقت کے افعال کو دیکھ رہا ہوں اور اُنپر مطلع ہوں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔ اور زبور کے دسویں سورۂ میں لکھا ہے کہ اے گروہ مردم آخرت سے غافل مت ہو اور تم کو یہ زندگی دُنیا کی طراوت اور حسن فریب نہ دے۔ اے بنی اسرائیل آخرت کی طرف اپنی واپسی کے بارے میں سوچو اور قیامت کو یاد کرو اور جو کچھ میں نے اس روز اپنے نافرمانوں کے لئے (عذاب) مہیا کر رکھا ہے اُس کے متعلق محو کرو تو تمہارا ہنسنا کم ہو جائے گا اور رونا زیادہ ہو جائے گا لیکن تم موت سے غافل ہو گئے ہو اور تم نے میرے عہد کو پس پشت ڈال دیا ہے اور میرے حق کو سبک قرار دے لیا ہے گویا تم گنہگار ہی نہیں ہو اور نہ تمہارا حساب ہی لیا جائے گا کتنے وعدے کرتے ہو اور لیکن اس کے خلاف کرتے رہتے ہو اور کتنے عہد کرتے ہو اور توڑ ڈالتے ہو اگر فشار قبر اور تنہائی لحد کو یاد کرو تو بیشک تمہارا بولنا کم ہو جائے اور مجھے بہت یاد کرنے لگو اور عبادت میں بیحد مشغول ہونے لگو۔ بیشک کمال حقیقی کمال آخرت ہے اور کمال دُنیا متغیر اور زائل ہے آیا غور نہیں کرتے زمین و آسمانوں کی خلقت میں اور جو کچھ میں نے اُس میں مہیا کیا ہے اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے اور ڈرانیوالی چیزوں میں سے اور طائروں کو میں نے ہوا میں معلق کر کے محفوظ کر رکھا ہے جو میری تسبیح کرتے ہیں اور روزی طلب کرنے میں مجھ سے رجوع کرتے ہیں اور میں ہوں بخشنے والا مہربان اور پاک اور میں ہوں نور خلق کرنے والا خدا۔

اور سترھویں سورۂ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ میں جو کہتا ہوں اُس کو سنو اور سلیمان کو حکم دو کہ تمہارے بعد لوگوں کو سمجھا دیں کہ زمین کہ محمدؐ اور ان کی امّت کو میراث میں دوں گا اور وہ تمہارے بر عکس ہوں گے ان کی نماز طنبور اور ساز اور گانا نہ ہو گی لہٰذا میری پاکیزگی زیادہ بیان کرو جب میری تقدیس کا نغمہ بلند کرو تو بہت گریہ وزاوی کیا کرو۔ اے داؤدؑ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مال حرام جمع نہ کریں ورنہ میں ان کی نماز قبول نہ کروں گا (کہہ و کہ اے شخص) اگر تیرا باپ میری نافرمانی کرتا ہے تو اُس سے الگ ہو جا اور اگر تیرا بھائی حرام میں مبتلا ہو تو اس سے کنارہ کر اور بنی اسرائیل کو ان دو مردوں کا قصہ سُنا دو جو ادریسؑ کے زمانے میں تھے اور عین نماز کے وقت دونوں کے مال فروخت کرنے کا موقع آگیا۔ ایک نے کہا نماز پڑھ کے مال بیچوں گا دوسرے نے کہا مال بیچ کر اطاعت خدا میں مشغول ہوں گا تو ایک اپنی تجارت میں مشغول ہو گیا اور دوسرا نماز میں۔ تو میرے حکم سے تجارت میں مشغول ہونے والے کو ابر و باد و برق و تجلی نے ہلاک کر دیا اور وہ ابر و ظلمت میں گرفتار ہو گیا۔ تجارت اور نماز دونوں ہاتھ سے گئی اور اُس کے گھر کے دروازہ پر لکھ دیا گیا کہ دیکھو دُنیا طلبی اپنے شائق کے ساتھ کیا کرتی ہے۔

اے داؤدؑ جب کسی ظالم کو دیکھو کہ دُنیا نے اس کو بلند کر رکھا ہے تو اس کے حال کی آرزو و تمنّا مت کرو۔ بے شبہ ان دو باتوں میں سے ایک بات اُس کے لئے ضرور ہو گی یا اُس پر کسی ظالم کو مسلط کر دوں گا جو اُس سے زیادہ ظالم ہو گا جو اُس سے انتقام لے گا۔ یا قیامت کے روز اُس کو مجبور کروں گا کہ لوگوں کے حقوق ادا کرے۔ اے داؤدؑ اگر تم ان لوگوں کو قیامت کے روز دیکھو جن کے ذمہّ لوگوں کے حقوق ہیں تو بے شبہ آگ کا طوق ان کی گردنوں میں پاؤ گے لہٰذا اپنے نفسوں کا حساب کرتے رہو اور ہمیشہ لوگوں کے ساتھ انصاف پر عمل پیرا رہو اور دُنیا اور اس کی زینتوں کو ترک کر دو۔ اے بہت غافل شخص کیا کرے گا ایسی دُنیا کو جس میں آدمی صحیح و سالم زندہ جاتا ہے اور وہ اس کو مردہ کر کے نکالتی ہے وائے ہو تم پر اگر بہشت کو۔ اور جو کچھ میں نے اس میں اپنے دوستوں کے واسطے نعمتیں مہیا کی ہیں تم دیکھوں تو دُنیا کی

کسی چیز میں تم کو لذّت محسوس نہ ہو۔ میں اپنے دوستوں کو قیامت کے روز پکاروں گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دُنیا میں طعام و شراب کے مشتاق تھے لیکن میری خوشنودی کے لئے ترک کرر کھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہنسنے کو رونے کے ساتھ مخلوط کرر کھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جاڑوں اور گرمیوں میں میری مسجدوں میں جمع ہوتے تھے۔ آج دیکھیں کہ کیسی کیسی نعمتیں میں نے اُنکے واسطے مہیّا کی ہیں۔ (اُنسے کہو نگا کہ) تم دُنیا میں میری عبادت کے لئے جاگتے تھے۔ جبکہ لوگ سوتے رہتے تھے۔ آج جو کچھ چاہو تمہارے لئے موجود ہے بیشک تمہارے پاکیزہ اعمال اہل دُنیا سے میرے غضب کو دُور رکھتے تھے۔ اے رضوان ان کو پانی پلا۔ جب وہ پانی پئیں گے ان کے چہرہ کی تازگی اور حسن زیادہ ہو جائے گا۔ اس وقت رضوان اُن سے کہے گا کہ خدا نے یہ نعمتیں ان وجہ سے تم کو عطا کی ہیں کہ تمہاری شرمگاہیں حرام شرمگاہوں سے مس نہیں ہوئیں۔ اور تم نے بادشاہوں اور امیروں کے حال کی تمنّا نہیں کی تو (خدا کہتا ہے کہ) میں رضوان سے کہوں گا کہ اے رضوان جو کچھ میں نے اپنے بندوں کے لئے (دُنیا کی نعمتوں سے) آٹھ ہزار گنا (زیادہ) مہیا کرر کھا ہے ان پر ظاہر کر۔

اے داؤدؑ جو شخص میرے ساتھ تجارت کرتا ہے وہ بہترین فائدہ اٹھانے والا تاجر ہے اور جو شخص دُنیا میں دل لگاتا ہے دُنیا اُس کو زمین کے اندر پہنچا دیتی ہے اور وہ سب سے زیادہ نقصان اُٹھاتے والا ہے۔ افسوس ہے تجھ پر اے فرزند آدمؑ کس قدر سخت ہے تیرا دل تیرے ماں باپ مرتے ہیں اور تو ان کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتا۔ اے فرزند آدمؑ کیا تو نہیں دیکھتا کہ حیوان مر جاتا ہے ہوا اُس کو مردار و گندیدہ بنا دیتی ہے حالانکہ وہ حیوان کوئی گناہ اپنے ذمہّ نہیں رکھتا (لیکن) اگر تیرے گناہ پہاڑوں پر ڈال دیئے جائیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اے داؤدؑ میں اپنے عزّت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی چیز تمہارے مال و اولاد سے زیادہ تمہارے لئے نقصان رساں نہیں ہے اور کسی چیز کا فساد ان کے فساد سے زیادہ تمہارے دلوں میں (گھر کرنیوالا) نہیں۔ تمہارا نیک عمل میرے نزدیک بلند ہے اور میرا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خالق ہے۔

تیئسویں سورہ میں ہے کہ اے فرزندانِ خاک و آب گندیدہ اور اے غافل اور بہت مغرور ہونے والو۔ توجہ کرتے ہو اس کی طرف جسے میں نے حرام کیا ہے۔ تو اگر تم جانتے ہو کہ حرام تم کو کہاں لے جاتا ہے بیشک اس کو بہت بُرا سمجھتے اور اگر بہشت کی خوشبو سے آراستہ عورتوں کو تم دیکھتے جو بشری طبیعتوں کے ہیجان سے محفوظ ہیں (تو دُنیا کی جانب کبھی نگاہ نہ کرتے) وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتی ہیں کبھی ان کو غصّہ نہیں آتا ہمیشہ باقی ہیں کبھی مرنے والی نہیں ہر چند ان کے شوہر ان کی بکارت زائل کرتے رہیں پھر بھی باکرہ ہی ہوتی ہیں۔ وہ مسکہ سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اُن کے تخت کے سامنے شراب و شہد کی نہریں موجیں مارتی ہوں گی۔ تجھ پر افسوس ہے (کہ تو سمجھتا نہیں) بادشاہی بزرگ اور ہمیشہ کی نعمتیں اور بے تکلیف کی زندگی اور مسّرت دائمی اور باقی رہنے والی نعمتیں میرے پاس ہیں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔

اکتیسویں سورہ میں لکھا ہے۔ اے لوگو تم موت میں گِرد ہو کوئی کام اپنی آخرت کے لئے کرو اور دُنیا کے عوض اس کو خرید لو اور اس گروہ کی طرح مت ہو جاؤ جس نے دنیاوی زندگی کو غفلت اور کھیل میں گذار دیا اور سمجھو کہ جس نے مجھے قرض دیا اُس کا سرمایہ بہت نفع کے ساتھ اس کو پہنچے گا اور جو شخص شیطان کو قرض دیتا ہے جہنم میں اُس کے پاس ہوگا۔ کیا ہو گیا ہے تم کو کہ دُنیا سے رغبت کرتے ہو اور حق سے منحرف ہوتے ہو کیا تمہارے حسبُوں نے تمہیں فریب دے رکھا ہے اُس کا حسب ہی کیا جو خاک سے خلق ہوا ہو۔ اے فرزند آدمؑ خدا کے علاوہ جس کی بھی تم پرستش کرو گے جہنم میں جاؤ گے۔ تم مجھ سے بیزار ہو تو میں بھی تم سے بیزار ہوں مجھ کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں۔ جب تک اسلام خالص قبول نہ کرو۔ میں ہوں غالب اور منزہ ہے خالق نور۔

اور چھیالیسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے فرزندان آدمؑ تم نے میرا حق سبک قرار دیا ہے تو میں بھی تمہارا حق سبک کردوں گا۔ سود کھانے والوں کے دل و جگر جہنم میں

پارہ پارہ ہوں گے۔ جب تم سائل کو کچھ دیتے ہو تو وہ چیز سائل سے پہلے میرے ہاتھ میں آتی ہے۔ اگر وہ شئے مال حرام سے ہے تو میں اُس کو دینے والے کے منہ پر مارتا ہوں۔ اگر وہ چیز از قسم حلال ہے تو میں حکم دیتا ہوں کہ اُس کے لئے جنت میں محل تعمیر کئے جائیں۔ ریاست حقیقت میں ریاست دُنیا اور عالم کی بادشاہی نہیں بلکہ آخرت کی بادشاہی و ریاست ہے۔ پاک ہے خالق نور۔

سینتالیسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ تم جانتے ہو کہ میں نے بنی اسرائیل کو کیوں مسخ کرکے بندر و سور بنا دیا۔ اس لئے کہ جب کوئی غنی اور مالدار گناہ کرتا تو نظر انداز کر دیتے اور سبک و ہلکا سمجھتے اور جب کسی غریب و مسکین سے کوئی ہلکا گناہ ہو جاتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ لہٰذا میری لعنت اُس کے لئے واجب و لازم ہے جس کو زمین میں اقتدار و حکومت حاصل ہو جائے اور وہ غریب و امیر پر ایک طرح سے (انصاف کے ساتھ) حکم نہ کرے۔ تم لوگ دُنیا میں اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہو مجھ سے کہاں بھاگ کے جاؤ گے اُس وقت جب کہ میرے پاس تنہا آؤ گے۔ میں نے کس قدر تم کو تاکید کے ساتھ ممانعت کی ہے کہ مومنین کی عزّت پامال مت کرنا لیکن تمہاری زبانیں لوگوں کے مقابلہ میں دراز ہو چکی ہیں۔ نور کا پیدا کرنے والا پاک ہے۔

پینسٹھویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ بنی اسرائیل کو اُس شخص کا حال سُنا دو کہ جس کی حکومت تمام روئے زمین کے لوگوں پر تھی یہاں تک کہ جب اس کو پوری پوری قوت حاصل ہو گئی تو اُس نے فساد کرنا شروع کر دیا۔ حق کو مٹانے لگا اور باطل کا اظہار کرنے لگا۔ عمارتیں تعمیر کیں، قلعے تیار کئے اور مال جمع کئے تو میں نے ایک بھڑ کو حکم دیا جس نے عین عالم عیش و نشاط میں داخل ہو کر اس کے جسم اور چہرے پر ڈنگ مارنا شروع کیا کہ اُسی وقت اس کا چہرہ سوج گیا۔ اور اُس کی آنکھوں سے خون اور اُس کے چہرے سے مواد جاری ہوا جس سے اُس کا تمام چہرے کا گوشت گل سڑ گیا اور اُس کے پاس بدبو اور گندگی کے سبب کسی

کو جانے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اُسی حالت میں مر گیا۔ اور اس کے جسم کو بغیر سر کے دفن کیا گیا۔ اگر لوگوں کو عبرت ہوتی تو یہ حال سُن کو میری نافرمانی کی کسی کو جرات وہمت نہ ہوتی لیکن لوگ لہو ولعب میں مشغول ہیں لہٰذا ان کو ان کے کھیل کود میں مشغول دو یہاں تک کہ اُن پر میرا حکم جاری ہو اور میں نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کے پاس وادیٔ روحا میں فرشتوں کی جماعت بھیجی جو طائف اور مکّہ معظمہ کے درمیان واقع ہے اور اُن کی ذریت کو آواز دی جو عالم ارواح میں چیونٹیوں کسے مانند تھے۔ سب پشت آدمؑ سے باہر آئے۔ شہد کی مکھیوں کی طرح اور جمع ہوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کو خدا نے ندا دی کہ نظر کرو کیا دیکھ رہے ہو۔ آدمؑ نے کہا چھوٹی چھوٹی بہت سی چونٹیاں وادی کے دامن میں دیکھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا یہ سب تمہاری ذریت ہیں جن کو تمہاری پشت سے میں نے نکالا ہے تاکہ ان سے عہد و پیمان لوں اپنی ربوبیت اور محمدؐ کی پیغمبری کا جیسا کہ میں آسمان میں ان سے پیمان لے چکا ہوں۔ آدمؑ نے کہا خداوندا میری پشت میں کیونکر ان سب کی گنجائش ہو سکتی ہے فرمایا اپنی لطیف صنعت اور قدرت نافذہ کے ذریعہ ان سب کو تمہاری پشت میں میں نے جگہ دی ہے۔ عرض کی پالنے والے عہد و پیمان میں تو ان سے کیا چاہتا ہے فرمایا یہ چاہتا ہوں کہ میری ربوبیت اور معبودیت میں کسی کو میرا شریک نہ کریں اور کسی کو میرا ہمسر نہ قرار دیں آدمؑ نے عرض کی پالنے والے جو شخص تیری اطاعت کرے گا اُس کی کیا جزا ہے۔ فرمایا اُس کو اپنی بہشت میں ساکن کروں گا آدمؑ نے کہا اور جو تیری نافرمانی کرے گا اُس کی کیا سزا ہے فرمایا اُس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ آدمؑ نے عرض کی پالنے والے تو نے ان کے بارے میں انصاف فرمایا۔ لیکن اگر تو ان کی حفاظت نہ کرے گا اور (عمل نیک کی) توفیق نہ عطا فرمائے گا تو ان میں سے زیادہ تر معصیت میں مبتلا ہوں گے۔ پھر خدا نے حضرت آدمؑ کو پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں بتلائیں۔ جب حضرت آدمؑ کو حضرت داؤدؑ کی عمر معلوم ہوئی کہ صرف چالیس سال ہے تو عرض کی پروردگارا میرے اس فرزند کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے اگر میں اپنی

عمر سے تیس سال اس کو دے دوں تو کیا تو منظور فرمائے گا۔ فرمایا ہاں۔ عرض کی خداوندا میں نے اپنی عمر سے تیس سال داؤدؑ کو دیئے میری عمر سے کم کر دے اور اُس کی عمر میں زیادہ فرما۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے۔ اُس کے پاس ام الکتاب یعنی تمام کتابوں کی ماں ہے اور دوسری کتابیں اس سے لکھی جاتی ہیں۔ جب آدمؑ کی عمر کی مدت ختم ہوئی ملک الموت قبض رُوح کے لئے اُن کے پاس آئے آدمؑ نے کہا کہ ابھی میری عمر کے تیس سال باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ آپ اپنی اولاد میں سے داؤدؑ کو دے چکے ہیں۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں آتا ملک الموت نے کہا تم نے خود خدا سے سوال کیا تھا۔ خدا نے زبور میں تمہاری عمر تیس سال کم کر کے داؤدؑ کی عمر میں اضافہ فرما دیا۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر اس بارے میں کوئی تحریر ہو تو لاؤ اور واقعی حضرت آدمؑ کو یاد نہ تھا۔ لہٰذا اس روز سے خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ اپنے قرض و دیگر معاملات میں قبالہ و تمسکات تحریر کہ لیا کریں تاکہ اُن کے دل سے محو نہ ہو جائے اور انکار نہ کریں۔ حضرت آدمؑ نے پچاس سال اضافہ فرمایا تھا اور جب انکار کیا تو جبریلؑ و میکائیلؑ نے آ کر گواہی دی۔ تب وہ راضی ہوئے اور ملک الموت نے رُوح قبض کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ داؤدؑ کی عمر چالیس سال تھی اور حضرت آدمؑ نے ساٹھ سال اضافہ فرمایا تھا۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ میں پانچ سو سال کیا فاصلہ تھا اور حضرت داؤدؑ و جناب عیسیٰؑ کے درمیان گیارہ سو سال کا فاصلہ تھا۔

منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ کی عمر سو سال کی ہوئی۔ ان میں سے چالیس سال بادشاہی کی مدت ہے اور آپؑ نے روز یکشنبہ کو رحلت فرمائی۔ مرغان ہوا نے آپؑ پر اپنے پروں سے سایہ کیا۔

اصحاب سَبت کے حالات

خداوند عالم نے فرمایا ہے "تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہوا جنہوں نے تمہیں میں سے روز شنبہ کے بارے میں حد سے تجاوز کیا اور خدا کی نافرمانی کی کہ سنیچر کے روز مچھلی کا شکار کیا تو میں نے اُن کو کہا ذلیل اور رحمت خدا سے دور نافرمانو بندر بن جاؤ۔ اور ہم نے اُس عذاب کو اُن کے اور بعد کے زمانہ والوں کے لئے ایک زجر کرنے والی عقوبت بنائی اور متقین کے واسطے نصیحت قرار دی۔" حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا نے یہودیوں کو حکم دیا کہ روز جمعہ دُنیا کے کاموں کو ترک کر دیا کرو۔ انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ بجائے جمعہ روز شنبہ کو اختیار کیا (اور سنیچر کے روز دُنیا کے کاموں میں مشغول نہ ہوتے تھے) اس سبب سے خدا نے ان پر روز شنبہ شکار کو حرام کر دیا تھا۔ دوسری روایت میں کہ خدا نے اصحاب سَبت کو اس قدر مہلت دی کہ وہ کثرت سے بڑھ گئے اور بہت مال و دولت والے ہو گئے اور کہنے لگے کہ روز شنبہ کو شکار ہمارے لئے حلال ہے۔ ہم سے پہلے والوں کے لئے حرام تھا۔ اس لئے کہ جب سے ہم روز شنبہ شکار کرنے لگے ہیں ہم میں نعمت و مال و دولت کی کثرت ہو گئی اور صحت و تندرستی بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ غرض ایک رات جبکہ وہ لوگ غفلت میں (پڑے سو رہے) تھے خدا نے ان کی گرفت کی (اور عذاب میں مبتلا کیا)۔ ایک اور حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کیا وہ دریا میں پھینک دیئے

ترجمہ، اور ان سے عہد لینے کو ہم نے ان پر کوہ طور اٹھا کھڑا کیا اور انہیں حکم دیا کہ (شہر کے) دروازے میں (داخل ہونا تو) سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہفتے کے دن (مچھلیاں پکڑنے) میں تجاویز (یعنی حکم کے خلاف) نہ کرنا۔ غرض ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا ﴿۱۵٤﴾ (لیکن انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا) تو ان کے عہد توڑ دینے اور خدا کی آیتوں سے کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق مار ڈالنے اور یہ کہنے کے سبب کہ ہمارے دلوں پر پردے (پڑے ہوئے) ہیں۔ (خدا نے ان کو مردود کر دیا اور ان کے دلوں پر پردے نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب خدا نے ان پر مہر کر دی ہے تو یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں ﴿۱۵۵﴾ سورۃ النساء

گئے اور جری اور مارماہی اور دریا کے تمام مسخ شدہ حیوانات انہی میں سے ہیں اور کچھ لوگ صحرا میں ہنکا دیئے گئے جو سور، بندر، دراسو اور سوسمار اور جنگلی تمام مسخ شدہ حیوانات ان میں سے ہیں۔

بعضوں نے کہاہے کہ ان کا مسخ ہونا عبرت قرار دیا گیا۔ اُن شہروں کے لئے جو ان کے شہر کے سامنے اور پیچھے تھے اور بعض کا قول ہے وہ ایک عقوبت تھی اُن کاموں کی جو شکار ماہی سے قبل اور بعد وہ لوگ عمل میں لائے۔ اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ (مسخ ہونا) عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کے زمانے میں تھے اور ان کے لئے جو بعد اُن کے پیدا ہوئے اور انہوں نے ان کے قصّے کو سُنا جس طرح ہم ان کے واقعات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ وہ لوگ بنی اسرائیل میں سے تھے اور دریا سے قریب ایک شہر میں آباد تھے اور دریا کی مدد جزر کی وجہ سے پانی شہر میں اور ان کے کھیتوں میں داخل ہو جاتا اور مچھلیاں ان کے کھیتوں کے آخری حصّہ تک روز شنبہ کو آجاتی تھیں۔ روز یکشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ وہ لوگ سنیچر کو اپنی نہروں میں جال لگا دیتے۔ جب پانی کم ہو جاتا مچھلیاں جالوں اور نہروں میں رہ جاتیں۔ تو وہ مچھلیوں کو اتوار کے روز پکڑ لیتے۔ ان کے عالموں نے ان کو ہر چند نصیحت کی اور اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے آخر وہ سب مسخ ہو کر سور اور بندر بن گئے۔ اور روز شنبہ کو مچھلی کا شکار ان کے لئے اس وجہ سے حرام کر دیا گیا تھا کہ تمام مسلمانوں اور غیروں کی عید روز جمعہ کو ہوتی تھی۔ یہودیوں نے اس کی مخالفت کی اور سنیچر کو اپنی عید قرار دی تو خدا نے اُن پر روز شنبہ مچھلی کا شکار حرام کر دیا اور (اس کی مخالفت کی وجہ سے) وہ سب مسخ ہو کر سوّر اور بندر بن گئے۔ ایک روایت امام زین العادینؑ سے منقول ہے کہ یہ وہ جماعت تھی جو دریا کے کنارے رہتی تھی اور اُس کے

ترجمہ، اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہوں، جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ ﴿٦٥﴾ اور اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کے لیے اور جو ان کے بعد آنے والے تھے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنا دیا ﴿٦٦﴾

رسولوں نے ان کو روز شنبہ (سنیچر) کو مچھلی کا شکار کرنے سے منع کیا تھا لہذا انہوں نے ایک حیلہ بنایا جس سے جو خدا نے حرام کیا ہے اُسے حلال کریں اور (وہ یہ کہ) انہوں نے دریا کے قریب حوض بنائے اور دریا سے حوض تک نالیاں اور گڑھے تیار کئے تاکہ حوض میں مچھلیاں آکر واپس نہ جا سکیں اور ہفتہ کے روز جب مچھلیاں امان الٰہی میں آجاتی تھیں اور نالیوں اور رسوراخوں کے ذریعے اُن کے حوضوں اور تالابوں میں داخل ہو جاتی تھیں اور شام کے وقت چاہتیں کہ دریا میں واپس چلی جائیں اور شکاریوں کے شر سے محفوظ ہو جائیں تو نہیں جاسکتی تھیں اور رات کو اُنہیں حوضوں میں قید ہو جاتی تھیں اور ہاتھوں سے بآسانی پکڑی جاسکتی تھیں۔ اُس گروہ کے لوگ اتوار کو جا کر ان مچھلیوں کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے سنیچر کو تو شکار کیا نہیں بلکہ اتوار کو شکار کیا ہے اور دشمنان خدا یہ جھوٹ بولتے تھے بلکہ اسی حیلے اور بہانے سے جو روز شنبہ کیا کرتے تھے وہ مچھلیوں کا شکار کرتے رہے اور اسی حال پر مدتوں قائم رہے یہاں تک کہ وہ بہت مالدار ہو گئے اور فارغ البالی کے سبب عیاشی بہت کرنے لگے اور عیش و عشرت سے رہنے لگے۔ وہ سب کے سب اسی ہزار اشخاص تھے اُن میں ایک ہزار آدمی اس طرح شکار کیا کرتے اور باقی لوگ اُن کی اس حرکت کو پسند نہ کرتے تھے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ "اے محمدؐ، اُن سے (یہودیوں سے) دریافت کرو اُس شہر کا حال جو دریا کے کنارے تھا۔ جبکہ وہ خدا کے حکم سے انحراف کر کے روز شنبہ شکار کے لئے جاتے تھے۔ جب روز ہفتہ اُن کی طرف مچھلیاں آتی تھیں بہت زیادہ تعداد میں اُن کے سر باہر نکلے ہوتے تھے اور دوسرے روز یعنی یکشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ اس طرح ہم نے اُن کی بداعمالی کا امتحان لیا۔ اور یاد کرو اُس وقت کو جبکہ اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ایسے لوگوں کو کیا نصیحت کرتے ہو جن کو خدا دنیا میں (ان کی بداعمالی

ترجمہ، اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پوچھو جب لب دریا واقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اس وقت کہ ان کے ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے سامنے پانی کے اوپر آتیں اور جب ہفتے کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کو ان کی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے ﴿۱۶۳﴾ سورۃ الاعراف

کے سبب) ہلاک کرے گا اور آخرت میں سخت ترین عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔" امامؑ نے فرمایا کہ ہلاک کرنے سے مراد اُن کے مٹا دینے کا عذاب اور دوسری بلائیں ہیں اور فرمایا کہ یہ باتیں بدکار شکار کرنے والے نصیحت کرنے والوں کے جواب میں کہا کرتے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ تین گروہ تھے ایک گروہ شکار کرتا تھا ایک گروہ ان کو منع کرتا تھا اور ایک گروہ خاموش رہتا تھا۔ نہ خود شکار کرتا نہ منع کرتا اور یہ بات آخری گروہ کہا کرتا تھا، "وعظ و پند کرنے والوں نے کہا کہ ہم اس لئے ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے نزدیک اپنے کو معذور ثابت کر سکیں اور شاید ہماری نصیحتوں سے یہ باز آجائیں اور خدا کی نافرمانی ترک کر دیں۔ تو جب اُن لوگوں نے فراموش کر دیا جو اُن کو یاد دلایا گیا اور وہ لوگ نصیحت پذیر نہ ہوئے تو ہم نے ان لوگوں کو جو نصیحت کرنے والے تھے نجات دی اور اُن کو سخت عذاب میں گرفت کر لی جو اپنے اوپر ظلم ڈھاتے رہے ان کا نافرمانی و بداعمالی کے سبب سے، تو انہوں نے حد سے تجاوز کیا اور اس سے باز نہ آئے جس سے اُن کو روکا جا رہا تھا تو ہم نے اُن سے کہا رحمت خدا سے دور ہو اور بندر بن جاؤ"۔ پھر حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب ان دس ہزار آدمیوں نے دیکھا جو خدا کے مطیع اور اُن کو نصیحت کرنے والے تھے کہ اُن ستر ہزار اشخاص نے ان کی نصیحت قبول نہ کی اور خدا کی جانب سے نزول عذاب کی پروا نہیں کرتے تو ان سے کنارہ کش ہو گئے اور اُن کے درمیان سے نکل کر دوسرے شہر میں چلے گئے جو اُن کے شہر سے قریب تھا اور وہیں مقیم ہوئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر عذاب اُن نافرمانوں پر نازل

ترجمہ، اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت عذاب دینے والا ہے تو انہوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں اور عجب نہیں کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں ﴿۱٦٤﴾ جب انہوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے ان کو برے عذاب میں پکڑ لیا کہ نافرمانی کئے جاتے تھے ﴿۱٦٥﴾ غرض جن اعمال (بد) سے ان کو منع کیا گیا تھا جب وہ ان (پر اصرار اور ہمارے حکم سے) گردن کشی کرنے لگے تو ہم نے ان کو حکم دیا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ ﴿۱٦٦﴾ سورۃ الأعراف

ہو تو ان کو بھی گھیر لے۔ تو اُسی وقت اُن پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور سب بندر بن گئے اور اُن کے شہر کا دروازہ بند تھا اور کوئی باہر نہیں نکل سکتا تھا اور نہ باہر سے کوئی شہر میں داخل ہو سکتا تھا۔ جب دوسرے شہروں کے لوگوں نے یہ حال سُنا، تو آئے اور شہر کی دیواروں پر چڑھے تو دیکھا کہ ان کے مرد و عورت سب بندر ہو گئے ہیں اور گھوم رہے تھے۔ پھر اُس کے بعد شہر میں داخل ہوئے اور وہ لوگ بھی جو نصیحت کیا کرتے تھے شہر میں آئے اور اپنے دوستوں عزیزوں اور رشتہ داروں کے پاس پہنچے اور پوچھتے تھے کہ تم فلاں ہو تم فلاں ہو۔ یہ سُن کر اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور وہ سر ہلا کر اشارہ کرتے کہ ہاں ہم وہی ہیں۔ غرض وہ سب تین روز تک زندہ رہے پھر خدا نے ان پر ہَوا اور بارش بھیجی۔ جس نے اُن کو دریا میں ڈال دیا اور ہلاک کر دیا اور مسخ ہونے والوں میں ایک بھی تین روز کے بعد زندہ اور باقی نہ رہا اور ان (بندروں کو جن) کو تم دیکھتے ہو اُنہی کے نسل سے ان کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں۔ غرض صرف مچھلی کے شکار کی وجہ سے اس جماعت کا یہ حال ہوا پھر ان لوگوں کا حشر پیش خدا کیا ہو گا جنہوں نے فرزندان پیغمبر کو قتل کیا اور اُن کی ہتک حرمت کی۔ خدا نے اگرچہ دُنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا لیکن وہ عذاب جو ان کے لئے آخرت میں مہیا کر رکھا ہے (اس مسخ کے عذاب سے) ہزاروں گنا سخت اور زیادہ ہو گا۔ پھر فرمایا کہ جس گروہ نے روز شنبہ کے بارے میں سرکشی کی اگر محمدؐ و آل محمدؐ کے انوار سے توسل کرتے تو اس معصیت میں مبتلا نہ ہوتے اور اگر وہ لوگ جو ان کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ خدا سے بہ تصدق محمدؐ و آل محمدؐ دُعا کرتے کہ وہ ان گناہوں سے باز رکھے بیشک ان کی دُعا مستجاب ہوتی لیکن اِن لوگوں نے دُعا نہیں کی اور وہ امر ظاہر ہوا جسے خدا نے لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔

روایت میں منقول ہے کہ ایک روز کچھ اہل کوفہ حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ ہمارے بازاروں میں مارماہی اور جُریث مچھلیاں فروخت ہوتی ہیں حضرت نے تبسّم کرتے ہوئے فرمایا اُٹھو میرے ساتھ آؤ تو تم کو ایک عجیب امر کا مشاہدہ کراؤں۔ تاکہ اپنے پیغمبرؐ کے وصیؑ کے بارے میں سخن نیک تمہاری زبانون پر جاری ہو۔

حضرت ان لوگوں کو فرات کے کنارے لائے اور اپنے آب وہن کو فرات میں ڈالا اور کچھ فرمایا تو ایک بڑی جُریث مچھلی نے سر پانی سے نکالا اور اپنا مُنہ کھولا حضرت نے اُس سے پوچھا تو کون ہے تجھ پر اور تیری قوم پر افسوس ہے۔ اُس سے کہا ہم اُس شہر کے رہنے والوں میں سے ہیں جو دریا کے کنارے واقع تھا جس کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ خدا نے آپ کی ولایت کی ہم کو تاکید فرمائی اور ہم نے قبول نہ کی تو خدا نے ہم کو مسخ کر دیا۔ ہم میں سے کچھ تو دریا میں ڈال دیئے گئے اور کچھ صحرا میں پھینک دیئے گئے۔ دریا میں تو ہماری قسم کی مچھلیاں ہیں یعنی مارماہی اور جُریث۔ اور جنگل میں جو بھیجے گئے سوسمار اور چوہے بنادیئے گئے اسوقت حضرت نے اپنے اصحاب کی جانب رُخ کیا اور فرمایا تم نے سُنا؟ عرض کی ہاں یا حضرت۔ سُنا، حضرت نے فرمایا اُس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا کہ یہ مچھلیاں (جُریث) مثل عورتوں کے حائض ہوتی ہیں۔ ایک روایت میں آیا کہ دریا کے کنارے پر رہنے والوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ دُعا کرو کہ خدا ہم کو جُریث بنادے اور وہ ایک چھلکے دار مچھلی ہوتی ہے جب رات ہوئی تو وہ شہر دریا میں غرق ہو گیا اور اُس کے تمام رہنے والے بڑی بڑی جُریث مچھلیاں بن گئے کہ جس کے مُنہ میں ایک سوار مع گھوڑے کے داخل ہو سکتا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک جماعت قوم ثمود سے تھی اور خداوند عالم ان کے امتحان کے لئے سنیچر کے روز بہت مچھلیاں ان کی طرف بھیجتا جو ان کے گھروں کے دروازوں تک پہنچ جاتی تھیں اور ان کے تمام حوضوں اور نہروں میں داخل ہو جاتی تھیں۔ دوسرے دنوں میں نہیں آتی تھیں تو اس جماعت کے بیوقوفوں اور بے عقلوں نے ان مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کر دیا اور ایک مدّت تک کرتے رہے۔ علما اور عابد لوگ ان کو منع کرتے تھے یہاں تک کہ شیطان اُن کے ایک گروہ کے پاس آیا اور کہا کہ خدا نے تم کو مچھلیاں کھانے سے روکا نہیں ہے اور نہ روز شنبہ شکار کرنے سے منع کیا ہے۔ لہٰذا روز شنبہ شکار کیا کرو اور دوسرے دنوں میں ان کو کھایا کرو۔ تو ان میں تین گروہ ہو گئے ایک نے کہا کہ ہم شنبہ کو شکار کریں گے کیونکہ حلال ہے۔ ایک گروہ نے حق کی متابعت کی اور کہا کہ ہم تم کو شکار سے منع کرتے ہیں خدا کے حکم

کے خلاف مت کرو۔ اور ایک گروہ نہ شکار کرتا تھا اور نہ ان کو منع کرتا تھا اور اُس گروہ سے کہتا کہ ایسی جماعت کو پند و موعظہ کیوں کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرے گا یا سخت عذاب میں مبتلا فرمائیگا۔ تو (ایک مرتبہ) وہ لوگ جو نصیحت کیا کرتے تھے کہنے لگے آج شب خدا کی قسم ہم اس شہر سے چلے جائیں گے جس میں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے ایسا نہ ہو کہ ان پر بلائیں نازل ہوں اور ہم بھی ان کے لپیٹ میں آجائیں۔ چنانچہ وہ لوگ اُس شہر سے قریب ایک صحرا میں چلے گئے اور زیر آسمان سو رہے صبح کو شہر کی طرف چلے تا کہ ان گنہگاروں کا حال معلوم کریں۔ جب وہاں پہنچے دیکھا شہر کا دروازہ بند ہے ہر چند کھٹکھٹایا کوئی جواب نہ ملا اور کسی آدمی کی آواز نہ آئی بلکہ چند جانوروں کی سی آوازیں اُن کے کانوں میں پہنچتی رہیں تو ایک سیڑھی لاکر شہر کی دیوار پر لگائی اور ایک آدمی کو چڑھایا جب اُس نے شہر کے اندر جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب کے سب بندر ہو گئے ہیں ان کی دُمیں پیدا ہو گئی ہیں اور وہ بندروں کی طرح چیخ رہے ہیں تو لوگوں نے دروازہ کو توڑا اور شہر میں داخل ہوئے تو بندروں نے اپنے عزیزوں کو پہچانا اور اُن کے پاس آئے لیکن وہ انسان اپنے عزیزوں کو جو بندر ہو گئے تھے نہ پہچان سکے، پھر ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تم کو خدا کی نافرمانی کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق جو لوگ شکار کیا کرتے تھے وہ تو بندر بنا دیئے گئے اور جو لوگ شکار نہیں کرتے تھے اور شکار کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے وہ چیونٹیوں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔ اس لئے کہ خدا کے حکم کو حقیر سمجھ رہے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات

حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ "اور ہم نے سلیمانؑ کے لئے ہوا کو مسخر کیا اُس حال میں جبکہ وہ بہت سخت و تیز ہوتی تھی اور اس کے حکم سے جاری ہوتی تھی اُس زمین پر جس میں ہم نے برکت نازل کی تھی اور ہم ہر شے سے واقف و آگاہ ہیں" (روایت میں ہے کہ وہ زمین مبارک شام بیت المقدس کی ہے)۔ "اور دیو اور شیطانوں کا ایک گروہ تھا جو دریا میں غوطہ لگا کر ان کے لئے عمدہ چیزیں (لولوٴ مرجان) نکالتا تھا اس کے علاوہ اور کام بھی کرتا تھا مثل شہروں کے بنانے، قصروں کے تیار کرنے، پہاڑوں کو کھودنے اور عجیب و غریب صنعتیں تیار کرنے کے اور ہم اُن کی حفاظت کرنے والے تھے اس سے کہ وہ سلیمان کی نافرمائی کریں یا کسی کو کوئی اذیت پہنچائیں۔ اور سلیمانؑ نے داؤدؑ کی میراث پائی مال اور علم پیغمبری کی، اور سلیمانؑ نے کہا کہ لوگوں ہم کو جانوروں (پرندوں) کی زبان تعلیم کی گئی ہے اور ہر شے میں سے حصّہ عطا کیا گیا ہے اور بیشک یہ خدا کا فضل عظیم ہے۔" (پھر خدا نے فرمایا ہے)۔ "اور ہم نے ہوا کو سلیمانؑ کیلئے مسخر کیا جو صبح کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور ہم نے ان کے لئے تابنے کا چشمہ جاری کیا۔" (بیان کیا جاتا ہے کہ تین شبانہ روز تانبا پانی کی طرح جاری تھا اور اب بھی جو تانبا پایا جاتا ہے اُسی تانبے میں سے ہے)۔ "اور ہم نے جنوں کو اُن کا تابع بنایا جو اُن کی خدمت میں رہ کر خدا کے حکم اور اجازت سے کام کیا کرتے تھے اور جنوں میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف ان کی نافرمانی کرتا تھا ہم اس کو آخرت یا دُنیا کی جلانے والی روشن آگ کا مزہ چکھاتے تھے۔"

ترجمہ، اور ہوا کو (ہم نے) سلیمان کا تابع کر دیا تھا اس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ ہوتی اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی۔ اور ان کے لئے ہم نے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جِنّوں میں سے ایسے تھے جو ان کے پروردگار کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے تھے۔ اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے گا اس کو ہم (جہنم کی) آگ کا مزہ چکھائیں گے ﴿۱۲﴾ سورۃ سبأ

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خدا نے ایک فرشتے کو اُن پر موکل کیا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا تازیانہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا تھا وہ فرشتہ اس کو تازیانہ سے مارتا تھا کہ وہ جل جاتا تھا۔ جن اُن کے لئے قصر اور بلند عمارتیں اور صورتیں مثل حوض کے بڑے بڑے پیالے اور بڑی دیگیں بناتے اور اُن کو زمین میں نصب کر دیا تھا کہ لوگ ان کو حرکت نہیں دے سکتے نہ اُکھاڑ سکتے تھے۔ "اور ہم نے کہا کہ اے آلِ داؤدؑ ان نعمتوں کے شکر میں عمل نیک کرو اور عبادت بجالاؤ اور شکر کرنے والے بندے تو بہت کم ہیں"۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ "بیشک ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور کرسی پر ایک جسم کو ڈالدیا تو انہوں نے ہماری بارگاہ میں توبہ و انابت کی۔ سلیمانؑ نے دُعا کی اے پالنے والے مجھ کو بخشدے اور مجھ کو ایسی بادشاہی اور ایسا ملک عطا فرما کہ پھر میرے بعد کسی کے لئے ایسی حکومت سزاوار نہ ہو اور بیشک تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے اُن کے لئے ہوا کو مسخر کیا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے نرم اور مناسب طور پر جاری ہوتی تھی" کہا جاتا ہے کہ پہلے ہوا بہت تیز چلتی تھی اور بساط سلیمان کو زمین سے اُٹھاتی تھی اور جب وہ بلند ہو جاتی تو نرم رفتار سے چلتی بعض کہتے ہیں کہ کبھی تیز چلتی اور کبھی آہستہ اور بعض کا قول ہے کہ تیز چلتی اور ہموار روان ہوتی اور بعض کہتے ہیں کہ ہموار چلنے سے کنایہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی فرمانبرداری تھی۔ "اور ہم نے ان کا مسخر دیووں کو کیا جو عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور دریا میں غوطہ لگا کر جواہرات نکالتے تھے اور دوسرے سرکش دیووں پر ان کو اختیار و قابو دے دیا جو زنجیروں میں بندھے رہتے تھے یعنی سرکش یا کافر دیووں کو جو دو تین اور اس سے زیادہ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیر میں کھینچتے تھے ہم نے سلیمانؑ سے کہا کہ یہ تم پر ہماری بخشش و احسان ہے چاہو لوگوں کو عطا کر دو یا محفوظ رکھو قیامت کے روز تم سے اس کا کچھ حساب نہیں

ترجمہ، وہ جو چاہتے یہ ان کے لئے بناتے یعنی قلعے اور مجسمے اور (بڑے بڑے) لگن جیسے تالاب اور دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھی رہیں۔ اے داؤد کی اولاد (میرا) شکر کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں ﴿۱۳﴾ سورۃ سبأ

لیا جائے گا۔" روایت ہے کہ خدا نے مشرق و مغرب کی سلطنت حضرت سلیمانؑ کو عطا کی۔ تمام اِنس و جِن، دیو اور شیاطین، چرند اور درندے ان کے محکوم تھے اور خدا نے ان کو ہر شے کا علم تعلیم فرمایا تھا۔ ان کے زمانے میں عجیب عجیب صنعتیں پیدا ہوئیں جو یادگار ہیں۔ منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ بادشاہی دُنیا کی (آرزو کرنے کی) وجہ سے تمام پیغمبروں کے بعد جنت میں جائیں گے۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ اپنی شان و شوکت کے ساتھ بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے گذرے۔ عابد نے کہا اے پسر داؤدؑ خدا کی قسم خدا نے تم کو بادشاہی عظیم عطا فرمائی ہے۔ ہوا نے یہ آواز حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچادی حضرت سلیمانؑ نے اس کے جواب میں فرمایا خدا کی قسم مومن کے نامہ عمل میں ایک تسبیح (سبحان اللہ) کا ثواب اُس سے بہتر ہے جو خدا نے داؤدؑ کے فرزند کو عطا فرماتا ہے کیونکہ جو کچھ اس کو دیا گیا ہے وہ زائل ہو جائے گا اور اس تسبیح کا ثواب ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ منقول ہے کہ ہر روز صبح کو حضرت سلیمانؑ امیروں اور رئیسوں کی طرف سے گذرتے جب مسکینوں کے پاس پہنچے تو ان کے پاس بیٹھتے اور فرماتے ایک محتاج ایک محتاج کے پاس بیٹھا ہے۔ اور باوجود ایسی بادشاہی کے مومی جامہ پہنتے اور رات کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی گردن میں باندھ لیتے اور صبح تک کھڑے رہتے اور رویا کرتے۔ اور زنبیل بُن کر فروخت کرتے اُسی سے اپنا پیٹ پالتے اور بادشاہی صرف اس لئے طلب کی تھی کہ کافر بادشاہوں کو مغلوب کر کے دین اسلام میں اُن کو لائیں (اور خدا کا مطیع و فرمانبردار بنائیں)۔ منقول ہے کہ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ آیا خدا کے (کسی) پیغمبر کا بخیل ہونا جائز ہے، فرمایا نہیں تو۔ سوال کیا کہ پھر حضرت سلیمانؑ کا یہ کہنا کہ خداوندا مجھے بخش دے اور مجھ کو ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو نہ ملے کیا معنی رکھتا ہے۔ حضرت

ترجمہ، اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ﴿۸۴﴾ سورة الأنعام

نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہی دو قسم کی ہے ایک وہ جو ظلم و جور سے حاصل کی جائے اور دوسری وہ جو خدا کی جانب سے ہو جیسے آل ابراہیمؑ، طالوت اور ذوالقرنین کی بادشاہی۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا تھا کہ خدایا، مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کو غلبہ اور جور و ستم سے نہ حاصل ہو سکے تاکہ لوگ سمجھیں کہ سلیمانؑ کی بادشاہی انسانی اختیار سے بالاتر ہے۔ اور وُہ معجزہ ہو اور ان کی حقیقت اور پیغمبری پر دلالت کرے لیکن حضرت سلیمانؑ کی یہ غرض نہ تھی کہ خدا انبیا اور اوصیاء کو بھی جائز طور پر مثل ان کی بادشاہی کے نہ عطا فرمائے۔ خدا نے ہوا کو ان کا تابع بنایا کہ جہاں وہ چاہتے تھے ہوا ان کو لے جاتی تھی اور ہر روز دو مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شیطانوں کو ان کا مطیع قرار دیا۔ تاکہ ان کے لئے عمارتیں بنائیں اور غواصی کریں اور طائروں کی زبان تعلیم کی اس وجہ سے لوگوں نے سمجھا کہ ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد ان کی بادشاہی مشابہت نہیں رکھتی ان لوگوں کی بادشاہی سے جو لوگوں پر ظلم و جور اور غلبہ کے سبب مسلط ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم جو کچھ خدا نے سلیمانؑ کو بخشا تھا ہم کو بھی عطا فرمایا ہے اور جو کچھ سلیمانؑ یا ان کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں فرمایا وہ سب طاقت و قوت ہم کو بخشی ہے۔ خدا نے سلیمانؑ کے حالات میں ارشاد فرمایا کہ اے سلیمانؑ یہ بادشاہی ہماری بے حساب عطا ہے تم کو اختیار ہے چاہے کسی کو بخش دو یا محفوظ رکھو اور حضرت محمد مصطفےٰؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو کچھ (اے مسلمانوں) رسولؐ تم کو دے دیں لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو اور دین و دُنیا کا کل اختیار حضرت رسولؐ عربی کو دیدیا۔ (مولف کہتے ہیں کہ اس شبہ کے جواب میں بحار الانوار میں کئی وجہیں ذکر کی گئی ہیں)

ترجمہ، اور ہم نے تمہارے لئے ان کو ایک (طرح) کا لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے۔ پس تم کو شکر گزار ہونا چاہیئے ﴿۸۰﴾ اور ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کردی تھی جو ان کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں ﴿۸۱﴾ اور دیوؤں (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا کہ ان میں سے بعض ان کے لئے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کے نگہبان تھے ﴿۸۲﴾

تحت سلیمانؑ جس پر وہ بیٹھ کر سفر کرتے تھے۔

شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے لئے سونے اور ریشم کا ایسا تخت بنایا تھا جو ایک فرسخ لمبا چوڑا تھا (یعنی ۲/۱ ۳ میل) اور حضرت کے لئے سونے کا ایک منبر اُس تخت کے وسط میں تیار کیا تھا جس پر وہ بیٹھتے تھے اور اس کے چاروں طرف سونے اور چاندی کی تین ہزار کرسیاں تھیں۔ سونے کی کرسیوں پر پیغمبران وقت اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے تھے اور ان کے گرد تمام انسان و شیاطین اور جِن کھڑے ہوتے اور پرندے اپنے پروں سے ان سب کے سروں پر سایہ کرتے تھے۔ باد صبا اُس بساط کو لے کر فضا میں چلتی اور صبح سے شام تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی اور شام سے صبح تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی۔ ایک اور روایت ہے کہ سلیمانؑ کا لشکر سو (۱۰۰) فرسخ کے فاصلہ میں آتا تھا۔ پچیس (۲۵) فرسخ میں آدمی ہوتے تھے۔ پچیس (۲۵) میں جِن، پچیس (۲۵) فرسخ میں جانوران صحرائی اور پچیس (۲۵) میں مرغان ہوا ہوتے تھے۔ اور ہزار گھر شیشے اور لکڑی کے اوپر بنائے تھے جن میں تین (۳۰۰) سو نکاحی عورتیں اور سات (۷۰۰) سو کنیزیں رہتی تھیں۔ حضرت سخت ہوا کو حکم دیتے جو ان مکانات کو زمین سے بلند کرتی پھر نرم ہوا کو حکم دیتے تو وہ آہستہ آہستہ لے چلتی۔ اور خدا نے زمین و آسمان کے درمیان ان کو وحی کی کہ تمہاری بادشاہی میں ہم نے یہ اور اضافہ کیا کہ کوئی کہیں پر کوئی بات کریگا اسے ہوا تم تک پہنچا دیا کرے گی۔ جب سلیمانؑ بساط پر سوار ہوتے تھے اپنے اہل خانہ کو اور خدمت گاروں اور منشیوں کو اور اپنے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ یہ لوگ چھتوں پر ایک دوسرے کے سامنے اپنے درجوں میں کنارے ہوتے اور

ترجمہ، پھر ہم نے ہوا کو ان کے زیر فرمان کر دیا کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتے ان کے حکم سے نرم نرم چلنے لگتی ﴿۳۶﴾ اور دیووں کو بھی (ان کے زیر فرمان کیا) وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ مارنے والے تھے ﴿۳۷﴾ اور اوروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ﴿۳۸﴾ (ہم نے کہا) یہ ہماری بخشش ہے (چاہو) تو احسان کرو یا (چاہو تو) رکھ چھوڑو (تم سے) کچھ حساب نہیں ہے ﴿۳۹﴾ اور بے شک ان کے لئے ہمارے ہاں قُرب اور عمدہ مقام ہے ﴿۴۰﴾ سورۃ ص

حضرت کا باورچی خانہ لوہے کے تنوروں سمیت ہمراہ ہوتا اور بڑی دیگیں ہوتیں جن میں ایک ساتھ بیس اونٹ کا گوشت پکایا جاتا اور جلسہ گاہ کے سامنے چہار پالوں کے واسطے میدان ہوتا تھا جس میں وہ چرا کرتے تھے۔ باورچی کھانا پکانے میں مشغول رہتے اور کاریگر لوگ اپنے کاموں میں لگے رہتے اور گھوڑے حضرت کے سامنے بندھے ہوتے اور بساط ہوا پر رواں ہوتی۔ ایک روز اصطخر شیراز سے یمن کی طرف گئے اور مدینہ طیبہ سے گذرے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ پیغمبرؐ آخرالزمان کی ہجرت کی جگہ ہے کیا کہنا ہے اُس کا جو حضرت پر ایمان لائے اور آپ کی متابعت کرے۔ جب مکّہ معظمہ سے گذرے بُتوں کو دیکھا کہ کعبہ کے گرد رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو دیکھ کر کعبہ نے گریہ کیا خدا نے اُس پر وحی کی کہ کیوں رُوتا ہے کعبہ نے عرض کی کہ پالنے والے تیرا ایک پیغمبر اور تیرے دوستوں کی جماعت میرے پاس سے گزری اور نہ میرے پاس اُترے نہ نماز پڑھی۔ اور کفار میرے چاروں طرف بُتوں کو رکھے ہوئے ان کی پرستش کرتے ہیں۔ تو خدا نے وحی کی کہ گریہ مت کر بہت جلد تیری زمین کو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں سے بھر دوں گا اور قرآن نازل کروں گا اور آخر زمانہ میں ایک پیغمبر کو بھیجوں گا جو میرے تمام پیغمبروں میں برتر ہو گا اور ایک گروہ کو مقرر کروں گا جو تجھے آباد رکھیں گے اور فریضۂ حج اُن پر واجب قرار دوں گا کہ اطراف عالم سے تیری طرف آئیں گے جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور جس طرح اونٹنی اپنے بچے کی جانب رجوع ہوتی ہے اور تجھ کو بُتوں اور بُت پرستوں سے پاک کردوں گا۔ دوسری معتبر حدیث میں ہے کہ پہلے جس نے خانہ کعبہ پر غلاف بُن کر چڑھایا وہ حضرت سلیمانؑ تھے۔ حضرت جن وانس اور پرندوں کے ساتھ ہَوا پر حج کو تشریف لے گئے تھے اس وقت کعبہ کو قبطی لباس سے آراستہ فرمایا۔

ترجمہ، اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی ﴿۱۵﴾ اور سلیمان اور داؤد کے قائم مقام ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ لوگو! ہمیں (خدا کی طرف سے) جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے۔ بے شک یہ (اُس کا) صریح فضل ہے ﴿۱۶﴾

سورۃ النمل

تحت سلیمانؑ جس پر وہ بیٹھ کر فیصلہ کیا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ جب سلیمانؑ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بادشاہ ہوئے۔ آپ کے حکم سے ایک تخت نہایت عمدہ اور نادر بنایا گیا تاکہ اُس پر بیٹھ کر آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کریں اور کوئی باطل پسند اور ناحق گواہی دینے والا اُس کے قریب جانے سے ڈرے اور جھوٹ نہ کہے اور غلط دعویٰ نہ کرے اور جھوٹی گواہی نہ دے۔ وہ تخت ہاتھی دانت کا بنایا گیا اُس میں یاقوت و مرواریدوزبرجد اور قسم قسم کے جواہرت جڑے گئے اور اُس کے گرد سونے کے چار درخت لگائے گئے جن کے گچھے یاقوت سُرخ اور سبز زمرد کے تھے اور دو درختوں پر دو مور سونے کے بنائے گئے اور دو درختوں پر ان موروں کے مقابل دو گدھ سونے کے تیار کئے گئے اور دو درختوں پر ان موروں کے مقابل دو گدھ سونے کے تیار کئے گئے اور تخت کے دو طرف سونے کے دو شیر بنائے گئے جن کے سروں پر زمرد کے گرز تھے اور اُن چاروں درختوں پر طلائے سُرخ کے انگور کے درخت بنائے گئے جن کے گچھے یاقوت سُرخ کے تھے۔ وہ انگور کی بیلیں اور وہ چاروں درخت تخت پر سایہ افگن تھے۔ جب حضرت سلیمانؑ اُس تخت پر بیٹھنا چاہتے تھے اور پہلے زینے پر قدم رکھتے تو وہ پورا تخت چکی کی طرح گردش کرتا اور وہ گدھ اور مور اپنے پروں کو کھول دیتے اور شیر زمین سے اپنا پیٹ لگا کر چاروں ہاتھ پیر پھیلا دیتے اور اپنی دُمیں ہلانے لگتے اسی طرح جس جس پایہ پر پیر رکھتے تخت گردش کرتا اور شیر وغیرہ اسی طرح عمل کرتے یہاں تک کہ حضرت تخت پر پہنچ جاتے اور بیٹھے۔ وہ دونوں گدھ حضرت کے سُر پر تاج رکھتے اور وہ تخت مع اُن درختوں اور پرندوں کے گردش میں آتا اور پرندے اپنی منقاروں سے اُن حضرت پر مشک و عنبر چھڑکتے اور وہ کبوتر جو سونے اور جواہرات سے تیار کیا ہوا تخت کے پائے میں آراستہ کیا ہوا رہتا تھا حضرت

ترجمہ، اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر کر دیا تھا اور ہم ہی ایسا) کرنے والے تھے ﴿۷۹﴾ اور سلیمان کے لئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے اور قسم وار کئے جاتے تھے ﴿۱۷﴾ سورۃ الأنبیاء

کے ہاتھ میں توریت دیتااور وہ لوگوں کے سامنے اس کو پڑھتے پھر لوگ حضرت کے سامنے حاضر ہوتے اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے لوگ (صاحباں علم و فضل) حضرت کی راہنی جانب سونے کی کرسیوں پر بیٹھے پھر پرندے ان کے سروں پر اپنے پروں سے سایہ کرتے پھر کوئی شخص اگر کسی پر دعوےٰ کرتااور حضرت سلیمانؑ اُس سے گواہ طلب فرماتے تو تخت اپنے تمام لوازمات کے ساتھ گردش کرتااور شیر اپنی دُمیں زمین پر مارنے لگتے اور مرغان مرصع اپنے پروں کو کھول دیتے۔ اُس وقت مدعیوں اور گواہوں پر ایک زبردست رُعب پڑتا۔ جس سے حقیقت کے صاف کچھ نہ کہہ سکتے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تصویریں جن کا ذکر خدانے قرآن فرمایا ہے جن کو حضرت سلیمانؑ کے لئے بناتے تھے وہ مردوں اور عورتوں کی نہ تھیں نہ جنوں کی اورانہیں کے مانند تصویریں ہوتی تھیں۔ منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی سلطنت بلاد اصطخر سے شام کے شہروں تک تھی۔ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ شیاطین آسمانوں پر کیونکر چلے جاتے ہیں جبکہ خلقت و کثافت میں انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اور اگر ایسے نہیں ہوتے تو پھر حضرت سلیمانؑ کے لئے عمارتیں کیسے بناتے تھے اور سخت سے سخت کام کیونکر انجام دیتے تھے جن سے انسان عاجز ہیں حضرت نے فرمایا کہ شیطانوں کے جسم لطیف ہیں اور ان کی غذا نسیم (ہوا) ہے۔اس وجہ سے بغیر کسی واسطہ کے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں لیکن جب خدانے ان کو حضرت سلیمانؑ کا تابع بنایا توان کے جسموں کو بھی موٹااور کثیف (مادہ سے بھراہوا) بنادیا تاکہ اُن سے کام ہوسکے۔ منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت سلیمانؑ نے جو کچھ اس آیت میں سوال کیا خدانے ان کو عطافرمایا؟ ارشاد ہوا" ہاں" اوران کے بعد خدا نے کسی کو ویساملک عطانہیں فرمایا پھر غلبہ شیطان پر خدانے پیغمبر آخرالزمان ؐ کو عطافرمایا تھا کہ شیطان کی گردن مسجد کے ایک ستون سے باندھ دی اوراس طرح دبائی کہ اس کی زبان نکل آئی اور فرمایا کہ اگر حضرت سلیمانؑ کی دُعا کا خیال نہ ہوتا تو میں اُس کو تم لوگوں کو دکھا دیتا۔روایت کے مطابق حضرت سلیمانؑ کا ایک قلعہ تھا جسے آپ کے واسطے شیاطین نے بنایا

تھا۔ جس میں ہزار کمرے تھے اور ہر کمرہ میں آپ کی ایک زوجہ رہتی تھیں۔ جن میں سے تین سو نکاحی بی بیاں تھیں اور سات سو قبطی کنیزیں تھیں اور خدا نے چالیس مردوں کی قوت مجامعت حضرت کو عطا کی تھی۔ حضرت شبانہ روزان سب عورتوں سے ملاقات کرتے اور ان کی خواہشوں کو پُورا کرتے ۔ منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے ۔ (حضرت سلیمانؑ کے ذکر میں یہ حدیث مندرج نہیں ہے انبیائے سابقین کے تذکرہ کے ساتھ پہلے ذکر کی گئی ہے)۔ حضرت کا نقش نگین انگشتری تھا" پاک ہے وہ خدا جس نے جنوں کو اپنے کلمات سے لگام دی یعنی اپنے بزرگ نامور کے ذریعہ یا اپنے واجب الاطاعت حکم سے مسخر کیا"۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک رات حضرت امیر المومنینؑ کچھ دیر سونے کے بعد (بیدار ہوئے اور) گھر سے برآمد ہوئے اور آہستہ فرمانے لگے کہ تمہارا امام تمہاری طرف آیا ہے۔ پیراہن آدمؑ پہنے ہونے اُس کے ہاتھ میں سلیمانؑ کی انگوٹھی اور موسیٰؑ کا عصا ہے۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے امام تقیؑ کی خدمت عرض کی کہ لوگ آپ کی کمسنی کے بارے میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ نو برس کا لڑکا امام ہو۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کریں اور حضرت سلیمانؑ لڑکے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ خلیفہ مقرر کئے گئے تو عبّاد و علمائے بنی اسرائیل نے نہیں مانا۔ حضرت کو وحی ہوئی کہ ان لوگوں کی لاٹھیاں سلیمانؑ کی لاٹھی کے ساتھ لے کر ایک مکان میں رکھو اور ان لوگوں سے کہو کہ اپنے اپنے تالے لگا دیں اور تم بھی ایک تالا لگا دو اور کل کھول کر دیکھنا جس کے عصا میں برگ دبار لگے ہوں وہی میرا خلیفہ ہے۔ حضرت نے جب یہ پیغام الٰہی ان کو پہنچایا تو وہ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے اور اسی کے مطابق عمل کیا گیا تو حضرت سلیمانؑ کے عصا میں پتیاں اور پھل لگے ہوئے ملے۔ پھر ان لوگوں نے خلافت سلیمانؑ کو قبول کیا اور مطیع ہوئے۔

ترجمہ، اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کئے۔ بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے (۳۰) سورۃ ص

حضرت سلیمانؑ کی باشادہت:

روایت ہے کہ جب خدانے داؤدؑ کو وحی کی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کریں تو بنی اسرائیل نے چیخ پکار مچائی اور کہنے لگے کہ ایک بچہ کو ہم پر خلیفہ بنایا جارہاہے حالانکہ ہم میں اُس سے بزرگ لوگ موجود ہیں، حضرت داؤدؑ نے (جب سُنا تو) اسباط بنی اسرائیل کے سب سے بڑے سردار کو طلب فرمایااور کہاکہ تم لوگ جو کچھ سلیمانؑ کی خلافت کے بارے میں کہتے ہو مجھ کو معلوم ہوا۔ تم اپنی اپنی لاٹھیاں لاؤ اور ہر شخص اپنے اپنے عصا پر اپنا نام لکھ کردے ہم سلیمانؑ کے عصا کے ساتھ رات کو ایک مکان میں رکھ دیں صبح کو نکالیں جس کا عصا سرسبز و پھلدار نکلے وہی خلافت کا مستحق ہوگا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لاٹھیاں ایک مکان میں رکھ دی گئیں اور تمام بنی اسرائیل اس کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ صبح کو حضرت داؤدؑ نماز سے فارغ ہوکر آئے اور دروازہ کو کھولا لاٹھیاں نکالیں۔ بنی اسرائیل نے دیکھا کہ سلیمانؑ کا عصا سرسبو و میوہ دار ہے تواُن کی خلافت پر راضی ہوئے۔ پھر داؤدؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور پوچھا اے فرزند کون سی چیز زیادہ ٹھنڈی اور بہت میٹھی ہے حضرت سلیمانؑ نے عرض کی خدا کا بندوں کے گناہوں کو معاف کرنا اور لوگوں کا باہم ایک دوسرے کے جرم وخطا سے درگذر کرنا۔ پھر پوچھا اے فرزند کونسی شے شیریں تر ہے عرض کی محبت و دوستی اور یہ بندوں کے درمیان خدا کی رحمت ہے۔ یہ سُن کر داؤدؑ ہنسے اور خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ یہ تمہارے درمیان میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ اس کے بعد سلیمانؑ اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ایک عورت سے شادی کرلی اور ایک مدت تک اپنے شیعوں سے مخفی رہے۔ آپ کی زوجہ نے ایک روز کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی بہترین سیرت و خصلت ہے آپ کی کسی عادت سے مجھے کراہت نہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ کے اخراجات میرے والد کے ذمہ ہیں اگر بازاروں میں گھوم پھر کر اپنی روزی خدا سے طلب کیجئے تو مجھے امید ہے کہ وہ آپ کو ناامیّد نہ واپس کرے گا۔ سلیمانؑ نے

کہاخدا کی قسم میں نے دُنیا کا کوئی کام اب تک نہیں کیا ہے اور نہ جانتا ہوں۔ پھر اُس روز بازار تشریف لے گئے اور تمام دن گھومتے پھرتے رہے کچھ حاصل نہ ہوا۔ شام کو واپس آئے اور کہا آج تو کچھ نہ ملا۔ زوجہ نے کہا کوئی پروا نہیں کل انشاء اللہ ملے گا۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ زوجہ نے تسلی دی اور کہا انشاء اللہ کل ملے گا۔ تیسرے روز دریا کے کنارے پہنچے۔ ایک شخص کو مچھلی کا شکار کرتے ہوئے دیکھا اُس سے کہا کیا میں تمہاری کچھ مدد شکار میں کروں اور تم اس کے عوض مجھے کچھ دو، شکاری راضی ہو گیا اور سلیمانؑ مچھلی پکڑنے میں اس کے شریک ہو گئے۔ شکاری نے دو مچھلیاں اجرت میں دیں سلیمانؑ نے خدا کی حمد کی اور مچھلیوں کا شکم چاک کیا تو ایک مچھلی کے شکم میں سے ایک انگوٹھی ملی اُس کو الگ رکھ لیا اور شکر خدا بجالائے۔ پھر مچھلیوں کو صاف و پاک کر کے گھر آئے زوجہ بہت خوش ہوئی اور کہا چاہتی ہوں کہ میرے ماں باپ کو بلا کر دکھا دیجئے کہ آپ نے محنت کر کے یہ روزی حاصل کی ہے۔ (مچھلیاں پکا کر تیار کی گئیں) پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنی زوجہ کے والدین کو بلایا۔ انہوں نے مچھلیوں میں سے کچھ کھایا۔ تو سلیمانؑ نے اُن سے کہا آپ لوگ مجھے پہنچانتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم نے تمہارے جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس وقت وہ انگوٹھی نکال کر انگلی میں پہنی اُسی وقت تمام پرندے اور جن اُن کے پاس حاضر ہو کر ان کے تابع فرماں ہوئے اور آپ کی بادشاہی کا اظہار ہوا۔ حضرت اپنی زوجہ کو مع اُن کے والدین کے بلاد اصطخر لائے اور آپ کے شیعہ اطراف عالم سے اُن کے پاس جمع ہوئے اور بہت خوش ہوئے۔ ان کی تکلیفیں جو حضرت سلیمانؑ کی غیبت میں گھیرے ہوئے تھیں دور ہوئیں۔ حضرت نے مدتوں حکومت کی۔ جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب آیا آصفؑ بن برخیا کو خدا کے حکم سے اپنا وصی بنایا۔ آپ کے پیرو ہمیشہ حضرت آصفؑ کے پاس آتے اور اپنے مسائل دینی اُن سے دریافت کرتے۔ پھر خدا نے آصفؑ کو ان کے درمیان سے ایک طویل مدّت تک کے لئے پوشیدہ کر دیا۔ پھر وہ ظاہر ہوئے اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت آصفؑ نے ان کو وداع کیا۔ انہوں نے پوچھا اب آپ سے کب ملاقات ہو گی۔ فرمایا روز

قیامت صراط کے نزدیک اور ان سے روپوش ہوگئے ان کی غیبت میں بنی اسرائیل سخت بلاؤں میں مبتلا ہوئے اور بخۡتُ النَّصَّر ان پر غالب ہوا اور جو ظلم چاہا اُس نے اُن پر کیا۔

منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہ کیا مگر یہ کہ وہ صاحب عقل ہوتا تھا اور بعض عقل میں بعض پیغمبروں سے کامل تر تھے اور حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو جب تک ان کی عقل کی آزمائش نہ کرلی خلیفہ نہیں بنایا اور سلیمانؑ جب خلیفہ ہوئے تیرہ برس کے تھے اور آپ کی باشادہی کی مدت چالیس سا تھی اور ذوالقرنین جب بادشاہ ہوئے بارہ سال کے تھے اور انہوں نے تیس برس حکومت کی۔ اور جب امام صادقؑ سے لوگوں نے قول خداوند تعالیٰ "اے آل داؤدؑ شکر کرو" کی تفسیر پوچھی تو فرمایا کہ آل داؤد اسی (۸۰) مرد اور ستر (۷۰) عورتیں تھیں جن میں سے کسی نے ایک روز بھی اپنی عبادت کے معمول میں فرق نہ آنے دیا۔ حضرت داؤدؑ کے بعد جب حضرت سلیمانؑ بادشاہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگوں خدا نے مجھے پرندوں کی زبان سکھائی ہے اور آدمیوں اور جنوں کو میرا تابع بنایا ہے۔ حضرت سلیمانؑ ہر بادشاہ کو جو زمین کے کسی حصّہ میں ہوتا اور اس کی خبر آپ کو ہوتی تو آپ مع لشکر کے اُس کی طرف جاتے اور اس کو اپنا تابع و فرمانبردار بنا کر اپسے دین میں شامل کر لیتے تھے۔ خدا نے ہَوا کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا۔ جب وہ کسی مجلس میں تشریف رکھتے پرندے آپ کے سَر پر اپنے پروں سے سایہ کرتے اور انس و جن آپ کی خدمت میں صف بستہ حاضر رہتے۔ جب کہیں مع لشکر کے جنگ کے لئے جانا چاہتے تو بساط کے کنارے پر لکڑی کا ایک مقام حضرت کے لئے تیار کیا جاتا۔ اور بساط میں لشکر، چوپائے اور آلات چوبی سب جو کچھ ضروری ہوتا مہیّا کیا جاتا۔ پھر حضرت ہَوائے سخت کو حکم دیتے وہ بساط کے نیچے داخل ہو کر بساط کو اُٹھاتی اور جس جگہ حکم فرماتے لے جاتی اور صبح کو ایک مہینے کی راہ اور شام کو ایک مہینہ کی راہ طے کرتی۔ امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ بیت المقدس سے نکلے اور اپنی بساط پر بیٹھے داہنی جانب تین لاکھ کرسیوں پر آدمی اور اسی طرح بائیں جانب تین لاکھ کرسیوں پر جن بیٹھے تھے اور حضرت کے حکم سے پرندے سب کے

سروں پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت نے ہوا کو حکم دیا اُس نے بساط کو اُٹھایا اور مدائن میں لائی اور مدائن سے اُٹھایا تو رات اصطخر شیراز میں بسر کی۔ صبح کو حکم دیا تو ہَوا ان کو جزیرہ برگاواں میں لے گئی پھر حضرت کے حکم سے وہ اس قدر نیچے بساط کو لے چلی کہ نزدیک تھا کہ لوگوں کے پیر پانی تک پہنچ جائیں۔ اُس وقت ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ دُنیا نے کبھی اس سے بڑھ کر بادشاہی نہیں دیکھی ہوگی تو ایک فرشتے نے آسمان نے ندا دی کہ لوگوں، خدا کے نزدیک خلوص کے ساتھ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا اس بادشاہی سے بہت بلند ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی کی برطرفی:

حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ "ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ سا بیٹا عنایت کیا۔ وہ کس قدر اچھا فرزند اور ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ یاد کرو اس وقت کو جبکہ اُن کے سامنے اسپان نجیب شام کو پیش کئے گئے جو تین ہاتھ پیروں سے کھڑے ہو جاتے اور ایک پیر کے سُم کو زمین پر رکھتے اور بہت تیز رفتار اور عمدہ چلنے والے تھے"۔ (بیان کیا جاتا ہے کہ ہزار گھوڑے حضرت داؤدؑ سے جناب سلیمانؑ کو ترکہ میں ملے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پال رکھنے والے گھوڑے تھے جو دریا سے حضرت کے لئے نکالے گئے تھے)۔ "تو انہوں نے کہا میں نے گھوڑوں کو اپنے پروردگار کے ذکر سے زیادہ پسند کیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ (تو کہا) گھوڑوں کو میری طرف پھیر لاؤ اور اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر مارنا شروع کیا یا آفتاب کو میری جانب پھیر دو اور وضو کے لئے اپنے پیروں اور گردن کا مسح کیا۔ اور بے شبہ ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور اُن کی کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا تو انہوں نے میری بارگاہ میں توبہ و انابت کی۔" علی بن ابراہیم نے ان آیات کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں سے بہت شوق رکھتے تھے اور بار بار ان کو طلب کرتے اور دیکھتے۔ ایک روز گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول تھے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر قضا ہو گئی اس سبب سے ان کو بیحد صدمہ ہوا پھر انہوں نے دُعا کی کہ آفتاب کو خداوند عالم واپس

کردے تاکہ عصر کی نماز ادا کریں تو آفتاب عصر کے وقت تک پلٹ آیا اور اُنہوں نے نماز ادا کی اس کے بعد سلیمانؑ نے گھوڑوں کو طلب کیا اور شمشیر سے ان کی گردنوں کو قلم کیا اور پیروں کو کاٹ ڈالا یہاں تک کہ سب کو مار ڈالا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں کو مسح کرنا شروع کیا۔

حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی کی برطرفی کے بارے میں مختلف روایتیں بیان کی گئی ہیں جن میں کئی جگہ اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے میں یہاں پر اُن روایتوں کو صرف حوالے کے طور پر بیان کررہا ہوں تاکہ پڑھنے والے کو یہ معلوم ہوجائے کہ وہ کون سی رواتیں ہیں جن میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس میں کچھ ایسی روایت بھی ہیں جو کہ شعیہ علماء کی نظر میں منسب نبوت کے خلاف ہے جس کا ذکر آگئے ہوگا۔

حضرت کے امتحان و ابتلا کی تفسیر میں ذکر ہے کہ جب سلیمانؑ نے ایک لمبی عورت سے نکاح کیا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت سلیمانؑ اُس لڑکے کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور تیز نظر سے اُس لڑکے کو دیکھتے۔ سلیمانؑ کو خوف ہُوا اور اس لڑکے کی ماں سے فرمایا کہ ملک الموت اس لڑکے کو بہت سخت نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجھے گمان ہے کہ وہ اس کی روح قبض کرنے پر مامور ہوئے ہیں تو جنوں اور شیطانوں سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک کوئی تدبیر ایسی ہے کہ اس کو موت سے بچالو۔ ایک نے کہا اس کو چشمہ آفتاب کے نیچے مشرق میں چھپادوں گا۔ سلیمانؑ نے کہا ملک الموت مشرق و مغرب ہر جگہ پہنچے ہیں دوسرے نے کہا میں اس کو ساتویں زمین میں چھوڑ آؤں۔ سلیمانؑ نے کہا ملک الموت وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں اس کو ہَوا میں لیجا کر چھپادوں گا اور اس کو ایک ابر میں چھپا آیا۔ ملک الموت نے اس جگہ اس کی

ترجمہ، اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈال دیا پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا ﴿٣٤﴾ (اور) دعا کی کہ اے پروردگار مجھے مغفرت کر اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر کہ میرے بعد کسی کو شایاں نہ ہو۔ بے شک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے ﴿٣٥﴾ سورۃ ص

روح قبض کرلی اس کا مردہ جسم کو حضرت سلیمانؑ کی کرسی پر ڈال دیا گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اُس وقت سمجھا کہ یہ نامناسب عمل تھا تو توبہ وانابت کی اور کہا کہ پالنے والے مجھ کو بخش دے اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو بیشک تو بڑا بخشنے والا اور عطا کرنے والا ہے خداوند عالم فرماتا ہے کہ "ہم نے مسخر کیا ہَوا کو ان کے لئے جو ان کے حکم سے مناسب رفتار سے چلتی جہاں وہ چاہتے لے جاتی اور شیاطین کو مسخر کیا ان کا جو اُن کے لئے عمارتیں بناتے اور دریا میں غوطہ لگایا کرتے (جواہرات نکالنے کے لئے) اور کچھ ایسے شیاطین کو مسخر کیا جو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں بندھے رہتے تھے اور وہ چند شیطان تھے جن کو سلیمانؑ نے قید کر رکھا تھا اور ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا تھا اس سبب سے کہ ان سب نے اُس وقت سرکشی و نافرمانی کی تھی جبکہ بادشاہی آپ سے برطرف ہو گئی تھی۔

(اس روایت میں بھی بعض بیان خلاف منصب نبوت ہے جو کہ آگئے بیان کیا جائے گا)۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی حق تعالیٰ نے انگشتری میں مخفی رکھی تھی جب وہ اُسے پہن لیتے تھے جن وانس مرغان ہوا اور جانوران صحرا سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو کر حاضر ہو جاتے۔ اور وہ تخت پر بیٹھتے پھر خدا ایک ہوا کو بھیجتا جو ان کے تخت کو مع تمام انس و جن و شیاطین و طیور و چوپایوں کے اُڑا کر لے جاتی جہاں حضرت سلیمانؑ چاہتے۔ اس طرح کہ وہ حضرت نماز صبح ملک شام میں پڑھتے اور نماز ظہر فارس میں۔ اور وہ شیاطین کو حکم دیتے تھے کہ پتھر فارس سے اُٹھا کر شام میں پہنچایا کریں وہاں فروخت کیا جاتا تھا۔ حضرت جب پائخانے جاتے تو انگوٹھی اُتار کر اپنے کسی خادم کو دے دیتے۔ روایت ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے گھوڑوں کی گردنیں قلم کیں اور پیروں کو کاٹ ڈالا خدا نے ان کی بادشاہی سلب کر دی اور ایک مرتبہ ایک شیطان نے خادم کو فریب دے کر انگوٹھی اُس سے لے لی اور خود پہن لی اسی وقت تمام جن وانس وشیاطین، طیور و جانوران صحرائی اُس کے پاس حاضر ہوئے۔ اور اس کے مطیع ہو گئے۔ جب حضرت سلیمانؑ فارغ ہو کر بیت الخلا سے نکلے

انگوٹھی آپ کو نہ ملی اور دیکھا کہ بادشاہی ایک دوسرے سے متعلق ہو چکی ہے تو وہاں سے گریز فرمایا اور دریا کے کنارے پہنچے اور بنی اسرائیل نے اس شیطان کے طور و طریقہ کو جو حضرت سلیمانؑ کی صورت میں ہو چکا تھا اور سلیمانؑ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ کے اطوار حسنہ کے خلاف دیکھا تو شک میں مبتلا ہو گئے اور حضرت سلیمانؑ کی والدہ کے پاس حاضر ہوئے کہا کہ ان دنوں سلیمانؑ کے طور و طریقوں کو آپ مشاہدہ فرما رہی ہیں کہ پہلے کی بہ نسبت کس قدر خلاف عادتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ تو بہت نیک اور میرے فرمانبردار تھے مگر اب میری مخالفت کرتے ہیں۔ پھر حضرت کی کنیزوں اور ازواج سے دریافت کیا انہوں نے کہا۔ سلیمانؑ ایام حیض میں ہم سے قربت نہیں کرتے تھے مگر اب کرتے ہیں۔ اب وہ شیطان خوفزدہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ راز کھل جائے تو انگوٹھی دریا میں پھینک کر بھاگ گیا۔ خدا کے حکم سے ایک مچھلی وہ انگوٹھی نگل گئی۔ بنی اسرائیل چالیس روز تک فکر و تشویش میں مبتلا رہے اور حضرت سلیمانؑ کو ڈھونڈھا کرتے اور سلیمانؑ دریا کے کنارے پھرتے رہے اور توبہ و استغفار کرتے رہے۔ چالیس روز کے بعد ایک مچھلی کے شکاری سے ملاقات ہوئی اور اُس سے کہا کہ میں شکار میں تمہاری مدد کروں تم اس کے عوض مجھے اس میں سے حصّہ دے دینا۔ چنانچہ آپ نے اُس کے ساتھ مچھلیاں پکڑنا شروع کیں۔ اُس نے ایک مچھلی حضرت کو دیدی۔ حضرت نے جب اُس کا شکم چاک کیا اُس میں سے انگوٹھی ملی آپ نے اپنی انگلی میں پہن لی۔ اُسی وقت تمام شیاطین و جن وانس وغیرہ آپ کے گرد جمع ہُوئے اور حضرت اپنے مقام پر آئے اور اس شیطان کو مع اُس کے لشکروں کے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ان میں سے کچھ شیطانوں کو درمیان آب اور بعضوں کو پتھروں کے درمیان خدائے بزرگ و برتر کے نام سے محبوس فرمایا۔ وہ سب اُسی طرح محبوس و معذب

ترجمہ، جب ان کے سامنے شام کو خاصے کے گھوڑے پیش کئے گئے ﴿۳۱﴾ تو کہنے لگے کہ میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہو کر) مال کی محبت اختیار کی۔ یہاں تک کہ (آفتاب) پردے میں چھپ گیا ﴿۳۲﴾ (بولے کہ) ان کو میرے پاس واپس لے آؤ۔ پھر ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے ﴿۳۳﴾

قیامت تک رہیں گے۔ جب حضرت سلیمانؑ اپنے ملک میں واپس آئے۔ اور آصف بن برخیا پر عتاب فرمایا جو آپ کے وزیر تھے اور جن کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ کتاب کا کچھ علم ان کو دیا گیا تھا اور انہوں نے تخت بلقیس کو بیک چشم زون حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر کر دیا تھا۔ (حضرت سلیمانؑ نے) فرمایا کہ میں اور لوگوں کو تو معذور سمجھتا ہوں کیونکہ وہ شیطان کو نہیں سمجھ سکتے تھے لیکن تم کو کیونکر معاف کروں جبکہ تم اس کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ حضرت آصف نے جواب دیا خدا کی قسم جس مچھلی نے آپ کی انگوٹھی نگل لی تھی اس کو اور اس کے تمام اباواجداد کو پہچانتا ہوں لیکن خدا کا حکم یہی تھا۔ وہ شیطان مجھ سے کہتا تھا کہ جس طرح سلیمانؑ کے احکام لکھا کرتے تھے میرے لئے بھی لکھو۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میرا قلم ظلم وجور لکھنے پر نہیں رواں ہو سکتا تو اس نے کہا اچھا خاموش بیٹھ جایئے اور کچھ مت لکھئے۔ تو میں بمصلحت خاموش رہا۔ لیکن اے سلیمانؑ مجھے یہ تو بتایئے کہ آپ ہدہُد کو کیوں زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہایت خبیث اور بدبُودار جانور ہے۔ فرمایا اس لئے کہ وہ پانی کو پتھر کے نیچے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن جال کو ایک مشت خاک کے اندر نہیں دیکھ سکتا اور پھنس جاتا ہے پھر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ جب کوئی امر معتد ہو جاتا ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں یہاں تک علی بن ابراہیم کی روایت تھی۔

(اس روایت میں بھی بعض بیان خلاف منصب نبوت ہے جو کہ آگئے بیان کیا جائے گا)۔ اور عامہ نے بھی اسی کے قریب روایت کی ہے کہ ایک شہر دریا کے بیچ میں ہے حضرت اپنی بساط پر مع اپنے لشکر کے سوار ہوئے ہوا نے آپ کو اُس شہر میں پہنچا دیا۔ آپ نے اُس شہر کو فتح کیا وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اُس کی ایک لڑکی تھی۔ نہایت حسین و جمیل جس کا نام خبراوہ تھا اس کو مسلمان کر کے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے مقاربت کی۔ اس کو حضرت سلیمانؑ بہت چاہتے تھے۔ خبراوہ اپنے باپ کے غم میں بہت رویا کرتی تھی تو حضرت سلیمانؑ نے شیطانوں کو حکم دیا۔ انہوں نے ایک بُت اُس کے باپ کے شکل کا بنایا اُس لڑکی نے اپنے باپ کے لباس کی طرح لباس تیار کر کے اُس بُت کو پہنایا اور ہر صبح و شام اپنی کنیزوں

کو لے کر جاتی سب اُس کو سجدہ کرتیں۔ حضرت آصفؑ نے حضرت سلیمانؑ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے اُس بُت کو توڑ ڈالا اور اُس عورت کو سزا دی۔ پھر خود تنہائی میں خاک پر بیٹھ کے تضرع وزاوی شروع کی۔ آپ کی ایک کنیز امینہ نامی تھی جب بیت الخلا جاتے یا کسی زوجہ سے مقاربت کرتے تو اپنی انگوٹھی اُتار کر اُس کو دے دیا کرتے تھے۔ ایک روز بیت الخلاء گئے اور انگوٹھی کو اُس کنیز کے سپرد کر دیا۔ ناگاہ ایک شیطان جو دریا کے شیطانوں کا سردار تھا۔ سلیمانؑ کی صورت میں اس کے پاس آیا اور انگوٹھی اُس کنیز سے لے لی اور جا کر تخت سلیمانؑ پر بیٹھا تمام جن وانس اور حیوانات اُس کے مطیع ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ کی صُورت تبدیل ہو گئی تھی۔ جب وہ کنیز کے پاس آئے اور اپنی انگوٹھی طلب کی اُس نے آپ کو نہ پہنچانا اور ڈانٹ کر بھگا دیا۔ اُس وقت حضرت نے سمجھا کہ یہ اُس گناہ کے سبب سے ہے جو آپ کے گھر میں ہوا کرتا تھا یعنی بُت پرستی۔ حضرت وہاں سے نِکل کے دریا کے کنارے چلے گئے اور مچھلی کے شکاریوں کے پاس اُجرت پر کام کرنے لگے۔ ان کے گھروں پر ان کی شکار کی ہوئی مچھلیاں پہنچایا کرتے اس کی اجرت میں ہر روز دو مچھلیاں آپ کو ملا کرتی تھیں۔ اسی حال میں چالیس روز گذرے یعنی جتنے دنوں اُن کے گھر میں بُت پرستی ہوئی تھی۔ جب آصفؑ نے اور بنی اسرائیل کے سر برآوردہ لوگوں نے شیطان کے طور طریقے اور احکام حضرت سلیمانؑ کے طور وطریقوں کے خلاف دیکھا حضرت سلیمانؑ کی ازواج سے اُس کے حالات دریافت کئے معلوم ہُوا کہ حالت حیض میں اُن کے ساتھ مقاربت کرتا ہے اور غسل جنابت بھی نہیں کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا حکم ہر ایک پر جاری ہوتا تھا لیکن حضرت سلیمانؑ کی بیویوں پر اُس کو قابو حاصل نہ تھا۔ آخر شیطان نے جا کر دریا میں انگوٹھی پھینک دی اور پھر وہ حضرت سلیمانؑ کو مچھلی کے شکم سے ملی۔ آپ نے اس کو پہن لیا اور بادشاہی پھر آپ کو بدستور سابق حاصل ہو گئی تو آپ نے اُس شیطان کو گرفتار کیا اور ایک پتھر کے درمیان قید کا اور دریا میں ڈال دیا۔ یہ ہے قول خدا کے معنی کہ ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور ایک جسم اُن کی کرسی پر ڈال دیا۔ اس جسم سے مراد جسد شیطان ہے جو آپ کی شکل اختیار کر کے آپکی کرسی پر بیٹھا تھا

ان دونوں روایتوں سے تمام شیعہ علماء و متکلمین نے انکار کیا ہے اور کہا سے کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ ایسے گناہ و ظلم سے پاک و بری تھے کہ خود تو نماز سے غافل رہتے اور پھر اس کی وجہ سے بیگناہ چند حیوانوں (گھوڑوں) کی گردن مارتے اور پیر کاٹ ڈالتے۔ اور نہ پیغمبری اور بادشاہی انگوٹھی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ جب وہ انگوٹھی پہن لیتے تھے بادشاہ ہو جاتے اور اگر شیطان کو ایسا اقتدار حاصل ہو سکتا کہ پیغمبروں کی صورت میں متمثل ہو سکے تو پھر یقیناً پیغمبروں کے کلام اور ان کے کردار پر اعتماد باقی نہ رہتا کیونکہ اس بات کا احتمال ہو سکتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتے یا کرتے ہیں ممکن ہے کوئی شیطان اُن پر افترا کر رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر شیطان کو دوستان خدا پر اتنی قوت حاصل ہو جاتی تو وہ اُن میں سے کسی کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دیتا۔ ان کی کتابوں کو جلا ڈالتا۔ ان کے گھروں کو مسمار کر دیتا اور جو کچھ دشمنی کا تقاضا ہے ان کے ساتھ سب پورا کرتا۔ تیسرے یہ کہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا ایک کافر کو اتنا اختیار دے دے کہ وہ پیغمبر کے ناموس پر حادی ہو جائے۔ اور ان کی ازواج کے ساتھ مقاربت کرے۔ چوتھے یہ کہ اگر وہ بت پرستی سلیمانؑ کی اجازت و مرضی سے تھی تو وہ کفر ہے تو پیغمبر خدا کے لئے کفر کیونکر جائز ہو سکتا ہے اگر بغیر اجازت (وہ پرستش) تھی تو حضرت سلیمانؑ کا اس میں کیا قصور تھا کہ وہ ایسی سزا کے سزاوار ٹھہرے۔ واضح ہو کہ ان آیات کی تاویل میں شیعہ محققین نے بہت سی وجہیں بیان کی ہیں جن میں سے بعض وجہوں کا ہم ذکر کرتے ہیں تا کہ خواص و عوام کے شکوک دور ہو جائیں۔ (مولف)۔

گھوڑوں کے معائنہ میں مشغولیت اور نماز کے قضا ہو جانے میں چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ ابن بابویہ نے کتاب من لایحضرہ افقیہ میں بسند صحیح زرارہ اور فضل بن یسار سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے امام محمد باقرؑ سے خدا کے اس ارشاد کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا جس کا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ "بیشک نماز مومنین پر واجب کی گئی ہے اور اس کا وقت معین کیا گیا ہے"۔ حضرت نے فرمایا کہ موقوت فرض و واجب کے معنوں میں ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وقت نماز بحالت مجبوری نکل جائے۔ یا وقت

فضیلت مطلق گذر جائے اس کے بعد نماز پڑھی جائے تو باطل ہو جاتی ہے اگر ایسا ہوتا تو لازم تھا کہ سلیمانؑ بن داؤدؑ ہلاک ہو جاتے کیونکہ ان کی نماز وقت کے اندر چھوٹ گئی تھی۔ (بلکہ ایسا ہے) اگر نماز فراموش ہو گئی ہو جب بھی یاد آجائے اس کو بجالائے۔ تو ابن بابویہ نے اس حدیث کے نقل کے بعد فرمایا ہے کہ جاہلان اہلسنت کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کے معائنہ و ملاحظہ میں مشغول تھے آفتاب غروب ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ گھوڑوں کو حاضر کیا جائے۔ پھر حضرت نے ان کی گردنیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیروں کو قطع کر دیا اور کہا کہ ان گھوڑوں نے مجھے میرے پروردگار کی یاد سے غافل کر دیا۔ جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں نہیں ہے۔ کیونکہ گھوڑوں کا اس میں کوئی قصور نہ تھا کیونکہ وہ خود سے حضرت سلیمانؑ کے پاس نہیں آگئے تھے۔ بلکہ وہ جبراً لائے گئے تھے۔ وہ تو حیوان تھے اور مکلف نہ تھے۔ اور اس بارے میں صحیح وہ ہے جو حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کو دیکھنے میں قریب شام مشغول ہوئے۔ آفتاب حجاب میں آگیا آپ نے فرشتوں سے خطاب فرمایا کہ آفتاب کو واپس لاؤ۔ تاکہ میں نماز اس کے وقت پر ادا کروں۔ قریب شام فرشتے آفتاب واپس لائے۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنی پنڈلیوں اور گردن کا مسح کیا اور اپنے اصحاب سے بھی مسح کرنے کو فرمایا جن کی نمازیں ترک ہو گئی تھیں اور آپ کی شریعت میں وضو کا یہی طریقہ تھا پھر سلیمانؑ اُٹھے اور آپ نے نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے آفتاب غروب ہو گیا اور ستارے ظاہر ہو گئے یہ ہے مراد خدا کے اس ارشاد سے جیسا کہ فرمایا ہے۔ "اور مسح کیا اپنی پنڈلیوں اور گردن کا"۔ (مولف فرماتے ہیں کہ بعض کا قول ہے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا تھا بلکہ پہاڑوں کے آڑ میں جا چکا تھا اور دیواریں مکانوں کی چھپ گئی تھیں اور نماز کی فضیلت کا وقت گذر گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے آفتاب کو واپس طلب کیا اور نماز فضیلت کے وقت میں ادا کی جیسا کہ اس حدیث کے ظاہری لفظوں سے معلوم ہوتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ آفتاب بہت تیز و سرعت کے ساتھ غروب ہوا ہو تاکہ توقف کا وقت پورا ہو جائے اور رات و دن کی ساعتوں میں فرق نہ آنے پائے۔ اور اگر آفتاب

غروب ہی ہو چکا تھا پھر بھی ممکن ہے کہ ان کی نماز کا وقت غروب آفتاب کی وجہ سے فوت نہ ہوتا ہو اور جبکہ وہ حضرت جانتے تھے کہ آفتاب ان کے لئے واپس آجائے گا۔ تو نماز میں تاخیر کرنا ان کے لئے حرام نہ ہو اور جو لوگ کہ پیغمبر سے سہو تجویز کرتے ہیں تو حضرت کا یہ فعل سہو پر محمول کیا جاسکتا ہے اور یہ وجہ ان آیات کی تاویل میں تمام وجھوں سے زیادہ قوی ہے۔ عامہ نے بھی اس وجہ کو امیر المومنینؑ کی روایت سے بیان کیا ہے اور حضرت سلیمانؑ کے لئے آفتاب کا واپس آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے اور اس بناء پر جو ذکر کیا گیا کہ جو کچھ سابقہ امتّوں میں واقع ہوا ہے اس امّت میں بھی واقع ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے زمانہ میں دو مرتبہ آفتاب غروب ہو کر پھر واپس نکلا۔ ایک مرتبہ یوشعؑ وصی موسیٰؑ کے لئے ایک مرتبہ سلیمانؑ کے لئے۔ اسی طرح اس امّت میں دو مرتبہ آفتاب غروب ہو کر پلٹا۔ ایک مرتبہ پیغمبر کی حیات میں حضرت امیر المومنینؑ کے لئے مدینہ کی مسجد فضیح میں اور ایک مرتبہ حضرت رسولؐ کی وفات کے بعد حلہ کی مسجد شمس میں جیسا کہ حضرت کے ابواب معجزات میں مذکور ہو گا اور عامہ اور خاصہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ آفتاب تین اشخاص یوشعؑ اور سلیمانؑ اور علیؑ بن ابیطاب کے لئے غروب ہو کر واپس نکلا۔

وجہ دوم یہ کہ دونوں ضمیریں گھوڑوں سے متعلق ہوں یعنی گھوڑوں کو لے گئے یہاں تک کہ وہ حضرت کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو حضرت نے حکم دیا اور وہ اُن کے پاس لائے گئے آپ نے اپنا ہاتھ ان کے بال اور پیروں پر پھیرا اور ان کے بال دھوئے اس غرض سے گھوڑوں کو دوست رکھنا اور ان کی خدمت کرنا ان سے راہ خدا میں جہاد کرنے لئے ممدوح و پسندیدہ ہے اس بنا پر کہ میں نے گھوڑوں سے اس لئے محبت کا اظہار کیا کہ وہ بھی میرے پروردگار کے ذکر میں شامل ہے یا یہ کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کے سبب سے جہاد کرنے میں ان کو دوست رکھتا ہوں اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے نہیں۔

وجہ سوئم یہ کہ ضمیر اول راجع آفتاب کی جانب ہو اور دوسری ضمیر گھوڑوں کی جانب۔ یعنی گھوڑوں کا معائنہ کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس لئے حکم دیا تو گھوڑے واپس لائے گئے آپ نے ان کی گردنیں قلم کیں۔ اور پیر کاٹ دیئے۔ ان کی سزا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ ان کا گوشت خدا کی راہ میں تصدیق فرمادیں اس کے بعد کوئی ذکر خدا سے مانع نہ ہو یا یہ کہ چونکہ وہ حضرت کی عزیز ترین دولت تھے اور صدقہ دینا اپنے معزز مال کا سنت ہے ان کو ذبح کرکے اُن کے گوشت تصدق کر دیئے۔ اس ترک اولیٰ کے عوض میں جو حضرت سے صادر ہوا۔ یا یہ کہ اُن گھوڑوں کی گردنوں اور پیروں کی مالش کی اور ان کو قتل نہیں کیا بلکہ راہ خدا میں آزاد کر دیا کہ جو چاہے اُن کو لے جائے۔

حضرت سلیمانؑ کے امتحان وابتلا اور اس جسم کے بارے میں جو اُن کی کرسی پر پڑا ہوا ملا تھا۔ چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا کہ آج رات کو ستر عورتوں سے ملاقات کروں گا تاکہ ہر ایک کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہو۔ جو راہ خدا میں جہاد کرے اور انشاالله نہیں کہا تھا اس لئے سوائے ایک عورت کے کوئی حاملہ نہ ہوئی اور اُس عورت سے لڑکا بھی پیدا ہُوا تو خلقت میں ناقص۔ آدھے جسم کا۔ وہ فرزند لاکر آپ کے تخت پر ڈالا گیا اُس وقت حضرت سلیمانؑ نے سمجھا کہ یہ اُس ترک اولیٰ اور ترک مستحب کی وجہ سے ہے کہ انشاالله نہیں کہا تھا اس لئے خدا کی بارگاہ میں توبہ واستغفار شروع کی۔

دوسری وجہ یہ کہ ایک فرزند حضرت سلیمانؑ کا پیدا ہُوا تو جنوں اور شیطانوں نے تہیہ کیا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہ گیا تو ہم اس سے اُسی طرح محنت و مشقت لیں گے جس طرح سلیمانؑ ہم سے لیا کرتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو خوف ہُوا کہ ایسا نہ ہو کہ اُس لڑکے کو کوئی اذیت و تکلیف پہنچے۔ اس لئے اس کو ایک مقام پر چھوڑ دیا کہ وہاں وہ دُودھ پیئے اور تربیت پائے۔ لیکن ایک روز آپ نے اُسی فرزند کو مردہ اپنے تخت پر پایا۔ اور یہ تنبیہہ تھی حضرت

کے لئے کہ حکم قضاو قدر سے بچنے کی کوشش سے فائدہ نہیں ہوتااور تادیب تھی کہ کیوں حق تعالیٰ پر بھروسہ نہ کیااور شیطانوں سے خوفزدہ ہوئے اور اپنی تدبیر پر اعتماد کیااس لئے توبہ و انابت کی نہ اس وجہ سے کہ فرزند مر گیا۔

تیسری وجہ یہ کہ حضرت کو کوئی سخت بیماری لاحق ہوگئی تھی اور تخت پر گرپڑے تھے مثل جسم بے روح کے۔ تو رجوع کی صحت کی جانب باڈعاو گریہ وزاری کی اور خدانے ان کو شفاعطا فرمائی۔ یہ وہ وجہیں ہیں جن کو علمائے شیعہ اور دوسرے لوگوں نے ان آیت کی تاویل میں بیان کی ہیں۔ اور جو کچھ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے اس کو رد کر دیا اور اس سے انکار کیا ہے اور ان وجھوں کو تقیہ پر محمول فرمایا ہے۔ اور وہ پہلی دو حدیثیں جو ابن بابویہ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہیں چونکہ ان میں شیطان کے مکر وفریب کا تذکرہ نہیں ہے۔ ممکن ہے خداوند عالم اُس امتحان کے سبب سے جس کا حضرت سلیمانؑ کی قوم کے لئے وعدہ کر چکا تھا یا خود حضرت سلیمانؑ کی تادیب کے لئے جو حضرت سے ایک فعل مکروہ سرزد ہو گیا تھا ایک مدّت تک ظاہری بادشاہی و سلطنت سے حضرت کو محروم کر دیا اور وہ اپنی قوم کے درمیان سے غائب ہو گئے تھے پھر جب خدا کا حکم ہوا تو واپس آئے تھے جیسا کہ گذرا کہ بہت سے پیغمبران خدا اپنی قوم سے پوشیدہ ہوئے اور پھر واپس آئے۔ اور وہ انگوٹھی بادشاہی کا سبب نہ تھی بلکہ ظاہری بادشاہی کے واپس ملنے کی علامت اور اپنی قوم کی جانب پلٹ آنے کا حکم تھی۔ خدا اور (اس کے علم کے جاننے والے) حجتہائے خدا بہتر جانتے ہیں۔

چیونٹیوں کی وادی:

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے، سلیمانؑ کے لئے جنوں اور آدمیوں اور چڑیوں کا لشکر جمع کیا گیا تو ان کے اوّل و آخر باہم پیوستہ ہو گئے تاکہ منتشر نہ ہونے پائیں یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کو وادی میں ان کا گذر ہوا ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیوں کے گروہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ تاکہ سلیمانؑ اور اُن کا لشکر ناوانستگی میں تم کو پامال نہ کر دیں۔ تو سلیمانؑ نے

ان کی گفتگو سے تبسم کیا اور ہنسے اور کہا خداوندا مجھے الہام فرما اور توفیق عطا فرماتا کہ میں اُن نعمتوں پر تیرا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ نیک عمل بجالاؤں جن کو تو پسند کرے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ مجھے اپنی رحمت میں شامل فرما۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ وادی طائف میں تھی بعض کہتے ہیں کہ شام میں تھی۔ روایت ہے کہ جب ہَوا نے حضرت سلیمانؑ کا تخت بلند کیا اور وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچا جس میں چاندی اور سونا نکلتا ہے جیسا کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کی ایک وادی ہے جس میں سونا اور چاندی پیدا ہوتے ہیں اور اس کو اپنی کمزور ترین خلقت چیونٹیوں سے محفوظ کرر کھا ہے اگر شتران قوی اُس میں داخل ہونا چاہیں تو نہیں داخل ہو سکتے۔ جب ایک چیونٹی نے وہ بات کہی تو ہَوا نے اس کو جناب سلیمانؑ تک پہنچا دی اُس وقت جبکہ وہ دوش ہَوا پر جا رہے تھے۔ حضرت نے ہَوا کو رُکنے کا حکم دیا اور اُس چیونٹی کو طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئی تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تُو نہیں جانتی کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ اور کسی پر ظلم نہیں کرتا اُس نے کہا ہاں جانتی ہوں تو فرمایا کہ پھر کیوں دوسروں کو میرے ظلم سے ڈرایا اور کہا کہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔ اُس نے کہا مجھ کو خوف ہُوا کہ جب ان کی نظریں آپ کے چشم و حذم پر پڑے گی تو زینت دُنیا پر فریفتہ ہو جائیں گی اور خدا سے دُور ہو جائیں گی۔ پھر اس نے سلیمانؑ سے پوچھا کہ آپ زیادہ بزرگ (صاحب فضیلت) ہیں یا آپ کے والد جناب داؤدؑ، فرمایا میرے پدر بزرگوار مجھ سے بہت زیادہ بلند و برتر ہیں۔ چیونٹی نے کہا پھر آپ کے نام میں آپ کے پدر کے نام سے ایک حرف کیوں زیادہ ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ اس نے کہا اس لئے کہ آپ کے والد صاحب سے ایک ترک اولیٰ ہو گیا تھا۔ جس کے

ترجمہ، یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیوں اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو ﴿۱۸﴾ تو وہ اس کی بات سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما ﴿۱۹﴾ سورۃ النمل

سبب سے ایک زخم اُن کے دل میں پیدا ہو گیا اور اُس زخم کا علاج انہوں نے خدا کی محبت سے کیا اس سے ان کا نام داؤدؑ رکھا گیا اور آپ چونکہ اُس زخم سے محفوظ ہیں اس وجہ سے آپ کو سلیمانؑ کہتے ہیں لیکن آپ کے والد کا زخم اُن کے کمال کے سبب سے پیدا ہوا تھا امیّد ہے کہ آپ بھی اُن کے کمال تک پہنچیں گے پھر چیونٹی نے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں کہ کیوں اپنی تمام مخلوقات میں سے ہَوا کو آپ کا تابع بنایا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ چیونٹی نے کہا اس لئے کہ آپ سمجھیں کہ آپ کا ملک برباد ہونے والا ہے اور اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے اور اگر خداوند عالم دُنیا کی تمام چیزوں کو ہَوا کی طرح آپ کا فرمانبردار بنا دیتا تو ہر چیز آپ کے قبضہ سے نکل جاتی جس طرح کہ ہَوا کسی کی مٹھی میں رہتی۔ اُس وقت حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور اُس کی باتوں سے آپ کو ہنسی آگئی۔ (مولف فرماتے ہیں کہ چیونٹی کے اس قصّہ میں ممکن ہے کہ اُن کا اندیشہ اس سبب سے ہو کہ ایسا نہ ہو کہ اس جگہ تختِ سلیمانؑ ہَوا سے اُترے یا آنکہ اُس پر حضرت سوار ہو کر زمین پر چل رہے ہوں اور حدیث سابق میں چیونٹی کے قصّہ سے دوسرا جواب اس شبہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ سمجھنے کی ضرورت ہے)۔

عزیزہ! خدا کے الطاف و کرم کو جو وہ اپنے دوستوں کے حال پر فرماتا رہتا ہے غور سے دیکھو اور سمجھو کہ کس قدر زیادہ ہے۔ اور وہ ان کو کن ذریعوں سے متنبہ کرتا ہے اور کس صورت سے ان کی نصیحت فرماتا ہے۔ ایک کمزور چیونٹی کو حضرت سلیمانؑ کا ان کی ایسی عظمت و رفعت شان کے باوجود ناصح بنا دیا۔ تاکہ غرور و خود بینی اور نخوت کی چیونٹیاں ان کی جلالت اور شان بلند میں رخنہ نہ ڈالیں۔ اور وہ ہر حال میں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں اپنے کو ذلیل و حقیر سمجھیں اور تضروع و زاری کرتے رہیں۔ چنانچہ دو حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ جنوں اور آدمیوں کے ساتھ بارش کی دُعا کے لئے صحرا میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک لنگڑی چیونٹی کو دیکھا جو زمین پر اپنے بازوؤں کو پھیلائے ہوئے اور ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کئے ہوئے کہہ رہی تھی کہ (اے پالنے والے) ہم تیری مخلوق ہیں اور تیری روزی کے محتاج ہیں۔ فرزندانِ آدم کے

گناہوں کے سبب ہم سے مواخذہ مت کر اور ہم کو ہلاک نہ فرما اور ہمارے واسطے پانی برسا۔ حضرت نے یہ سن کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ واپس چلو کہ تمہارے حق میں دوسروں کی شفاعت قبول ہوگئی اور دوسری روایت کے مطابق (فرمایا کہ) تم کو دوسروں کی برکت سے بارش عطا کی گئی۔

منقول ہے کہ یہ کاکل جو ابابیل یا سرخاب کے سَر پر ہے وہ حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پھیرنے کے سبب سے ہے۔ ایک روز اُس جانور کے نر نے مادہ کے ساتھ جفت ہونا۔ مادہ نے منظور نہ کیا۔ نَر نے کہا مانع مت ہو۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک فرزند پیدا ہو اور وہ خدا کی تسبیح کرے۔ حضرت سلیمانؑ نے جب یہ سُنا کہ ایک چڑا اپنی مادہ سے کہتا ہے کہ میرے نزدیک آ، تاکہ تیرے ساتھ مقاربت کروں شاید خداوند عالم ایک فرزند ہمیں عطا فرمائے جو خدا کی عبادت کرے کیونکہ اب ہم بوڑھے ہو چکے ہیں حضرت سلیمانؑ کو اس کی باتوں پر تعجب ہوا اور فرمایا کہ اُس چڑے کی نیک نیت میری بادشاہی سے بہتر ہے۔ الغرض مادہ راضی ہو گئی۔ جب مادہ انڈے دینے پر آئی تو نر نے پوچھا کہاں انڈے دینا چاہتی ہو۔ اُس نے کہا راستہ سے دُور، نر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ قریب راہ انڈے دے تاکہ اگر کوئی تجھے دیکھے تو یہ نہ سمجھے کہ تو انڈے دے رہی ہے بلکہ یہ خیال کرے کہ دانہ چُننے آئی ہے تو اُس نے راستے کے نزدیک انڈے دیئے اور اُس پر بیٹھی۔ جب بچے نکلنے کا وقت آیا ناگاہ حضرت سلیمانؑ کی سواری نمودار ہوئی جو نہایت شان و شوکت سے آرہی تھی۔ مرغان ہَوا آپ کے سَر پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ مادہ نے نر سے کہا، لو حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کو لئے ہوئے آرہے ہیں۔ اَب میرے انڈوں کی خیر نہیں، وہ پامال کردیں گے۔ نر بولا سلیمانؑ مرد رحیم ہیں۔ کیا تُو نے اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز چھپا رکھی ہے۔ اُس نے کہا ہاں، چند ٹڈیاں ہیں۔ کیا تُو نے بھی کچھ بچوں کے لئے رکھا ہے۔ نر نے کہا چند خرمے جو تجھ سے چھپا رکھے تھے۔ مادہ نے کہا تو اپنے خرمے لے لے اور میں اپنی ٹڈیاں لے لوں اور جناب سلیمانؑ کے راستے میں چل کر بیٹھیں اور یہ اپنے ہدیے ان کی خدمت میں پیش کریں کیونکہ وہ ٹڈیوں کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ یہ مشورہ

کر کے دونوں پہنچے۔ حضرت سلیمانؑ کی نظر پڑی تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھادیا اُس پر نر آکر بیٹھ گیا اور بایاں ہاتھ بڑھایا تو اس پر مادہ بیٹھ گئی۔ حضرت نے اُن کے حالات پوچھے انہوں نے بیان کیا۔ آپ نے ان کے ہدیے قبول کئے اور اپنے لشکر کو دوسرے راستہ پر موڑ دیا تاکہ ان کے انڈوں کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اپنا ہاتھ اُن کے سروں پر پھیرا جس کی برکت سے اُن کے سروں پر تاج پیدا ہو گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک روز ایک چڑے نے اپنی مادہ سے کہا کہ مجھے جماع سے کیوں روکتی ہے اگر میں چاہوں تو سلیمانؑ کے قُبےؓ کو اپنی چونچ سے توڑ دوں اور دریا میں پھینک دوں۔ جب ہَوا نے اس کی یہ بات حضرت سلیمانؑ کانوں تک پہنچائی تو حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور دونوں کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا۔ وہ لائے گئے تو حضرت نے چڑے سے پوچھا کہ جو دعویٰ تو نے کیا اس کو عمل میں لا سکتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن آدمی اپنی زوجہ کی نگاہوں میں اپنے تئیں زینت دیتا اور بہت بڑا ثابت کرتا ہے اور عاشق کو جو وہ کہتا ہے اُس پر ملامت نہیں کی جاتی۔ پھر حضرت نے اس کی مادہ سے پوچھا کہ کیوں اس کو اپنی خواہش پوری نہیں کرنے دیتی حالانکہ وہ تیرے عشق کا دعویٰ کرتا ہے چڑیا نے کہا اے خدا کے رسول وہ مجھے دوست نہیں رکھتا جھوٹ بولتا ہے اور مہمل دعویٰ کرتا ہے بلکہ غیر کو دوست رکھتا ہے۔ چڑیا کی اس بات نے حضرت سلیمانؑ کے دل میں بہت اثر کیا اور بہت روئے اور چالیس روز تک اپنے عبادت خانہ سے باہر نہیں آئے اور دُعا کرتے رہے کہ خدا ان کے دل کو غیر کی محبت کے لوث سے پاک کر دے اور اپنی محبت سے مخصوص فرمادے۔

ایک روز ایک بلبل چہچہارہی تھی اور رقص کر رہی تھی حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ کہتی ہے کہ آدھا خرما جبکہ میں کھالیتی ہوں پھر مجھے پروا نہیں ہوتی کہ دُنیا رہے یا نہ رہے۔ فاختہ جب بولی تو فرمایا کہتی ہے کہ کاش یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ مور نے آواز لگائی تو فرمایا کہتا ہے کہ جو کچھ کرو گے اُسی کا بدلہ تم کو ملے گا۔ ہدہد بولا تو فرمایا، کہتا ہے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اور صرو نے آواز دی جو ایک جانور ہے اور نخلستان میں رہتا ہے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ کہتا ہے۔ اے گنہگار توبہ واستغفار کرو اور طوطی نے آواز لگائی تو

فرمایا کہتی ہے کہ ہر زندہ (ایک روز) مرے گا اور نیا پُرانا ہو جائے گا اور ابابیل بولی تو فرمایا کہتی ہے کہ نیک عمل پہلے بھیج دو تا کہ مرنے کے بعد خدا کے یہاں اُس کو پاؤ۔ کبوتر جب بولا تو فرمایا کہتا ہے۔ "سُبحَانَ رَبِّیَ الاَ عُلیٰ مَلاَ سَمٰواتُہ وَارضہ (پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بلند ہے اُس کے نور سے تمام آسمان و زمین پُر ہیں)"۔ قمری کے بارے میں فرمایا کہ وہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتی ہے۔ اور کلاغ (جنگلی کوّا) عشاروں پر نفرین کرتا ہے کور کورہ کہتا ہے۔ یعنی سوائے ذات خدا کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور اسفر دو کہتا ہے کہ جو خاموش ہو گیا سلامت رہا اور سبز قبا کہتا ہے۔ سُبحَانَ رَبِّیَ وَبِحَمدِہ۔ ورّاج کہتا الرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استَویٰ۔ روایت ہے کہ اُن علوم میں سے جو خدا نے حضرت سلیمانؑ کو عطا فرمایا تھا تمام زبانوں کا جاننا اور سمجھنا بھی تھا اور پرندوں درندوں اور دوسرے تمام حیوانات کی زبانیں حضرت جانتے تھے۔ جنگ کے موقع پر فارسی میں گفتگو کرتے جب دربار میں اہل لشکر اور اہل سلطنت کے انتظام کے لئے رونق افروز ہوتے تو رومی زبان میں گفتگو کرتے جب اپنی ازواج کے پاس جاتے سریانی اور نطی زبان میں بات چیت کرتے۔ جب محراب عبادت میں خلوت فرماتے تو عربی زبان میں مناجات کرتے اور جب مسند قضا و حکم پر جلوہ نمائی فرماتے تو زبان عربی میں گفتگو کرتے اور احکام جاری فرماتے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت سلیمانؑ کا روزانہ کا خرچ سات کروڑ تھا۔ ایک روز ایک دریائی جانور نے سر باہر نکال کر کہا اے سلیمانؑ ایک روز میری ضیافت کیجئے۔ آپ نے حکم دیا تو آپ کے لشکر کے ایک ماہ کی خوراک دریا کے کنارے جمع کر دی گئی جو ایک پہاڑ کے مانند بلند ہو گئی۔ اُس مچھلی نے سر دریا سے باہر نِکالا اور وہ تمام سامان غذا کھا گئی اور کہا اے سلیمانؑ میری پوری غذا تو کہاں، میری ایک روز کی غذا کے برابر بھی نہ ٹھہری۔ حضرت سلیمانؑ کو تعجّب ہوا اور فرمایا کہ دریا میں تجھ ایسے بڑے جانور بھی ہیں اُس نے کہا میرے ایسے جانوروں کی ہزار جماعتیں ہیں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا "سُبحَانَ اللہِ المَلِکِ العَظِیم" (پاک ہے وہ خدا جو بہت بڑا بادشاہ ہے یعنی بے حساب روزی دینے والا)۔

حضرت سلیمانؑ اور بلقیس کے حالات:

روایت ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ تخت پر متمکن ہوتے تمام مرغان، ہَوا اور جن کو خدا نے آپ کا تابع و مسخر کیا تھا آپ کے سر پر اور ان تمام لوگوں پر سایہ کرتے تھے جو آپ کے تخت کے نزدیک حاضر رہتے ایک روز ہُدہُد غائب تھا اور اس کی جگہ سے آفتاب کی روشنی حضرت کے دامن پر پڑتی تھی تو آپ نے نگاہ اُوپر اُٹھا کر دیکھا تو ہُدہُد کو اپنی جگہ پر موجود نہ پایا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ "ہُدہُد کو تلاش کیا اور کہا کیا وجہ ہے کہ ہُدہُد نہیں دکھائی دیتا بلکہ وہ غائب ہے۔ یقیناً میں اس کو عذاب سخت میں مبتلا کروں گا"۔ عذاب سخت سے مراد یہ تھی کہ اس کا پر نوچ کر دھوپ میں ڈال دوں گا، یا اس کو بے شبہ ذبح کر دوں گا، یا کوئی عذر قوی اور دلیل مستحکم (اپنے غائب ہونے کی) بیان کرے۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ کیا تمام علوم پیغمبران حضرت محمدؐ مصطفےٰ آخرالزمان کو میراث میں ملے ہیں، فرمایا، ہاں خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ محمدؐ اُن سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ راوی نے کہا عیسیٰؑ خدا کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے، فرمایا تُو نے سچ کہا اور سلیمانؑ بھی پرندوں کی زبان جانتے تھے اور ہمارے رسول محمدؐ مصطفےٰ ان تمام اُمور پر قادر تھے۔ پھر فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے غائب تھا آپ کو غصّہ آیا جیسا کہ خدا نے ذکر فرمایا ہے۔ ہُدہُد حضرت کے لئے پانی کے بارے میں اطلاع دیا کرتا تھا اس لئے غصّہ ہوئے کہ وہ اس بارے میں اُس کے محتاج تھے۔ ہُدہُد ایک پرندہ تھا اس کو وہ علم دیا گیا جو جناب سلیمانؑ کو حاصل نہ تھا حالانکہ ہَوا کے اندر پانی کا ہونا نہیں جانتے تھے۔ (نہیں دیکھ سکتے تھے) اور ہُدہُد اس کو جانتا تھا۔ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا ہے کہ "اگر ایسا قرآن ہوتا کہ جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے۔ زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی اور مُردے

ترجمہ، انھوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے کہ ہدہد نظر نہیں آتا۔ کیا کہیں غائب ہو گیا ہے؟ ﴿۲۰﴾ میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے (اپنی بے قصوری کی) دلیل صریح پیش کرے ﴿۲۱﴾ سورۃ النمل

زندہ ہو سکتے تو وہ بھی یہی قرآن ہے لیکن ان کا علم ہمارے پاس ہے اور ہم ہَوا کے اندر پانی کو جانتے (اور دیکھتے) ہیں"۔ خدا کی کتاب میں چند آیتیں ہیں کہ اُن کو جس مطلب کے لئے ہم پڑھتے ہیں وہ حاصل ہوتا ہے۔ الغرض تھوڑی ہی دیر انتظار کے بعد ہُدہُد حاضر ہوا اور سلیمانؑ نے اس سے پوچھا، تو کہاں تھا۔ ہُدہُد نے کہا میں وہ چیز معلوم کر کے آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں، آپ کے لئے شہر سبا کی یقینی خبر لایا ہوں جس میں کوئی شک نہیں۔ میں نے ایک عورت کو پایا جو ان کی ملکہ ہے یعنی شراجیل بن مالک کی بیٹی بلقیس کو اور اس کو تمام چیزیں حاصل ہیں۔ جن کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے اور اس کو ایک تخت عظیم حاصل ہے۔ اُس کو اور اس کی ساری قوم کو میں نے خدا کے علاوہ آفتاب کو سجدہ کرتے دیکھا۔ اور شیطان نے اُن کی نگاہوں میں ان کے اعمال قبیحہ کو زینت دے رکھی ہے اور راہ حق سے روک رکھا ہے تو وہ حق کی جانب ہدایت نہیں پاتے اور یہ کہ سجدہ نہیں کرتے اس خدا کو جو نکالتا ہے پنہا چیزوں کو آسمان و زمین سے، اور جانتا ہے ان تمام باتوں کو جو وہ پوشیدہ کرتے ہیں اور جو کچھ چھپاتے ہیں۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور ان کے پاس ڈال دے اور ان کی نگاہوں سے چھپ جا اور دیکھ کہ اس خط کے بارے میں وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ ہُدہُد نے کہا تھا کہ وہ (بلقیس ملکہ

ترجمہ، ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہدہد آموجود ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں اور میں آپ کے پاس (شہر) سبا سے ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں ﴿۲۲﴾ میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے ﴿۲۳﴾ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں اور ان کو رستے سے روک رکھا ہے پس وہ رستے پر نہیں آئے ﴿۲۴﴾ (اور نہیں سمجھتے) کہ خدا کو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اعمال کو جانتا ہے کیوں سجدہ نہ کریں ﴿۲۵﴾ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے ﴿۲۶﴾ سلیمان نے کہا (اچھا) ہم دیکھیں گے، تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے ﴿۲۷﴾ سورۃ النمل

سبا) ایک بزرگ تخت پر بیٹھی ہے اور میں اُس کے تخت کے اندر نہیں پہنچ سکتا۔ جناب سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس خط کو قبہ کے اوپر سے گرادے۔ غرض کہ ہدہُد روانہ ہوا اور بلقیس کے قصر کے جھروکے سے خط کو اس کی گود میں ڈال دیا۔ بلقیس نے خط پڑھا اور خوفزدہ ہوگئی اور اپنے لشکر کے رئیسوں کو جمع کیا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ "کہا اے میرے لشکر کے بزرگو میرے پاس ایک ذی عزت خط بھیجا گیا ہے۔" روایت کے مطابق یہ کہا کہ وہ مہر شدہ ہے حضرت کے نامہ کی بزرگی سے یہ بات تھی کہ اُس کے اُوپری حصّہ پر مہر لگائی جاتی تھی (غرضکہ بلقیس نے کہا) وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے اور سب سے پہلے یہ تحریر ہے کہ سرکشی اور غرور مت کرو اور ایمان قبول کرکے اور میری تابع فرمان بن کر میرے پاس آ۔ بلقیس نے کہا اے بزرگو، مجھے میرے کام میں مشورہ دو کیونکہ میں کسی امر میں کوئی ارادہ واقدام نہیں کرتی جب تک تم کو بُلا کر پوچھ نہیں لیتی۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ قوت والے اور بڑے بہادر و شجاع ہیں لیکن جو آپ کا حکم ہو آپ کو اختیار ہے لٰہذا غور کرکے بتائیے کہ کیا کرنا چاہئے ہم لوگ تابع فرمان ہیں۔ روایت ہے کہ بلقیس کے لشکروں کے سردار تین سو بارہ تھے جن سے وہ مشورہ کیا کرتی تھی اور ہر ایک ایک ہزار آدمیوں کا سردار تھا۔ بلقیس نے کہا کہ جب بادشاہ لوگ کسی شہر میں (فتح کرکے) داخل ہوتے ہیں تو اُس شہر کے رہنے والوں کو خراب کر ڈالتے ہیں اور صاحبان عزّت کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ اور خدا اُس قول کی تصدیق فرماتا ہے کہ ایسا ہی بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کی عادت ہی ہے ایسا ہی (ان الفاظ آیات کی) تفسیر کی ہے۔ روایت ہے کہ بلقیس نے اپنی

ترجمہ، یہ میرا خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ﴿۲۸﴾ ملکہ نے کہا کہ درباروالو! میری طرف ایک نامہ گرامی ڈالا گیا ہے ﴿۲۹﴾ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون یہ ہے کہ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ﴿۳۰﴾ (بعد اس کے یہ) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع و منقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ ﴿۳۱﴾ (خط سنا کر) وہ کہنے لگی کہ اے اہل دربار میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو، جب تک تم حاضر نہ ہو (اور صلاح نہ دو) میں کسی کام کو فیصل کرنے والی نہیں ﴿۳۲﴾ سورۃ النمل

قوم سے کہا کہ اگر یہ پیغمبر ہے جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے تو ہم کو اس سے مقابلہ کی تاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ (اُس کی تائید) خدا پر ہے۔ اور میں اس طرف ہدیے بھیجتی ہوں اور انتظار کرتی ہوں کہ میرے قاصد کیا خبر لاتے ہیں۔ اور اگر وہ بادشاہ ہے تو اس کی رغبت دُنیا کی طرف ہو گی اور وہ میرا ہدیہ قبول کرے گا پھر میں سمجھ لوں گی کہ اُس میں مجھ پر غالب ہونے کی قوت نہیں۔ پھر ایک صندوقچہ حضرت سلیمانؑ کے لئے تیار کیا جس میں ایک بڑا موتی اور بڑے قیمتی نگینے تھے اور اپنے قاصد سے کہا کہ سلیمانؑ سے کہہ دینا کہ اس گوہر میں بغیر لوہے اور آگ کی مدد کے سوراخ کریں۔ جب وہ چیزیں حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچیں اور قاصد نے بلقیس کا پیغام دیا تو آپ نے ایک کیڑے کو حکم دیا جس نے دھاگا دہن میں پکڑا اور موتی میں سوراخ کر کے دوسری طرف اُس ڈورے کو نکال لایا۔ جب بلقیس کا قاصد حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کیا وہ لوگ اپنے مال سے میری امداد کرنا چاہتے ہیں۔ خدا نے جو کچھ مجھ کو عطا فرمایا ہے اُس سے بہتر ہے جو تم لائے ہو بلکہ تم اپنے ہدیہ سے خود نہال ہوتے رہو۔ اپنے ہدیوں کو لے کر ان کے پاس واپس جاؤ۔ میں تو بیشک اُن کی طرف کچھ لشکر لے کر آؤں گا جن سے مقابلہ کی اُن کو مجال نہ ہو گی اور ان کو ذلت و خواری کے ساتھ شہر سے باہر نکال دوں گا۔ روایت ہے کہ جب بلقیس کا قاصد اس کے پاس واپس آیا اور سلیمانؑ کی شان و شوکت بیان کی تو اُس نے سمجھ لیا کہ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی لہٰذا اطاعت

ترجمہ، وہ بولے کہ ہم بڑے زور آور اور سخت جنگجو ہیں اور حکم آپ کے اختیار ہے تو جو حکم دیجیئے گا (اس کے مآل پر) نظر کر لیجیئے گا ﴿۳۳﴾ اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے ﴿۳۴﴾ اور میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں ﴿۳۵﴾ جب (قاصد) سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا کیا تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو، جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو گے ﴿۳۶﴾ ان کے پاس واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر سے حملہ کریں گے جس کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ ہو گی اور ان کو وہاں سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے ﴿۳۷﴾ سورۃ النمل

قبول کر کے سلیمانؑ کی جانب روانہ ہوئی چونکہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو اطلاع دے دی تھی
کہ بلقیس تمہاری جانب متوجہ ہو چکی ہے اور آرہی ہے اور نزدیک پہنچ چکی ہے حضرت
سلیمانؑ نے جنوں اور شیاطین سے جو حضرت کی خدمت میں حاضر تھے فرمایا کہ یہ بلقیس قبل
اس کے کہ یہاں میرے پاس پہنچے اس کے تخت کو حاضر کرو جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ
"اے میرے لشکر کے بزرگو اور رئیسو تم میں سے کون ہے جو اُس کا تخت میرے پاس
لادے۔ قبل اس کے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہو کر پہنچے۔" ایک سرکش جن نے کہا کہ
میں اس کو لاتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اُٹھیں اور میں اس پر قادر اور امین
ہوں۔ اُس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا یعنی لوح محفوظ یا آسمانی کتابوں کا علم
اور وہ آصفؑ ابن برخیا حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے اور اسم اعظم جانتے تھے کہا کہ میں وہ
تخت آپ کے لئے اتنی جلد لاتا ہوں کہ آپ اپنی آنکھ نہ جھپکا سکیں گے پھر خدا کو اس کے نام
بزرگ سے یاد کیا اور سلیمانؑ کے پلک جھپکانے سے پہلے سلیمانؑ کے تخت کے نیچے سے تخت
بلقیس کو نکال کر سامنے رکھ دیا۔ جب سلیمانؑ نے اپنے سامنے تخت کو رکھا ہوا دیکھا کہا یہ
میرے خدا کا فضل واحسان ہے تا کہ وہ میرا امتحان لے کر میں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں یا اس کی
نعمتوں کی ناقدری کرتا ہوں اور جو شخص خدا کا شکر کرتا ہے تو بس وہ اپنے نفس کے (فائدے
کے) لئے کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے (تو اُسے پروا نہیں) بیشک میرا پروردگار غنی اور

ترجمہ، سلیمان نے کہا کہ اے دربار والو! کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے ﴿۳۸﴾ جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور میں اس (کے اٹھانے کی) طاقت رکھتا ہوں (اور) امانت دار ہوں ﴿۳۹﴾ ایک شخص جس کو کتاب الہیٰ کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔ جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے ﴿۴۰﴾
سورۃ النمل

کریم ہے۔ سلیمانؑ نے کہا اُس کے تخت میں تغیر و تبدیل کردو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ سمجھ رکھتی ہے یا نا سمجھ لوگوں میں سے ہے۔ پھر جب بلقیس سلیمانؑ کے پاس آئی تو پوچھا گیا کہ تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے وہ بولی گویا یہ وہی ہے اور ہمیں تو اس سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کا) علم ہو چکا تھا اور ہم تو آپ کے فرمانبردار ہو چکے تھے۔ اور سلیمانؑ نے اس کو خدا کے سوا جس کی پرستش کرتی تھی اس سے روک دیا کیونکہ کافر قوم کی تھی"۔ روایت ہے کہ بلقیس کے آنے سے پہلے سلیمانؑ کے حکم سے جنوں نے ایک شیشہ کا محل اس کے لئے بنایا تھا اور اُس محل کو پانی پر رکھا تھا جب بلقیس آئی تو کہا گیا کہ محل میں چلی جاؤ تو جب اُس نے محل میں شیشہ کا فرش دیکھا تو اُسے پانی سمجھ کر اپنے پائنچے اُٹھا لئے جس سے اُس کی پنڈلیاں کھل گئیں اور ظاہر ہو گیا کہ اس کی پنڈلیوں پر بہت سے بال ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا یہ پانی نہیں ہے بلکہ شیشہ کا فرش ہے اُس وقت اُس نے اپنی سابقہ گمراہی کو سمجھا اور کہا کہ میں نے غیر خدا کو پُوج کر اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمانؑ کے ساتھ سارے جہانوں کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں۔ اُس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اس کے ساتھ عقد کیا وہ سرح جسریہ کی بیٹی تھی سلیمانؑ نے شیطانوں کو حکم دیا کہ کوئی ایسی چیز تیار کرو جس سے اُس کے پیروں کے بالوں کو صاف کیا جائے۔ تو حمام بنائے گئے اور نورہ تیار کیا گیا حمام و نورہ اُن چیزوں میں سے ہیں جن کو شیاطین نے بلقیس کے لئے تیار کیا اور اسی طرح وہ چیزیں بھی جو پانی کو گردش دیتی رہتی ہیں

ترجمہ، سلیمان نے کہا کہ ملکہ کے (امتحان عقل کے) لئے اس کے تخت کی صورت بدل دو۔ دیکھیں کہ وہ سوجھ رکھتی ہے یا ان لوگوں میں ہے جو سوجھ نہیں رکھتے ﴿۴۱﴾ جب وہ آپہنچی تو پوچھا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے اور ہم کو اس سے پہلے ہی (سلیمان کی عظمت شان) کا علم ہو گیا تھا اور ہم فرمانبردار ہیں ﴿۴۲﴾ اور وہ جو خدا کے سوا (اور کی) پرستش کرتی تھی، سلیمان نے اس کو اس سے منع کیا (اس سے پہلے تو) وہ کافروں میں سے تھی ﴿۴۳﴾ (پھر) اس سے کہا گیا کہ محل میں چلیے، جب اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے پانی کا حوض سمجھا اور (کپڑا اٹھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے کہا یہ ایسا محل ہے جس میں (نیچے بھی) شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ وہ بول اٹھی کہ پروردگار میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی تھی اور (اب) میں سلیمان کے ہاتھ پر خدائے رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں ﴿۴۴﴾ سورۃ النمل

اُنہی حضرت کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔

منقول ہے کہ یحیٰ بن اقثم قاضی نے سوال کیا کہ آیا حضرت سلیمانؑ آصفؑ بن برخیا کے علم کے محتاج تھے حضرت امام علی نقیؑ نے جواب دیا کہ جس کے پاس کتاب خدا کا کچھ علم تھا وہ آصفؑ بن برخیا تھے مگر سلیمانؑ ان تمام باتوں کو جاننے اور سمجھنے سے عاجز نہ تھے جو آصفؑ جانتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ آصفؑ کی فضیلت جنوں اور انسانوں پر ظاہر ہو جائے تاکہ وہ سب سمجھیں کہ آصفؑ اُن کے بعد حجّت خدا اور ان کے خلیفہ ہوں گے اور وہ علم جو آصفؑ جانتے تھے اُن علوم میں سے کچھ تھا جو حضرت سلیمانؑ نے اُن کو خدا کے حکم سے سپرد فرمایا تھا لیکن خدا نے چاہا کہ آصفؑ کا علم ظاہر ہو، تاکہ لوگ اُن کی امامت میں اختلاف نہ کریں جیسا کہ حضرت داؤدؑ نے اپنی حیات میں سلیمانؑ کو اپنا حکم (فیصلہ کرنے کے لئے) خلق پر حجت خدا ہونے کی تاکید کے لئے سکھا دیا تھا تاکہ امت حضرت داؤدؑ کے بعد اُن کی پیغمبری کا اقرار کرے۔

منقول ہے کہ لوگ حضرت امیر المومنینؑ کے اس قول سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو اپنا یہ پیر شام میں معاویہ کے سینہ پر مار کر اس کو تخت سے گرا سکتا ہوں جبکہ آصفؑ وصی سلیمانؑ کے معجزہ سے انکار نہیں کر سکتے کہ انہوں نے یک چشم زون میں حضرت سلیمانؑ کے لئے تخت بلقیس حاضر کر دیا۔ کیا ہمارے پیغمبر بہترین پیغمبر ان نہیں ہیں اور اُن کا وصی بہترین اوصیا نہیں۔ کیا ہمارے پیغمبر کے وصی کو سلیمانؑ کے وصی سے کمتر سمجھتے ہیں۔ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کریگا جو ہمارے حق سے انکار کرتے ہیں اور ہماری فضیلتوں کے منکر ہیں۔ دوسری روایت میں ابو حنیفہ نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ حضرت سلیمانؑ نے تمام پرندوں میں ہدہد ہی کی تلاش کیوں کی۔ فرمایا کہ ہدہد پانی کو زمین کے نیچے دیکھ لیتا ہے جیسے تم تیل کو شیشی کے اندر دیکھ لیتے ہو۔ یہ سُن کر ابو حنیفہ ہنسے۔ حضرت نے پوچھا تجھ کو ہنسی کیوں آئی، اُس نے کہا جو پانی کو زمین کے اندر دیکھ لیتا ہے وہ دانہ کو زمین کے نیچے نہیں دیکھ سکتا اور جال میں پھنس جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا شاید تجھ کو معلوم

نہیں کہ قضاو قدر آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔اور دُعائے نور میں منقول ہے کہ خدا رحمت نازل کرے سلیمانؑ بن داؤدؑ پر جیسا کہ اُس نے ہم کو حکم فرمایاہے۔ منقول ہے کہ خدانے حضرت محمدؐ مصطفٰےؐ کو سورہ حمد سے مخصوص فرمایااور اس میں کسی پیغمبر کو سوائے حضرت سلیمانؑ کے شریک نہیں کیا کیونکہ اس سورہ میں بسم اللہ الرحمن الرّحیم ان کو عطافرمایا جیسا کہ خدانے اُن کے خط کے شروع میں جو بلقیس کو لکھا تھاذکر کیا ہے۔(مولف فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں بہت سی نادر و عجیب باتیں مذکور ہیں جس میں سے بعض کتاب بحارالانوار میں لکھی ہیں)۔

جو احکام اور وحی حضرت سلیمانؑ پر نازل ہوئیں:

حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے، یاد کرو داؤدؑ و سلیمانؑ کو جبکہ زراعت کے بارے میں حکم کرتے تھے جبکہ رات کے وقت قوم کی بھیڑیں کھیت چر گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کے گواہ تھے اُس وقت ہم نے سلیمان کو فیصلہ کرنے کی تعلیم دی اور ہم نے ہر ایک (داؤدؑ و سلیمانؑ) کو علم و حکمت سکھایا تھا۔ منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ خدانے وہ سب کچھ مجھے عطا فرمایا ہے جو اور لوگوں کو عطا فرمایا ہے اور جو کچھ ان کو نہیں دیا وہ بھی ہم کو عنایت کیا ہے اور ہم کو وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو لوگوں کو تعلیم دی اور جو کچھ نہیں دی۔اور ہم نے لوگوں کے سامنے اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا سے ڈرنے، پریشانی اور توانگری کے زمانہ میں خرچ کرنے میں میانہ روی اور خوشی و مسّرت کی حالت میں اور غصّہ کے وقت حق بات کہنے اور ہر حال میں خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرنے سے بہتر کوئی بات نہیں پائی۔ منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت سلیمانؑ سے التماس کیا کہ اپنے بعد ہم پر اپنے فرزند کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتا جب زیادہ اصرار کیا تو

ترجمہ،اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے ﴿۷۸﴾ تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا۔اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت ونبوت) اور علم بخشا تھا۔﴿۷۹﴾

سورۃ الأنبياء

حضرت نے فرمایا اچھا چند مسائل اُس سے میں دریافت کروں گا اگر اُن کے جوابات وہ دے دیگا تو خلیفہ مقرر کردوں گا۔ آخر حضرت نے پوچھا کہ اے فرزند روٹی اور پانی کا مزہ کیا ہے۔ اور آواز کی قوت اور کمزوری کس سبب سے ہوتی ہے اور انسان کے کس جسم میں عقل کا مقام ہے۔ کس چیز سے شقادت و بے رحمی اور رقتّ (نرمی قلب) اور رحم حاصل ہوتا ہے اور جسم کو تکلیف و راحت کس عضو سے ملتی ہے۔ اور بدن کا ترقی پانا اور ترقی سے محروم رہنا کس عضو سے متعلق ہے وہ کسی ایک سوال کا جواب نہ دے سکا۔ حضرت امام صادقؑ نے ان سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ پانی کا مزہ (اس سے مراد) زندگی ہے اور روٹی کی لذّت قوت ہے۔ آواز کی تیزی اور کمزوری گروہ کے گوشت کی کمی اور زیادتی کے سبب سے ہے۔ عقل و دانائی کا مقام دماغ ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس کی عقل کم ہوتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس کا دماغ کس قدر چھوٹا ہے اور بے رحمی اور رحم دل کی سختی و نرمی کے سبب سے ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "وائے ہو اُن پر جن کے دل یاد خدا سے سخت ہو گئے ہیں"۔ اور بدن کی تکان و راحت پیروں سے ہوتی ہے۔ جب پیروں کو زیادہ راستہ چلنا پڑتا ہے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ جب پیروں کو آرام ہو جاتا ہے ان کی تھکن جاتی رہتی ہے جسم کو بھی راحت حاصل ہوتی ہے اور جسم کا بڑھنا اور اس سے محرومی ہاتھوں کی وجہ سے ہے اگر آدمی ہاتھوں سے عمل کرتا ہے بدن کے لئے روزی حاصل ہوتی ہے اور دُنیا و آخرت کی منفعت میسر آتی ہے اگر عمل نہیں کرتا تو جسم دُنیا و آخرت کے آرام سے محروم رہتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک ضعیفہ نے حضرت سلیمانؑ کی خسدمت میں حاضر ہو کر ہوا کی شکایت کی حضرت نے ہَوا کو طلب فرما کر پوچھا کہ تُونے اس بڑھیا کو کیوں تکلیف پہنچائی۔ ہَوا نے عرض کی کہ پروردگار عزّت نے مجھے ایک جماعت کی کشتی کو غرق ہونے سے نجات دینے کے لئے حکم فرمایا جو ڈوبنے کے قریب تھی میں بہت تیزی کے ساتھ رواں ہوئی تا کہ اُن کشتی والوں کو بچاؤں۔ یہ عورت چھت پر کھڑی تھی میری لپیٹ میں آکر گری اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا (اس میں میری کیا خطا ہے) حضرت نے مناجات کی کہ الٰہی اس قضیہ میں کیا

فیصلہ دوں۔ وحی نازل ہوئی کہ "اہل کشتی کو حکم دو کہ اس ضعیفہ کے ہاتھ کی دیت (عوض) ادا کریں کیونکہ ہوا کشتی والوں کو بچانے کے لئے چلی تھی (لیکن) میری طرف سے عالم کے کسی متنفس پر ظلم نہیں کیا جاسکتا"۔ (لہٰذا اس کا عوض کشتی والوں کے ذمہ ہونا چاہیے)۔ اس روایت سے بظاہر حضرت سلیمانؑ کی حکومت و اختیار کا اظہار معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ خدا کسی پر ظلم کو برداشت نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے انگور کے باغ میں رات کے وقت کچھ گوسفند ایک شخص کی پہنچیں اور درختوں کو خراب کیا۔ مالک باغ گوسفندوں کو حضرت داؤدؑ کی خدمت میں پکڑ کے لایا اور انصاف کا طالب ہوا حضرت داؤدؑ نے جناب سلیمانؑ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں گے۔ وہ لوگ حضرت سلیمانؑ کے پاس گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر گوسفندوں نے درخت کی جڑ اور شاخیں سب کھالی ہیں گوسفندوں کے مالک کو لازم ہے کہ اس کے عوض گوسفندیں ان بچوں سمیت جو ان کے شکم میں ہیں صاحب باغ کو دیدے۔ اور اگر صرف پھل کھائے ہیں اور درخت اور شاخیں باقی ہیں تو گوسفندوں کے بدلے اُن کے بچے باغ کے مالک کو دیئے جائیں۔ حضرت داؤدؑ کو سلیمانؑ کے فیصلہ میں کوئی اختلاف نہ تھا اگر وہ اختلاف کرتے تو خدا فرماتا ہے کہ ہم ان کے فیصلہ کے دیکھنے والے تھے دوسری جگہ منقول ہے کہ کسی ایک نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپس میں گفتگو کی اور وحی کے منتظر تھے کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو اس معاملہ کا فیصلہ بذریعہ وحی بتادیا تاکہ ان کی فضیلت ظاہر فرمائے۔

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ امامت خدا کا ایک عہد ہے جو اُس جماعت سے مخصوص ہے جن کا نام خدا نے ظاہر کر کے تعین فرمادیا ہے اور امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ عہدہ امامت اُس کے علاوہ کسی اور کو دیدے جس کو خدا نے اس کے بعد مقرر فرمادیا ہے۔ یہ تحقیق کہ خدا نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ اپنے اہل سے اپنا وصی مقرر کریں کیونکہ میرے علم میں گذر چکا ہے کہ ہر پیغمبر کو جسے میں مبعوث کروں گا بے شبہ اس کا وصی اُس کے اہل سے قرار دوں گا۔ حضرت داؤدؑ کے چند فرزند تھے ان میں ایک فرزند وہ تھا جس کی ماں کو آپ

بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت داؤدؑ اس زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ اپنے اہل سے اپنا وصی قرار دوں اُس عورت نے کہا میرے لڑکوں کو اپنا وصی بنایئے حضرت داؤدؑ نے فرمایا، میں بھی یہی چاہتا ہوں اور خدا کے علم میں یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ وصی مقرر ہوں تو خدا نے داؤدؑ کو وحی کی کہ وصی مقرر کرنے میں جلدی مت کرو۔ یہاں تک کہ میرا حکم تم کو پہنچے۔ چند دنوں کے بعد دو اشخاص گوسفند اور باغ انگور کے متعلق فیصلہ کرانے آئے۔ خدا نے داؤدؑ پر وحی کی کہ اپنے فرزندوں کو جمع کریں ان میں سے جو لڑکا انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اُسی کو تمہارا وصی قرار دوں گا۔ داؤدؑ نے فرزندوں کو بلایا اور ان دونوں فریقین نے جب اپنا معاملہ بیان کیا۔ سلیمانؑ نے پوچھا اے باغ کے مالک گوسفندیں کس وقت باغ میں داخل ہوئی تھیں اُس نے کہا رات کے وقت۔ آپ نے گوسفندوں کے مالک سے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنے گوسفندوں کے بچے اور اُن کے اُون اس سال صاحب باغ کو دیدے داؤدؑ نے فرمایا کیوں یہ حکم نہ دیا کہ تمام گوسفند مالک باغ کو دیدے جیسا کہ علمائے بنی اسرائیل حکم دیتے ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا درخت جڑ سے نہیں اُکھڑے ہیں بلکہ دوسرے سال اُس میں پھل نکل سکتے ہیں اسی سال کے پھل ضائع ہوئے ہیں۔ لہٰذا گوسفندوں کے اسی سال کے بچے اُس کو ملنا چاہیئں۔ اگر درخت بیخ و بن سے خراب ہوئے ہوتے تو گوسفندیں اس کو ملنا چاہیئے تھیں۔ تو خدا نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ جو فیصلہ سلیمانؑ نے کیا وہ صحیح ہے۔ اے داؤدؑ تم جو چاہتے تھے اس سے الگ میں دوسرا امر چاہتا ہوں۔ پھر داؤدؑ اپنی زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ میں نے جو چاہا تھا خدا کی مرضی اُس کے علاوہ تھی اور جو خدا چاہتا تھا وہی ہوا اور ہم اس کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ (موئف فرماتے ہیں کہ اکثر اہلسنت نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ داؤدؑ و سلیمانؑ کے درمیان اس واقعہ کے فیصلہ کے بارے میں نزاع ہوئی۔ ان میں سے ہر ایک نے اجتہاد کیا اور سلیمانؑ کا اجتہاد درست و صحیح ہوا۔ اور اسی قصہ سے متمسک ہوئے ہیں کہ پیغمبروں پر اجتہاد جائز ہے۔ چونکہ دلائل و نصوص سے ثابت ہو چکا ہے اور اجماع بلکہ مذہب شیعہ کی ضروریات دین میں شامل ہے کہ

پیغمبران خدا ظن اور اجتہاد سے گفتگو نہیں کرتے اور آیت کریمہ بھی ان کے اختلاف پر دلالت نہیں کرتی۔ معتبر حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جب حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل پر سلیمانؑ کی فضیلت ظاہر کرنا چاہا۔ اس معاملہ کو اُن پر چھوڑ دیا کہ وہ فیصلہ کریں اور بنی اسرائیل کی غلطی جس کے بارے میں وہ اپنے لئے کیا کرتے تھے ظاہر فرمادیں۔ یا یہ کہ جب یہ مقدمہ واقع ہوا تو وہ لوگ منتظر وحی ہوئے اور خدا نے یہ فیصلہ سلیمانؑ کو بذریعہ وحی تعلیم فرمادیا۔ تاکہ ان کی فضیلت ظاہر کردے اور اس فیصلہ میں بعض حدیثیں جو سلیمانؑ و داؤدؑ کے مابین نزاع ظاہر کرتی ہیں تقیہ پر محمول ہیں یا یہ کہ ظاہری طور پر حضرت داؤدؑ (سلیمانؑ سے) بحث کرتے تھے تاکہ دوسروں پر ان کی حقیقت وفضیلت ظاہر ہو جائے اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حکم اُس زمانہ میں منسوخ رہا ہو اور جو حکم داؤدؑ نے دیا وہ وحی خدا کی جانب سے قرار پایا اس بنا پر کہ جزئی معاملات میں پیغمبران غیر اولوالعزم کے زمانہ میں حکم منسوخ ہونا جائز ہو یا یہ کہ حضرت موسیٰؑ نے خبر دی ہو کہ یہ حکم حضرت سلیمانؑ کے زمانہ تک نافذ رہے گا)۔

منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی ماں نے کہا اے فرزند رات کو بہت مت سوؤ (بلکہ عبادت الٰہی میں کچھ وقت گذارو) کیونکہ رات میں زیادہ سونا قیامت کے روز انسان کو فقیر اور پریشان کرتا ہے۔ دوسری روایت میں حضرت سلیمانؑ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ ہر گز لوگوں سے جنگ وجدال مت کیا کرو کیونکہ اس میں نفع نہیں بلکہ برادران مومن کے درمیان عداوت پیدا ہونے کا سبب ہے۔ منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ ملک و بادشاہی عطا فرمائی ہے کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہوگی۔ میرے واسطے ہَوا، آدمی، جن، پرند و چرند سب کو مسخر فرمایا ہے اور مجھے پرندوں کی زبان تعلیم کی ہے اور ہر طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں لیکن باوجود ان نعمتوں کے ایک روز بھی صبح سے شام تک خوشی میں بسر نہ ہوئی، میں چاہتا ہوں کہ کل اپنے قصر میں داخل ہو کر بالاخانہ پر سے اپنی سلطنت کا نظارہ کروں لہٰذا میرے پاس کسی کو آنے کی اجازت مت

دیناتا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی معاملہ درپیش ہو جائے اور میری خوشی و شادمانی رنج و کلفت سے بدل جائے۔ لوگوں نے عرض کی ایسا ہی ہوگا۔ دوسرے روز حضرت سلیمانؑ اپنا عصا لے کر قصر کے سب سے بلند مقام پر تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر ٹیک لگا کر اپنی بادشاہت و سلطنت کی سیر میں مشغول ہوئے اور بہت مسرور تھے۔ ان کو دیکھ دیکھ کر جو خدا نے ان کو بخشا تھا۔ ناگاہ اُن کی نگاہ ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جو پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے قصر کے ایک گوشہ سے ظاہر ہو کر آپ کے پاس آیا۔ حضرت سلیمانؑ نے پوچھا تجھے یہاں آنے کی اجازت کس نے دی آج تو میں نے چاہا تھا کہ تنہا رہوں۔ تو کس کی اجازت سے یہاں آیا اُس نے کہا اس گھر کے پروردگار نے مجھے اجازت دی۔ اُس کی اجازت سے آیا ہوں۔ سلیمانؑ نے کہا قصر کا پروردگار مجھ سے زیادہ حق دار ہے پس بیان کرو کہ تم کون ہو۔ اُس جوان نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لئے آئے ہو، کہا آپ کی روح قبض کرنے فرمایا، تو آؤ اور جو حکم ہوا ہے بجالاؤ کیونکہ میں نے چاہا تھا کہ آج میری مسّرت و شادمانی کا دن ہو اور خدا نے پسند نہ فرمایا کہ اُس کی ملاقات فرحت افزا کے علاوہ کسی اور چیز میں مجھے مسّرت حاصل ہو۔ غرضکہ ملک الموت نے آپ کی روح مطہر اُسی حال میں قبض کی جیسے کہ وہ عصا پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ لوگ حضرت کی جانب دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ آپ زندہ ہیں۔ اُس حالت میں لوگوں کے درمیان اختلاف و فتنہ پیدا ہو گیا بعض کہنے لگے کہ سلیمانؑ بہت دنوں سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں اور ان کو درد و تکان لاحق نہیں ہوتا۔ نہ ان کو نیند آتی ہے نہ وہ کچھ کھاتے اور پیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے خدا ہیں اور واجب ہے کہ ہم ان کی پرستش کریں۔ اور ایک گروہ نے خیال کیا کہ سلیمانؑ نے جادو کیا ہے اور جادو کے زور سے ہماری نگاہوں میں کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اور مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں خدا جس طرح چاہتا ہے ان کو رکھتا ہے جب ان میں اختلاف اور جھگڑا شروع ہوا خدا نے دیمک کو حکم دیا جس نے حضرت کا عصا اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیا۔ عصا ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمانؑ قصر سے گر پڑے تو جنوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا اور اس کے

اس احسان کے بدلے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا کہ جہاں دیمک ہوتی ہے پانی اور مٹی اس کے لئے مہیّا کر دیتے ہیں۔ یہ کلام باری تعالیٰ کے معنی ہیں جو اس نے فرمایا ہے "جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کو مقدر فرمایا تواُن کی موت کو ایک زمین کے کیڑے نے ان کے عصا کو کھا کر (اندر سے کھوکھلا کر کے) ظاہر وواضح کیا"۔ پھر جب اُن کی لاش گری تو جنوں نے جانا کہ اگر وہ (اخبہ) عیب جاننے والے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے (کام) میں مبتلا نہ ہوتے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا واللہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے "یعنی جب سلیمانؑ کی لاش گری تو آدمیوں نے سمجھا کہ اگر غیب پر جنات مطلع ہوتے تو اس ذلیل وخوار کرنے والے کام میں مشغول نہ رہتے"۔ یعنی وہ خدمت اور وہ کام جو حضرت کی وفات کے بعد تک ان کے حکم سے کرتے رہے نہ کرتے۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو حکم دیا تھا کہ ایک شیشہ کا قُبّہ (مسجد) بنا کر دریا میں ڈالیں۔ جنوں نے وہ قبہ بنایا اور دریا میں ڈال دیا ابھی کچھ باقی تھا کہ) حضرت سلیمانؑ ایک روز اُس قبہ میں داخل ہوئے اور اپنے عصا پر تکیہ کر کے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے اور شیاطین آپ کے آس پاس کام میں مشغول تھے حضرت سلیمانؑ ان کو اور وہ حضرت کو دیکھتے تھے۔ ناگاہ حضرت سلیمانؑ نے قبہ کے ایک گوشہ پر ایک مرد کو دیکھا پوچھا تم کون ہو، اُس نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جو رشوت قبول نہیں کرتا اور نہ کسی بادشاہ سے ڈرتا ہوں۔ میں ملک الموت ہوں اور اُسی حال میں حضرت سلیمانؑ کی روح قبض کر لی۔ لوگ ان کو اُسی طرح عصا سے ٹیک لگائے کھڑے ہوئے ایک سال تک دیکھتے رہے اور جنّات اپنے کام میں مشغول رہے اور حضرت سلیمانؑ کے حالات معلوم کرنے کی جرات نہ کر سکتے تھے اور نہ ان کے حال میں کوئی تبدیلی پاتے تھے یہاں تک خدا نے دیمک کو بھیجا جس نے آنحضرت کے عصا کو اندر سے کھا لیا اور وہ گر پڑے۔ اس وجہ سے جنّات دیمکوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور وہ جہاں ہوتی ہیں پانی اور مٹی اُن کے لئے فراہم کر دیا کرتے

ترجمہ، پھر جب ہم نے ان کے لئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے ان کا مرنا معلوم نہ ہوا مگر گھن کے کیڑے سے جو ان کے عصا کو کھاتا رہا۔ جب عصا گر پڑا تب جنوں کو معلوم ہوا (اور کہنے لگے) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے ﴿١٤﴾

ہیں۔ جب حضرت سلیمانؑ نے رحلت فرمائی تو شیطان نے جادو میں ایک کتاب لکھی۔ اُس کتاب کے پیچھے یہ بھی لکھ دیا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو آصفؑ بن برخیا نے اپنے بادشاہ سلیمانؑ کے واسطے لکھی ہے جس میں علم کے خزانے اور ذخیرے ہیں۔ اُس میں یہ لکھا کہ جو شخص چاہے کہ فلاں کام ہو جائے اُسے چاہیے کہ جادو کرے جو چاہے کہ فلان کام انجام پاجائے فلاں سحر پر عمل کرے۔ اور اس کتاب کو حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے دفن کر دیا اور وہاں سے لوگوں کے سامنے نکالا۔ تو کافر کہنے لگے کہ سلیمانؑ کی ہم پر حکومت جادو کے سبب سے تھی جو اس کتاب میں تحریر ہے۔ مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر تھے جو کچھ کرتے تھے باعجاز پیغمبری اور خدا کی قدرت سے کیا کرتے تھے۔ اسی قصّہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے "یہودیوں نے ان افترا پردازیوں کی متابعت کی جو شیاطین اُن (سلیمانؑ) کے زمانہ میں یا اُن کی بادشاہی کے بارے میں کرنے لگے تھے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے اور نہ یہ جادو وغیرہ ان کی ایجادات سے ہے لیکن شیاطین نے ان کے زمانہ میں کفر کیا کہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے"۔ یہ بھی منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو وحی کی کہ تمہاری موت کی علامت یہ ہے کہ بیت المقدس میں ایک

ترجمہ، اور ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہدِ سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی، بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اور ان باتوں کے بھی (پیچھے لگ گئے) جو شہر بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت اور ماروت پر اتری تھیں۔ اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے، جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعۂ) آزمائش ہیں۔ تم کفر میں نہ پڑو۔ غرض لوگ ان سے (ایسا) جادو سیکھتے، جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ اور خدا کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے۔ اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا، اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، وہ بری تھی۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے ﴿۱۰۲﴾ اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے تو خدا کے ہاں سے بہت اچھا صلہ ملتا۔ اے کاش، وہ اس سے واقف ہوتے ﴿۱۰۳﴾

سورۃ البقرۃ

درخت پیدا ہو گا جس کو خرنوبہ کہتے ہیں۔ایک روز حضرت کی نگاہ ایک درخت پر پڑی جو بیت المقدس میں اُگا ہوا تھا تو حضرت نے اُس درخت سے خطاب فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا خرنوبہ یہ سُن کر حضرت اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر سہارا کر کے کھڑے ہوئے تھے کہ اُسی حالت میں آپ کی رُوح قبض کر لی گئی اور آدمی اور جنات بدستور آپ کے کاموں میں مشغول رہے کہ آپ زندہ ہیں آخر دیمک نے عصا کو اندر سے خالی کر دیا اور آپ کی لاش گر گئی اُس وقت سب نے اپنے کاموں کو روکا۔ روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی عمر سات سو بارہ (۷۱۲) سال کی تھی۔(مولف فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی عمر ترپن (۵۳) سال کی تھی اور آپ کی بادشاہی اور پیغمبری کی مدّت چالیس (۴۰) سال ہے اور بادشاہی کے ابتدائی چار سال گذرنے کے بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی۔اُس میں کچھ کام باقی تھا جو ایک سال تک آپ کی وفات کے بعد ہوتا رہا۔اس وجہ سے آپ کی وفات سے لوگ واقف نہ ہو سکے۔

قوم سبا اور اہل ثرثار کے حالات

منقول ہے کہ اہل سبا کی ایک جماعت تھی جن کے شہر ایک دوسرے سے قریب تھے اور وہ باہم آسانی سے ملتے جلتے تھے۔ ان شہروں میں نہریں جاری تھیں اور وہ بہت مالدار اور کھیتی باڑی والے تھے۔ اُن لوگوں نے کفران نعمت کیا اور خود ہی اُن اپنی راحتوں میں تغیر کے خواہاں ہوئے تو خدا نے ایک سیلاب بھیجا جس نے ان کے شہروں کو تباہ کر دیا۔ اُن کے مکانات غرق ہو گئے اور تمام اموال برباد ہو گئے اور اُن کے ہرے بھرے باغوں کے عوض وہ باغ پیدا ہوئے جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔

خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے کہ "بیشک قبیلہ سبا ان کے مقامات سکونت اور اُن کے شہروں میں خدا کے وجود اور اس کے کمال قدرت واحسان کی ایک آیت ودلیل تھی کہ دو باغ

ترجمہ، (اہل) سبا کے لئے ان کے مقام بود وباش میں ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (ایک) داہنی طرف اور (ایک) بائیں طرف۔ اپنے پروردگار کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو۔ (یہاں تمہارے رہنے کو یہ) پاکیزہ شہر ہے اور (وہاں بخشنے کو) خدائے غفار ﴿۱۵﴾ تو انہوں نے (شکر گزاری سے) منہ پھیر لیا پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں ان کے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں ﴿۱۶﴾ یہ ہم نے ان کی ناشکری کی ان کو سزا دی۔ اور ہم سزا ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں ﴿۱۷﴾ اور ہم نے ان کے اور (شام کی) ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی (ایک دوسرے کے متصل) دیہات بنائے تھے جو سامنے نظر آتے تھے اور ان میں آمد ورفت کا اندازہ مقرر کر دیا تھا کہ رات دن بے خوف وخطر چلتے رہو ﴿۱۸﴾ تو انہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار ہماری مسافتوں میں بُعد (اور طول پیدا) کر دے اور (اس سے) انہوں نے اپنے حق میں ظلم کیا تو ہم نے (انہیں نابود کر کے) ان کے افسانے بنا دیئے اور انہیں بالکل منتشر کر دیا۔ اس میں ہر صابر وشاکر کے لئے نشانیاں ہیں ﴿۱۹﴾ اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا خیال سچ کر دکھایا کہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ اس کے پیچھے چل پڑے ﴿۲۰﴾ اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر (ہمارا) مقصود یہ تھا کہ جو لوگ آخرت میں شک رکھتے ہیں ان سے ان لوگوں کو جو اس پر ایمان رکھتے تھے متمیز کر دیں۔ اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے ﴿۲۱﴾ سورۃ سبأ

اُن کے شہر کے دائیں اور بائیں جانب تھے (خدانے) اُن سے کہا کہ اپنے پروردگار کی (عطا کی ہوئی) روزی میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کیونکہ تمہارا شہر بہتر اور پاک شہر ہے اور تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔ اس پر بھی ان لوگوں نے روگردانی کی اور شکر نہ بجالائے تو ہم نے سیل عرم یعنی سخت سیلاب یا وہ سیلاب اُن کی طرف بھیجا جو سخت بارش کے سبب سے ہوتے ہے (اور ان کے باغوں کو برباد کر کے) ایسے دو باغ ان کے عوض دیئے جن کے پھل بدمزہ تھے اور جن میں کانٹے دار درخت تھے اور تھوڑے بیر کے درخت تھے۔ یہ ہم نے ان کی ناشکری کی سزا دی اور ہم تو بڑے ناشکروں ہی کو سزا دیا کرتے ہیں۔ اور ہم اہل سبا اور شام کی ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت عطا کی تھی اور چند بستیاں سرراہ آباد کی تھیں جو ایک دوسرے سے نمایاں تھیں اور ہم نے ان میں آمدورفت کی راہ مقرر کی تھی کہ اُن میں راتوں اور دونوں کو بے خوف چلو پھرو"۔ (بعض روایتوں میں ہے کہ یہ اطمینان حضرت صاحب الامر کے زمانہ میں حاصل ہوگا)۔ "تو وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار تو ہمارے سفروں میں دوری پیدا کردے کیونکہ یہ شہر ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کی تو ہم نے ان کی ناشکری کی وجہ سے ان شہروں کو تباہ کر کے ان کے افسانے بنادیئے اور ان کو پراگندہ اور منتشر کردیا"۔ ان میں سے ہر قبیلہ شام۔ مکّہ۔ مدینہ۔ عمان اور عراق میں تتر بتر ہوگئے۔ بیشک ان کے قصہ میں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے اور صبر و شکر کرنے والوں کے واسطے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا تو انہوں نے ایک خلیج دریائے شیریں سے بلاو ہند کی جانب جاری کیا تھا اور ایک بڑی دیوار پتھر اور چونہ سے تیار کردی تھی جس سے پانی شہرہائے قوم سبا میں جاری ہوگیا تھا اور اس دیوار میں طاقچے بنائے

ترجمہ، سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی) وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ حکمت والا خبردار ہے ﴿۱﴾ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے سب اس کو معلوم ہے۔ اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے ﴿۲﴾ سورة سبأ

گئے تھے اس خلیج سے چند نہریں نکالی تھیں۔ جب چاہتے اس دیوار کے سوراخوں کو کھول دیتے جن سے جس شہر میں جس قدر مقصود ہوتا پانی پہنچادیتے تھے اور پانی کھیتوں میں جاری ہو جاتا تھا۔اُن کے شہر کے داہنے بائیں جانب دو باغ تھے جو دس روز کی راہ کے مربع میں پھیلے ہوئے تھے اور اس قدر گھنے اور پھلوں سے لدے ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اُس باغ میں داخل ہو کر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانا چاہے تو دس روز تک سورج نظر نہیں آسکتا تھا۔ جب ان لوگوں نے سرکشی کی اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کرنے لگے اور نیکوں کی نصیحت نہ مانی اور اپنے اعمال قبیحہ سے باز نہ آئے تو خدا نے بڑے بڑے چوہوں کو اُن پر مسلط کر دیا جنہوں نے اُس دیوار کو کھودنا شروع کیا اور اس میں سے بڑے بڑے پتھر نکال نکال کر دور پھینکنے لگے کہ اگر اُن پتھروں میں کسی ایک کو ایک بہت مضبوط اور تنومند آدمی اُٹھانا چاہتا تو اُٹھا نہیں سکتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر اُن میں سے بعض لوگ تو اس شہر سے بھاگ گئے اور وہاں کی بود و باش ترک کر دی۔ چوہے برابر اُس دیوار کے کھودنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ وہ دیوار بالکل منہدم ہو گئی اور سیلاب یک بیک اُن پر آن پڑا۔ اُن کے شہروں کو خراب کر دیا اور باغ کے درختوں کو جڑوں سے اُکھیڑ کر بہا لے گیا جیسا کہ خداوند عالم نے ان کے قصہ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ میں کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹتا ہوں یہاں تک میرا خادم سمجھتا ہے کہ میرا یہ فعل لالچ و حرص کے سبب سے ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ نعمت الٰہی کے احترام کے سبب سے ہے (آگاہ ہو کہ) ایک جماعت تھی جس کو خدا نے بے انتہا نعمتیں عطا کی تھیں وہ ایک نہر کے مالک تھے جس کو ثرثار کہتے تھے۔ نعمتوں کی اس قدر فراوانی تھی کہ خالص گندم کی روٹیوں سے اپنے لڑکوں اور بچوں کے استنجا کرتے اور

ترجمہ، کیا انہوں نے اس کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے یعنی آسمان اور زمین۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسادیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں۔ اس میں ہر بندے کے لئے جو رجوع کرنے والا ہے ایک نشانی ہے ﴿۹﴾ سورۃ سبأ

پاخانے بجائے پانی سے دھونے کے روٹیوں سے صاف وپاک کر کے پھینک دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن نجس روٹیوں کا ایک پہاڑ بن گیا۔ ایک روز ایک مرد صالح کا اس طرف گذر ہوا جہاں ایک عورت اپنے لڑکے کا روٹی سے استنجا کر رہی تھی۔ انہوں نے نصیحت کی کہ خدا سے ڈرو اور خدا نعمتوں کی زیادتی کے سبب اس قدر غرور مت کرو اور کفران نعمت مت کرو۔ اس عورت نے کہا تم مجھے بھوک سے ڈراتے ہو جب تک یہ نہر جاری ہے ہم کو کوئی پروا نہیں۔ پھر خدا اُن پر غضبناک ہوا اور نہر ثرثار ان سے منقطع کر دیا اور آسمان سے پانی برسانا اور زمین سے دانہ اگانا بند کر دیا اور وہ سب کے سب محتاج و فقیر ہو گئے۔ آخر اُسی روٹی کے محتاج ہو گئے جس کو آبِ دست کی طرح استعمال کر کے پہاڑ کی طرح جمع کیا تھا۔ اُسی کو ترازو سے تول تول کر آپس میں تقسیم کرتے تھے۔

ترجمہ، کیا انہوں نے اس کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے یعنی آسمان اور زمین۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں۔ اس میں ہر بندے کے لئے جو رجوع کرنے والا ہے ایک نشانی ہے (۹) سورۃ سبأ

سرورِ انبیاءؐ حضرت محمد مصطفٰیؐ کے حالات

آنحضرت کے نسب کا تذکرہ:

آنحضرت کا مشہور شجرہ نسب یہ ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ وہ عبدالمطلب کے بیٹے، وہ ہاشم کے، وہ عبد مناف کے، وہ قصی کے، وہ کلاب کے، وہ مرہ کے، وہ لوی کے، وہ غالب کے، وہ فہر کے، وہ مالک کے، وہ نفیر کے، وہ کنانہ کے، وہ خزیمہ کے، وہ مدرکہ کے، وہ الیاس کے، وہ مضر کے، وہ نزار کے، وہ معد کے، وہ عدنان کے، وہ اوکے، وہ ادرکے، وہ الیسع کے، وہ الھمیسع کے، وہ سلامان کے، وہ البنت کے، وہ حمل کے، وہ قیدار کے، وہ اسمعیل کے، وہ ابراہیمؑ خلیل کے، وہ تارخ کے، وہ ناخور کے، وہ شروغ کے، وہ ارغو کے، وہ فالغ کے، وہ عابر کے، وہ شالخ کے، وہ فینان کے، وہ انوش کے، وہ شیثؑ کے اور وہ حضرت آدمؑ کے فرزند ہیں۔ حضرت اُمِ سلمٰہ فرماتی ہیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الثریٰ اسماعیلؑ ہیں اور ابن بابویہ کی روایت کے مطابق عدنان اوکے، وہ اود کے، وہ زید کے وہ یقدد کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمعیلؑ کے بیٹے ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق کہ عدنان بن اوبن اور بن الیّسع بن الھمیسع بن یحشم بن منجز بن سابوغ بن الھمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ بن تارخ بن شروغ بن ارغو بن غابر بن ارفحشد بن متوشلخ بن سام بن نوحؑ بن ملک بن اخنوع بن مہلائیل بن زبازر۔ ایک روایت کے مطابق تارو اور دوسری روایت کے مطابق ایاد بن قینان بن ارد بن ایاد بن قینان بن ارد بن انوش بن شیث بن آدمؑ ہیں۔

زیادہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب کا نام شیبتہ الحمد تھا، اور ہاشم کا نام عمرد۔ اور

ترجمہ، خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے۔ جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے ﴿۱٦٤﴾ سورۃ آل عمران

عبد مناف مغیرہ تھے اور قصی کا نام زید تھا۔ان کو مجمع بھی کہتے تھے۔اور قریش کا نام نصر تھا۔ ان میں سے ہر ایک کسی سبب سے ان ناموں سے موسُوم ہوئے۔اور کہتے ہیں کہ ارغو کا نام ہود تھا اور بعض کا قول ہے کہ اُن حضرت کا نام غابر تھا۔اور اخنوع حضرت ادریس ہیں۔اور آنحضرتؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب تھیں جو عبد مناف کے بیٹے تھے۔وہ زہرہ کے فرزند اور وہ کلاب کے بیٹے تھے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نور آسمانوں اور زمین، عرش و کُرسی، الوح و قلم اور بہشت و دوزخ کی خلقت اور تمام پیغمبروں کی پیدائش سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پھر اُسی نوُر سے بارہ حجابات یعنی حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوّت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت خلق فرمائے اور اُس نوُر مقدس کو حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اُس میں "سبحان ربی الاعلے" کہتا تھا۔اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اس میں "سبحان عالم السّر" کہتا رہا۔ اور حجاب منّت میں دس ہزار سال رکھا جس میں وہ "سبحان من ھو قائم لایلھو" کہتا رہا۔ اور نو ہزار سال حجاب رحمت میں جگہ دی وہ اس میں "سبحان رفیع الاعلے" کہتا رہا۔اور آٹھ ہزار سال حجاب سعادت میں رکھا جہاں وہ "سبحان من ھو دائم لایسھو" کہتا رہا پھر حجاب کرامت میں سات ہزار سال رکھا وہاں وہ "سبحان من ھو غنی لایفتقر" کہتا رہا۔ پھر حجاب منزلت میں چھ ہزار سال رکھا وہاں وہ "سبحان العلیم الکبیر" کہتا رہا۔ پھر حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا جس میں وہ "سبحان ذی العرش العظیم" کا وظیفہ

ترجمہ ،لوگو! خدا کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (ان پر) ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے۔اور اگر کفر کروگے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے

پڑھتا رہا۔ پھر چار ہزار سال حجاب نبوّت میں رکھا اسمیں وہ "سبحان رب العزۃ عما یصفون" پڑھتا رہا۔ پھر اس کو تین ہزار سال حجاب رفعت میں مقیم کیا۔ وہ اس میں "سبحان ذی الملک و الملکوت" پڑھتا رہا۔ پھر دو ہزار سال حجاب ہیبت میں رکھا جس میں وہ "سبحان اللہ و بحمدہ" کہتا رہا۔ پھر ہزار سال حجاب شفاعت میں رکھا جس وہ "سبحان ربی العظیم و بحمدۃ" پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آنحضرت کا نام مبارک لوحِ پر چمکتا رہا۔ پھر آنحضرتؐ کا نام اطہر عرش پر ظاہر کیا اور ساق عرش پر ثبت فرمایا۔ وہاں وہ سات ہزار سال تک نورافشانی کرتا رہا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ پھر خدا نے نورِ حضرت رسالتمآبؐ کو اُن دریاؤں میں یعنی دریائے عزّت و صبر، دریائے خشوع و دریائے تواضع و دریائے رضا و دریائے وفا و دریائے علم و دریائے پرہیزگاری و دریائے خشیت و دریائے انابت و دریائے عمل و دریائے مزید و دریائے ہدایت و دریائے صیانت و دریائے حیا میں، یہاں تک کہ اُن بیسوں دریاؤں میں غوطہ دیا۔ جب وہ آخری دریا سے باہر آیا تو اس سے خدا نے خطاب فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ، اے تمام پیغمبروں سے بہتر اور میری خلقت اوّل اور میرے آخری رسولؐ میں نے تجھ کو شفیع روزِ جزا قرار دیا۔ یہ سُنکر وہ نور درخشاں سجدے میں گر پڑا۔ جب سجدہ سے سر اُٹھایا تو ایک لاکھ چالیس (چوبیس) ہزار قطرے اُس نُور سے ٹپکے۔ خدا نے ہر قطرے سے ایک ایک پیغمبر کی خلقت فرمائی، جن کے نور حضرت سرورِ کائناتؐ کے نُور کے گرد طواف کرتے تھے۔ پھر خدا نے ان سب کو ندا دی کہ آیا مجھ کو پہچانتے ہو؟ یہ سُنکر نُورِ آنحضرتؐ نے سب سے پہلے کہا "تو خدا ہے وہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں تو ربّ الارباب ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔" تو خدا نے فرمایا کہ تو میرا برگزیدہ، میرا دوست اور میری مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ اور تیری اُمّت تمام اُمّتوں سے افضل ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے نُور

ترجمہ، آسمان اور زمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ بھلا تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو (۶۵) سورۃ مریم

سے خدانے ایک جوہر پیدا کیااور اُس کو دو حصّوں میں تقسیم فرمایا۔ایک حصّہ پر بنظر ہیبت نگاہ ڈالی تو وہ آب شیریں ہو گیا۔ پھر دوسرے حصّہ کو نگاہِ شفقت سے دیکھا اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا، اور پانی پر رکھا۔ پھر نورِ عرش سے کرُسی کو اور نورِ کرسی سے لوُح کو اور نورِ لوَح سے قلم کو پیدا کیا اور قلم کو وحی فرمایا کہ میری توحید لکھ تو وہ کلامِ الٰہی سُنکر ہزار سال تک مدہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو عرض کی پالنے والے کیا لکھوں۔ فرمایا لکھ "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" جب قلم نے نام محمدؐ سُنا تو سجدہ میں گرپڑا۔ اور کہا" سبحان الواحدالقہار سبحان العظیم الاعظم"۔ پھر سر اُٹھا کر شہادتیں تحریر کیا اور عرض کی خداوندا محمدؐ کون ہیں جن کے نام کو اپنے نام سے اور جن کی یاد کو اپنی یاد سے تو نے متصل فرمایا ہے؟ خدانے وحی فرمائی کہ اے قلم، اگر وہ نہ ہوتا تو نہ تجھ کو خلق کرتا نہ دُنیا پیدا کرتا۔ وُہی ہے (نجات کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا۔ وہی نوُر بخشنے والا چراغ، وہی شفاعت کرنے والا اور وہی میرا دوست ہے۔ یہ سُنکر قلم آنحضرتؐ کے نام کی حلاوت سے (وجد میں آکر) بولا "السلام علیک یارسول اللہ"۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا" وعلیک السلام منی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "اُسی روز سے سلام کرنا سُنّت اور جواب سلام دینا واجب قرار پایا۔ پھر خداوند عالم نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ میرے قضاو قدر کو جن کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا۔اس کے بعد خدانے کچھ فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ وہ روزِ قیامت تک محمدؐ وآلِ محمدؐ پر صلوات بھیجیں اور اُن کے شیعوں کے لئے استغفار کیا کریں۔ پھر خدانے نورِ محمد صلعم سے بہشت کو پیدا کیا اور اُس کو چار صفتوں تعظیم، جلالت، سخاوت اور امانت سے زینت دی اور بہشت کو اپنے دوستوں اور اطاعتگذاروں کیلئے مقرر فرمایا۔ پھر آسمانوں کو اُس دھوئیں سے جو پانی سے اُٹھا تھا پیدا کیا اور اُس کے جھاگ سے زمینوں کو خلق فرمایا۔اس وقت زمینیں متحرک تھیں تو پہاڑوں کو پیدا کیا تاکہ زمینوں کو

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں ﴿۳۳﴾ سورۃ التوبۃ

قرار ہو۔ اور ایک فرشتے کو خلق فرمایا جس نے زمین کو اُٹھائے رکھا۔ پھر ایک سنگ عظیم پیدا کیا۔ جس پر اُس فرشتے کا پَیر ٹھہرے۔ اور ایک بہت بڑی گائے پیدا کی اور اُس پتھر کو اُس کی پُشت پر رکھا۔ اور ایک بہت بڑی مچھلی خلق فرمائی جس کی پُشت پر گائے کھڑی ہوئی۔ وہ مچھلی پانی پر ہے، پانی ہوا پر، اور ہوا پار یکی میں ہے اور تاریکی کے نیچے جو کچھ ہے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر عرش کو نورِ فضل و نورِ عدل سے منوّر فرمایا۔ فضل سے عقل و علم و حلم و سخاوت کو پیدا کیا۔ اور عقل سے خوف و بیم، علم سے رضا و خوشنودی، حلم سے مودّت، سخاوت سے محبت کو پیدا کیا۔ اور ان تمام صفتوں کو طینت محمدؐ و آل محمدؐ میں خمیر دیا۔ اس کے بعد اُمّت محمدؐ میں سے مومنین کی روحوں کو خلق فرمایا۔ پھر آفتاب و ماہتاب، ستارے، رات اور دن، روشنی اور تاریکی اور تمام فرشتوں کو محمدؐ کے نوُر سے پیدا کیا۔ اور آنحضرتؐ کے نور مقدّس کو بہتر ہزار سال تک ساکن رکھا پھر اس نوُر کو ستر ہزار سال تک بہشت میں ساکن کیا۔ پھر ستّر ہزار سال تک سدرۃ المنتہیٰ میں ساکن کیا۔ پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آسمان اوّل پر لایا اور وہ وہاں قائم رکھا جب تک کہ حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین پر جا کر ایک مٹھی خاک لائیں جس سے آدمؑ کا جسم تیار ہو۔ اس وقت ابلیس لعین سبقت کر کے زمین پر پہنچا اور زمین سے بولا کہ خدا چاہتا ہے کہ تیری مٹی ایک مخلوق پیدا کرے، اور اس کو آگ سے معذّب فرمائے۔ اگر فرشتے تجھ سے مٹی لینے آئیں تو کہنا کہ میں خدا کی پناہ چاہتی ہوں کہ مجھ سے کچھ لے جاؤ جس کو آگ میں ڈالا جائے۔ غرض جبرئیلؑ نازل ہوئے تو زمین نے پناہ مانگی۔ وہ واپس چلے گئے اور عرض

ترجمہ، تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتا، یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے ﴿۳﴾ سورۃ یونس

کی پالنے والے زمین نے تیری پناہ چاہی لٰہذا میں نے اُس پر رحم کیا۔ اسی طرح میکائیلؑ و اسرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس کے بعد خدا نے عزرائیلؑ کو بھیجا، زمین نے اُن سے بھی بدستور پناہ طلب کی۔ عزرائیلؑ نے کہا میں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اُس کا حکم نہ مانوں۔ پھر اوپر، نیچے اور تمام رُوئے زمین سے سفید و سیاہ و سُرخ اور نرم و سخت مٹی لی۔ اسی سبب سے فرزندانِ آدمؑ کے اخلاق اور رنگ مختلف ہوئے۔ خدا نے عزرائیلؑ پر وحی کی کہ تم نے کیوں نہ رحم کیا۔ جس طرح اور فرشتوں نے رحم کیا تھا؟ عرض کی پالنے والے تیری اطاعت اس پر رحم سے بہتر تھی۔ پھر وحی فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خاک سے ایک مخلوق پیدا کروں، جس میں انبیاء اور نیک نبدے، اور اشقیا اور بدکار ہوں گے۔ اور تم کو ان تمام کی رُوحوں کے قبض پر میں نے مقرر کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ وہ طینت سفید و نورانی جو پیغمبر آخر الزمان صلعم کی ہے اور تمام مخلوقات کی اصل ہے، لائیں، جبرئیلؑ تمام ملائکہ کروبیاں و ملائکہ صافان و سبحان کے ساتھ مقام ضریح مقدس آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اس کو آب تسنیم و آب تعظیم و آب تکریم و آب تکوین و آبِ رحمت و آبِ خوشنودی و آبِ عفو سے خمیر کیا۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے سینہ کو شفقت سے ہاتھوں کو سخاوت سے، دل کو صبر و یقین سے، شرمگاہ کو عفت سے، پیروں کو شرف سے اور آپ کے نفسوں کو خوشبوں سے پیدا کیا۔ پھر اُس طینت کو آدمؑ کی طینت کے ساتھ مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا قالب تیار ہو گیا تو فرشتوں کو وحی کی کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا۔ جب اُس میں رُوح پھُونک دُوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدہ کرنا۔ فرشتوں نے جسم آدمؑ کو بہشت میں لے جا کر رکھا۔ اور حکم خالق کے منتظر رہے کہ حکم ملے گا تو سجدہ کریں گے۔ اس کے بعد رُوح آدمؑ کو حکم دیا کہ

ترجمہ، اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم خدا ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں ﴿۱۲۳﴾ سورۃ هود

ان کے بدن میں داخل ہو۔ رُوح نے جسم کو تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے کراہت کی تو خدا نے حکم فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو اور کراہت کے ساتھ ہی جسم سے نکلنا۔ غرض رُوح داخل ہوئی اور آنکھوں تک پہنچی۔ آدمؑ اپنے جسم کو دیکھ رہے تھے اور فرشتوں کی تسبیح سُنتے تھے۔ جب وہ اُن کے دماغ تک پہنچ، تو اُن کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو گویا فرمایا، تو انہوں نے "الحمدللہ" کہا۔ اور وہ پہلا کلمہ تھا جو آدمؑ کی زبان سے ادا ہوا۔ خدا نے بذریعہ وحی فرمایا "رحمک اللہ" اے آدمؑ میں نے تم کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کیا ہے جبکہ وہ بھی تمہاری طرح کہیں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے کے لئے دُعا کرنا سُنّت قرار پایا۔ اور شیطان پر کوئی امر چھینکنے والے کے واسطے دُعا کرنے سے زیادہ گراں نہیں۔ پھر آدمؑ نے اوپر کی جانب دیکھا کہ عرش پر "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے اور اسمائے اہلبیتؑ بھی لکھے ہوئے پائے۔ پھر رُوح اُن کی پنڈلیوں تک پہنچی اور قبل اس کے کہ پنجوں تک پہنچے انہوں نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے "خلق الانسان من عجل "یعنی انسان جلدی کرنے والا پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح وہ نور رفعت و جلال کیساتھ گھومتا رہا یہاں تک حق تعالیٰ نے اُس کو پُشت آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر وہ منتقل ہوتا ہوا صلب نوح میں پہنچا۔ اسیطرح وہ ایک کے بعد دوسرے طاہر صلبوں میں منتقل ہوتا رہا یہا تک کہ خدا نے اس کو صلب عبداللہ بن عبدالمطلب میں ظاہر فرمایا اور اس کو چھ کرامتوں سے گرامی فرمایا۔ اس کو پیراہن خوشنودی پہنایا، ردائے ہیبت سے آراستہ کیا، تاج ہدایت اسکے سر پر رکھکر اسکو رفعت کی بلندی پر پہنچایا۔ اور اس کے بدن کو جامہ رفعت پہنایا۔ اور محبت کا کمر بند اس کی کمر میں باندھا۔ اور نعلین خوف دبیم اس

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں ان سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں۔ اور ان (قصص) میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور یہ مومنوں کے لیے نصیحت اور عبرت ہے ﴿۱۲۰﴾ سورۃ ھود

کے پاؤں میں ڈالی، اور عصائے منزلت ہاتھ میں دیا۔ ایک روایت کے مطابق امام جعفر صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ قبل اس کے کہ حق تعالیٰ آسمان وزمین اور روشنی وتاریکی کو پیدا کرے، آپ حضرات کہاں تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا عرش کے گرد ہم نُور کے چند اجسام تھے، اور خدا کی حمد کیا کرتے تھے۔ پچیس ہزار سال قبل اس کے کہ خدا نے آسمان وزمین و روشنی وتاریکی خلق فرمائے۔ جب خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا، ہم کو اُن کے صلب میں جگہ دی اور ہمیشہ پاک صلب سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر وحی کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کریں۔ اُس پیراہن خوشنودی کی اصل چھ جوہروں سے تھی۔ لمبائی یاقوت کی۔ اس کی آستینیں مروارید کی اس کے دامن بلور زرد کے۔ اور بغل کے ٹکڑے زبرجد کے۔ اُس کا گریبان مرجان سُرج کا اور گریبان کے چاک نوُر پروردگار عالم سے بنے ہوئے تھے۔ خدا نے آدمؑ کی توبہ اُسی پیراہن کے سبب سے قبول کی۔ اسی کی برکت سے یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملایا۔ یونسؑ کو اسی کی کرامت کے سبب مچھلی کے شکم سے نجات دی۔ اسی پیراہن کوئی اور پیراہن نہ تھا بلکہ محمدؐ کا پیراہن تھا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت رسالتؐ پناہ نے فرمایا کہ بے شُبہ خدا نے مجھ کو اور علیؑ کو اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو دُنیا کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے خلق فرمایا جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین، نوُر تھا نہ ظلمت، نہ آفتاب وماہتاب تھے، نہ بہشت ودوزخ ہی کا وجود تھا اور ہم زیر عرش تھے اور خدا کی تسبیح وتحمید وتقدیس وتمجید کرتے تھے اور اُس وقت جبکہ کوئی

ترجمہ، کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والے برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے ﴿۵۰﴾ سورۃ الأنعام

تسبیح کرنے والا دوسرا نہ تھا اور اُس کی تقدیس کرتے تھے جبکہ ہمارے سوا کوئی اور تقدیس کرنے والا نہ تھا اور ملائکہ ہماری تسبیح سُنکر تسبیح کرتے تھے۔ پوُچھا اُس وقت آپ حضرات کس کے مثل و مانند تھے؟ فرمایا جب خدا نے چاہا کہ ہم کو خلق فرمائے، اُس نے ایک کلام ایجاد کیا اُس سے ایک نوُر پیدا کیا۔ پھر دوسرا کلام خلق کیا۔ اُس سے ایک رُوح پیدا کی اور اُس نور کو اس رُوح کے ساتھ مخلوط کیا اور اُس سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ الغرض ہم نُور کے چند اجسام تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ ہماری صورت خلق فرمائے، ہم کو نوُر کا ایک ستون بنا کر صلب آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر اس کو باپ دادا کے صلبوں سے ماؤں کے رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ (غرض یہ کہ) ہم کو نجاست، شرک و زنا سے ہمیشہ پاک رکھا جو زمانہ کفر میں ہوتا تھا۔ اور ہر زمانہ میں چند گروہ ہم پر ایمان لانے کے سبب سعادت مند ہوتے رہے، اور چند گروہ جو ہم پر ایمان نہیں لائے شقی و بد بخت ہوتے رہے۔ جب ہم کو صلب عبدالمطلب میں لایا، اُس نوُر کے دو حصّے کئے۔ نصف عبداللہ کے صلب میں اور دوسرا نصف صلب ابو طالب میں قرار دیا۔ مجھ کو پیغمبری اور برکت عطا فرمائی اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت بخشی۔ اور ہم دونوں کے لئے اپنے اسمائے مقدمہ میں سے دو نام مشتق کئے خداوند صاحبِ عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور خداوند بزرگوار اعلےٰ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے۔ مجھ کو رسالت و پیغمبری کے لئے مقرر فرمایا اور علیؑ کو وصایت و امامت اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ

ترجمہ، مگر جو لوگ ان میں سے علم میں پکے ہیں اور جو مومن ہیں وہ اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور روز آخرت کو مانتے ہیں۔ ان کو ہم عنقریب اجر عظیم دیں گے ﴿۱۶۲﴾ (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی ﴿۱۶۳﴾

سورة النساء

حکم کرنے کو مقرر کیا۔ الغرض میرا نورُر رحم آمنہؑ میں منتقل ہوا۔ اور نصف دیگر فاطمہؑ بنت اسد کے رحم میں آیا۔ آمنہؑ سے میں پیدا ہؤا اور فاطمہؑ سے علیؑ۔ پھر وہ تمام عمود نور میری طرف واپس آیا اور میری بیٹی فاطمہؑ پیدا ہوئی۔ پھر وہ تمام عمود نور علیؑ کی جانب منتقل ہؤا اور حسنؑ و حسینؑ نور کے دونوں حصوّں سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح میرا نورُ حسینؑ کے فرزندوں میں اماموں کی جانب تا قیامت پھرتا رہے گا۔ اور جب خدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے تو میرے نوُر کو شگافتہ کیا، اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا۔ عرش میرے نوُر سے ہے اور میرا نُورِ خدا کے نور سے ہے اور میرا نوُر عرش سے افضل ہے۔ اس کے بعد میرے بھائی علیؑ کے نوُر کو شگافتہ کیا، اس سے فرشتوں کو پیدا کیا۔ فرشتے علیؑ کے نوُر سے ہیں اور نوُرِ علی، نوُرِ خدا سے ہے اور علیؑ فرشتوں سے افضل ہیں۔ پھر میری بیٹی فاطمہؑ کا نور شگافتہ کیا اس سے آسمانوں کو اور زمین کو خلق فرمایا۔ تو آسمان و زمین فاطمہؑ کے نوُر سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور فاطمہؑ کا نوُر، خدا کے نوُر سے ہے اور فاطمہؑ آسمان و زمین سے افضل ہیں۔ اس کے بعد میرے فرزند حسنؑ کے نوُر کو شگافتہ کیا۔ اس سے آفتاب و ماہتاب کو خلق فرمایا۔ آفتاب و ماہتاب میرے فرزند حسنؑ کے نوُر سے عالم وجود میں آئے ہیں اور حسنؑ کا نوُرِ خدا کے نوُر سے خلق ہؤا ہے اور آفتاب و ماہتاب سے افضل ہے۔ پھر خدا نے میرے فرزند حسینؑ کا نوُر شگافتہ کیا، اس سے بہشت اور حورُوں کو خلق فرمایا۔ بہشت اور حوریں میرے فرزند حسینؑ کے نوُر سے پیدا کی گئی ہیں اور میرے فرزند حسینؑ کا نورِ خدا کے نوُر سے ہے اور میرا فرزند حسینؑ بہشت اور حورُوں سے بہتر ہے۔ منقول ہے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اپنی یگانگی میں یکتا تھا۔ اُس کے سوا کوئی نہ تھا۔ پھر اُس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق کیا پھر ہزار دہر و روزگار کے بعد تمام چیزوں کو پیدا

ترجمہ، جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم میں تمھیں میں سے ایک رسول بھیجے ہیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہیں پاک بناتے اور کتاب (یعنی قرآن) اور دانائی سکھاتے ہیں، اور ایسی باتیں بتاتے ہیں، جو تم پہلے نہیں جانتے تھے (۱۵۱) سورۃ البقرۃ

کیا۔ اور اُن ذوات مقدسہ کو ان کی خلقت پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت تمام مخلوقات پر واجب قرار دی اور اُمور خلق اُن کے سپرد فرمایا۔ لہٰذا وہ مشیت الٰہی کے سوا کوئی کام پسند نہیں کرتے اور کوئی ارادہ نہیں کرتے۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اُس طینت سے خلق کیا جو ایک گوہر تھا عرش کے نیچے۔ اُسی کی باقی طینت سے امیر المومنینؑ کو خلق فرمایا اور امیر المومنینؑ کی باقی طینت سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا، اور ہماری باقی ماندہ طینت سے ہمارے شیعوں کے دل خلق کئے۔ اسی سبب سے اُن کے دل ہماری طرف مائل اور ہمارے مشتاق ہوتے ہیں، اور ہمارے قلوب اُن پر مہربان ہیں جیسے باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتا ہے۔ ہم ان کے لئے سب سے بہتر ہیں اور وہ ہمارے لئے۔ اور رسُول خدا ہمارے لئے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، اور ہم آنحضرتؐ کے نزدیک ہر ایک سے بہتر ہیں۔ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور ان کی ذریّت سے گیارہ اماموں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کی تو وہ نورِ خدا کے پرتو میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے تھے اور عبادت کرتے تھے قبل اس کے کہ وہ خلق میں کسی کو پیدا کرے۔ (مؤلف فرماتے ہیں کہ اُن ذوات مقدسہ کے انوار کی خلقت کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو کہ کتاب "امامت" اور "بحار" میں موجود ہیں)۔

اسی طرح کی ایک روایت حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رُوح سو (۱۰۰) سال تک آدمؑ کے سر میں رہی۔ سو سال تک آدمؑ کے سینہ میں۔ سو سال تک پُشت میں۔ سو سال تک رانوں میں۔ سو سال تک پنڈلیوں میں اور سو سال تک پنجوں میں ٹھہری۔ پھر جب آدمؑ درست ہو کر کھڑے ہو گئے تو خدا نے ان کے سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا۔ لیکن ہم کو سجدہ کا

ترجمہ، اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو بھی اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو بھی ہم نے حکم تاکیدی کیا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کرو گے تو (سمجھ رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور خدا بے پروا اور سزاوار حمد و ثنا ہے (۱۳۱)

حکم نہ تھا، وہ جمعہ بعد ظُہر کا وقت تھا۔ فرشتے عصر تک سجدہ میں مشغول رہے مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اس وقت خدا نے اس سے فرمایا کہ تو نے سجدہ کرنے سے تکبّر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے تو بھی ہو گیا، یعنی اُن پانچ بزرگواروں میں سے جن کے نام سراپردۂ عرش میں تحریر ہیں۔ پھر آدمؑ نے اپنی پُشت کی جانب سے ایک آواز خدا کی تسبیح و تقدیس کی سُنی جو طائروں کی آواز کے مانند تھی تو پُوچھا پالنے والے یہ کیسی آواز ہے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمدؐ عربی کی تسبیح کی آواز ہے جو بہتریں اوّلین و آخرین ہیں۔ سعادت اُس کے لئے جو اُس کی اطاعت و پیروی کرے اور بد بختی اُس کی ہے جو ان کی مخالفت کرے۔ لٰہذا اے آدمؑ یہ میرا عہد لو اور اس کو عفیفہ عورتوں کی پاک و طاہر رحموں اور پاک مردوں کے پاکیزہ صلبوں کے سوا کسی اور جگہ مت سپرد کرنا۔ آدم نے عرض کی پالنے والے اس مولود کے سبب سے میری عزّت میرا حُسن و وقار تُو نے بڑھا دیا۔ پھر خدا نے آدمؑ کی طینت کے ایک حصّہ سے حوّا کو پیدا کیا اور آدمؑ نیند غالب کر دی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حوّا کو اپنے سرہانے دیکھا۔ پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں حوّا ہوں۔ خدا نے مجھ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے کتنی پاکیزہ صورت ہے تمہاری۔ پھر خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ یہ میری کنیز ہے اور تم میرے بندہ ہو۔ تم کو میں نے اُس مکان کے لئے پیدا کیا ہے جس کا نام بہشت ہے۔ لٰہذا مجھ کو ہر حیثیت سے پاک سمجھتے رہو اور میری حمد و ثنا کرتے رہو۔ اے آدمؑ مجھ سے حوّا کی خواستگاری کرو اور اس کا مہر ادا کرو۔ عرض کی پالنے والے اس کا مہر کیا ہے فرمایا اس کا مہر یہ ہے کہ دس مرتبہ محمدؐ و آلِ محمد پر صلوٰۃ بھیجو۔ آدمؑ نے کہا پروردگار اس نعمت کے عوض جب تک زندہ رہوں گا تیرا شکر اور تیری حمد و

ترجمہ، (جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے محمدؐ) ہم نے تم کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دو اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۳۰) سورۃ الرعد

ثنا کرتا رہوں گا۔ غرض خدانے آدمؑ سے حوّا کو تزویج کیا۔ قاضی خود خالق تھا۔ عقد کرنے والے جبریلؑ تھے اور گواہ ملائکہ مقربین تھے، پھر فرشتے آدمؑ کی پُشت کی جانب کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے پوچھا معبود فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہیں؟ خدانے فرمایا اس لئے کہ نورِ محمدؐ کو دیکھیں جو تمہارے صلب میں ہے۔ عرض کی پالنے والے اس نوُر کو میرے صلب سے میرے سامنے قرار دے تاکہ فرشتے میرے سامنے کھڑے ہوں۔ غرض فرشتے ان کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوئے۔ پھر آدمؑ نے خدا سے التجا کی کہ اس نوُر کو ایسی جگہ قرار دے کہ وہ بھی دیکھ سکیں۔ تو خدانے اس نور کو اُن کی شہادت کی اُنگلی میں قائم فرمایا اور علیؑ کے نُور کو درمیانی اُنگلی میں اور فاطمہؑ کے نوُر کو اُس کے بعد کی اُنگلی میں اس کے بعد نورِ حسنؑ کو سب سے چھوٹی اُنگلی میں، اور نورِ حسینؑ کو انگوٹھے میں قرار دیا۔ بہر حال یہ انوار آفتاب کے مانند حضرت آدمؑ کی انگلیوں سے چمکتے رہے اور آسمان، زمین، عرش و کرسی، اور سراپردہ ہائے عظمت و جلال سب کے سب اُن سے روشن و منوّر ہوگئے۔ جب حضرت آدمؑ حضرت حوّا سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی پاک و طاہر اور خوشبو سے معطّر ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا اس نوُر کو تمہیں روزی کرے گا اور یہ خدا کی امانت و میثاق ہے۔

غرض وہ نوُر آدمؑ کی انگلیوں میں رہا یہاں تک کہ حضرت حوّا کے پیٹ میں جناب شیثؑ آتے تو وہ نورِ حضرت حوّا کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ اور فرشتے حوّا کو آکر مبارکباد دیا کرتے تھے۔ جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے، آنحضرت کا نوُر ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ تو جبریلؑ نے ان کے اور حوّاؑ کے درمیان ایک پردہ لٹکا دیا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ جب وہ بالغ ہوئے

ترجمہ، اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے۔ اور اگر تم علم (ودانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے چلوگے تو خدا کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ﴿۳۷﴾ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ اور ان کو بیبیاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ ہر (حکم) قضا (کتاب میں) مرقوم ہے ﴿۳۸﴾ سورۃ الرعد

آدمؑ نے ان کو طلب فرما کر کہا اے فرزند نزدیک ہے کہ میں تم سے جُدا ہوں لہٰذا میرے پاس آؤ تا کہ میں تم سے عہد و پیمان لوُں جس طرح خدا نے مجھ سے لیا تھا۔ پھر آدمؑ نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا، خدا نے اُن کا مطلب سمجھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس سے رُک جائیں اور اپنے پروں کو سمیٹ لیں۔ ساکنانِ بہشت اپنے بالاخانوں سے متوجّہ ہوئے۔ بہشت کے تمام دریا ساکن ہوگئے۔ نہریں جاری ہوگیئں اور پتیوں کی آوازیں اُٹھیں۔ غرض سب کے سب حضرت آدمؑ کی آواز سُننے کی جانب متوجہّ ہوئے۔ اور خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ کہو جو کہنا چاہتے ہو۔ تو آدمؑ نے کہا اے خدا اسے ہر نفس اور روشنی بخشنے والے آفتاب و ماہتاب کے خالق توُ نے جس طرح چاہا مجھے پیدا کیا اور مجھے اُس نور مقدس کو سُپرد فرمایا جس سے میں نے برکتیں اور کرامتیں مشاہدہ کیں پھر وہ نوُر میرے فرزند شیثؑ کی جانب منتقل ہوا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس سے عہد و پیمان لوں جس طرح تو نے مجھ لے لیا تھا، اور اس پر تجھ کو گواہ کرتا ہوں۔ خدا کی جانب سے آواز آئی۔ کہ ہاں اے آدمؑ اپنے فرزند شیثؑ سے عہد لو اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کو گواہ قرار دو۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو وہ ستّر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے ہر ایک علم تسبیح ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اور جبرئیلؑ کے ہاتھوں میں پارچۂ حریر اور ایک قلم تھا جس کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ پھر جبرئیلؑ نے آدمؑ کی طرف رُخ کیا اور کہا خدا آپؑ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے فرزند کے لئے خلافت و نبوّت اور عہد کی ایک تحریر لکھئے اور اس پر جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کی گواہی لیجئے۔ غرض تحریر لکھی گئی اور جبرئیلؑ نے اُس پر مہر لگائی، اور حضرت شیثؑ کے سپرُد کیا۔ اور ان کو دو سرخ لباس پہنائے جن کا نوُر آفتاب سے

ترجمہ، تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور (اس کی) خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو (۹۸) اور اپنے پروردگار کی عبادت کئے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے (۹۹)

سورۃ الحجر

زیادہ روشن اور آسمان کے رنگ سے زیادہ خوشگوار تھا۔ دونوں لباس نہ کاٹے گئے تھے نہ سیئے گئے تھے۔ بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وہ تیار ہو گئے۔ غرض نورِ محمدیؐ ہر وقت جبین شیثؑ میں چمکتا رہا۔ انہوں نے ایک حوریہ محاولہ بیضا کو تزویج کیا۔ جبرئیلؑ نے اُس حوریہ کا شیثؑ کے ساتھ عقد کیا۔ جب انہوں نے اُس کے ساتھ مقاربت کی تو انوش پیٹ میں آئے۔ اس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اے بیضا تجھ کو خوشی اور مبارک ہو کہ خدا نے بہترین اوّلین و آخرین اور سیّد الانبیاء کا نُور تیرے سپُرد فرمایا۔ جب انوش پیدا ہوئے اور بالغ ہوئے شیثؑ نے عہد و پیمان ان کے سپُرد کیا اور نوُر محمدیؐ اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن کے سپُرد کیا اور نوُر محمدیؐ اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن سے بازو کی جانب اُن سے اخنوخ کی طرف منتقل ہوا جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں، اور ادریسؑ سے متوتسلح کے پاس پہنچا۔ ادریسؑ نے ان سے عہد و اقرار لیا۔ ان سے ملک کی جانب اور اُن سے حضرت نوحؑ کی طرف منتقل ہوا۔ نوحؑ سے سام۔ سام سے اُن کے فرزند ارفحشد اور اُن سے اُن کے بیٹے عابر اور اُن سے قالع اُن سے ادغو اُن سے شارغ اُن سے ناخور اور اُن سے تارخ کی جانب پھر اُن سے حضرت ابراہیمؑ کی جانب منتقل ہوا۔ ان سے حضرت اسمٰعیلؑ، پھر اُن سے قیدار، اور اُن سے ہمیسع اُن سے بنت اُن بنت اُن سے سحب ان سے اود، اُن سے عدنان، اُن سے معد، اُن سے نزار، ان سے مغیر، ان سے الیاسؑ، ان سے مدرکہ، ان سے خزیمہ، ان سے کنانہ اور ان سے قصّے، ان سے لوی، ان سے غالب، ان سے فہر، ان سے عہد مناف اور اُن سے جناب ہاشم کی جانب منتقل ہوا جن کو عمرو العلا کہتے تھے۔ آنحضرت صلعم کا نوُر اُن سے ساطع تھا اس حد تک کہ جب وہ مسجد الحرام میں داخل ہوتے تھے۔ کعبہ اُن کے نوُر سے روشن ہو جاتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کے چہرہ اقدس سے روشنی آسمان

ترجمہ، اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکا لیا (۷) سورۃ الاحزاب

کی جانب بلند ہوتی تھی۔ جب آپؐ کی والدہ ماجدہ عاتکہ پیدا ہوئیں۔ ان کے دونوں طرف دو گیسو تھے جس طرح حضرت اسمٰعیلؑ کے تھے۔ جن سے نورُ آسمان کی طرف بلند ہوتا تھا۔ اہل مکّہ ان کا یہ حال دیکھ کر تعجّب کرتے تھے۔ ہر طرف سے عرب کے قبیلے مکّہ میں آنے لگے۔ کاہن سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بتوّں کی زبانوں پر حضرتؐ کی فضیلت جاری ہو گئی۔ حضرت ہاشمؑ جس پتھر اور سنگریزے کی طرف سے گزرتے تھے وہ بقدرت الٰہی گویا ہو کر ندا دیتے کہ اے ہاشم آپ کو خوشخبری ہو کہ آپؐ کی اولاد میں بہت جلد ایک فرزند ہو گا جو خدا کے نزدیک بہت بلند مرتبہ اور مخلوق کے نزدیک نہایت عزّت والا ہو گا یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو خاتم المرسلین ہیں۔ حضرت ہاشمؑ اگر تاریکی میں گذرتے تھے تو آپؐ کے نورُ سے ہر طرف روشنی ہو جاتی تھی۔ جب عبد مناف کی وفات کا وقت آیا انہوں نے جناب ہاشم سے عہد و پیمان لیا کہ حضرت رسالتمآبؐ کا نورُ سوائے زن مُسلمہ و صالحہ و نجیبہ کے رحم کے کہیں اور سپرُد نہ کریں۔ ہاشمؑ نے اقرار کیا۔ اُس وقت کے بادشاہ آرزو اور تمنّا کرتے تھے کہ اپنی لڑکی حضرت ہاشمؑ کے نکاح میں دیں۔ اور کثیر مال اُن کے لئے بھیجتے تھے کہ شاید وہ اُن سے رشتہ کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ہاشمؑ ہر روز کعبہ کے پاس آتے تھے۔ سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور کعبہ کے پردہ سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ جو شخص اُن کے پاس آتا اُن کی عزّت کرتا۔ وہ برہنہ لوگوں کو کپڑے پہناتے، بھُوکوں کو کھانا کھلاتے، اور پریشان حال لوگوں کی حاجتیں برلاتے، قرض داروں کے قرض ادا کرتے، جس شخص پر کوئی دیت ہوتی وہ خود ادا کرتے تھے۔ اُن کا دروازہ

ترجمہ، اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا۔ تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے خدا اس کو دور کر دیتا ہے۔ پھر خدا اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور خدا علم والا اور حکمت والا ہے ﴿۵۲﴾ غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعہ آزمائش ٹھہرائے۔ بے شک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں ﴿۵۳﴾ سورۃ الحج

کسی آنے والے کے لئے بند نہ ہوتا۔ اگر کبھی ولیمہ کرتے یا لوگوں کو کھانا کھلاتے تو اس قدر کافی انتظام کرتے کہ لوگ اپنے جانوروں اور طائروں کے لئے لے جاتے۔ اس طرح آپ کے لطف و کرم کا شہرہ تمام عالم میں ہوگیا اور اہلِ مکّہ کی بادشاہی آپ کے لئے مسّلم ہوگئی۔ کعبہ کی کُنجیاں، حاجیوں کو کھانا کھلانا، چاہ زمزم، کعبہ کی تولیت، حاجیوں کی مہمانداری اور تمام امور مکّہ آپ سے متعلّق ہوگئے۔ نزار کا عَلم، اسمٰعیلؑ کی کمان، ابراہیمؑ کا پیراہن، شیثؑ کی نعلین اور نوحؑ کی انگشتری آپ کو میراث میں ملی۔ وہ حاجیوں کو گرامی رکھتے تھے اور ان کی حاجتیں پُوری کرتے تھے۔ جب ذی الحجہ کا چاند طلوع ہوتا لوگوں کو جمع کرکے خُطبہ پڑھتے اور فرماتے کہ لوگو! تم کو خدا کی جانب سے امان ہے تم اس کے گھر کے ہمسایہ ہو۔ اس موسم میں خانۂ خدا کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ وہ خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور مہمان دوسروں کی بہ نسبت عزّت کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ خدا نے تم کو اس کرامت و بزرگی سے مخصوص فرمایا ہے۔ عنقریب دُور دُور مقامات سے ہر درہ اور عمیق جگہوں سے حاجی آتے ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوں گے اُن کے جسم غبار سے بھرے ہوں گے۔ تو اُن کی مہمانی کرو ان کی ہر طرح امداد کے لئے تیار رہو، تاکہ خدا تم کو دوست رکھے۔ حضرت ہاشمؑ کی ان نصیحتوں کے سبب اکابر قریش ان کاموں کے لئے بڑی بڑی رقمیں حاضر کرتے۔ حضرتؑ چمڑے کی حوض نصب کرتے جن کو حاجیوں کے پینے کے لئے آبِ زمزم سے بھر دیا کرتے تھے۔ ساتویں ذی الحجہ سے اُن کی ضیافت شروع کرنے اور ان کے لئے کھانا منٰی و عرفات میں پہنچایا کرتے تھے۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آبائے عظام واجداد کرام کے حالات:

ایک سال مکّہ میں قحط پڑا، لوگوں کے پاس حاجیوں پر صرف کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ جناب ہاشمؑ کے پاس چند اُونٹ تھے جن کو آپؑ نے شام بھیج کر فروخت کرا دیا اور ان کی

تمام قیمت حاجیوں کی ضیافت میں صرف کردی اور ایک وقت کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آپؑ کے کرم کا شہرہ اطراف عالم میں ہو گیا اور آپ کی سخاوت کا چرچا ہر طرف پھیل گیا۔ جب آپؑ کی جوانمردی و سخاوت کا حال نجاشی بادشاہِ حبش اور قیصر بادشاہِ رُوم نے سُنا آپؑ کی خدمت میں نامۂ تہنیت لکھا اور آپ کے پاس ہدیئے روانہ کئے اور استدعا کی کہ ان کی لڑکیوں سے عقد کر لیں۔ شائد نورِ محمدؐی ان کی جانب منتقل ہو جائے۔ اس لئے کہ کاہنوں، راہبوں اور ان کے عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ نور جو حضرت ہاشمؑ کی جبین مبارک میں ہے نورِ خاتم المرسلینؐ ہے۔ لیکن حضرت ہاشمؑ نے قبول نہیں فرمایا، اور اپنی قوم کی ایک نجیب عورت سے عقد کر لیا۔ جس سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں کے نام اسد، مضر، عمرو، اور صیفی تھے اور لڑکیوں کے نام صعصعہ، رقیہ۔ خلاوہ۔ اور شعشا تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کا نور اقدس آپ کی جبین انور میں بدستور چمکتا رہا اس لئے بہت رنجیدہ تھے۔ ایک رات خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اسی حال میں خدا سے بتضرع وزاوی دُعا کی کہ ان کو جلد ایک فرزند عطا فرمائے جو نورِ حضرت رسالتمآبؐ حامل ہو۔ اُسی حال میں ان کو نیند آ گئی۔ انہوں نے خواب میں ایک ہاتف کی آواز سُنی کہ سلمٰی دُختر عمرو کی جو طاہرہ و مطہرہ اور گناہوں سے پاک و مبرّا ہے خواستگاری کرو اور مہر گراں اس کو دو۔ عورتوں میں اس کے مثل نہیں ہے۔ اس سے جو فرزند تمہارا ہو گا وہ نورِ سیدؐ الانبیا کا حامل ہو گا۔ جناب ہاشم بیدار ہوئے اور اپنے چچا کے لڑکوں اور اپنے بھائی مطلب کو جمع کیا، اور اپنا خواب اُن سے بیان کیا۔ اُن کے بھائی مطلب نے کہا اے بھائی وہ عورت جس کا نام آپ نے بتایا وہ قبیلۂ بنی نجّار کی ہے اور اپنی قوم میں عفت، نجابت اور کمال حُسن و جمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہل کرم، مہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں۔ لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں

ترجمہ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ﴿۴۰﴾ الأحزاب

افضل ہیں۔ اور تمام بادشاہ آپ سے رشتہ کی تمنّا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے تو اجازت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشمؑ نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے پوری ہوا کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کروں۔ پھر آپ نے سامان سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو لے کر مدینہ طیبّہ کی جانب متوجّہ ہوئے کیونکہ قبیلۂ بنی نجّار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے نورِ محمدیؐ نے جو آپ کی جبین اقدس سے لامع تھا۔ تمام مدینہ کو منوّر کر دیا، اور اس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کر دیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہل مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے اور پُوچھا آپ کون ہیں کہ حُسن و جمال میں آپ سے بہتر ہم نے کسی کو نہیں دیکھا تھا، خاص کر اس صاحب نور کو جس کی شعاعوں نے تمام دُنیا کو منوّر کر رکھا ہے۔ مطلبؑ نے فرمایا کہ ہم خانۂ خدا کے رہنے والے اور ساکنانِ حرم معبود ہیں۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور یہ ہمارا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ہم اس کے لئے خواستگاری کے واسطے تمہارے پاس آئے ہیں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے اس بھائی سے رشتہ کی خواہش اطراف و جوانب کے تمام بادشاہوں نے کی، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور خود رغبت کی ہے کہ سلمیٰ کو تم سے طلب کرے۔ سلمیٰ کے والد بزرگوار بھی اس مجمع میں موجود تھے انہوں نے جواب دینے میں سبقت کی اور کہا آپ لوگ صاحبانِ شرافت و عزّت، فخر و شرف، سخاوت و فتوت اور صاحبان جود و کرم ہیں۔ اور وہ عفیفہ جس کی آپ خواستگاری کرنا چاہتے ہیں میری دُختر ہے وہ خود اپنے نفس کی مالک و مختار

ترجمہ، (اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا تھا (اسی طرح) تمہارے پاس بھی (محمدؐ) رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے ﴿۱۵﴾ سو فرعون نے پیغمبر کا کہا نہ مانا تو ہم نے اس کو بڑے وبال میں پکڑ لیا ﴿۱۶﴾ اگر تم بھی (ان پیغمبروں کو) نہ مانوگے تو اس دن سے کیونکر بچوگے جو بچّوں کو بوڑھا کر دے گا ﴿۱۷﴾ سورۃ المزمل

ہے۔ کل وہ قبیلہ کے شرفا کی عورتوں کے ساتھ بنی قینقاع میں گئی ہے۔ اگر آپ لوگ یہاں قیام فرمائیں تو آپ کی عنایت و نوازش ہوگی۔ اگر اسی طرف چلنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ میں سے کون صاحب اس کی خواستگاری کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس کے خواستگار یہ ہیں جن کے چہرہ سے نور ساطع ہے اور شعاع ظاہر ہے۔ یہ چراغ بیت اللہ الحرام ہیں اور تاریکیوں کے روشن کرنے والے مصباح۔ اور صاحب جود و کرم۔ یہ ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ پدرِ سلمٰی نے کہا بہت بہتر بہت مناسب۔ ان کی توجہّ سے ہم کو بلند مرتبہ حاصل ہوا اور ہمارا سر اوج رفعت پر پہنچ گیا۔ ہم کو ان کی طرف اُس سے زیادہ رغبت ہے جس قدر ان کو ہماری طرف ہے لیکن وہ اپنی آپ مالک ہے ہم آپ کے ساتھ اُس کے پاس چلیں گے۔ لیکن اے بہترین زوار اور اے قبیلۂ نزار ابھی تو آپ قیام کیجئے۔ غرض ان لوگوں کو نہایت عزّت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا، اور طرح طرح کی ضیافتوں اور مہمانوازیوں سے ممتاز کیا۔ اُونٹ ذبح کئے اور اُن کے لئے متعدد خوان تیار کئے اور تمام اہل مدینہ، قبیلہ اوس و خزرج کے لوگ حضرت ہاشمؑ کے نور و جمال کے مشاہدہ کیلئے آنے لگے۔ علمائے یہود کی نظر جب اُس نورُ پر پڑی تو اُن کی نگاہوں میں دُنیا تاریک ہو گئی، کیونکہ توریت میں اُنہوں نے پڑھا تھا کہ یہ نورُ پیغمبرؐ آخر الزمان کی علامت ہے۔ تو وہ اس کو دیکھ کر ملول د گریاں ہوئے ان کے عوام نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ وہ بولے کہ اس شخص کی علامت ہے جو بہت جلد ظاہر ہو گا اور (اپنے مخالفین کا) خون بہائے گا۔ فرشتے لڑائیوں میں اس کی مدد کریں گے۔ تمہاری کتابوں میں اس کا نام ماحی ہے اور یہ اُسی کا نُور ظاہر ہو رہا ہے۔ تمام یہودی یہ سُنکر گریاں ہوئے اور سب کے سینوں میں ہاشمؑ کی طرف سے کینہ بھر گیا۔ اُسی روز سے آنحضرتؐ کے نورُ کو گل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی ہاشمؑ نے

ترجمہ، یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں (اور اے محمد ﷺ) تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو ﴿۲۵۲﴾ سورۃ البقرۃ

اپنے اصحاب کو حکم دیا، کہ فاخرہ لباس پہنیں، اپنے سروں پر خود رکھیں، زرہ سینوں پر باندھیں، اور علم نزار بلند کریں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ہاشمؑ کو اپنے گھیرے میں لیا جس طرح ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔ غلام آگے تھے اور ان کے متابعت کرنے والے ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اس شان سے بنی قینّاع کی طرف چلے۔ سلمٰی کے پدر بزرگوار اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں اور یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ انکی خدمت میں ہمراہ ہوئے۔ جب وہ بازار کے قریب پہنچے وہاں شہر، اور دیہات کے لوگ دُور و نزدیک سے آئے ہوئے تھے وہ سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت ہاشمؑ کے نورِ جمال کے دیکھنے میں محو ہوگئے۔ لوگ ہر طرف سے اُن کی جانب دوڑے۔ سلمٰی بھی اُنہی کے درمیان کھڑی ہوئی۔ حضرت ہاشمؑ کے جمال مبارک کو دیکھ رہی تھیں۔ اسی اثنا میں ان کے باپ ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں تم کو اس امر کی خوشخبری دیتا ہوں جو تمہارے لئے مسرّت و شادمانی اور فخر و عزّت کا باعث ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ ان کے والد نے کہا اے سلمٰی یہ آفتاب اوجِ عزّت اور ماہِ بُرجِ کرامت و رفعت جس کو تم دیکھتی ہو، تمہاری خواستگاری کے لئے آیا ہے، اور اطراف عالم میں کرم و سخاوت اور عفت و کفایت میں مشہور ہے۔ جناب سلمٰی نے یہ سُنکر انتہائی حیا کے سبب سر جُھکا لیا۔ ان کے باپ نے ان کی خاموشی سے ان کی رضا و خوشنودی کو سمجھ لیا۔ اِدھر جناب ہاشمؑ نے سُرخ ریشمی خیمہ ایک طرف نصب کرایا، اور اس کے گرد قناتیں لگائیں۔ اور اس میں جلوہ افروز ہوئے۔ بازار والے ہر طرف نصب کرایا، اور اس کے گرد قناتیں لگائیں۔ اور اس میں جلوہ افروز ہوئے۔ بازار والے ہر طرف سے اُن کے پاس

ترجمہ، (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳۱﴾ کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۳۲﴾

سورۃ آل عمران

حالات دریافت کرنے کے لئے جمع ہوئے اور حقیقت معلوم ہونے کے بعد اُن کے سینوں کی بھٹی میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کیونکہ سلمٰے حُسن و جمال، عفت و آداب اور حُسن واخلاق میں یکتائے زمانہ تھیں۔ اُسی وقت شیطان ملعُون ایک مرد پیر کی صورت میں سلمٰے کے پاس آیا اور بولا میں ہاشم کے ہمراہیوں میں سے ہوں اور تمہاری نصیحت و خیر خواہی کے واسطے آیا ہوں۔ یہ شخص اگرچہ حُسن و جمال میں بہت زیادہ ہے لیکن عورتوں سے بہت کم رغبت رکھتا ہے۔ اور جس عورت سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کو دو مہینے سے زیادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ بہت سی عورتوں نے نکاح کیا اور طلاق دے دی۔ اس میں بہادری اور شجاعت تو نام کو نہیں۔ نہایت بُزدل اور ڈرنے والا آدمی ہے۔ سلمٰے نے کہا اگر یہ صحیح ہے جو تم کہتے ہو، تو اگر خیبر کے قلعوں کو میرے واسطے سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تب بھی میں اس کی جانب رُخ نہ کروں گی۔ یہ سُنکر ابلیس ملعُون کو ڈھارس ہوئی۔ پھر ہاشمؑ کے ساتھیوں میں سے ایک دوسرے شخص کی صورت میں سلمٰے کے پاس آیا اور اسی طرح کی بیہودہ جھوٹی باتیں کیں۔ پھر تیسری مرتبہ ایک تیسرے شخص کی صورت میں آکر ایسا ہی بیان کیا۔ جب سلمٰے کے والد آئے تو سلمٰے کو رنجیدہ اور ملول دیکھا۔ پوُچھا کیوں غمگیں ہو یہ وقت تو سرور و شادمانی کا ہے کہ تم کو ابدی عزّت و کرامت میّسر ہوئی ہے۔ سلمٰے نے کہا، باباجان آپ مجھ کو ایسے شخص سے تزویج کرنا چاہتے ہیں جو عورتوں کی جانب رغبت نہیں رکھتا، بہت طلاق دیا کرتا ہے اور جنگ میں بُزدلی ظاہر کرتا ہے۔ یہ سُنکر وہ بہت ہنسے اور بولے اے سلمٰے یہ شخص ہرگزاِن صفات سے متصف نہیں جو تم بیان کرتی ہو۔ اس کے جُود و کرم کی تو لوگ مثال دیا کرتے ہیں اس کو

ترجمہ، مومنو! خدااور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدااور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدااور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے ﴿۵۹﴾ سورۃ النساء

مہمانوں کی ضیافت کی زیادتی کے سبب ہاشمؑ کہتے ہیں۔ اس نے ہر گز کسی عورت کو طلاق نہیں دی ہے۔ وُہ شجاعت و بہادرِی میں تو مشہور زمانہ ہے۔ خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اس کا کوئی نظیر نہیں۔ جس نے تم سے اس کی مذمّت کی ہے وہ یقیناً شیطان ہے۔ غرض دوسرے روز سلمیٰ نے جو ہاشمؑ کو دیکھا اُس نور کی محبّت میں جو اُن کے جبین مُبارک میں درخشاں تھا، بے تاب ہو گئیں۔ اور ان کے پاس ایک پیغامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ کل آپ میری خواستگاری کیجئے۔ اور جس قدر مہر آپ سے میرے اعزا طلب کریں آپ انکار نہ کیجئے گا۔ میں اپنے مال سے اس میں آپ کی مدد کروں گی۔

دوسرے دن جناب ہاشمؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ پدرِ سلمیٰ کے خیمہ میں آئے۔ ہاشمؑ اور مطلب اور اُن کے چچازاد بھائی سب صدر خیمہ میں بیٹھے۔ تمام اہل مجلس حیرت سے ہاشمؑ کے حسُن و جمال کو دیکھنے میں محو تھے کہ مطلب نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا اے صاحبانِ عزّت و کرامت و فضل و نعمت ہم اہل بیت اللہ الحرام اور صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ہماری طرف آیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ خود بھی ہماری قدر و منزلت جانتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر نورُ درخشندۂ محمدیؐ ظاہر ہے جس کو خدا نے ہم سے مخصوص فرمایا ہے۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور وہ نورُ آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے باپ عبد مناف تک پہنچا اور اُن سے میرے بھائی ہاشمؑ کی جانب منتقل ہوا ہے۔ اور اب خداوند عالم نے اُس نعمت کو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اب ہم اُس فرزند گرامی کے لئے تمہارے پاس خواستگاری کے واسطے آئے ہیں۔ اس کلام کے جواب میں عمرو پدر سلمیٰ نے کہا آپ لوگوں کے لئے تحیّت و اکرام واجابت و اعظام ہے۔ ہم نے آپ کا خطبہ قبول کیا اور آپ کی دعوت منظور کی۔ لیکن ہم اپنی قدیم رسم یعنی زیادتی، مہر پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں اس امرِ عظیم کے لئے جس

ترجمہ، یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے اور تم ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔ پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو﴿٤٥﴾ سورۃ ق

کے آپ خواہشمند ہیں۔ اگر ہم میں پہلے سے یہ رواج نہ ہوتا تو میں اس کا اظہار نہ کرتا۔ جناب مطلب نے فرمایا ہم سو اونٹ جن کی آنکھیں سیاہ اور بال سُرخ ہیں مہر میں دیتے ہیں۔ اُسی مجمع میں ابلیس بھی تھا پدر سلمےٰ کے پاس آیا اور رو کر کہنے لگا کہ مہر اور زیادہ ہونا چاہیے۔ تو سلمیٰ کے باپ نے کہا اے بزرگوار و آپ کے نزدیک ہماری لڑکی کی اتنی ہی قدر و منزلت ہے۔ مطلب نے کہا ہزار مثقال سونا اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر زیادتی مہر کے لئے پدر سلمیٰ کو اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا اے جوان ہمارے مقابلہ میں یہ بھی کم ہے۔ مطلب نے فرمایا اچھا ایک خروار عنبر، دس جائمہ سفید مصری اور دس جائمہ عراق اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر اشارہ کیا۔ پدر سلمےٰ نے کہا آپ نے احسان فرمایا اور اب نزدیک ہو چکے ہیں کچھ اور کرامت فرمائیے۔ مطلب نے کہا پانچ کنیزیں خدمت کے لئے بھی حاضر کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر مہر کی زیادتی کے لئے کہا۔ سلمےٰ کے والد نے کہا آپ جو کچھ دیں گے وہ سب آپ ہی کے پاس واپس جائے گا۔ مطلب نے کہا دس اوقیہ مشک اور پانچ قدح کافور بھی اضافہ کیا، اب راضی ہوئے؟ شیطان نے پھر وسوسہ ڈالنا چاہا تو سلمےٰ کے پدر نے ڈانٹ کر کہا اے بڈھے دُور ہو تو نے مجھے اس مجلس میں شرمندہ کیا۔ مطلب نے بھی اس کو ملامت کی اور خیمہ سے نکال دیا۔ اُسی کے ساتھ یہودی بھی مغموم و محزون باہر چلے گئے۔ اس کے بعد سلمےٰ کے باپ سے یہودیوں کے سردار نے کہا کہ وہ (ابلیس) مردِ پیر شام و عراق کے عقلمندوں میں سے ہے کیوں اس کے مشورہ پر تم نے عمل نہ کیا اور ہم راضی نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی کو ایسے مفلس کو دیں جس کے مانند ہمارے ملک میں نہ ہوگا۔ یہ سُنتے ہی چار سو یہودیوں نے جو وہاں موجود تھے تلواریں کھینچ کر کھڑے ہوگئے۔ اُدھر حرم کے سرداروں نے بھی (جناب ہاشم کی

ترجمہ، اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالف کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے (۱۱۵)

ہمراہی میں) جو چالیس اشخاص تھے، تلواریں نکال لیں۔ مطلب نے یہودیوں کے سردار پر حملہ کیا اور ہاشم نے ابلیس لعین پر۔ وہ بھاگا۔ لیکن ہاشمؑ نے پکڑ لیا اور اٹھا کر بلند کیا، پھر زمین پر پٹکا۔ اور حضرت رسالتمآبؐ کا نُور اُس پر چمکا تو اس نے ایک نعرہ مارا، اور تیز ہوا کے مانند ہاشمؑ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر مطلب کو دیکھا، انہوں نے یہودیوں کے سردار کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ پھر ہاشمؑ اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے یہودیوں کو قتل کیا۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو عورتیں اور مرد سب اس طرف دوڑے۔ جب ستر یہودی قتل ہو چکے تو باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت سرورِ کائناتؐ کے بارے میں ان کی عداوت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ ہاشمؑ نے کہا میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہو گئی۔ پدر سلمٰے نے کہا بس اب ان کو جانے دیجئے اور شادی کو رنج واندوہ سے تبدیل نہ کیجئے۔ یہ سُنکر ہاشمؑ اپنے خیمہ میں واپس گئے اور ولیمہ کا انتظام کیا اور تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔ سلمٰے کے والد سلمٰے کے پاس آئے اور کہا دیکھا تم نے ملامت کی پرواہ نہ کیجئے۔ غرض سلمٰے کے والد سادات مکّہ کے پاس آئے اور کہا اے بُزرگوارانِ حرم خدارا رنج و کدورت دل سے دُور کیجئے، میری لڑکی آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ مجھے ہاشم کی شجاعت۔ اگر میں اُن سے التماس نہ کرتا تو یہودیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہتا۔ سلمٰے نے عرض کی، بابا جان جس امر میں میری بھلائی دیکھئے اُس کو عمل میں لایئے۔ اور کینوں کی اور کوئی خواہش و آرزو (مہر و مال کی) نہیں ہے۔ مطلب نے کہا ہم نے جو کہہ دیا اُس پر اور زیادہ کرکے دیں گے۔ اور ہاشم سے کہا کیوں بھائی جو کچھ میں نے (مہر کے بارے میں) کہہ دیا ہے آپ اُس پر راضی ہیں؟ کہا ہاں، پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا، اور سلمٰے کے والد نے ہاشم و مطلب پر اور ان کے تمام ہمراہیوں پر مال کثیر اور عنبر و مشک و کافور نثار کیا۔ پھر سب لوگ وہاں سے مع سامان واسباب مدینہ میں آئے۔ وہاں اُس بہترین عبد مناف کا اس گوہر

ترجمہ، کہہ دو کہ جس (دن) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ (عن) قریب (آنے والا ہے) یا میرے پروردگار نے اس کی مدت دراز کر دی ہے ﴿۲۵﴾ سورۃ الجن

صدف کرامت کے ساتھ رفاف ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد سلمٰی کو جب ہاشمؑ کے اخلاق پسندیدہ سے پوری واقفیت ہوگئی تو جو کچھ مہر میں ہاشمؑ سے حاصل ہوا تھا۔ ان کو کچھ اضافہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ اُسی شب نطفہ پاک عبدالمطلب کا گوہر شاہوار صدف طاہرہ سلمٰی میں قرار پایا، اور نورِ محمدیؐ سلمٰی کی پشیانی میں جلوہ گر ہوا۔ تمام مدینہ والے سلمٰی کو اس کرامتِ عظمٰی پر مبارکباد دیتے تھے۔ اس نور روشن و منوّر سے سلمٰی کا حُسن وجمال زیادہ سے زیادہ ہو گیا۔ مدینہ کی عورتیں اُن کے حُسن کو دیکھنے آتیں اور اُن کے نور وضیا کو دیکھ کر حیران رہ جاتیں۔ وہ جس سنگریزے اور پتھر کی طرف سے گزرتیں سب اُن پر سلام کرتے اور مبارکباد دیتے۔ اور اکثر و بیشتر وہ اپنی داہنی جانب سے "السلام علیک یا خیر البشر" کی آواز سُنتیں۔ اور یہ تعجب خیز باتیں ہاشمؑ سے بیان کرتیں، لیکن اپنی قوم سے پوشیدہ رکھتیں۔

ایک رات جناب سلمٰی نے ایک منادی کی آواز سُنی جو اُن سے کہہ رہا تھا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ خدا نے تم کو ایسا فرزند روزی کیا ہے جو تمام شہروں اور دیہاتوں کے لوگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد سلمٰی نے ہاشمؑ کو اپنی قربت کا موقع نہ دیا۔ ہاشمؑ اس کے بعد چند روز تک مدینہ میں اور مقیم رہے پھر اُن سے رخصت ہوئے اور کہا اے سلمٰی میں نے وہ امانت تمہارے سُپرد کی ہے جس کو حق تعالیٰ نے آدمؑ کو سُپرد فرمایا تھا اور آدمؑ نے شیثؑ کو سُپرد کیا۔ اسی طرح اکابرِ دین ایک دوسرے کو سُپرد کرتے چلے آئے یہاں تک کہ یہ نورُ بزرگ ہم کو ملا جس سے ہمارا شرف زیادہ ہو گیا اور بحکمِ خدا اَب میں نے اس نور کو تمہارے سپرُد کر دیا ہے اور تم سے عہد و پیمان لینا چاہتا ہوں کہ اس کی حفاظت و نگرانی کرنا۔ اگر میری غیر موجودگی میں

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ اور (مومنو) تم جو مال خرچ کروگے تو اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم جو خرچ کرو گے خدا کی خوشنودی کے لئے کروگے۔ اور جو مال تم خرچ کروگے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا، (۲۷۲) سورۃ البقرۃ

اس کا ظہور ہو تو اس کو اپنی آنکھ سے زیادہ پیارا اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا کیونکہ اس سے حسد کرنے والے اور دشمن بہت ہیں۔ خاص کر یہودی جن کی عداوت پہلے ہی سے ظاہر ہے۔ اور اگر اس سفر سے میں واپس نہ آؤں اور میری وفات کی خبر تم کو پہنچے، تو اس کی محافظت اور ناز برداری میں کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔ جب وہ سن شباب کو پہنچے اس کو حرِم خدا میں واپس بھیج دینا اور اس کے چچاؤں سے دُور نہ رکھنا کیونکہ حرِم خدا ہماری عزّت و نصرت کی جگہ ہے۔ سلمٰے نے کہا میں نے آپ کی تمام باتیں دل و جان سے منظور کیں، لیکن آپ کی جدُائی سے دل پر سخت صدمہ و ملال ہے۔ خدا سے دُعا کرتی ہوں کہ وہ جلد آپ کو میرے پاس واپس لائے۔ اس کے بعد ہاشمؑ نے اپنے بھائیوں اور تمام عزیزوں کو جمع کیا اور فرمایا اے میرے بھائیو اور عزیزو! موت وہ راستہ ہے جس سے کسی شخص کو چارہ نہیں۔ اب میں تم سے جُدا ہوتا ہوں، اور نہیں خبر کہ پھر تمہارے پاس واپس آؤں گا یا نہیں۔ لٰہذا وصیّت کرتا ہوں کہ تم آپس میں متحد رہنا اور ہرگز ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونا کہ تمہاری ذلّت و خواری کا سبب ہو۔ کیونکہ بادشاہوں اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو اور دشمنوں کو تمہاری عزّت و منزلت کے بارے میں حسد و طمع ہے۔ میں اپنے بھائی مطلب کو تم پر اپنا خلیفہ بناتا ہوں کیونکہ وہ دُنیا میں سب سے زیادہ مجھے عزیز و پیارا ہے۔ اگر میری وصیّت کو مانو تو اس کو اپنا پیشوا سمجھو۔ اور کعبہ کی کنجیاں، چاہ زمزم ہمارے دادا نزار کا علَم جو کچھ پیغمبروں کے تبرکّات ہم تک پہنچے ہیں یہ سب اس کو سُپرد کردو تو مظفر و سعادت مندر ہو گے۔ دوسری وصیّت یہ ہے کہ جو فرزند سلمٰے کے شکم میں ہے اس کی شان و عزّت بہت بلند ہے، اُسکا بہت خیال رکھنا۔ غرض کسی معاملہ میں میرے قول کی مخالفت نہ کرنا۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے آپ کی باتیں سُنیں اور اطاعت کی۔ لیکن آپ کی وصّیت نے

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے ﴿۹﴾ سورۃ الصف

ہمارے دلوں کو توڑ دیا۔ پھر ہاشمؑ وہاں سے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب اپنے کاموں سے فارغ ہوئے اپنے سامان تجارت کو فروخت کیا اور ضروری اشیاء خرید کیں اور سلمٰی کے لئے تحفے اور ہدیئے لے کر مدینہ کی جانب سفر کیا۔ لیکن راہ میں بیمار ہوگئے اور ٹھہر گئے۔ دوسرے روز بیماری میں شدّت ہوئی تو اپنے رفیقوں، غلاموں اور ملازموں سے فرمایا کہ مجھے موت کے آثار نظر آرہے ہیں، اس بیماری سے مجھ کو نجات ملنا دشوار معلوم ہوتا ہے لہٰذا آپ لوگ مکّہ کی جانب واپس جایئے اور جب مدینہ میں پہنچیں تو سلمٰے کو میرا اسلام کہہ دیں۔ اور تعزیّت کریں۔ اور میرے فرزند کے بارے میں کہہ دیں کہ مجھے اُس کی فکر کے سوا کوئی فکر وغم نہیں۔ پھر دو روز کے بعد جب کہ موت کے آثار اُن پر ظاہر ہوئے فرمایا کہ قلم و دوات اور کاغذ لاؤ اور مجھے بٹھادو۔ پھر خدا کے نام کے بعد لکھنا شروع کیا کہ یہ نامہ جس کو ایک بندۂ ذلیل نے لکھا ہے جبکہ خدا کا فرمان اس کو پہنچا تھا کہ نشائے فانی دُنیا سے دار بقائے آخرت کی جانب سفر کے لئے تیار ہو جا۔ لہٰذا ایسے وقت میں جبکہ موت کی کشمکش میں میری جان پھنسی ہوئی ہے جس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ میں اپنے اموال تمہارے پاس بھیجتا ہوں جس کو آپس میں برابر تقسیم کر لینا اور اس عفیفہ کریمہ کو جو تم سے دُور ہے اور تمہارا نوُر اور تمہاری عزّت اس کے پاس ہے یعنی سلمٰے کو فراموش نہ کرنا۔ اور میں تم کو اُس کے فرزند کے احترام کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں۔ اس کے حق کی رعایت کرنا اور میرے فرزندوں کو میرا سلام و پیام پہنچا دینا۔ اور سلمٰے کو میرا اسلام کہنا اور کہہ دینا کہ افسوس میں تمہاری ملاقات و محبت سے سیر نہیں ہوا۔ اور افسوس صد افسوس کہ اپنے فرزند کے دیدار سے محروم رہا۔ اور خدا کی

ترجمہ، اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمدؐ ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے ﴿٦﴾ سورۃ الصف

رحمتیں اور برکتیں روز قیامت تک تم پر ہوں۔ پھر اُس خط پر اپنی مہر کر کے اُن کے سُپرد کیا، اور کہا مجھے لٹادو۔ وہ جب لٹائے گئے تو آسمان کی جانب نظر کی اور کہا اے میرے پروردگار کے رسول اور قاصد بحقِ نورِ مصطفٰےؐ جس کا ئیں حامل تھا میرے ساتھ نرمی کر و یہ فرمان اور بآسانی عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ پھر لوگوں نے ان کو غسل و کفن دے کر شام میں دفن کر دیا اور مکّہ روانہ ہوئے۔ مدینہ میں داخل ہوئے تو نالہ و فریاد کی آوازیں بلند کیں، جن کو سُنکر اہل مدینہ عورتیں اور مرد سب اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ سلمٰے اُن کے باپ اور عزیزوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ سلمٰے فریاد کرنے لگیں کہ اے میرے سرتاج اِکرم و عزّت تمہاری موت سے مٹ گئی۔ افسوس تمہارے مرنے کے بعد اس بچے کا کیا حال ہوگا جس کو تم نے دیکھا تک نہیں، نہ اس کا لذّت فرزندی سے آشنا ہوئے اسی بیقراری داز خودر فتگی کے عالم میں سلمٰی نے ہاشمؑ کی تلوار کھینچ کر ان کے اُونٹوں اور گھوڑوں کو پے کر دیا۔ اور سب کی قیمت اپنے مال سے ادا کر دی۔ اور ہاشمؑ کے وصی سے کہا کہ مطلب کو میری طرف سے دُعا کہنا اور کہنا کہ میں تمہارے بھائی کے عہد پر قائم ہوں ان کے بعد دوسرے مرد میرے اُوپر حرام ہیں۔ غرض وہاں سے رُخصت ہو کر وہ قافلہ مکّہ پہنچا، وہاں بھی ہاشمؑ کی خبرِ وفات سُنکر کہرام برپا ہوا۔ عورتوں نے بال کھول دیئے، گریبان چاک کر دیئے، درودیوار سے آوازِ گریہ بلند ہوئی۔ جب اُن کا وصیّت نامہ کھول کر پڑھا گیا، لوگوں کے رنج و غم میں اور اضافہ ہوا۔ غرض اہل مکّہ

ترجمہ، اور اگر ہم انہیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر یہ اس نصیحت پر کاربند ہوتے جو ان کو کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا ﴿٦٦﴾ اور ہم ان کو اپنے ہاں سے اجر عظیم بھی عطا فرماتے ﴿٦٧﴾ اور سیدھا رستہ بھی دکھاتے ﴿٦٨﴾ اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے ﴿٦٩﴾

سورۃ النساء

نے ہاشمؑ کی وصیّت کے مطابق جناب مطلب کو اپنا رئیس اور پیشوا بنالیا، اور عُلم اکرم نزار اور سقایۂ زمزم در فائدہ حاجیانِ حرم اور کمانِ اسمٰعیلؑ اور نعلمینِ شیثؑ اور پیراہنِ ابراہیمؑ اور انگشتریٔ نوحؑ اور تمام تبرکّات انبیا علیہم السّلام جو کچھ اُن کے پاس تھا سب جناب مطلب کے سُپرد کردیا۔

سلمٰے کے وضعِ حمل کا زمانہ آیا۔ جو تکلیفین عورتوں کو اس وقت ہوُا کرتی ہیں سلمٰے پر اُن کا مطلق اثر نہ ہوا تھا۔ اس وقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ اے بنی نجار کی عورتوں کی زنیت اپنے فرزند کو پردہ میں رکھو اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرو کہ ان کی آنکھیں اس کے دیدار سے سعادتمند ہوں۔ جب سلمٰے نے یہ آواز سُنی دروازے بند کردیئے اور پردے لٹکادیئے اور اپنے حال کی کو اطلاع نہ ہونے دی۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک نوُر کا پردہ زمین سے آسمان تک اُس پر ڈال دیا گیا تاکہ شیاطین اس کے نزدیک نہ آنے پائیں۔ اس وقت شیبتہ الحمد پیدا ہوئے اور نورِ محمدیؐ اُن کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ وہ پیدا ہوتے ہی مسکرائے سلمٰے نے ان کو گود میں لیا تو ان کے سر میں سفید بال دیکھئے اس لئے ان کا نام شیبتہ الحمد رکھا، سلمٰے نے ان کو ایک مہینہ تک پوشیدہ رکھا۔ کسی کو ان کی ولادت کی خبر نہ ہونے پائی۔ ایک مہینہ کے بعد عزیزوں اور قابلہ عورتوں کو معلوم ہوا تو مبارکباد کو آئیں، اور مولود کے تعجّب خیز حالات سُن کر سب کو حیرت ہوئی۔ وہ دو مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ یہودیوں نے جب ان کو دیکھا، ان کی طرف سے کینہ اور ملال سے بیتاب ہوئے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ نور جو اُن سے ظاہر ہے نورِ پیغمبرؐ آخرالزمان ہے جو ان یہودیوں کو قتل کریں گے اور ان کے دینوں کو باطل کریں گے۔ سات سال کی عمر میں وہ نہایت قوی و دلیر جوان معلوم ہونے لگے۔ بڑے سے بڑا بوجھ اُٹھالیتے۔ لڑکوں کو ہاتھوں پر بلند کرکے زمین پر پٹک دیتے تھے۔ (شیبہ کو ان کے چچا

ترجمہ، جس سے خدا اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستہ پر چلاتا ہے (۱۶) سورۃ المائدۃ

مطلب اپنے ساتھ مکّہ لے گئے اور ان کی پرواش کی، اور یہودیوں کے شر سے ان کی حفاظت دی اور ان کو قتل ہونے سے محالف رکھا جو کہ یہودیوں چاہتے تھے)۔ جب مطلب شیبہ کو لے مکّہ کی جانب روانہ ہوئے اور شیبہ کا آفتاب جمال مکّہ کے دروازوں پر طالع ہوا اور آپ کے نوُر کی چھُوٹ وہاں کے پہاڑوں پر پڑی، تو مکّہ روشن ہو گیا جس کو دیکھ کر اہل مکّہ کو حیرت ہوئی، اور وہ اپنے گھروں سے نکل کر دوڑے۔ مطلبؑ دیکھا کہ ایک لڑکے کو لئے آ رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہے؟ آپ نے مصلحتہ فرمایا یہ میرا غلام ہے اسی سبب سے شیبہ کا نام عبد المطلب ہو گیا۔ حضرت مطلب ان کو گھر لائے اور مدّتوں ان کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھا۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہوں گے۔ پھر قریش کے درمیان ان کی بڑی عزّت ہوگئی اور اُن کے ذریعہ ہر معاملہ میں ان کو برکت حاصل ہوتی تھی، ہر مصیبت و بلا میں ان کے سبب سے پناہ ملتی تھی۔ ہر قحط و سختی میں وہ نورِ جناب رسولؐ خدا سے متوسّل ہوتے تھے اور خداوندِ عالم وہ سختیاں اُن سے دفع فرماتا تھا، اور اُس نور سے معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ حضرت عبد المطلب کی فضیلت میں بہت سی حدیثّیں وار ہوئی ہیں اور آپ کو دس ناموں سے جانا جاتا تھا اور بادشاہانِ وقت ان کو انہی ناموں سے پہچانتے تھے۔ عامر، شیبتہ الحمد، سید البطحا، ساقی الحج، ساقی الغیث، غیث الوری فی العام الحدب، ابوالشادۂ العشرۂ عبد المطلب، حافر زمزم۔ حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز وہ ایک اُمّت کے مانند تنہا محشور ہوں گے۔ کیونکہ وہ اپنی قوم میں تنہا (موحد) تھے۔ اُن سے پیغمبروں کی علامت اور بادشاہوں کی ہیبت ظاہر ہوگی۔ اور دوسری معتبر و صحیح حدیث میں فرمایا کہ عبد المطلب پہلے شخص ہیں جو بداء کے قائل ہوئے۔ وہ قیامت میں بادشاہوں کے حُسن اور پیغمبر کی علامت سے محشور ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ عبد المطلب نے ایک روز جناب

ترجمہ، جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر خدا نے (بڑی) مہربانی فرمائی اور یہ کھلی کامیابی ہے ﴿١٦﴾ سورۃ لأنعام

رسولؐ خدا کو اپنے اُونٹوں کے پیچھے روانہ کیا۔ ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو بیتاب ہو گئے اور ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، اور کعبہ کی زنجیروں کو پکڑ کر خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری شروع کی کہ اے پالنے والے اپنے ماننے والوں کو جن کے متعلق تو نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو تمام ادیان پر غالب کرے گا کیا ہلاک کر دے گا۔ اگر ایسا کرے گا تو پھر دوسرا امر اس کے بارے میں تیری مشیت میں واقع ہوا ہے۔ حضرتؐ واپس آئے تو دیکھتے ہی حضرتؐ کو گود میں لے کر پیار کیا۔ اور فرمایا اے فرزند آئندہ تجھ کو کسی کام کے لئے کبھی نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھ کو کہیں ہلاک نہ کر دیں۔ اسی طرح منقول ہے کہ حضرت سرورِؐ عالم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب نے جاہلیت کے زمانہ میں پانچ سُنّتیں مقرر کیں جن کو خدا نے اسلام میں جاری و قائم رکھا۔ اوّل یہ کہ سوتیلی ماؤں کو لڑکوں پر حرام قرار دیا جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ "اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباؤاجداد نے نکاح کیا ہو (آیت ۲۲، سورۂ النسا)"۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے خزانہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصّہ راہ خدا میں دے دیا جسکے متعلق خدا فرماتا ہے "یاد رکھو کہ جب تمہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حِصّہ خدا کے لئے صرف کرو (آیت ۴۱، سورۂ انفال)"۔ تیسرے یہ کہ جب چاہ زمزم کو کھودا تو اس کو حاجیوں کا سقایہ قرار دیا تو خدا نے فرمایا "اَجَعَلْتُم سِقَايَةَ الحَاجِّ (آیت ۱۹، سورۂ توبہ)"۔ چہارم یہ کہ آدمی کے مار ڈالنے کا خونبہا سو اُونٹ مقرر کیا اور پانچویں یہ کہ قریش میں طواف کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی، آپ نے سات مرتبہ طواف کرنا مقرر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے نہ کبھی جوا کھیلا، نہ بتّوں کی پرستش

ترجمہ، کہہ دو کہ سب (نتائج اعمال) کے منتظر ہیں سو تم بھی منتظر رہو۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ (دین کے) سیدھے رستے پر چلنے والے کون ہیں اور (جنت کی طرف) راہ پانے والے کون ہیں (ہم یا تم) ﴿۱۳۵﴾ سورۃ طٰہٰ

کی، نہ اُن جانوروں کو کھایا جو بتّوں کے لئے کاٹے گئے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پدر ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔ امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ نہ میرے باپ نے بتوں کی پرستش کی، نہ میرے دادا عبدالمطلب نے، نہ میرے جد بزرگ جناب ہاشمؑ نے، نہ عبد مناف نے۔ بلکہ وہ لوگ کعبہ کی جانب رُخ کرکے نماز پڑھتے تھے، اور دین ابراہیمؑ پر قائم تھے اور آنحضرتؐ کے دین سے متمسک رہے۔

علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت کے آباؤ اجداد، دادی، نانی وغیرہ آدمؑ سے لے کر آنحضرتؐ کے والدین تک سب مسلمان تھے اور آنحضرتؐ کا نور کسی مشرک کے صلب اور کسی مشرکہ کے رحم میں قرار نہیں پایا۔ آنحضرتؐ کے اور آپؐ کے باپ دادا اور ماؤں کے نسب میں کسی قسم کا شُبہ نہیں ہے۔ اور خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد سب کے سب انبیاؤ اوصیا اور حاملانِ دینِ خدا رہے ہیں۔ اور فرزندانِ اسمٰعیلؑ جو آنحضرتؐ کے اجداد تھے وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے اوصیا تھے۔ ہمیشہ مکّہ کی بادشاہی، خانہ کعبہ کی پردہ پوشی اور اس کی تعمیر وغیرہ کی خدمت اُنہی لوگوں سے متعلق رہی ہے۔ وہ لوگ مرجع انام رہے ہیں۔ قومِ ابراہیمؑ انہی میں سے تھی۔ شریعتِ موسٰےؑ و عیسٰے علیہا السّلام اور شریعتِ ابراہیمؑ فرزندانِ اسمٰعیل کے لئے منسوُخ نہیں ہوئی تھی۔ وہ لوگ شریعت کے محافظ تھے اور ایک دوسرے کو وصّیت کرتے اور آثار انبیا سپُرد کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ عبدالمطلب تک پہنچا۔ جناب عبدالمطلب نے ابوطالب کو اپنا وصی قرار دیا۔ اور اابوطالب نے

ترجمہ، اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۴۱﴾ سورۃ الانفال

بہت سی کتابیں آثارِ انبیا اور ان کے تبرکات آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد ان کو سُپرد فرمایا۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ کسی کے واسطے کعبہ معظمہ کے سامنے مسند نہیں بچھائی گئی سوائے عبد المطلب کے، اُن کی مَسند پر اُن کے احترام واکرام کے سبب سے کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا۔ لیکن جب سرورِؐ عالم تشریف لاتے تھے اور اُن کی مسند پر بیٹھنا چاہتے اور اُن کے چچا وغیرہ اُن کو روکنا چاہتے تو عبد المطلب فرماتے کہ چھوڑو میرے فرزند کو کہ اس کی شان بزرگ ہے۔ وہ عنقریب تمہارا سیّد و سردار ہوگا۔ میں اس کی پیشانی سے بزرگی و سرداری کا نور مشاہدہ کرتا ہوں۔ وہ تمام خلق کا پیشوا ہوگا۔ پھر ان کو گود میں لیتے اور اُن کی پُشت پر ہاتھ پھیرتے اور بار بار پیار کرتے، اور فرماتے کہ میں نے کبھی اس کے رُخسار سے نرم و پاکیزہ تر اور اس کے جسم سے بہتر نہیں دیکھا۔ پھر اس کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ چھ سال کے ہوئے آپکی مادرِ گرامی آمنہ نے ابوا میں جو مکّہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے انتقال فرمایا جبکہ آنحضرتؐ کو اُن کے خالوؤں (عرب خالو، ماموں کو کہتے ہیں) کے پاس جو بنی عدی سے تھے لے گئے۔ جب آنحضرتؐ باپ ماں دونوں کی طرف سے یتیم ہوگئے تو حضرت عبد المطلبؑ کی شفقت و مہربانی آنحضرتؐ پر زیادہ بڑھ گئی۔ چونکہ عبد اللہؑ و ابو طالبؑ حقیقی بھائی تھے اس لئے ابو طالبؑ سے فرمایا کرتے کہ اس فرزند کی عزّت و شان بہت بلند ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ وہ بے ماں باپ کا تنہا اور اکیلا ہے اس پر مثل ماں کے مہربان رہنا تاکہ کوئی تکلیف اور صدمہ اس کو نہ پہنچے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو حضرت سرورِؐ کائنات کو سینہ پر بٹھایا، ان کو پیار کرتے اور روتے تھے۔ پھر ابو طالبؑ کی جانب رُخ کرکے بولے اس یگانہ روزگار کی حفاظت و نگہبانی کرنا جس نے باپ کی خوشبو نہیں سُونگھی ہے نہ ماں کی شفقت کا لُطف اٹھایا ہے۔ اس کو اپنے جگر کا ٹکڑا

ترجمہ، اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر خدا کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے (۵۶) سورۃ النور

سمجھنا۔ میں نے اپنے فرزندوں میں اس کی حفاظت کے لئے تم کو منتخب کیا ہے۔ اس سبب سے کہ اس کا باپ اور رحم ایک باپ ماں سے ہو۔ اے ابو طالب اگر تمہارے سامنے اس کی جلالت و عظمت کا ظہور ہو جس کو میں خوب جانتا ہوں، تو جہاں تک ممکن ہو اس کی پیروی کرنا اور اپنے ہاتھ و زبان اور مال سے اس کی مدد کرنا۔ خدا کی قسم وہ بہت جلد تمہارا سردار ہوگا اور اس کو بادشاہی و عظمت حاصل ہو گی کہ ویسی رفعت و منزلت ہمارے باپ داداؤں میں سے کسی کو میّسر نہیں ہوئی ہے۔ اے فرزند کیا تم نے میری وصیت قبول کی؟ ابو طالبؑ نے کہا ہاں، قبول و منظور کیا، اور میں نے خدا کو اپنے اس عہد پر گواہ کیا۔ یہ سُنکر عبد المطلبؑ نے ابو طالبؑ کا ہاتھ پکڑ کر اقرار و پیمان کو مضبوط کیا اور کہا اب موت مجھ پر آسان ہو گئی اور بار بار آنحضرتؐ کو پیار کرتے رہے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ میں نے ایسی پاکیزہ خوشبو اپنے فرزندوں میں سے کسی کی نہیں پائی۔ کاش میں تمہارے زمانہ (نبوّت و رسالت) تک زندہ رہتا۔ یہ کہتے ہوئے آپ کی رُوح مقدس ملاءِ اعلٰی کی جانب پرواز کر گئی۔ اُس وقت حضرت رسولِؐ خدا آٹھ سال کے تھے۔ پھر ابو طالبؑ نے آپ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا، اور رات و دن میں کسی وقت اُن سے جُدا نہ ہوتے تھے۔ اور کسی کا اعتبار نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کو اپنے پاس سلاتے تھے۔

حضرت رسولؐ خدا کے نور کے معجزات میں سے ایک معجزہ اصحاب فیل کا بھی ہے جو حضرت عبد المطلبؑ کے زمانے میں ظاہر ہوا۔ منقول کے جب بادشاہ حبشہ اُبرہہ بن الصباح نے خانہ کعبہ برباد کرنے کا ارادہ کیا اور مکّہ معظمہ کے نواح میں پہنچا، تو اہل مکّہ کے مال لوُٹ لئے۔ جن میں حضرت المطلبؑ کے اُونٹ بھی تھے۔ حضرت عبد المطلبؑ، بادشاہ کے پاس گئے تو وہ آپ کے نور و تجلّٰی اور حسن و جمال اور ہیبت و وقار کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پوچھا کہ

ترجمہ، اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۱۰۵﴾ الاسراء

آپ کے آباؤاجداد میں بھی یہ نُور تھا؟ فرمایاہاں۔ اُبرہہ نے کہاکہ آپ لوگ اس فخر و شرف کے سبب پھر تو تمام خلق پر فائق ہیں اور آپ کو اپنی قوم کا سردار و بزرگ ہو نا ہی چاہیئے اور آپ ؑ کو اپنے تخت پر بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ کی سخاوت و شرف کا شہرہ سُنا ہے اور اب آپ کے جمال و جلال اور عظمت و ہیبت کا مشاہدہ کر لیا، آپ کی جو حاجت ہو میں اُس کے رو کرنے کو تیار ہوں۔ حضرت عبدالمطلب ؑ نے فرمایا کہ تیرے سپاہی میرے اُونٹ ہنکا لائے ہیں وہ مجھے واپس دلادے۔ اُبرہہ نے کہا میں آپ کے خانۂ شرف و منزلت کو برباد کرنے آیا ہوں اور آپ کی قوم کو فنا کرنا چاہتا ہوں جو اس گھر کے سبب سے تمام عالم پر فخر کرتے ہیں اور ہر ایک سے ممتاز ہو رہے ہیں۔ آپ نے اُس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے اور اپنے اُونٹ مجھ سے واپس مانگتے ہیں۔ عبدالمطلب ؑ نے فرمایا کہ میں اُس گھر کا مالک نہیں ہوں میں اپنے اُونٹوں کا مالک ہوں میں اپنے مال کے بارے میں تجھ سے کہنے آیا ہوں۔ اس گھر کا مالک ہر ایک سے زیادہ قوّت والا اور بلند ہے۔ وہ خو اپنے مکان کی حفاظت و حمایت کرنے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ یہ سُنکر اُبرہہ نے آپ کے اُونٹ واپس دے دیئے۔ پھر عبدالمطلب ؑ واپسی کے وقت اُن کے بڑے ہاتھی کے پاس سے گزرے جس کا نام محمود تھا۔ فرمایا اے محمود! کیا تو جانتا ہے کہ تجھ کو اس لئے لائے ہیں کہ تو اپنے پروردگار کے گھر کو ضائع و برباد کرے، کیا تو ایسا کرے گا؟ ہاتھی نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ کہ نہیں۔ (ہاتھیوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، بعضوں نے کہا کہ وہ صرف ایک ہاتھی تھا

ترجمہ، آفتاب کی روشنی کی قسم ﴿۱﴾ اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے ﴿۲﴾ کہ (اے محمدؐ) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا ﴿۳﴾ اور آخرت تمہارے لیے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے ﴿۴﴾ اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے ﴿۵﴾ بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ ﴿۶﴾ اور رستے سے ناواقف دیکھا تو رستہ دکھایا ﴿۷﴾ اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا ﴿۸﴾ تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا ﴿۹﴾ اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا ﴿۱۰﴾ اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا ﴿۱۱﴾ سورۃ الضحی

جس کو محمود کہتے تھے، بعض آٹھ ہاتھی بیان کرتے ہیں اور بعض بارہ)۔ الغرض اُبرہہ لشکر جرّار اور بلند ہاتھیوں کے ساتھ حرمِ خدا کی بربادی کی جانب متوّجہ ہوا۔ جب کعبہ کے قریب پہنچا ہاتھی اُس میں داخل ہونے سے رُک گیا اور جب اُس پر جبر و سختی کرتے تو زمین پر لیٹ گیا۔ اُدھر حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ جو رسولؐ خدا کے والد تھے، ان کو بلوایا اور فرمایا کہ ابو قبیس پہاڑ پر چڑھ کر دریا کے چاروں طرف دیکھو اور اس طرف سے جو کچھ آتا ہوا دکھائی دے مجھے آکر بتاؤ۔ حضرت عبداللہ کوہِ ابو قبیس پر گئے تو دیکھا کہ ابابیل پرندے سیلِ دریا اور شب تار کے مانند چلے آرہے ہیں، ہر ایک کی چونچ میں ایک کنگری ہے، انگلیوں کے سرے کے برابر جو ایک دوسرے پر رکھنے سے ملتے ہیں یا اس سے بھی چھوٹی۔ یہ طائر ابو قبیس پر بیٹھتے اور پھر وہاں سے اُڑتے اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے، اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے، پھر وہ حبشہ کے لشکر کی جانب روانہ ہوئے۔ جناب عبداللہ نے آکر حضرت عبدالمطلبؑ کو بتایا تو آپ نے اہلِ مکّہ سے فرمایا کہ اُن کے لشکر کی طرف جاؤ اور اپنے حصّہ کا مالِ غنیمت لے آؤ، جب اہلِ مکّہ وہاں پہنچے دیکھا کہ وہ سب سڑی ہوئی لکڑی کے مانند مردہ پڑے ہیں۔ ان طائروں میں سے ہر ایک اپنی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک پتھر لئے ہوئے ہیں اور ہر پتھر سے ایک ایک سپاہی کو مار ڈالتے ہیں۔ جب ان سب کو ہلاک کر چکے تو وہ پرندے واپس چلے گئے اس سے پہلے کسی نے ایسے طائر نہیں دیکھے تھے اور نہ بعد میں دیکھے۔ جب وہ سب ہلاک ہو چکے تو عبدالمطلبؑ خانۂ کعبہ میں آئے اور اُس کے پردہ کو پکڑ کر چند اشعار پڑھے جن کے مضامین اس نعمت عظمٰی کے شکر و حمد پر مشتمل تھے

ایک روایت کے مطابق کعبہ میں سونے کے دو ہرن اور پانچ تلواریں تھیں۔ جب

ترجمہ، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا (۱) کیا ان کا داؤں غلط نہیں کیا؟ (گیا) (۲) اور ان پر جھلڑ کے جھلڑ جانور بھیجے (۳) جو ان پر کھنگر کی پتھریاں پھینکتے تھے (۴) تو ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس (۵) سورة الفيل

قبیلہ جرہم ہر قبیلہ خزاعہ والے غالب ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ حرم خدا اپنے قبضہ میں کرلیں، تو جرہم کے لوگوں نے وہ تلواریں اور سونے کے دونوں ہرن چاہ زمزم میں ڈال دیئے اور اُس کنویں کو پتھروں اور مٹی سے پاٹ دیا اس طرح کہ اس کا نشان تک باقی نہ رکھا تاکہ وہ لوگ نکال نہ سکیں۔ جب حضرت عبدالمطلب کے دادا قبیلہ خزاعہ پر غالب ہوئے اور مکّہ کو ان کے قبضہ سے نکال لیا تو چاہ زمزم اُن پر مشتبہ رہا اور اس کا پتہ ان کو نہ چل سکا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلبؑ کا زمانہ آیا اور وہ ریاست مکّہ معظمہ کے مالک ہوئے۔ ایک رات کعبہ کے نزدیک سو رہے تھے کہ خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا تھا کہ برہ کو کھودو، جب بیدار ہوئے تو برہ کو نہ سمجھ سکے۔ دوسری رات پھر یہی خواب دیکھا کہ طیبہ کو کھودو، تیسری رات پھر یہی دیکھا کہ مضنونہ کو کھودو۔ آخر چوتھی رات اس نے خواب میں بتایا کہ زمزم کو کھودو جس کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا اور حاجیوں کو جس قدر چاہو پلاؤ۔ جب عبدالمطلبؑ نے یہ خواب دیکھا تو اپنے خوابوں کی تعبیر سمجھے اور زمزم کی جگہ ان کو معلوم ہوگئی۔ قریش سے بیان کیا کو میں نے چاہ زمزم کھودنے کے بارے میں خواب دیکھا ہے آؤ اس کو کھودیں تو ان لوگوں نے منظور نہ کیا تو خود اس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اس وقت آپ کے ایک ہی فرزند حارث تھے جنہوں نے اُن کا ہاتھ بٹایا۔ اس دورنے عبدالمطلبؑ نے کعبہ کے دروازہ پر آکر دُعا کی اور نذر کی کہ خدا ان کو دس لڑکے عطا فرمائے تو ان میں سے ایک لڑکے کو اس کی راہ میں قربان کریں گے جس سے سب سے زیادہ محبت ہوگی۔ ایک بار پھر کنوئیں کے کھودنے میں مشغول ہوئے کہ طلائی ہرنوں کے سینگ اور سر ظاہر ہوا۔ جب اس کو باہر نکالا تو اس پر نقش

ترجمہ، کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ وہی اپنے بندوں سے خبردار (اور ان کو) دیکھنے والا ہے ﴿۹۶﴾ اور جس شخص کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے۔ اور جن کو گمراہ کرے تو تم خدا کے سوا اُن کے رفیق نہیں پاؤ گے۔ اور ہم اُن کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دیں گے ﴿۹۷﴾ سورۃ الإسراء

کیا ہوا تھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ فلان خلیفۃ اللہ"۔ فقرہ آخر سے مراد یہ ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام خلیفۂ خدا ہیں۔ آپ ایک بار پھر کنوئیں کے کھودنے میں مشغول ہوئے تو دو ہرن، بہت سی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں۔ پھر یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی بنیاد اس میں ظاہر ہوئی تو سمجھے کہ پانی تک پہنچ چکے ہیں اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ آپ کی صدائے تکبیر سُنکر قریش بولے کہ اس سرمایۂ فخر و کرامت میں ہمارا بھی حصّہ ہے۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ تم نے اس کے کھودنے میں تو میری مدد نہ کی، لہٰذا یہ میرے اور میرے فرزندوں کے لئے قیامت تک مخصوص ہے۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہّ میں داخل ہوئے اور ان ہرنوں اور تلواروں کو لئے ہوئے اکیس بار طواف کیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت رسالتمآبؐ کا وہ قول کے بارے میں کہ "میں دو ذبیح کا فرزند ہوں" امام رضاؑ نے فرمایا کہ وہ دو ذبیح اسمٰعیلؑ بنی ابراہیمؑ اور عبداللہ بن عبدالمطلبؑ ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ وہ فرزند حلیم تھے جنکی بشارت خدا نے ابراہیمؑ کو دی تھی۔ دوسرے ذبیح کا قصّہ یوں ہے کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے کعبہ کے دروازے سے ایک مرتبہ لپٹ کر یہ دُعا مانگی کہ خداوند تعالیٰ دس فرزند عطا فرمائے تو نذر کی کہ اگر یہ نعمت ان کو حاصل ہو جائے گی تو اُن میں سے ایک لڑکے کو راہِ خدا میں قربان کریں گے۔ اس کے بعد عورتوں سے نکاح کرنا شروع کیا اور چھ عورتوں سے شادی کی، جن سے دس لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے ہر ایک عورت حسن و جمال سے آراستہ اور اپنی قوم میں باعزّت تھی۔ ایک منعہ دختر خارث کلابیہ تھیں، دوسری سمراتی بنت عنیدق و طلیقیہ، تیسری ہاجرۂ خزاعیہ، چوتھی سعد دختر حبیب کلابیہ، پانچویں ہالہ بنت وہب اور چھٹی فاطمہ دختر عمرو مخزومیہ تھیں۔ فاطمہ

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو فتح دی۔ فتح بھی صریح وصاف ﴿۱﴾ تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے اور تمہیں سیدھے رستے چلائے ﴿۲﴾ اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے ﴿۳﴾ سورۃ الفتح

سے ابو طالب اور حضرت رسالتمآب کے والد عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ زبیر بھی فاطمہ کے بطن سے تھے۔ باقی دوسری اولادیں، دوسری عورتوں سے تھیں۔ خدا نے ان کو دس لڑکے عنایت فرمائے جن کے نام یہ بیان کیئے ہیں عبداللہ، ابو طالب، زبیر، حمزہ، حارث، عیداق، مقوم، حجل، ضرار، عباس اور عبدالعزی جس کو ابولہب بھی کہتے تھے۔ حارث سب سے بڑے تھے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مقوم اور حجل ایک ہی تھے۔ الغرض عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ خدا نے میری التجا پوری کر دی مجھے بھی چاہیے کہ اپنی نذر پوری کروں۔ اس لئے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور خانہ کعبہ میں جا کر تین مرتبہ قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ جناب عبداللہ پدر جناب رسولؐ خدا کے نام قرعہ نکلا جو اُن کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور پیارے تھے۔ پھر تو ان کو لٹا کر ذبح کا ارادہ کیا۔ یہ خبر جب اکابر قریش کو پہنچی۔ سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور عبدالمطلبؑ کو اُن کے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ جناب عبدالمطلبؑ کی بیٹی عاتکہ نے کہا، بابا اپنے اور خدا کے درمیان اپنے فرزند کے ذبح کے بارے میں عذر قائم کیجئے فرمایا وہ کس طرح؟ عاتکہ نے کہا یہ آپ کے اُونٹ جو حرم میں چرتے ہیں ان کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالیے اور ہر مرتبہ زیادہ کرتے جائیے یہاں تک کہ خدا راضی ہو۔ عبدالمطلبؑ نے دس اُونٹوں اور جناب عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ عبداللہ کے نام نکلا، پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کر کے قرعہ ڈالا، اور جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ یہاں تک کہ سو اُونٹوں تک اضافہ کیا تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام قریش نے تکبیر کی صدا بلند کی۔ زبیر اور ابو طالب اور ان کی بہنوں نے عبداللہ کو سینہ سے لگاتا اور پیار کرتا اور اُن کی سلامتی پر سجدہ شکر بجالائے۔ عبدالمطلبؑ نے خرورہ میں جو صفا و مردہ

ترجمہ، تو تم لوگ خدا کی طرف بھاگ چلو میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں ﴿۵۰﴾ اور خدا کے ساتھ کسی اَور کو معبود نہ بناؤ۔ میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں ﴿۵۱﴾

کے درمیان واقع ہے نحر کیااور ہر ایک کو ان کا گوشت دیا۔ یہ بھی حضرت عبدالمطلبؑ کی سُنتّوں میں سے ایک سنّت تھی جس کو خدانے اسلام میں جاری کیا کہ ہر مسلمان کا خون بہا سو اُونٹ ہو گا۔

حضرت عبدالمطلبؑ کی تمام ازواج میں فاطمہ مخزومیہ سب سے زیادہ نجیب، سب سے زیادہ صالح اور نیک تھیں۔ جب جناب عبداللہ پدر جناب رسُول خدا کا نطفہ قرار پایا اور وہ نوُر جو عبدالمطلبؑ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا فاطمہ کی جانب منتقل ہوا۔ اور جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وہ نور روشن ان کی جبین اقدس سے ساطع ہوا اس حد تک کہ تمام آسمانوں کے گوشے روشن ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلبؑ اُس نور کے اُن زنِ عفیفہ کی جانب منتقل ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ اور کاہن اور اہل کتاب سبھی حرکت میں آئے۔ اور محزون و مغموم ہوئے۔ یہودیوں کے علما کے پاس ایک جبّہ تھا جس کو وہ حضرت یحییٰؑ کا جبہّ کہتے کہ وہ حضرت اپنی شہادت کے وقت پہنے ہوئے تھے اور آنحضرتؐ کے خون سے آلودہ تھا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ جس اُس جبّہ سے خُون کا ایک قطرہ ٹپکے گا تو اُس پیغمبر کے ظاہر ہونے کا وقت ہو گا جو راہ خدا میں تلوار کھینچ کر جہاد کرے گا۔ اُن لوگوں نے اُس جبّہ کے پاس آکر دیکھا تو اس سے خون ٹپک رہا ہے تو سمجھ گئے کہ پیغمبرؐ آخرالزمان کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا اس سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک جماعت کو مکّہ روانہ کیا کہ حضرت سرورِ کائناتؐ کے پیدا ہونے کا حال معلوم کریں۔ اس وقت جناب عبداللہ پیدا ہو چکے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے اور بڑے ہوتے کہ دوسرے لڑکے جس قدر دو ماہ میں بڑے ہوتے ہیں۔ اُن کو دیکھنے لوگ جوق جوق آیا کرتے، اور اُن کے حُسن و جمال اور نُور کو دیکھ کر تعجّب کیا

ترجمہ، جن لوگوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کئے رکھتے ہیں ﴿۴۲﴾ اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو ﴿۴۳﴾

کرتے۔ (حضرت عبداللہ سب سے چھوٹے تھے اور آپ اپنے والد کے بہت فرمانبردار تھے اور سب کے دل عزیز تھے۔ اسی لئے عبدالمطلبؑ نے خدا کی راہ میں آپ کو قربان کرنے کا انتخاب کا تھا اور آپ بھی اپنے والد کے کہنے پر قربان ہونے کے لئے تیار تھے۔ اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال کی تھی)۔ الغرض جب یہودیوں اور کاہنوں کو نااُمیدی ہوئی اور عبداللہ کو صحیح و سلامت دیکھ لیا تو آنحضرتؐ کے روکنے کی تدبیروں میں مشغول ہوئے۔ ان میں ایک تدبیر یہ تھی کہ اُن میں ایک رئیس نے جس کو ریبان کہتے تھے دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا اور چند عورتوں کو دے کر عبدالمطلبؑ کے گھر فاطمہ کے لئے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ فاطمہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے رشتہ دار اولادِ عبدمناف سے ہیں۔ عبداللہ کی سلامتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرّت ہوئی اور یہ کھانا ہم نے اُسی خوشی میں تیار کیا ہے اور آپ لوگوں کا حصّہ لائے ہیں۔ جب عبدالمطلبؑ نے کھانا چاہا تو حضرت رسالتمآبؐ کے نورِ اقدس کے اعجاز سے وہ گویا ہوا کہ مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ اس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں کا مریب تھا اور کھانے کو زمین میں دفن کر دیا۔ حضرت عبداللہ جب بالغ ہوئے تو نُورِ نبوّت ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہو ہر طرف کے بڑے بڑے شرفا و امرا نے آرزو کی کہ اپنی اپنی لڑکیوں کا آپ سے عقد کر دیں اور آپ کے نُور سے فیض یاب ہوں کیونکہ وہ حسن و جمال میں یکتائے روزگار تھے۔ دن میں جس طرف سے گزر جاتے تھے لوگ آپ کے جسمِ اقدس سے مشک و عنبر کی خوشبو سُونگھتے تھے اور اگر رات کے وقت نکلتے تو آپ کے چہرے کے نور سے در و دیوار روشن ہو جاتے تھے۔ اہلِ مکّہ ان کو مصباح

ترجمہ، کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول خدا کے حکم پر چلو۔ اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) جو ان کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پا لو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف (احکام خدا کا) پہنچا دینا ہے ﴿۵۴﴾ سورۃ النور

حرم (کعبہ کا چراغ) کہتے تھے۔ مختصر یہ کہ گوہرِ نُورِ رسالت پناہ صدف آمنہ بنت وہب کی قسمت میں تھا اور جناب عبداللہ کا نکاح اُن سے ہوا۔ اس تزویج مبارک کا سبب یہ ہوا کہ جب علمائے اہل کتاب نے اس فخر عقلائے روزگار نے ظہور کے آثار مشاہدہ کئے، سب کے سب شام میں جمع ہوئے اور پیغمبرؐ آخرالزمان کے ظہور کے بارے میں گفتگو کی۔ اور اپنے ایک عالم کے پاس اُردن میں گئے جو سب سے زیادہ بزرُگ و مُسن تھا۔ اس نے ان لوگوں سے پُوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے اور تم لوگ اس قدر پریشان و مضطرب کیوں ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اس میں اس پیغمبرؐ جلیل کے اوصاف پڑھے جس کی فرشتے مدد کریں گے اور ہم اور ہمارا دین اس کے ہاتھوں زائل و برباد ہو گا۔ آپ سے اس کے بارے میں مشورہ کرنے آئے ہیں ممکن ہے اس کے روکنے کی کوئی تدبیر آپکی سمجھ میں آئے۔ اُس عالم نے کہا جو شخص اس امر کو مٹانا چاہے جس کو قائم کرنے کا ارادہ خدا نے کیا ہو تو وہ شخص جاہل و مفرور ہے جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا اور پڑھا ہے وہ واقع ہو کر رہے گا، اس کا روکنا ممکن نہیں۔ اسکے عزیزوں میں سے اس کا ایک وزیر ہو گا جو ہر امر میں اس کا معین و مددگار ہو گا۔ ان لوگوں نے اس عالم کی گفتگو سُنی تو حیران رہ گئے۔ ان میں سے ایک عالم ہیوبانامی اُٹھا جو بڑا کافر، سرکش و شجاع تھا۔ اور بولا یہ شخص بڈھا ہو گیا ہے اور پیری کے سبب اس کی عقل زائل ہو گئی ہے۔ اس کی باتیں مت سُنو میں کہتا ہوں کہ جس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے پھر کبھی وہ سرسبز نہیں ہوا کرتا۔ مناسب ہے کہ اس شخص کو ہلاک کر دو جس سے وہ پیغمبر پیدا ہونے والا ہے اور اس کی طرف سے بیخوف ہو جاؤ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ مال خرید و تجارت کے بہانے سے مکّہ جاؤ وہاں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور میں بھی

ترجمہ، اور (اے محمد ﷺ اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے ﴿۳۰﴾ سورۃ الانفال

تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اپنی تلواروں کو زہر میں بُجھالو اور سفر کا انتظام کرو۔ اُن ملعونوں نے اس کافر بدبخت کی رائے پسند کی اور مکّہ معظمہ کیلئے مناسب مال خرید کئے اور روانہ ہوئے جب مکّہ کے قریب پہنچے ایک ہاتف کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا کہ اے بدترین انسانوں! بہترین شہر میں جا رہے ہو اور بہترین خلقِ خدا کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ جو شخص خدائے جبّار کی تقدیر پر غالب ہونا ہو چاہتا ہے اس کی بازگشت آتش جہنم کی طرف ہوتی ہے اور وہ دُنیا و عقبےٰ میں خائن و نقصان اُٹھانے والا ہوتا ہے۔ یہ وحشت خیز آواز اور ایسی باتیں سُنکر وہ دوڑے اور چاہتے تھے کہ واپس چلے جائیں۔ پھر ہیوبا نے شیطانی وسوسوں کے ساتھ ان کو اس سفر پر قائم رکھا۔ راستہ میں جو لوگ ملتے تھے وہ ملاعین جناب عبداللہ کا حال پوچھتے، وہ عبداللہ کے حُسن و جمال اور کمال کی تعریف کرتے جس سے اُن کا حسد اور بڑھ جاتا۔ غرض وہ سب مکّہ میں داخل ہوئے اور تاجروں کو اپنے مال دکھائے اور قمت بہت زیادہ طلب کی تاکہ وہ نہ خریدیں، اور مکّہ میں قیام کا عذر و بہانہ اُن کے لئے موجود رہے اور موقع کے منتظر تھے۔ ایک رات جناب عبداللہ نے خواب میں دیکھا اور اپنے پدر عبدالمطلبؑ سے بیان کیا کہ چند بندر برہنہ تلواریں ہاتھوں میں لئے انکو حرکت دے رہے ہیں اور مجھ پر حملہ کر رہے ہیں یہاںتک کہ میں ہَوا میں بلند ہو گیا اور آسمان کی جانب سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے ان تمام بندروں کو جلا کر خاک کر دیا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا اے فرزند خداوند عالم تجھ کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ سے حسد کرنے والے بہت ہیں اس نور کے سبب جو تیری پیشانی میں ہے، لیکن اگر تمام اہلِ زمین اتفاق کر لیں تب بھی تجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ نورِ امانت پیغمبرؐ آخرالزمان ہے اور خدا اس کا محافظ ہے۔ منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام کہا کرتا

ترجمہ، کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول سے مقابلہ کرتا ہے تو اس کے لیے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔ یہ بڑی رسوائی ہے ﴿۶۳﴾

سورۃ التوبۃ

تھا کہ واللہ ہم پیغمبر خدا محمدؐ کو اس سے زیادہ پہنچانتے ہیں جتنا کہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں اُن کی تعریف پڑھی ہے اور اس میں ہم کو مطلق شک نہیں، لیکن اپنے لڑکوں کے بارے میں ممکن ہے کہ اُن کے متعلق شک ہو۔ اور سید ابن طاؤس نے حسّان بن ثابت سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جبکہ میں سات سال کا تھا یہودیوں کے ایک عالم کو میں نے سُنا جو ایک ٹیلہ پر کھڑا شور مچا رہا تھا اور یہودیوں کو پکار رہا تھا۔ جب وہ سب جمع ہوئے تو کہنے لگا کہ آج رات ایک ستارہ طالع ہُوا ہے جو پیغمبر آخرالزمان حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر ولالت کرتا ہے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمہ مرّہ کی بیٹی تھی جس نے انبیاؤ علمائے گزشتہ کی بہت سی کتابیں پڑھی تھیں۔ ایک روز حضرت عبداللہ اُس کی طرف سے گزرے، اُس عورت نے پوچھا آپ ہی ہیں جن کا فدیہ سو اُونٹ آپ کے والد صاحب نے دیا ہے؟ فرمایا، ہاں۔ اس نے کہا کیا اچھا ہو کہ آپ مجھ سے عقد کرلیں اور صرف ایک مرتبہ مجھ سے قربت فرمائیں۔ میں سو اُونٹ اس کے عوض آپ کو دُونگی۔ حضرت عبداللہ نے توجہ نہ کی۔ جب نطفہ طیّبہ حضرت رسالت پناہ صلعم رحم آمنہ میں منعقد ہو گیا پھر حضرت عبداللہ ایک روز اُسی عورت کی طرف سے گزرے لیکن اس کی وہ پہلی خواہش نہ پائی۔ اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وہ تقدیر الٰہی کے سبب دوسرے کے نصیب میں تھا۔ وہ اس نورِ خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔ روایت ہے کہ جب وقت آیا کہ وہ نور عبداللہ کی جانب سے منتقل ہوا اس قدر روشن و درخشاں ہوا کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ رات کے وقت ان کے روئے تاباں پر نظر کرسکے، وہ جس پتھر یا درخت کی جانب سے گزرتے تھے، وہ سب آپ کی طرف سجدہ میں گرپڑتے تھے اور حضرتؐ کو سلام

ترجمہ، اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو۔ اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے ﴿۷۳﴾ سورۃ التوبۃ

کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ نے سوئے بہشت رحلت فرمائی جناب رسالت مآب صلعم کی عمر مبارک دوماہ کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ سات مہینے کے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور جب حضرت آمنہؑ کی وفات ہوئی حضرتؐ کا سن مبارک چار سال کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت چھ سال کے تھے اور ایک روایت کے مطابق دوسال چار مہینے کے تھے۔ اُن کا انتقال ابوا میں ہوا جو مکّہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے اور جب حضرت عبدالمطلبؑ نے وفات پائی تو آنحضرتؐ کی عمر شریف آٹھ سال آٹھ ماہ اور آٹھ روز کی تھی۔ عبدالمطلبؑ ایک سخت مرض مُبتلا ہوئے تو ان کی خواہش کے مطابق ایک تخت پر ان کو لٹا کر کعبۂ معظّمہ کے پردوں کے سامنے لائے انکے نو فرزند انکے چاروں طرف آکر بیٹھے اور رو رہے تھے۔ جناب رسولِ خدا بھی آکر عبدالمطلبؑ کے پاس تخت پر بیٹھ گئے۔ ابو لہب علیہ اللّعنۃ نے چاہا کہ ان کو ہٹادے، عبدالمطلبؑ نے اس کو ڈانٹا کہ اے عبدالعزّٰی تُو اس برگزیدۂ خدا کی عداوت دل سے دُور نہ کرے گا۔ اس کے بعد حضرت ابو طالبؑ کی جانب رُخ کرکے سرورِ عالم صلعم کے بارے میں بہت وصیّتیں کیں اور اپنی تمام اولاد کو آنحضرتؐ کی تعظیم و تکریم کے بارے میں بہت تاکیدیں کیں۔ اور فرمایا کہ عنقریب اس کی عظمت و جلالت تم پر واضح ہو جائے گی۔ پھر بیہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے اکابر قریش کو مخاطب فرما کر کہا کیا تم لوگوں پر میرا کوئی حق ہے؟ سب لوگوں نے کہا کیوں نہیں آپ کا ہم تمام چھوٹے بڑے پر حق ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے اور سکرات موت آپ پر آسان کرے آپ ہمارے کیا اچھے امیر و سردار اور بزرگ تھے، عبدالمطلبؑ نے کہا کہ میں تم کو اپنے فرزند محمدؐ کے حق میں وصیّت کرتا ہوں کہ اُس کی عزّت کرنا اور اپنا سردار سمجھنا اور اُس کے حق کی رعایت اور اُس کی تعظیم میں کمی نہ کرنا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے

ترجمہ، جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے گا تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ﴿۸۰﴾ سورۃ النساء

سُنااور جان ودل سے قبول کیا۔ پھر جان کنی کا عالم حضرت پر طاری ہوا۔ حضرت سرورِ کائنات کو گود میں لیا اور فرمایا اے فرزند سعاد تمند میرے پاس سے الگ مت ہو۔ جب تک تم میرے پاس ہو مجھے راحت و آرام ہے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ آپکی رُوح اقدس جوارِ رحمت پروردگار کی طرف پرواز کر گئی۔ روایت خاصہ و عامہ میں وارد ہوا ہے جناب سرورؐ عالم اپنے پدر بزرگوار جناب عبداللہ کی قبر پر آئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو ندا کی۔ دیکھا کہ عبداللہ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ کو دیکھ کر بولے "اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک نبی اللہ و رسولہ" پھر پیغمبرؐ نے فرمایا یہ علیؑ آپ کے ولی ہیں۔ اسی طرح حضرتؐ بی بی آمنہ کی قبر پر آئے اور ان سے بھی یہ سوال کیا کہ آپ کا ولی کون ہے انہوں نے پوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ فرمایا یہ علیؑ ابن ابی طالب آپ کے ولی ہیں۔ جناب آمنہ نے بھی کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں۔ (مؤلف فرماتے ہیں کہ ان روایتوں سے ظاہر ہوا کہ آنحضرتؐ کے والدین خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کا قبر میں بلانا اس لئے تھا کہ اُن کا ایمان علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار سے کامل تر ہو جائے)۔ روایت یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو یتیم اس لئے کر دیا تھا اور کم سنی میں آپ کے باپ ماں کو دُنیا سے اُٹھا لیا تھا تاکہ خدا کی اطاعت کے سوا کسی کی اطاعت اُن پر لازم نہ ہو اور کسی کا کوئی حق سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر نہ رہے۔

منقول ہے کہ اہل عرب ہمیشہ کچھ نہ کچھ دین ابراہیمیؑ کی متابعت کرتے رہے اور صلۂ رحم عمل میں لاتے رہے۔ مہمانوں کی خاطر مدارات کیا کرتے اور کعبہ کا حج کیا کرتے تھے انکا قول تھا کہ مال یتیم سے پرہیز کرو کیونکہ وہ رسی کے مانند ہے جو انسان کو باندھ دیتی ہے۔ وہ بہت سی حرام چیزوں سے عذاب کے خوف سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہ جب کبھی

ترجمہ، (وہ یہ) کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اس کی طرف سے تم کو ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں (۲)

کوئی فعل حرام عمل میں لاتے بہت جلد کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ حرم کے درختوں کی چھال اپنے اُونٹوں کی گردنوں میں لٹکادیتے اور چھوڑ دیتے تھے۔ پھر اُن اُونٹوں کو کوئی شخص چُرا لینے اور لے لینے کی جرات نہیں کرتا تھا اور نہ کسی دوسرے درخت کی چھال انکی گردنوں میں لٹکا سکتا تھا۔ اگر کوئی ایسا کرتا بہت جلد اس کو سزا مل جایا کرتی تھی۔ لیکن آج ان کو مہلت دے دی گئی ہے اور خداوندِ عالم جلد ان کی گرفت نہیں کرتا اور عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا بلکہ آخرت پر اُٹھا رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ اہل شام نے کعبہ پر چڑھائی کی اور کوہِ ابو قبیس پر کعبہ کو برباد کرنے کے لئے منجنیق نصب کی تو خدا نے اُن پر چڑیوں کے پروں کے مانند ایک ابر بھیجا جس میں سے بجلی گری جس نے ستر؟ آدمیوں کو جلا کر خاک کر دیا جو منجنیق کے گرد موجود تھے۔ روایت کے مطابق ایک شخص حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، میں نے اس کی پرورش کی جب وہ بالغ ہوئی میں نے اس کو اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہنائے اور ایک کنویں پر لے گیا اور اس میں ڈال دیا۔ اس کا آخری کلمہ جو میں نے سُنا "ہائے بابا جان" تھا۔ اب فرمایئے اس کا کیا کفارہ ہے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تیری ماں ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پوچھا کوئی خالہ ہے؟ وہ بولا ہاں خالہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی خالہ ساتھ نیکی کر کہ وہ بمنزلۂ ماں ہے۔ شائید اس کا کفارہ ہو جائے۔ راوی نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ کس زمانہ میں یہ فعل شنیع ہوتا تھا؟ فرمایا بعثت سرورِ کائنات سے پہلے زمانہ جاہلیّت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے تاکہ دشمن کبھی ان کو قید کر کے لے جائیں اور اُن سے اولاد حاصل کریں جو ہمارے واسطے ننگ و عار کا سبب ہے۔

ترجمہ، (اور اپنے) پیغمبر (بھی بھیجے ہیں) جو تمہارے سامنے خدا کی واضح المطالب آیتیں پڑھتے ہیں تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ہیں ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آئیں اور جو شخص ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا ان کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہیں ہیں ابدالآباد ان میں رہیں گے۔ خدا نے ان کو خوب رزق دیا ہے (۱۱) سورۃ الطلاق

آنحضرتؐ کے نُور مبارک کی خلقت کا ذکر:

منقول ہے کہ تبع ادس و خزرج دو قبیلوں کو یمن سے ساتھ لایا تھا اور ان کو مدینہ میں آباد کیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ انتظار کرو عنقریب ایک پیغمبر ظاہر ہوگا جس کے اوصاف میں نے سُنے ہیں۔ وہ مکّہ میں مبعوث ہوگا اور مدینہ میں ہجرت کرکے آئے گا۔ اگر میں اسکے زمانہ تک زندہ رہا تو اُس پر ایمان لاؤں گا اور اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑوں گا۔ دوسری حدیث کے مطابق کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ محمدؐ کی ہجرت عیر و اُحد کے درمیان ہوگی۔ لٰہذا اُن کی تلاش میں نکلے اور ایک پہاڑ پر پہنچے جس کو حداد کہتے تھے اور حداد اور اُحد ایک ہی ہے وہ اس کے چاروں طرف متفرق ہوگئے کچھ فدک میں آباد ہوئے کچھ خیبر میں جا بسے اور بعض تیما میں مقیم ہوگئے۔ اور جو لوگ تیما میں رہتے تھے ایک مدّت کے بعد اپنے دوستوں سے ملنے کے مشاق ہوئے اور قبیلۂ قیس کے ایک اعرابی سے چند اُونٹ کرایہ پر لئے۔ اعرابی نے کہا میں آپ لوگوں کو عیر و اُحد کے درمیان سے لے چلتا ہوں۔ انہوں نے کہا جب اُس مقام پر پہنچا ہم کو بھی آگاہ کرنا۔ غرض وہ جب مدینہ کے درمیان پہنچا اُنکو بتایا کہ یہ کوہِ عیر ہے اور دو کوہِ اُحد ہے۔ یہ سُنکر وہ لوگ اُونٹوں سے اُترے اور بولے کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اب تمہارے اُونٹوں کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ اور اپنے دوستوں کو لکھا جو فدک اور خیبر میں تھے کہ ہم جس جگہ کی تلاش میں تھے وہاں پہنچ گئے تم لوگ بھی چلے آؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہم سردست اس مقام پر آباد ہوگئے ہیں اور اپنے مکانات بنوا لئے اور سامان اکٹھا کرچکے ہیں۔ ہمارا یہاں سے منتقل ہونا دشوار ہے۔ ہم تم سے دُور نہیں ہیں۔ جب وہ پیغمبر منتظر ظاہر ہوگا جلد سے جلد ہم اس کی

ترجمہ، اور خدا کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم منہ پھیر لوگے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے ﴿۱۲﴾ سورۃ التغابن

خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ غرض وہ لوگ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے۔ مکانات بنائے اور مال واسباب و مویشی وغیرہ حاصل کئے۔ جب تبع کو معلوم ہوا کہ وہ بہت مالدار ہوگئے ہیں تو ان کیطرف روانہ ہوا تاکہ اُن سے جنگ کر کے اُن کے تمام مال واسباب چھین لے۔ وہ لوگ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئے۔ تبع لشکر جرّار لے کر آیا اور ان کا محاصرہ کرلیا۔ یہودی کمزوروں پر رحم کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت تبعؑ کے لشکر والے خرما اور جُو، اُن اہلِ قلعہ کے لئے پھینک دیا کرتے تھے۔ تبّع کو معلوم ہوا تو اس نے بھی ان پر رحم کیا اور امان دی تو وہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے۔ تبعؑ نے ان سے کہا مجھ کو تمہارے شہر بہت پسند آئے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔ انہوں نے کہا، آپ کے لئے یہ شہر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ محل ہجرت پیغمبرؐ آخرالزمان ہے۔ اور جب تک وہ ظاہر نہ ہوگا کوئی بادشاہ اس جگہ پر قبضہ نہیں کرسکتا۔ اُس نے کہا میں اپنے عزیزوں میں سے کچھ لوگوں کو یہاں چھوڑنا چاہتا ہوں کہ جب وہ پیغمبر ظاہر ہو اس کی مدد کریں۔ غرض اُن لوگوں کے ساتھ اُس نے دو قبیلوں اوس اور خزرج کو وہاں آباد کیا۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ آخر وہ لوگ یہودیوں پر غالب ہوئے اور انکے سامان واسباب اور مال ودولت چھین لئے۔ یہودیوں نے اُنسے کہا کہ جب محمدؐ مبعوث ہونگے ہم بھی تم کو اپنے گھروں سے جن پر تم قابض ہوگئے ہو نکال باہر کریں گے۔ لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو انصار تو ایمان لائے مگر یہودی کافر ہوگئے اسی مطلب کی طرف خداوند عالم نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے "پہلے کافروں پر فتح یاب ہونے کی دُعائیں مانگتے تھے۔ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز جس کو پہچانتے تھے آگئی، تو انکار کرنے لگے لہٰذا کافروں پر خدا کی لعنت ہے" (آیت ۸۹، سورۃ بقرہ)۔

ترجمہ، وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ بے شک خدا تم پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے ﴿۹﴾

سورۃ الحدید

روایت ہے کہ جب تبّعؑ مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چاہا کہ مدینہ کو خراب و برباد کردیں۔ ایک بُوڑھے یہودی نے کہا جس کی عمر دو سو پچاس سال کی تھی کہ اے بادشاہ تیرے ایسے انسان کو زیب نہیں دیتا ہے کہ لوگوں کو محض غصّہ میں قتل کر ڈالے اور اس شہر کو خراب و برباد کرنا تیرے بس کی بات نہیں۔ تبّع نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے ایک پیغمبر مکّہ میں ظاہر ہوگا اور اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا۔ یہ سُنکر تبّع ان کے قتل سے باز آئے اور مکّہ کی جانب گئے وہاں پہنچ کر کعبہ پر غلاف چڑھایا اور وہاں کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور چند اشعار نظم کئے جنکا مضمون یہ ہے "میں شہادت دیتا ہوں کہ احمدؐ اس خدا کے رسُول ہیں جو تمام خلائق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر نے وفا کی اور میں زندہ رہا تو بیشک اس کا وزیر اور اُس کا پسر عم ہوں گا"۔ پھر وہ مدینہ آیا اور آنحضرتؐ پر ایمان لایا، اور اپنے اصحاب میں سے چار سو اشخاص کو وہاں آباد کیا کہ وہ آنحضرتؐ کے ظہور کا انتظار کریں اور آنحضرتؐ کی نصرت کریں جبکہ وہ ظاہر ہوں اور ایک خط آنحضرتؐ کیلئے لکھ کر اپنے وزیر کو دیا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا کہ وہ بھی آنحضرتؐ کی اُمّت میں ہے اور التجا کی ہے کہ حضورؐ اس کی بھی شفاعت فرمائیں۔ روایت کے مطابق آنحضرتؐ پر پہلے سے ایمان لانے والوں میں قیس بن ساعدۂ ایادی بھی تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہؐ نے مکّہ کو فتح کیا ایک روز کعبہ معظمہ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے پوچھا تم لوگ کس قوم سے ہو؟ عرض کی بکر بن وائل سے۔ پوچھا تم کو کچھ قیس بن ساعدۂ ایادی کا حال بھی معلوم ہے؟

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو (از راہ نفاق) کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ بے شک خدا کے پیغمبر ہیں اور خدا جانتا ہے کہ در حقیقت تم اس کے پیغمبر ہو لیکن خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ منافق (دل سے اعتقاد نہ رکھنے کے لحاظ سے) جھوٹے ہیں (۱)

سورۃ المنافقون

عرض کی ہاں، یارسولؐ اللہ دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ عرض کی ان کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا ہر طرح کی تعریف سزاوار ہے موت و زندگی کے پروردگار کے لئے جو ہر نفس کو موت کا مزہ چکھانے والا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس بازار عکاظ میں ایک سُرخ اُونٹ پر سوار لوگوں کو خُطبہ سُنا رہے ہیں کہ لوگو! جمع ہو اور جب جمع ہو تو خاموش ہو جاؤ، جب خاموش ہو جاؤ تو غور سے سُنو اور سُنو تو یاد رکھو، اور یاد رکھو تو عمل کرو، اور عمل کرو تو لوگوں کو بھی بتاؤ۔ بے شبہ جو پیدا ہوا وہ مرے گا اور جو مر گیا پھر اس دُنیا میں واپس نہ آئے گا۔ یقیناً آسمان پر نعمتیں ہیں اور زمین پر عبرتیں۔ خدا نے تمہارے واسطے آسمان کی بلند چھت اور زمین کا فرش تیار کیا ہے، ستاروں کی متحرک کیا، اور رات و دن کو ایک دوسرے کے بعد جاری کیا، اطراف زمین میں دریا پیدا کیئے جنکی گہرائی معلوم نہیں۔ سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کھیل تماشہ نہیں ان کے پیچھے عجیبت امورِ آخرت ہیں۔ جو لوگ دُنیا سے جاتے ہیں کیوں واپس نہیں آتے۔ کیا وہاں رہنے پر راضی ہو جاتے ہیں یا سو رہتے ہیں اور نیند ہی میں قائم رکھے گئے ہیں۔ بقسم کہتا ہوں کہ خدا کا ایک دین ہے جو تمہارے دین سے بہتر ہے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خدا قیس پر رحمت نازل کرے کہ وہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ وہ اپنے قبیلہ میں اکیلے صاحب ایمان تھے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو اس کے اشعار یاد ہوں تو سُناؤ۔ ان میں سے ایک صاحب نے اُنکے چند اشعار سُنائے جو روز قیامت اور حشر پر ایمان سے متلق تھے۔ اور اس قدر بلند اور حکمت سے بھرے ہوئے تھے کہ اس کے قبیلہ کا جب کوئی آدمی آتا تھا تو حضرتؐ اس سے اس کے اشعار سُنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور نہایت غور

ترجمہ، اور اگر تم ان اہلِ کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آؤ، تو بھی یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں۔ اور تم بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہو۔ اور ان میں سے بھی بعض بعض کے قبلے کے پیرو نہیں۔ اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمہارے پاس دانش (یعنی وحیٔ خدا) آچکی ہے، ان کی خواہشوں کے پیچھے چلوگے تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤگے ﴿۱۴۵﴾ سورۃ البقرۃ

سے سُنتے تھے۔ روایت میں ہے کہ وہ ساٹھ سال زندہ رہے۔ اور وہ اپنی قوم میں پہلے شخص تھے جو روز قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور جناب سرورِ عالمؐ کو حسب و نسب کے ساتھ پہچانتے تھے اور ان کے ظاہر و مبعوث ہونے کی خوشخبری دیا کرتے تھے، اور ان کے خطبوں میں بھی آنحضرتؐ کی بشارت ہوتی تھی۔ ایک روایت کے مطابق خدا نے حضرت عیسٰےؑ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو آگاہ کریں کہ وہ مجھ پر اور میرے اُمیّ پیغمبرؐ پر ایمان لائیں جس کی نسل اس کی دختر بابرکت سے چلے گی جو تمہاری ماں مریمؑ کے ساتھ بہشت میں ہوگی۔ طوبٰی اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جناب عیسیٰؑ نے دریافت کیا معبود طوبٰی کیا ہے؟ فرمایا وہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے نہر جاری ہے جو شخص اس سے ایک گُھونٹ پی لیتا ہے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسٰےؑ نے عرض کی پالنے والے اس میں سے ایک گھونٹ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا کہ اے عیسٰیؑ اس کا پانی تمام پیغمبروں پر حرام ہے جب تک کہ وہ پیغمبر نہ پی لے۔ اور دوسری اُمتّوں پر حرام ہے قبل اس کے کہ اس پیغمبر کی اُمّت نہ پی لے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدمؑ نے خدا سے سوال کیا تھا کہ پیغمبروں کی صورت اُن کو دکھادے۔ خدا نے تمام پیغمبروں کی شبیہیں اُن کے لئے بھیجیں۔ وہ مغرب میں حضرت آدمؑ کے خزانہ میں محفوظ تھیں، ذوالقرنین نے ان کو نکالا اور حضرت دانیال کو دے دیا تھا۔

قطب راوندی علیہ الرحمتہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ توریت کے سفر اوّل میں ہے کہ جناب ابراہیمؑ پر ایک فرشتہ نازل ہوا اور کہا کہ اس پیرانہ سالی میں تمہارے ایک فرزند ہوگا جس کا نام اسحٰق ہے۔ ابراہیمؑ بولے کاش اس وقت تک اسمٰعیلؑ زندہ رہتا تو معبود تیرے گھر کی خدمت کرتا۔ خدا نے فرمایا کہ تمہاری یہ آرزو بر آئے گی اور میں نے تمہاری دُعا اسمٰعیلؑ

ترجمہ، جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ان (پیغمبر آخر الزماں) کو اس طرح پہچانتے ہیں، جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں، مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے

﴿١٤٦﴾ سورۃ البقرۃ

کے بارے میں قبول کی۔ اس کو برکت عطا کروں گا۔ اس کو بڑا اور بزرگ کروں گا۔ اور اس سے بارہ بلند نفوس پیدا ہوں گے اور اُن سے بہت سی اُمتیں بناؤں گا۔ توریت میں دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ خداوند عالم نے ان کے کلام اور حجت کو طور سینا کی جانب سے ظاہر فرمایا اور تجلّے فرمائی ساعیر سے اور ظاہر ہوا کوہِ فاران سے۔ سینا ایک پہاڑ ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا، اور ساعیر شام میں ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تھے، اور کتاب حیقوق میں درج ہے کہ یمن کی سرزمین سے ایک بزرگ تقدیس کرنے والا کوہِ فاران پر آئے گا جس سے آسمان کو زینت حاصل ہوگی جو زمین کو نُور سے بھر دے گا اور موت اُس کے سامنے چلتی پھرتی ہوگی۔ اور کتاب حزقیل میں لکھا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل سے خطاب فرمایا کہ میں نے فرزندانِ قیدار کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کی ہے اور تمہارے دین کو اُن سے پامال کرادوں گا۔ وہ تم کو اپنے دین میں لے لیں گے اور تمہاری حمیت و غضب کے سبب تمہاری جانیں فنا کردیں گے اور جو کچھ تمہاری نسبت میری مرضی ہوگی وہ عمل میں لائیں گے کیونکہ اُن کے پاس محمدؐ کو ظاہر کروں گا تاکہ فرزندانِ قیدار اس کی اطاعت کریں۔ وہ ان کے دشمنوں کو قتل کرے گا اور خداوند عالم جنگ بدر و خندق و حنین میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ اور سفر پنجم میں لکھا ہے کہ (اے موسیٰ) میں بنی اسرائیل کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تمہاری طرح ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اپنا کلام اس کے ذہن میں قرار دُوں گا اُنکے بھائی اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ حیقوق اور دانیالؑ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ اپنا دین اور اپنی کتاب یمن سے اور اپنی تقدیس کوہِ فاران سے ظاہر

ترجمہ، اے پیغمبر! اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرمانبردار ہو چکے اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی (خدا کے فرمانبردار بنتے ہو) اور اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف خدا کا پیغام پہنچادینا ہے اور خدا (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے ﴿۲۰﴾ سورۃ آل عمران

کرے گا تو وہ خدا کی حمد اور احمدؐ کی تعریف سے پُر ہو جائے گا۔ اور سطوت وصولت کے ساتھ
زمین کا مالک ہو گا۔ اس کا نُور زمین کو روشن کر دے گا اور اس کا لشکر دریا و صحرا میں پھیلا ہو گا۔
اور کتاب شعیاؑ میں حضرتؐ کی تعریف میں منقول ہے کہ وہ میرا بندہ، میرا پسندیدہ و برگزیدہ
ہے اس پر اپنی رُوح نازل کروں گا۔ اس کے ذریعہ سے میرا عدل قوموں میں ظاہر ہو گا۔ وہ
اندھوں کو بینا اور بہروں کو سُننے والا بنا دے گا۔ لہو و لعب کی جانب توجّہ نہ کرے گا۔ اور وہ خدا کا
نُور ہے جو کبھی زائل نہ ہو گا یہاں تک کہ میری زمین میں میری حجت قائم کر دے اُسی کے
ذریعہ سے لوگوں کے عذر و حیلے منقطع ہوں گے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اس کی
بادشاہی کی علامت اس کے شانے پر ہو گی۔ اور دوسری جگہ کتاب شعیاؑ میں تحریر ہے کہ مجھ
سے کہا گیا کہ اُٹھ اور دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا دو سواروں کو دیکھ رہا ہوں جو آ رہے ہیں۔
ایک دراز گوش پر سوار ہے دوسرا اُونٹ پر۔ اور ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بابل اپنے بتّوں
سمیت گر پڑا۔ اور داودؑ کی زبور میں مسطور ہے کہ خداوند سُنّت جاری کرنے والے کو مبعوث
فرما جو لوگوں کو بتا دے کہ عیسےٰؑ بشر ہیں خدا نہیں ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر آنحضرتؐ کی
علامتیں مذکور ہیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میں جاتا ہوں
اور بہت جلد تمہارے پاس فارقلیط رُوح حق کے ساتھ آنے والا ہے جو اپنی طرف سے کچھ
نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ کہے گا وہ وحی ہو گی۔ وہ میری اور تمہاری گواہی دے گا۔ ہم سب اس
کے پاس حاضر ہوں گے وہ ہر امر کی خبر تم کو دے گا۔ اور حکایت یوحنا میں حضرت مسیح سے
منقول ہے کہ فارقلیط نہیں آئے گا۔ جب تک میں نہ جاؤں گا۔ وہ جب آئے گا تو لوگوں کو
گُناہوں پر سرزنش کرے گا۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا جو کچھ کہے گا وہ خدا سے سُنکر کہے
گا۔ اور بہت جلد تمہارے لئے دین حق لائے گا اور تم کو حوادث اور غیب کی باتوں سے آگاہ

ترجمہ، اس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی
ہے اور اسی نے تورات اور انجیل نازل کی (۳) سورۃ آل عمران

کرے گا۔ دوسری حکایت میں بیان کیا ہے کہ فارقلیط وہ رُوح حق ہے جس کو خدا میرے نام کے ساتھ بھیجے گا۔ وہ ہر چیز تم کو سکھائے گا۔ اور میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پاس دوسرے فارقلیط کو بھیجے جو تمہارے ساتھ ابد تک رہے اور تمہیں ہر چیز کی تعلیم دے۔ دوسری حکایت میں لکھا ہے کہ تمہارے درمیان سے بشر جاتا ہے اس کے بعد فارقلیط آئے گا اور تمہارے واسطے رازوں کو ظاہر کرے گا۔ وہ تمہارے لئے ہر چیز کی تفسر کرے گا۔ وہ میری رسالت کی تصدیق کریگا۔ جس طرح میں اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ میں تمہارے واسطے مثالیں لایا ہوں وہ ان کی تاویل لائے گا۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ جب حضرت یحییٰؑ کو ظالموں نے قید کیا تاکہ شہید کریں، انہوں نے اپنے شاگردوں کو جناب عیسیٰؑ کے پاس بھیجا۔ اور کہلایا کہ میں تمہارا انتظار کرتا ہوں کہ تم میرے پاس آؤ گے یا کسی اور کا انتظار کروں۔ آپ نے جواب میں کہلایا کہ حق و یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورتوں میں سے کسی نے یحییٰؑ سے بہتر کسی کو نہیں جنا ہے۔ بیشک توریت اور پیغمبروں کی کتابوں میں درج ہے کہ بعض کے بعد بعض آئے یہاں تک کہ یحییٰؑ آئے۔ اور اب میں کہتا ہوں اگر چاہو قبول کرو یقیناً میرے بعد الیاؑ آئے گا۔ تو سُننے والے کان جس کے ہیں وہ سُنے کہ احمدؐ الیاؑ کی جگہ پر ہوگا۔ اور یہ تاویل کی ہے کہ الیاؑ سے مراد علیؑ ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس واسطے علیؑ کو کہا کہ امور دین حضرت سرورِؐ عالم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد اُن پر قرار پائیں گے۔ اور حضرت آدمؑ پر خداوندِ عالم نے جو کچھ وحی فرمائی اُن میں سے ایک امر یہ ہے کہ میں خدائے مکّہ یعنی مکّہ ہوں۔ وہاں کے رہنے والے میرے ہمسایہ ہیں اور اس کی زیارت کرنے والے میرے مہمان ہیں۔ میں اُس مقام کو اہل آسمان سے آباد کروں گا۔ اور اہل زمین جوق جوق اس کی طرف تکبیر و تلبیہ کی آوازیں بلند کرتے ہوئے آئیں گے۔ تو جو شخص صرف میری

ترجمہ، اور جو کتاب (اے محمد ﷺ) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں ﴿۴﴾ سورة البقرة

خوشنودی کے لئے اس کی زیادت کرے گا۔ اس نے گویا میری زیادت کی اور میرے گھر آیا پھر مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی کرامت سے اس کو مخصوص کروں اور اس گھر کو تمہارے فرزندوں میں سے ایک شخص ابراہیمؑ کے ذکر و شرف و بزرگی اور پیغمبری کا سبب قرار دوں گا۔ اور اس کے لئے اس گھر کے حجرے بناؤں گا۔ اور اُس کے ہاتھوں سے اس کی عمارت تیار کراؤں گا اور اس کے لئے اُس کا پانی (زمزم) اور اس کیلئے حلال و حرام جاری کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے مشعر حرم لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ اور اُس کے گلی کوُچوں کو آباد کروں گا یہاںتک کہ تمہارے فرزندوں میں سے وہ پیغمبر آئے جس کا نام محمدؐ ہے اور وہ آخری پیغمبر ہے۔ اور اس کو اس کے گھر کے ساکنوں اور والیوں میں قرار دُوں گا۔ آنحضرتؐ کے معجزات میں سے ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کا نام یعنی محمدؐ محفوظ رکھا تھا، کوئی دوسرا حضورؐ سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں ہوا باوجودیکہ لوگوں نے مدتوں پر زمانہ میں اس صاحب اسم کے بارے میں بشارتیں سُنی تھیں۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم سے منقول ہے کہ میں تین اشخاص کے ساتھ شام کی جانب گیا۔ وہاں ایک چشمہ کے کنارہ ہم نے قیام کیا جس کے چاروں طرف چند درخت تھے اس کے نزدیک ایک نصرانی کا دیر تھا۔ نصرانی نے اپنے دیر سے دیکھا اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم قبیلۂ مضر سے ہیں۔ اس نے پوُچھا کس مضر سے؟ ہم نے کہا حذف کے مضر سے، اُس نے کہا بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ جب ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس آئے ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور سب نے محمدؐ نام رکھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ کفار قریش نے نصر بن

ترجمہ، اور جو کتاب میں نے (اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) نازل کی ہے جو تمہاری کتاب تورات کو سچا کہتی ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس سے منکر اول نہ بنو، اور میری آیتوں میں (تحریف کرکے) ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) نہ حاصل کرو، اور مجھی سے خوف رکھو (۴۱)
سورة البقرة

الحرص اور علقمہ بن ابی معیط کو مدینہ بھیجا تاکہ آنحضرتؐ کی نبوّت معلوم کریں۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر علمائے یہود سے دریافت کیا انہوں حضرتؐ کے اوصاف بیان کئے پھر پُوچھا کہ اس کی متابعت تمہاری قوم کے کن لوگوں نے کی؟ وہ بولے فقیروں اور کمزوروں نے کی ہے تواُن میں سے ایک عالم نے چلاّ کر کہا کہ وہ پیغمبر ہے جس کی تعریف ہم نے توریت میں پڑھی ہے۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی دشمنی میں سب سے زیادہ ہوں گے۔

سَیّدالبشرؐ کی ولادت اور پیدائش کے وقت ظاہر ہونے والے معجزات:

علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل کو ہوئی، اور دوسرے لوگ بارہویں ربیع الاوّل جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاوّل کے قائل ہیں اور ان میں سے شاذ و نادر ماہِ رمضان میں سمجھتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزری تھیں جمعہ کا دن اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا۔ جس سال خانہ کعبہ کو برباد کرنے ہاتھیوں کا لشکر لایا گیا تھا اور وہ سنگریزوں کے ذریعہ ہلاک ہوئے تھے۔ اور دوسری روایت میں طُلوع فجر کا وقت تھا بعثت سے چالیس سال پہلے۔ حضرت کی والدہ ایاّم تشریق میں درمیانی جمرہ کے مقام پر عبداللہ بن عبد المطلب کے گھر حاملہ ہوئیں اور حضرتؐ کی ولادت مکّہ معظمہ میں شعب ابی طالب میں محمد بن یوسف کے مکان میں داہنی جانب کے حجرہ

ترجمہ، (اے محمدؐ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو، منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو، (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ (نیا قبلہ) ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں، خدا ان سے بے خبر نہیں ﴿١٤٤﴾ سورۃ البقرۃ

میں واقع ہوئی اور ہارون رشید کی ماں خیزران نے اس حجرہ کو مکان سے باہر نکال کر مسجد بنادیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ گویا کلینی نے ولادت حضرتؐ کے تعین میں تقیہ کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے۔ صاحب کتاب عدقویہ نے کہا ہے کہ حضورؐ کی ولادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل روز جمعہ طلوعِ صبح کے وقت اصحاب فیل کے ہلاک ہونے کے پچپن یا پینتالیس روز یا تیس سال بعد واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُسی روز اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ اُسی سال واقع ہوئی۔ اور عامہ کہتے ہیں کہ روز دوشنبہ کو حضرتؐ پیدا ہوئے اور نوشیرواں کی بادشاہی کے سات سال باقی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ہرمزین نوشیرواں کی بادشاہی کے زمانہ میں آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی۔ طبری کا قول ہے کہ نوشیرواں کی حکومت کے بیالیس سال گزرے تھے۔ اس قول کی مؤید وہ روایت ہے جو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ شباط رومی کی بیس اور بعض کا قول ہے کہ پہلی یا بیس یا اٹھائیس تاریخ تھی اور اہل فارس کے مہینے کی سترھویں تاریخ تھی اور منزل قمر سے ستارہ عقرب طالع تھا۔ اور ابومعشر کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کا طائع جدی بیسویں درجہ میں تھا اور زحل و مشتری بُرج عقرب میں تھے مریخ اپنے خانہ میں بُرج حمل میں تھا اور سورج شرف حمل میں تھا اور زہرہ شرف میں بُرج حوت میں تھا اور عطارد بھی حوت میں تھا۔ چاند بھی پہلے میزان میں اور راس جوزا میں تھا اور زنب قوس میں۔ حضرتؐ اپنے مکان میں پیدا ہوئے بعد میں وہ مکان عقیل بن ابی طالب

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ پرسش نہیں ہوگی ﴿۱۱۹﴾ اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔ (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے۔ اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلوگے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار ﴿۱۲۰﴾ سورۃ البقرۃ

کو دے دیا۔ عقیل نے اس کو محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا اُس نے اس کو اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ ہارون کا زمانہ آیا تو اس کی ماں خیزراں نے اس کو محمد بن یوسف کے مکان سے الگ کر کے مسجد بنا دیا وہ ابتک اُسی حال پر باقی ہے اور لوگ اس کی زیادت کو جاتے ہیں اور ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی والدہ اٹھارھویں ماہ جمادی الآخر شبِ جمعہ کو حاملہ ہوئیں۔ پھر بسند معتبر حضرت ابو طالب سے روایت کی ہے کہ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ میں ایک رات حجرا سمٰعیل میں سویا ہوا تھا ناگاہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوا تو مجھے راہ میں ایک کاہن نے دیکھا کہ میں کانپ رہا تھا اور میرے سر کے بال میرے کاندھے پر پڑے ہوئے ہل رہے تھے۔ اس نے مجھ میں تغیرّ مشاہدہ کیا تو پوچھا کہ بزرگ عرب کو کیا امر درپیش ہوا کہ اس کا رنگ ایسا متغیرّ ہو گیا ہے۔ کیا کوئی حادثہ واقع ہوا ہے؟ میں نے کہا آج میں حجرا سمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا خواب دیکھا کہ ایک درخت میری پُشت سے روئیدہ ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں جا پہنچیں۔ اور اس درخت سے ایک نوُر نکلا جو آفتاب نوُر سے ستر گنا زیادہ تھا اور عرب و عجم اس درخت کو سجدہ کر رہے تھے۔ اس کا نور اور اس کی بلندی ہر آن بڑھتی جاتی تھی۔ قریش کی ایک جماعت چاہتی تھی کہ اس درخت کو اکھاڑ دیں، جب اس کے پاس جانا چاہتے تھے ایک جوان نہایت پاکیزہ صورت عمدہ لباس پہنے ہوئے ان کو پکڑتا اور ان کی پشت توڑ دیتا، اور ان کی آنکھیں نکال دیتا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ بلند کر کے چاہا کہ اس کی ایک شاخ توڑ لوں تو اس جوان نے مجھ کو آواز دی کہ اس میں آپ کا حصّہ نہیں ہے۔ میں نے کہا درخت تو میرا ہے اور میرا ہی حصّہ اس

ترجمہ، اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول (خدا) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے

سورۃ النساء ﴿٦٤﴾

میں نہیں۔ اس نے کہا اس میں اُن لوگوں کا حصّہ ہے جو اس درخت سے لپٹے ہوئے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر میں خوفزدہ بیدار ہوا۔ جب اس کاہن نے یہ خواب سُنا اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ بولا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو آپ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گا اور پیغمبر ہو گا۔ تو عبدالمطلب نے ابو طالب سے کہا کہ وہ جوان جو اس کی مدد کر رہا تھا کوشش کرو کہ تم ہو۔ لہٰذا ابو طالب ہمیشہ آنحضرتؐ کی نبوّت کے بعد اس خواب کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وہ درخت ابوالقاسم امین تھے (مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جوان سے مراد امیر المومنینؑ ہوں گے)۔

روایت ہے ابلیس ساتویں آسمان تک جایا کرتا تھا اور اخبار سماوی سُنا کرتا تھا۔ جب حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے اُس کو تین آسمانوں تک جانے کی ممانعت کر دی گئی، لیکن چوتھے آسمان تک جایا کرتا تھا۔ جب رسولِ خداؐ پیدا ہوئے اس کو تمام آسمانوں سے روک دیا گیا اور شیطانوں کو تیرہائے شہاب سے مار کر بھگایا جانے لگا تو قریش نے دیکھ کر کہا کہ دُنیا ختم ہونے اور قیامت آنے کا وقت آ گیا جیسا کہ ہم نے سُنا ہے جو اہلِ کتاب ذکر کیا کرتے تھے۔ عمرو بن اُمیّہ جو اہل جاہلیّت میں سب سے زیادہ صاحبِ علم اور جاننے والا تھا بولا کہ وہ مشہور ستارے جن سے لوگوں کو گرمی و سردی کے زمانہ کا پتہ چلتا ہے اگر ان میں سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرِ پڑے تو سمجھنا چاہیئے کہ تمام مخلوق کے ہلاک ہونے کا وقت آ گیا اور اگر وہ ستارے اپنے مقام پر برقرار ہوں اور دوسرے ظاہر ہوں تو کسی عجیب و غریب امر کے ظاہر ہونے کی علامت ہے۔ جس روز صبح کو آنحضرتؐ پیدا ہوئے دُنیا میں جہاں جہاں بُت تھے مُنہ کے بل زمین پر

ترجمہ، اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی تھی اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور خدا نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم جانتے نہیں تھے اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے ﴿۱۱۳﴾ سورۃ النساء

گر پڑے اور کسرے بادشاہ عجم کے محل کو زلزلہ ہوا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور دریائے سادہ جس کو پوُ جتے تھے خشک ہو گیا اور نمک ہو گیا۔ اور وادیٔ سماوہ جس میں کبھی پانی نہ تھا جل تھل ہو گیا اور آتشکدۂ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا اور کبھی خاموش نہیں ہوا تھا بالکل بجھ گیا اُسی رات علمائے مجوس نے جو بڑے علم والے تھے خواب میں دیکھا کہ چند اُونٹ صبعی عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ سے گزرے اور اُن کے شہروں میں داخل ہو گئے اور طاق کسرائے درمیان سے ٹوٹ کر دو حصّہ ہو گیا ہے اور دجلہ کا پانی اس کے محل میں جاری ہے اور اُسی رات ایک نوُر حجاز کے چاروں طرف سے ظاہر ہوا اور تمام عالم میں پھیل گیا اور ہر بادشاہ کے تخت اُس کی صبح کو سرنگوں ہو گئے تھے اور تمام بادشاہ گونگے ہو گئے تھے اور بات نہیں کر سکتے تھے اور کاہنوں کا علم زائل ہو گیا تھا اور ساحروں کا سحر باطل ہو گیا اور ہر کاہن اور اس کے ہمزاد کے درمیان جدائی ہو گی اور قریش تمام عرب میں بزرگ مانے گئے۔ لوگ انکو آلخدا کہنے لگے کیونکہ وہ خانۂ خدا کے ہمسایہ تھے۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ پیدا ہوئے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاروں طرف نظر کی آپ کے جسم سے ایک نوُر ساطع ہوا جس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا۔ اسکی روشنی میں میں نے شام کے محل دیکھے اور اُسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہہ رہا تھا، بہترین خلق پیدا ہوا اس کا نام محمدؐ رکھو۔ جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لائے

ترجمہ، (یہ لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے۔ وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دے گا۔ وہ آسمان و زمین میں ایک بھاری بات ہو گی اور ناگہاں تم پر آجائے گی۔ یہ تم سے اس طرح دریافت کرتے ہیں کہ گویا تم اس سے بخوبی واقف ہو۔ کہو کہ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے ﴿۱۸۷﴾ کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ﴿۱۸۸﴾

سورۃ الأعراف

آپ نے ان کو گود میں لے کر فرمایا کہ میں اُس خدا کا شکر و حمد کرتا ہوں جس نے مجھے ایسا خوشرو فرزند عطا فرمایا جو گھوارہ میں تمام اطفال ہر سیادت و بزرگی رکھتا ہے۔ پھر اُن کو ارکان کعبہ کے اسما کی تعویذ پہنائی اور حضرتؑ کے فضائل میں چند اشعار نظم کیئے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آوازی دی، وہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ اور پوچھا کس امر نے تم کو مضطرب و پریشان کیا ہے۔ اُس نے کہا تم پر وائے ہو شروع رات سے اس وقت تک زمین و آسمان میں تغیّر دیکھ رہا ہوں ضرور کوئی بہت بڑا حادثہ زمین میں واقع ہوا ہے۔ کیونکہ جب سے آسمان پر جناب عیسٰےؑ گئے ہیں آج تک ایسا تغیّر نہیں دیکھا تھا۔ لہٰذا جاؤ اور جستجو کرو کہ کیا حادثہ رُونما ہوا ہے۔ یہ سُنکر وہ سب منتشر ہوگئے۔ پھر واپس آ کر کہا ہمکو تو کوئی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس ملعون نے کہا کہ اس امر کا معلوم کرنا میرا کام ہے۔ پھر وہ ملعون روانہ ہوا۔ اور تمام دُنیا میں گشت کرتا ہوا کعبہ کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ اس نے بھی کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا۔ فرشتوں نے لکارا کہ اے ملعون واپس جا۔ وہ وہاں سے بھاگا اور چھوٹا ہو کر کنجشک کے مانند بن گیا۔ اور کوہِ حرا کی جانب سے داخل ہوا۔ جناب جبرائیلؑ نے ڈانٹ کر کہا نکل جا۔ اُس نے کہا اے جبرائیلؑ بس اتنا بتادو کہ آج رات زمین پر کونسا امر واقع ہوا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج رات پیدا ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا مجھے بھی اُن سے کچھ فائدہ ہوگا فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا ان کی کرامت میں میرا کچھ حصّہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس وقت وہ بولا کہ میں راضی ہوں۔

ترجمہ، کہہ دو کہ جس چیز کے لئے تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو مجھ میں اور تم میں فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے ﴿۵۸﴾ اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے ﴿۵۹﴾

روایت ہے بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں جناب رسولؐ خدا کے حمل سے حاملہ ہوئی مجھ میں حملِ کے کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ کیفیّتیں جو عورتوں کو عام طور سے حمل میں درپیش ہوتی ہیں مجھ کو نہیں ہوئیں۔ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے کہ آپ بہترین انسان سے حاملہ ہوئی ہیں۔ جب حضرتؐ کی ولادت کا وقت آیا آپ بہت آسانی سے پیدا ہوئے کہ مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور نیچے آگئے۔ اس وقت ایک ہاتف کی آواز آئی کہ آپ نے بہترین بشر کو جنا اس کو خدا کی پناہ میں ہر ظالم اور صاحب حسد کے شر سے دے دیجئے۔ ایک روایت ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد (مادرِ امیر المومنینؑ) نے حضرت ابو طالبؑ کے پاس آکر آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی اور ولادت سے متعلّق تعجّب خیز باتیں بیان کیں۔ ابو طالبؑ نے فرمایا تیس سال کے بعد ایک فرزند تمہارے بطن سے بھی پیدا ہوگا۔ جو بجز پیغمبری کے تمام کمالات میں اس کے مانند ہوگا۔ روایت کے مطابق کہ ابو طالبؑ نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا عقیقہ کیا اور اپنے تمام خاندان کو مدعو کیا۔ لوگوں نے اُن سے پُوچھا کہ کیسا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ احمدؐ کے عقیقہ کا ولیمہ ہے۔ لوگوں نے پُوچھا ان کا نام احمدؐ کیوں رکھا؟ فرمایا اس لئے کہ اہلِ آسمان اُنکی مدح کریں گے۔ روایت ہے کہ حضرتؐ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبد المطلبؑ کہتے تھے کہ میرا یہ فرزند عظیم مرتبہ والا ہے۔ آنحضرتؐ

ترجمہ، ان سے پوچھو کہ سب سے بڑھ کر (قرینِ انصاف) کس کی شہادت ہے کہہ دو کہ خدا ہی مجھ میں اور تم میں گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر اس لیے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کر دوں کیا تم لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دو کہ میں تو (ایسی) شہادت نہیں دیتا کہہ دو کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور جن کو تم لوگ شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ﴿۱۹﴾ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے تیئں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۲۰﴾ سورۃ الأنعام

جب پیدا ہوئے تمام بُت جو کعبہ کے گرد رکھے ہوئے تھے، مُنہ کے بَل گر پڑے اور شام ہوتے ہی ایک آواز آسمان سے آئی "حق آیا اور باطل مِٹ گیا بیشک باطل مِٹ جانے والا ہی تھا (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۱)"۔ جب آنحضرتؐ شکم مادر سے زمین پر تشریف لائے بایاں ہاتھ زمین پر رکھا اور داہنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور اپنے لبوں کو توحید کے ذکر میں حرکت دی اور زبان مبارک سے ایک نُور ساطع ہوا جس کی روشنی سے تمام دُنیا روشن ہو گئی اور پتھر اور درخت بزبان حال خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے تسبیح خدا میں محو ہو گئے، یہاں تک کہ جن وانس و شیاطین خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ زمین پر کوئی عجیب بات حادث ہوئی ہے اور شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا تھا اور کہتا تھا کہ اُمتّوں میں سب سے بہتر، خلائق میں سب سے اعلیٰ، بندوں میں سب سے عزّت والے، اور تمام عالم میں سب سے بزرگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ فرشتوں فوج در فوج زمین پر آتے اور آسمان پر جاتے رہے اور تسبیح خدا کر رہے تھے اور ستارے حرکت میں تھے اور ہوا میں تیر رہے تھے۔ یہ تمام آنحضرتؐ کی والادت کی علامتیں تھیں۔ ابلیس ملعون نے چاہا کہ آسمان پر جائے اور ان عجیب باتوں کا سبب معلوم کرے۔ اس کے لئے آسمان سوئم پر ایک جگہ تھی جہاں وہ اور تمام شیاطین جا کر فرشتوں کی باتیں سُنتے تھے۔ جب وہ سب وہاں پہنچے تو شہاب کے تیروں سے مار کر ان کو بھگا دیا گیا۔

روایت کے مطابق جناب آمنہ برابر بشارت آمیز آوازیں ارض و سما سے سُنا کرتی تھیں اور جناب عبداللہ سے بیان کیا کرتی تھیں۔ عبداللہ ان کو تمام باتیں پوشیدہ رکھنے کی

ترجمہ، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ؟) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہ کر سکے گا اور خدا شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا

سورۃ آل عمران ﴿۱۴۴﴾

ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آمنہ کو حمل کی گرانی بالکل معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب حضرتؐ کے حمل کو ایک مہینہ گذار پہاڑ، درخت، آسمان و زمین ایک دوسرے کو آنحضرتؐ کی خوشخبری دیتے تھے اسی اثناء میں جناب عبدالمطلب اور عبداللہ علیہما السّلام مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں پندرہ روز قیام کرنا پڑا، اسی جگہ حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور منادی نے ندا دی کہ وہ بزرگ دُنیا سے رُخصت ہوگیا جس کے صلب میں خاتم المرسلینؐ تھے اور کون ہے جو نہ مرے گا۔ جب انعقادِ نطفہ آنحضرتؐ کو دو مہینے گذرے خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں ندا کرے کہ محمدؐ و آلِ محمد پر صلوات بھیجو اور ان کی اُمّت کے لئے استغفار کرو۔ تین مہینے گزرے تھے کہ ابو قحافہ شام سے واپس آرہے تھے۔ جب مکّہ کے قریب پہنچے اُن کے ناقہ نے سر زمین پر رکھ کر سجدہ کیا۔ ابو قحافہ نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری اُس نے پھر بھی سَر نہ اُٹھایا تو وہ بولے کہ تیرے ایسا ناقہ میں نے نہیں دیکھا۔ ناگاہ ایک ہاتف نے اُن کو آواز دی کہ اے ابو قحافہ اس لئے جانور کو مَت مارو کہ تمہاری اطاعت نہیں کرتا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ پہاڑ، درخت، دریا اور آسمان کے سوا ہر مخلوق اپنے پروردگار کے لئے اس شکر میں سجدہ کر رہے ہیں کہ پیغمبر اُمّیؐ کے حمل کو تین ماہ گزر گئے۔ عنقریب تم ان کو دیکھو گے، بُت پرستوں کی خرابی ہو ان کی اور ان کے ہمراہیوں کی تلواروں سے واصل جہنّم ہوں گے۔ حمل کو چار مہینے گزرے تو ایک زاہد جو طائف کے راستہ میں رہتا تھا اپنے ایک دوست سے ملنے کے لئے اپنے عبادت خانہ سے مکّہ روانہ ہوا اس کا نام حبیب تھا۔ راستہ میں اس نے ایک بچہّ کو دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا تھا۔ جب اس کو سجدہ سے لوگ اُٹھاتے تھے وہ پھر سجدہ میں چلا جاتا تھا۔ حبیب نے اس کو اُٹھانا چاہا تو ایک ہاتف کی آواز آئی کہ اس کو رہنے دو کہ وہ خدا کا شکر ادا کر رہا ہے اس سبب سے کہ پیغمبر پسندیدہ اور بر گزیدہ کے حمل کو

ترجمہ، اور خدا کی فرمانبرداری اور رسولِ (خدا) کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے رہو اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے ﴿۹۲﴾ المائدۃ

چار ماہ گزر گئے۔ جب پانچ ماہ گزرے اور حبیب اپنے عبادت خانہ میں واپس آیا دیکھا کہ وہ حرکت میں ہے اور ساکن نہیں ہوتا اس کے اور تمام عبادت خانہ کے محرابوں میں لکھا تھا کہ اے عبادت خانہ والو خدا اور اس کے رسُول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ کہ اُس کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آگیا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو اس پر ایمان لائے اور افسوس ہے اُس پر جو اُس سے انکار کرے یہ سُنکر حبیب نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور ایمان لایا۔ اس کا منکر نہ ہوں گا۔ چھٹے مہینے اہلِ یمن و اہل مدینہ اپنے اپنے عید گاہ کو روانہ ہوئے وہ سال میں چند بار عید گاہ جایا کرتے تھے اور ایک درخت کے پاس جمع ہوتے تھے کھاتے پیتے تھے خوشیاں مناتے تھے اور اس درخت کی پرستش کرتے تھے اس مرتبہ جب اُس درخت کے پاس جمع ہوئے ایک صدائے مہیب اُس سے پیدا ہوئی کہ اے اہلِ یمن و یمامہ اور اے بُت پرستو "اے اہلِ باطل تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت آگیا (آیت ۸۱، سورۃ بنی اسرائیل)"۔ یہ سُنکر وہ خوفزدہ ہوئے اور جلد جلد اپنے گھروں کو واپس چلے آئے۔ ساتویں مہینے سواد بنی قارب عبد المطلب کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کل شب میں نے خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے آسمان سے نیچے آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کو آراستہ کرو کیونکہ تمام مخلوق کی جانب حضرت محمدؐ مُصطفٰے عبد المطلب کے فرزند زادے خدا کے رسولؐ کے آنے کا زمانہ قریب آگیا جو صاحب شمشیر و تیر ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے تو بتایا کہ وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں گے۔ جناب عبد المطلب نے کہا اس خواب کو پوشیدہ رکھو۔ ایک روایت کے مطابق جب ساتواں مہینہ شروع ہوا جناب عبد المطلبؑ نے عبداللہ کو بُلایا اور فرمایا آمنہ کے یہاں ولادت کا زمانہ قریب ہے اور ہمارے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اُس نومولود کا عقیقہ و ولیمہ شایانِ شان ہوسکے۔

ترجمہ، اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو (۲۰) سورۃ الانفال

لہٰذا مدینہ جا کر تمام چیزیں خرید لاؤ۔ جناب عبداللہ حسب الحکم مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں رحمتِ الٰہی سے ملحق ہوئے۔ اہلِ مکہ کو معلوم ہوا تو تمام مکّہ والے ان کے غم میں روئے۔

الغرض آٹھ ماہ مدّت حمل کے گزرے کہ دریائے اعظم کی ایک مچھلی جس کو طنبوسا کہتے ہیں وہ سیدھی ہو کر اپنی دُم پر کھڑی ہوگئی اور دریا میں طوفان پیدا ہوگیا اس وقت ایک فرشتے نے کہا کہ ساکن ہو کہ دریا میں تو نے تلاطم برپا کر دیا۔ اُس مچھلی نے کہا جس روز میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا تھا ہدایت کی تھی کہ جب میں محمدؐ بن عبداللہ کو دُنیا میں پیدا کروں تو اُن کے اور اُن کی اُمّت کے لئے دُعا کرنا۔ اب میں نے سُنا کہ بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو حضرتؐ کی خوشخبری دے رہے ہیں اس سبب سے میں نے حرکت کی ہے تو فرشتوں نے کہا کہ ساکن ہو کر دُعا کر۔ جب نو مہینے گزرے گئے خدا نے ہر آسمان کے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ زمین پر جاؤ۔ تو دس ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی جس سے بغیر تیل کے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور ہر قندیل پر لآاِلٰہَ اِلاّاللہ محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ وہ فرشتے مکّہ معظمہ کے گرد جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ کا نُور ہے اور عبدالمطلب کو ان تمام حالات کی اطلاع ہوتی رہی لیکن پوشیدہ رکھتے تھے اور اُس پورے مہینے آسمان کے ستارے حرکت میں تھے اور شہاب ہَوا میں دَوڑا کرتے تھے۔ جب نو مہینے پورے ہوگئے بی بی آمنہ نے اپنی مادر گرامی برہ سے کہا کہ کسی کو میرے پاس نہ آنے دیجئے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ حجرہ میں جا کر اپنے شوہر کی مصیبت میں گریہ کروں اور آنسوؤں سے اپنے دل کی آگ بجھاؤں۔ برہ نے کہا بیٹی ایسے شوہر پر رونا جائز ہے اور منع کرنا ظلم ہے۔ غرض جناب آمنہ حجرہ

ترجمہ، (یہ تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں۔ اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے ﴿۱۳﴾ اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا ﴿۱٤﴾

سورۃ النساء

میں داخل ہوئیں اور ایک شمع جلائی اور آہ و نالہ سے در و دیوار ہلا دیئے۔ اسی حال میں دردِ زہ شروع ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ دَوڑ کر دروازہ کھول دیں۔ بہت کوشش کی دروازہ نہیں کھلا تو واپس آکر بیٹھ گئیں اور اُن پر دہشت عظیم طاری ہوئی۔ ناگاہ دیکھا کہ چھت شگافتہ ہوئی اور چار حوریں نیچے آئیں جنکے چہرے کے نور سے حجرہ روشن ہوگیا۔ انہوں نے کہا اے آمنہ بی بی خوف نہ کیجئے آپ کو کچھ پریشانی نہ ہوگی۔ ہم تو آپ کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ بی بی آمنہ یہ سُنکر مدہوش ہوگئیں۔ ہوش آیا تو دیکھا کہ آنحضرت (ﷺ) سجدہ میں اپنی نورانی پیشانی رکھے ہوئے اور انگشت شہادت اُٹھائے ہوئے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت شب جمعہ صبح کے قریب سترھویں ماہ ربیع الاوّل کو ہوئی جبکہ حضرت آدمؑ کی وفات کو سات ہزار نو سو سال، چار مہینے اور سات روز گزرے تھے اور ایک روایت کے مطابق نو ہزار نو سو سال، چار مہینے اور سات روز گذرے تھے۔ بی بی آمنہ نے حضرتؐ کو طاہر و مطہر پایا۔ آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوا تھا۔ آپ کے روئے مبارک سے ایک نُور ظاہر ہوا جو چھت کو توڑتا ہوا نکل گیا۔ بی بی آمنہ نے اس کی روشنی میں حرم اور اطراف عالم کے ہر بلند مقام اور قصر رفیع دیکھے اور ایک برق چمکی جس کی ضیا نے ہر اس مکان کو روشن کر دیا جس کے رہنے والے خدا کے علم میں ایمان لانے والے تھے۔ اور اطراف عالم میں جہاں جہاں بُت تھے سب زمین پر گر پڑے۔ ابلیس لعین نے ان عجیب و غریب باتوں کو عالم میں مشاہدہ کیا تو اپنی ذرّیت کو جمع کیا۔ اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا جب سے خلق ہوا ہوں اب تک ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوا تھا۔ آج رات ایک بچّہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ وہ بتّوں کی پرستش دُنیا سے مٹا دیگا اور خدائے یگانہ کی عبادت کی اہلِ دُنیا کو دعوت دے گا۔ یہ سُنکر اس کی ذرّیت نے ذلّت کے ساتھ اپنے سروں پر خاک اُڑائی اور سب کے سب دریائے چہارم

ترجمہ، کہ بے شک یہ (قرآن) فرشتۂ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے ﴿۱۹﴾ جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا ہے ﴿۲۰﴾ سردار (اور) امانت دار ہے ﴿۲۱﴾ سورۃ التکویر

میں بھاگ گئے اور چالیس روز تک روتے رہے۔ پھر ان حوروں نے حضرتؐ کو بہشت کے کپڑوں میں لپیٹا اور بہشت کو روانہ ہو گیئں اور فرشتوں کو آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ یہ سُنکر جبرئیل و میکائیلؑ زمین پر آئے اور دو جوانوں کی صورت میں داخل حجرہ ہوئے۔ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک طلائی دشت تھا اور میکائیلؑ عقیق کی صراحی لئے ہوئے تھے۔ جبرئیلؑ نے حضرتؐ کو ہاتھ پر لیا، میکائیلؑ پانی ڈالنے لگے اور آنحضرتؐ کو غسل دیا اور جناب آمنہ سے کہا کہ ہم حضرتؐ کو پاک کرنے کے لئے غسل نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ تو طاہر و مطہر ہیں بلکہ نوُر و صفا کی زیادتی کے لئے غسل دے رہے ہیں۔ پھر بہشت کے عطروں سے حضرتؐ کو معطر کیا اسی اثناء میں مختلف آوازیں حجرہ کے دروازہ پر بلند ہوئیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے حضرتؐ کو سلام کرنے آئے ہیں۔ اور وہ حجرہ بقدرتِ خدا وسیع ہو گیا۔ فرشتے فوج در فوج اُس میں داخل ہوتے تھے اور کہتے تھے "السّلام علیک یا محمدؐ، السّلام علیک یا محمودؐ، السّلام علیک یا احمدؐ، السّلام علیک یا حامدؐ"۔ ثلث رات گزرنے کے بعد بحکمِ خدا جناب جبرئیلؑ بہشت سے چار علَم لائے۔ سبز علَم کوہِ قاف پر نصب کیا جس پر سفید حرفوں سے دو سطروں میں لآ اِلٰہ اِلاّ اللہ محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ دوسرے علَم کو کوہِ ابو قبیس پر نصب کیا جس کے دو پھریرے تھے۔ پہلے پر "ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اُس کے رسولؐ ہیں" اور دوسرے پر "ترجمہ: کوئی سچّا دین نہیں سوائے محمدؐ کے دین کے" تحریر تھا۔ تیسرا علم بام کعبہ پر کھڑا کیا جس پر "ترجمہ: طوبٰی (جنّت) اُس کے لئے ہے جو اللہ اور محمدؐ پر ایمان لایا اور (دوزخ کا) غار اُس کے لئے ہے جس نے اس کے پیغام کو ردّ کر دیا جو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے لائے" تحریر تھا، چوتھے علم کو بیت المقدس پر نصب کیا جس پر "

ترجمہ، (سب) پیغمبروں کو (خدا نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو خدا پر الزام کا موقع نہ رہے اور خدا غالب حکمت والا ہے

سورۃ النساء ﴿١٦٥﴾

ترجمہ: کوئی غالب نہیں سوائے اللہ کے اور فتح و نصرت اللہ اور محمدؐ کے لئے ہے" تحریر تھا۔ اور ایک فرشتے نے ابو قبیس سے آواز دی کہ اے اہل قریش خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس نُور پر جس کو ہم نے بھیجا ہے۔ اور خدا نے ایک ابر کعبہ کے اُوپر بھیجا جس نے مشک و عنبر نثار کیا۔ اور کعبہ سے بُت حجر کی جانب باہر ہو گئے اور مُنہ کے بَل گر پڑے۔ پھر جبرئیلؑ ایک قندیل سُرخ لائے اور کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دی جس سے بغیر تیل کے روشنی ہو رہی تھی۔ اور حضرتؐ کی پیشانی مبارک سے ایک بجلی ظاہر ہوئی جو ہَوا میں بلند ہو کر آسمان تک پہنچی اور اہل ایمان کے ہر گھر میں اس کی روشنی نمایاں ہو گئی۔ اُسی رات ہر توریت و انجیل و زبور میں جہاں جہاں دُنیا میں وہ تھیں حضرتؐ کے نام کے نیچے جہاں ان کتابوں میں تحریر تھا خون کا ایک قطرہ ظاہر ہوا کیونکہ حضرتؐ صاحب شمشیر پیغمبر تھے۔ اور اُسی رات ہر دیر و صومعہ کی محرابوں میں لکھا ہوا ملا کہ آگاہ ہو کہ پیغمبر اُمی پیدا ہوا۔ اس کے بعد بی بی آمنہ نے دروازہ کھولا اور باہر آئیں اور جو عجیب باتیں مشاہدہ کی تھیں ماں باپ سے بیان کیں۔ جب عبدالمطلب کو خوشخبری دی۔ آپ آنحضرتؐ کے پاس آئے دیکھا کہ آپ بزبان فصیح تقدیس و تسبیح الٰہی کر رہے تھے۔ پھر خدا نے ایک سفید ریشمی خیمہ بھیجا جس پر لکھا تھا "(اے رسولؐ) ہم نے تم کو گواہ اور (بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والا اور ایمان و ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا" وہ خیمہ چالیس روز تک بدستور قائم رہا۔ ایک شخص کا چرب شدہ ہاتھ لگ گیا اس لئے وہ خیمہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ قیامت تک باقی رہتا۔ غرض جب بنی ہاشم اور رؤسائے قریش نے اس خیمہ کو دیکھا اور زعفران و مشک و عنبر کا نثار ہونا، بجلی کا چمکنا و عجیب آوازوں کا ظاہر ہونا مشاہدہ کیا اور کانوں سے سُنا، حبیب راہب کے پاس گئے اور کچھ تھوڑا سا حال ان امور کا بیان کیا تو

ترجمہ، اے (محمد ﷺ) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو ﴿۱﴾ اُٹھو اور ہدایت کرو ﴿۲﴾ اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو ﴿۳﴾ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو ﴿۴﴾ سورۃ المدثر

حبیب نے کہا جانتے ہو کہ میرا دین تمہارے دین سے مختلف ہے۔ میری بات مانو چاہے مت مانو لیکن جو حق ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ یہ علامتیں اُس پیغمبر کی ہیں جو بہت جلد مبعوث ہونے والا ہے۔ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں اُس کے اوصاف پڑھے ہیں۔ وہ بُتوں کی پرستش مٹائے گا اور خدا کی عبادت کی لوگوں کو دعوت دیگا۔ تمام دُنیا کے بادشادہ اور جبّار اس کے سامنے جھکیں گے۔ تف ہے اہل کفر و طغیان پر کہ اس کو تلوار و نیزہ و تیر سے بر باد ہونگے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے نجات پائیں گے، اور جو اس سے انکار کریں گے ہلاک ہوں گے۔ پھر دوسرے روز حضرت عبدالمطلب جناب پیغمبرؐ خدا کو گود میں لے کر کعبہ میں گئے جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے بسم اللہ و باللہ فرمایا۔ کعبہ بقدرت خدا گویا ہوا اور کہا۔ السّلام علیک یا محمدؐ و رحمۃاللہ و برکاتہ۔ اور ایک ہاتف کی آواز آئی " جاالحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا"۔ تیسرے روز عبدالمطلب نے بید کا گہوارہ خرید فرمایا جس کو طرح طرح کے جواہرات سے اور ریشمی زرنگار کپڑے سے آراستہ کیا اور موتیوں اور جواہرات کا ایک ہار بنا کر اس میں لٹکا دیا تاکہ جس طرح بچّے کھیلتے ہیں حضرتؐ بھی کھیلیں گے۔ لیکن حضرتؐ جب خواب سے بیدار ہوتے تھے اُن موتیوں کے ذریعہ خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ چوتھے روز سواد بن قارب حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آیا جبکہ وہ کعبہ کے پاس تشریف فرماتھے اور اکابر قریش اور بنی ہاشم حضرتؐ کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے سُنا ہے کہ عبداللہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوتی ہیں میں بھی اسکو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ عرب میں اپنے علم کی زیادتی کے سبب مشہور تھا اور لوگ اس کے

ترجمہ، کہو کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں ان کو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے اور یہ (قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو (٦٨) سورۃ المائدۃ

باتوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔ یہ سُنکر حضرت عبدالمطلبؑ خانۂ آمنہ میں آئے اور حضرتؐ کو دریافت کیا۔ کہا کہ وہ اپنے گہوارہ میں آرام کررہے ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے گہوارہ کا پردہ اُٹھایا تو ایک بجلی سی آنکھوں میں چمک گئی جو گھر کی چھت سے باہر نکل گئی۔ یہ دیکھتے ہی عبدالمطلب اور سواد دونوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ پھر سواد بے اختیار حضرتؐ کے تلووں پر آنکھیں مل کر عبدالمطلب سے بولا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اس بچہّ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کچھ یہ خدا کی جانب سے لائے گا اُن سب کا اقرار کرتا ہوں اور حضرتؐ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دے کر باہر آیا۔ جب حضرتؐ ایک مہینے کے ہوئے تو آپ کو جو شخص دیکھتا سمجھتا کہ ایک سال کے ہیں اور آپ کے گہوارہ سے برابر تسبیح و تقدیس حق تعالٰی کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔ روایت ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ چار مہینے کے ہوئے کہ آپؐ کی والدہ جناب آمنہؑ برحمت الٰہی واصل ہوئیں اور آنحضرتؐ بغیر ماں باپ کے ہوگئے اور مادرِ مہربان کے غم میں تین روز تک کچھ نہ کھایا، اور ہر وقت رویا کرتے تھے اور جناب عبدالمطلب بہت بے چین و بے قرار تھے اور صیفہ اور عاتکہ اپنی بیٹیوں کو بُلا کر فرمایا کہ میرے اس فرزند کو چُپ کراؤ اور اس کے لئے دایہ کی تلاش کرو۔ عاتکہ نے آنحضرتؐ کو شہد کھلانا شروع کیا اور بنی ہاشم کی تمام

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے ﴿۲۸﴾ محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل، (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں۔ اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے ﴿۲۹﴾ سورۃ الفتح

دُودھ والی عورتوں کو بُلا کر چاہا کہ حضرتؐ کسی کا دُودھ قبول فرمالیں لیکن حضرتؐ نے کسی کا دُودھ نہ پیا۔ پھر قریش کی عورتیں آئیں، جن کی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچ گئی مگر آپ نے کسی کا دُودھ نہ قبول فرمایا اور ہر وقت رویا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر عبدالمطلبؑ نہایت غمگیں ہوئے اور کعبہ کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً قریش کا ایک بوڑھا آدمی عقیل بن وقاس کا اس طرف گزر ہوا۔ حضرت عبدالمطلبؑ کو غمگیں ورنجیدہ دیکھا تو سبب دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرا بچہّ جس روز سے اس کی ماں کا انتقال ہوا ہے نہایت بیقرار و بے چین ہے اور کسی عورت کا دُودھ نہیں پیتا ہے اس سبب سے مجھے کھانا پینا گوارا نہیں۔ اور اس کے معاملہ میں سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ عقیل نے کہا اے ابوالحارث قریش کے قبیلوں میں ایک عورت کو میں جانتا ہوں جو حسب و نسب، عقل و دانائی اور فصاحت و بلاغت وصباحت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس کا نام حلیمہ بنت عبداللہ ابن حارث ہے۔ عبدالمطلب نے جب اُس کی تعریف سماعت کی اس کو بہت پسند کیا اور اپنے ایک غلام شمرول نامی کو ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار کر کے بعجلت تمام قبیلہ بنی سعد بن بکر کی طرف روانہ کیا جو مکہّ سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور کہا کہ بہت جلد عبداللہ بن الحراث کو میرے پاس بُلا کر لا۔ غرض وہ جلد اس کو لے آیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے دیکھا تو اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کو گلے لگایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا کہ اے عبداللہ میں نے تم کو اس واسطے تکلیف دی ہے کہ محمدؐ میرا فرزند زادہ چار مہینے کا ہے، اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ نہایت بے چین ہے اور کسی عورت کا دُودھ مُنہ سے نہیں لگاتا۔ سُنا ہے کہ تمہاری بیٹی حالت زچگی میں ہے۔ اگر کوئی حرج نہ ہو تو محمدؐ کو دُودھ پلانے کے لئے اس کو بھیج دو اگر بچہّ نے اس کا دُودھ قبول کر لیا تو تم کو اور تمہارے قبیلہ کو تونگر کرُدوں گا۔ عبداللہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور واپس آکر اپنی

ترجمہ، یہ (رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی) اگلے ڈر سنانے والوں میں سے ایک ڈر سنانے والے ہیں ﴿۵۶﴾ سورۃ النّجم

بیٹی حلیمہ کو خوشخبری دی۔ حلیمہ بھی خوش ہوئیں، غسل کیااور طرح طرح کی خوشبوؤں سے اپنے تیئں معطّر کیااور لباس فاخرہ پہن کر اپنے والد عبداللہ اور اپنے شوہر بکر بن سعد کو لے کر حضرت عبدالمطلبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ایک اور روایت ابن شہر آشوب اور قطبِ راوندی رحمتہ اللہ علیہمانے حلیمہ بنت ابی ذویب سے روایت کی ہے کہ ہمارے شہروں میں خشک سالی اور قحط کا دَور دُورہ تھا سوائے مکّہ کے جو آنحضرتؐ کی برکت سے محفوظ و معمور تھا۔ جناب حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگوں ک یہ حالت تھی کہ دو دو روز کھانے کو نصیب نہ ہوتا تھا اور جنگوں میں جاکر جانوروں کے کھانے کی گھاس کھایا کرتے تھے۔ ایک رات غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ ایک مرد آیااور اُس نے مجھے ایک نہر میں ڈال دیا جس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین تھا۔ اور کہا کہ اس میں سے پانی پیو۔ میں نے خُوب سیَر ہوکر پیا۔ پھر ہم کو ہمارے مقام پر واپس پہنچا دیا اور کہامکّہ کی طرف جاؤ۔ وہاں تمہارے واسطے روزی کشادہ ملے گی اُس فرزند کی برکت سے جو وہاں پیدا ہوا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارااور کہا خدا نے تمہارے دُودھ میں زیادتی اور تمہارے حُسن وجمال میں ترقی عطا فرمائی۔ جب میں بیدار ہوئی اپنے قبیلہ کی طرف گئی۔لوگوں نے کہا اے حلیمہ ہم کو تمہاری حالت پر بہت تعجّب ہے ایسا حُسن و جمال تم کو کہاں سے حاصل ہوگیا۔ میں نے اُن سے اپنا راز پوشیدہ رکھا۔ پھر دو روز کے بعد تمام قبیلہ والوں کو ایک ہاتف کی آواز سُنائی دی کہ اے زنان بنی سعد خوش ہو کہ تم پر برکتیں نازل ہوئیں اور تکلیفیں زائل ہوئیں اُس مولود کو

ترجمہ، اور ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بناکر) بھیجا ہے ﴿۸﴾ تاکہ (مسلمانو) تم لوگ خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔ اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو ﴿۹﴾ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے۔ اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا ﴿۱۰﴾ سورۃ الفتح

دُودھ پلانے کے سبب جو مکّہ میں پیدا ہوا ہے۔ خوشا حال اُس کا جو اُس کو دُودھ پلانے کے لئے حاصل کرے۔ یہ آواز سُنکر تمام اہلِ قبیلہ مکّہ کی سمت روانہ ہوئے۔ میں بنی سعد بن برک کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکّہ آئی تاکہ ہم عورتیں بچّوں کو دُودھ پلانے کے لئے لے جائیں۔ ہم لوگ سب سے زیادہ پریشان حال تھے ہمارے تمام مویشی ہلاک ہو چکے تھے کوئی جانور بار برداری کے لئے بھی نہ تھا۔ میں ایک بیمار مادۂ خچر پر سوار تھی جو بہت آہستہ چلتا تھا اور میرے ساتھ اُونٹنی تھی جس کے ایک قطرہ دُودھ نہ ہوتا۔ جب جناب حلیمہ داخل مکّہ ہوئیں اور سیدھی جناب عبدالمطلبؑ کے پاس پہنچیں جبکہ وہ حضرتؑ کعبہ کے نزدیک کرسُی پر بیٹھے تھے اور سلام کے عرض کیا کہ میں قبیلہ سعد کی ایک عورت ہوں اور بچّوں کو دُودھ پلانے کے لئے آئی ہوں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا میرے بیٹے کا لڑکا ہے جو یتیم ہے، اگر تم پسند کرو میں اُس کو تمہیں دے دوں گا اور تمہارے اُمور میں تمہاری مدد کروں۔ جناب حلیمہ نے کہا میں اپنے شوہر سے مشورہ کرلوُں اگر وہ راضی ہوئے تو آپ کے پاس آؤنگی۔ شوہر نے ان کو مشورہ دیا کہ اگرچہ فرزند یتیم سے کوئی خاص نفع متصّور نہیں ہوتا پھر بھی اس کو لے لو شایئد خدا اس کے سبب ہم کو کافی برکت عطا فرمائے کیونکہ اس کا جدّ کرم و احسان میں مشہور ہے۔ غرض اُس درّ یتیم کو اُن سے حاصل کیا اور جب حضرتؐ کو گود میں لیا، آپؐ نے میری جانب نظر کی، آپؐ کی آنکھوں سے ایک نُور ساطع ہوا۔ اور جب میں آنحضرتؐ کو اپنے شوہر کے پاس لائی تو اس اونٹنی کے دُودھ اس قدر جاری ہوا کہ ہمارے اور ہمارے بچّوں کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے شوہر نے کہا ایسا مبارک فرزند مجھ کو ملا ہے جس کی برکت سے نعمتوں کا رُخ ہماری طرف ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ کو میں نے اپنے

ترجمہ، کہہ دو کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (کیا جائے گا) میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو علانیہ ہدایت کرنا ہے (۹)
سورۃ الاحقاف

خچر پر سوار کیا۔ وہ کعبہ کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر باعجاز آنحضرتؐ تین مرتبہ اس نے سجدہ کیا اور گویا ہوا کہ مجھے بیماری سے شفا حاصل ہوئی اور تکلیفوں سے نجات ملی اس سبب سے کہ سید الانبیاءؐ اور خاتم المرسلینؐ اور بہترین اوّلین و آخرین میری پُشت پر سوار ہوئے۔ اس کی کمزوری رفع ہو گئی۔ وہ اس قدر چست و تیز ہو گیا کہ ہمارے ہمراہیوں کے تمام چوپائے اس کے مقابلہ پر نہ آسکتے تھے۔ اور میرے ساتھ والوں کو میرے اور میرے جانوروں کے تغیّر حالات پر بہت تعجّب ہوتا تھا۔ غرض ہر روز نعمتیں اور برکتیں ہم پر بڑھتی رہیں اور لوگوں کے اُونٹ اور گوسفند چراگاہ سے بُھوکے واپس آتے تھے لیکن ہمارے جانور سَیر اور دُودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے۔ اثنائے راہ میں ہم ایک غار کے پاس سے گزرے اس میں سے ایک مرد پیر باہر آیا جس کی پیشانی کا نُور آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور کہا خداوند کریم نے مجھے حضرتؐ کی رعایت اُمور کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی وقت ہرنوں کا ایک گلّہ اُدھر سے گزرا۔ اُن سب نے بزبان فصیح مجھ سے کہا کہ اے حلیمہ تم نہیں جانتی ہو کہ کس کو تربیت کے لئے لائی ہو۔ وہ پاکیزہ لوگوں میں پاک ترین ہے۔ غرض میں جس پہاڑ اور صحرا کی طرف سے گزرتی تھی سب آنحضرتؐ کو سالم کرتے تھے۔ پھر تو ہماری معیشت و مال میں برکت و زیادتی اتنی ہوئی کہ ہم امیر ہو گئے، آنحضرتؐ کی برکت سے جانور بہت ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے کپڑوں میں پاخانہ پیشاب کبھی نہ کیا اور کبھی کپڑا نہ ہٹایا کہ آپ کی شرمگاہیں ظاہر ہوتیں۔ میں عموماً آپ کے ساتھ ایک نوجوان کو دیکھتی جو کپڑوں سے آپکی شرمگاہیں چھپاتا اور محافظت کرتا رہتا۔ میں نے آنحضرتؐ کی پانچ سال دو مہینے تربیت کی۔

ترجمہ، ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے۔ اور کوئی اُمت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے ﴿۲۴﴾ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی تکذیب کر چکے ہیں ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے لے کر آتے رہے ﴿۲۵﴾ پھر میں نے کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا ہوا ﴿۲۶﴾ سورۃ فاطر

امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ دُختر حمزہ سے آنحضرتؐ کا عقد کرنے کا مشورہ کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ شائید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ آنحضرتؐ اور جناب حمزہ نے ایک عورت کا دُودھ پیا تھا۔

الغرض جب عبدالمطلبؑ کی وفات کا وقت آیا آپ نے حضرت ابو طالبؑ سے آنحضرتؐ کے بارے میں وصیّت کی اور ان کی حفاظت و دلجوئی و اکرام کے لئے بہت تاکید فرمائی اور بر حمت الٰہی واصل ہوئے۔ حضرت ابو طالبؑ اور جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہما اپنی اولاد پر حضرتؐ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور جو حق خدمت تھا بجالاتے تھے۔ ابو طالبؑ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک لمحہ کے لئے اُن کو جُدا نہ کرتا تھا اور نہ کسی کا ان کے بارے میں اعتبار کرتا تھا۔ یہانتک کہ ان کو اپنے بستر پر سُلاتا اور بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ رات کو میں اُن کو بستر پر نہ پاتا۔ جب میں اُن کی تلاش میں اُٹھتا تو راتوں کو دُعائیں اور عجیب باتیں سُنتا تھا کہ مجھے تعجّب ہوتا۔ اکثر دیکھتا کہ ایک نہایت حسین شخص آکر آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتا، دُعا دیتا اور غائب ہو جاتا۔ اکثر خواب میں دیکھتا کہ تمام دُنیا ان کی مسخر ہو گئی ہے۔ وہ بلند ہوتے ہوئے آسمان پر پہنچے ہیں۔ ایک روز وہ غائب ہو گئے ہیں۔ اُن کی تلاش میں بہت سر گرداں رہا۔ ناگاہ دیکھا کہ چلے آرہے ہیں اور ایک شخص ان کے ساتھ ہے جس کے مثل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا اے فرزند کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کی ہے کہ مجھ سے جُدا نہ ہوا کرو۔ اس شخص نے کہا گھبراؤ نہیں، وہ جب تمہارے پاس سے الگ ہوتے ہیں تو میں اُن کے ساتھ رہتا ہوں اور انکی حفاظت کرتا ہوں۔ وہ ہمیشہ آبِ زمزم پیتے تھے۔ اکثر ابو طالبؑ صبح کو ان کے لئے کھانا لاتے تو وہ فرماتے کہ چچا جان میں سیر ہوں۔ جب دوپہر یا شام کو ابو طالبؑ

ترجمہ، اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۲۸﴾ اور کہتے ہیں اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ (قیامت کا) وعدہ کب وقوع میں آئے گا ﴿۲۹﴾ سورۃ سبأ

اپنے بچوّں کے لئے کھانا لاتے تو فرماتے کہ ابھی ہاتھ کھانے میں نہ ڈالو جبتک کہ آنحضرتؐ نہ آ جائیں اور تناول نہ کر لیں۔ جب آنحضرتؐ ابتدا کرتے تو سب لڑکے آپ کی برکت سے سَیر ہو جاتے اور کھانا اُسی قدر موجود رہتا۔ اہل عرب کی عادت نہ تھی کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہیں، لیکن بچپن میں آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب تک بسم اللہ نہ کہتے کھانا نوش نہ فرماتے نہ پانی پیتے اور فارغ ہو کر الحمد اللہ کہتے تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ابتدا میں بسم اللہ الاحد اور فارغ ہو کر الحمد اللہ کثیرا فرماتے۔ ایک روایت کے مطابق جب صبح کو بچوّں کے لئے کھانا لایا جاتا تھا تو دوسرے لڑکوں کی طرح آنحضرتؐ اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاتے تھے۔ لڑکے جب سو کر اٹھا کرتے تھے تو انکی آنکھوں میں کیچڑ بھرے رہتے، لیکن آنحضرتؐ کا مُنہ دُھلا ہوا ہوتا اور آپ کے جسم سے خوشبو آتی رہتی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جب میں آپ کے پاس جاتا آپ تنہا ہوتے اور ایک نُور آپ کے سر سے آسمان تک کھنچا ہوتا۔ میں نے کبھی جھوٹ اور مہمل باتیں آپ سے نہیں سُنیں نہ کبھی بلند آواز سے آپ ہنسے۔ کبھی لڑکوں کے ساتھ کھیل میں شریک نہ ہوئے نہ کبھی اُن کے کھیل کی طرف نگاہ کی۔ تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ جب آپ سات برس کے تھے یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ محمدؐ کو حرام و شبہیہ سے محفوظ رکھے گا، ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک فربہ مُرغ کو پکا کر اس مجمع میں لائے جہاں قریش کی ایک جماعت اور آنحضرتؐ موجود تھے۔ اور سب کے سامنے رکھ دیا اور قریش نے مل کر کھایا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھایا۔ لوگوں نے پُوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا یہ حرام ہے اور خدا مجھے حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا حلال ہے اگر آپ پسند کریں ہم ایک لقمہ آپ کے منُہ میں کھلا دیں۔ فرمایا اگر تم سے ممکن ہو تو کھلاؤ۔ اُن لوگوں نے

ترجمہ، کہہ دو کہ میں نے تم سے کچھ صلہ مانگا ہو تو وہ تم ہی کو (مبارک رہے)۔ میرا صلہ خدا ہی کے ذمے ہے۔ اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے ﴿۴۷﴾ سورۃ سبأ

ہر چند کوشش کی کہ لقمہ آنحضرتؐ کے دہن تک پہنچائیں لیکن نہ ہو سکا۔ اُن کے ہاتھ دائیں اور بائیں مڑ جایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے دہن تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر دوسرا مرغ بریاں لایا گیا جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کو پکڑا اس نیّت سے کہ اگر وہ آئے گا تو اس کی قیمت اس کو دے دیں گے۔ جب حضرتؐ نے اس میں سے لقمہ اُٹھایا وہ لقمہ گر گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ مال شبہ سے ہے میرا خدا مجھے اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ دوسروں نے پھر کوشش کی کہ لُقمہ حضرتؐ کے دہن اقدس تک پہنچائیں مگر نہ پہنچا سکے۔ اس وقت یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہی وہ صفتیں ہیں جنکو ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ابو طالبؑ بتّوں کے پاس نہیں جاتے تھے اور قریش اس بارے میں اُن سے تکرار کرتے اور بتّوں کی پرستش پر اصرار کرتے۔ تو وہ فرماتے کہ میں اپنے برادر زادہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جُدا نہیں ہو سکتا اور اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ وہ نہ بتّوں کو دیکھنا پسند کرتا ہے نہ اُن کا نام سُننا چاہتا ہے۔ قریش نے کہا اس کو فہمائش کرو اور بتّوں کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ ابو طالبؑ نے کہا لاحول ولا قوّۃ اِلاّ باللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ شام کے تمام راہبوں سے میں نے سُنا ہے کہ بتّوں کی بربادی اسی بچّہ کے ہاتھ سے ہو گی۔ قریش نے پُوچھا کیا تم نے بھی اس سے کوئی خاص بات مشاہدہ کی جس سے اُن کی باتوں کی تصدیق ہوتی؟ فرمایا ہاں شام کے راستہ میں ایک خشک درخت کے نیچے ہم لوگ ٹھہرے تھے وہ اُسی وقت اس کے اعجاز سے شاداب ہو گیا اور اس میں پھل لگ گئے۔ جب ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو اس درخت نے اپنے تمام پھل اُس پر نثار کر دیئے اور بحکمِ خدا گویا ہوا کہ اے شجرۂ طیبۂ نبوّت اور درخت عظیم رسالت اپنے دستہائے مُبارک کو مجھ پر پھیرتے جاؤ تا کہ قیامت تک سرسبز و شاداب رہوں۔ یہ سُنکر محمدؐ سے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو سبزی و شادابی میں اضافہ ہو گیا۔ پھر

ترجمہ، اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۴۵﴾ اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن ﴿۴۶﴾ سورۃ الاحزاب

واپسی میں جب ہم لوگ اُس درخت کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر طرح کے پرندے جو دُنیا میں ہیں اُس درخت کی شاخوں پر اپنے اپنے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں اور ہر طائر کی تعداد کے مطابق اُس میں شاخیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور اس قدر لمبا اور قد آور ہے کہ اس کے ایسا کوئی درخت کبھی نظر سے نہیں گزرا اور تمام طیور نے حضرتؐ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ کر لیا اور گویا ہوئے کہ ہم کو آپ کے دست مبارک کی برکت سے اس درخت پر اپنے پناہ کی جگہ میّسر آئی ہے۔ اسطرح کی ایک روایت حضرت فاطمہؑ بنت اسد سے منقول ہے کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جو مدتوں سے خشک ہو چکا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اُس پر ملا وہ درخت اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں رطب پیدا ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں ہر روز آنحضرتؐ کے لئے رطب جمع کرتی اور محفوظ رکھتی تھی۔ جب حضرت تشریف لاتے آپؐ کے سامنے حاضر کر دیتی تھی۔ وہ اس کو باہر لے جا کر بنی ہاشم کے بچوّں پر تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ تشریف لاتے تو میں نے عذر کیا کہ آج درختوں میں رطب نہیں پھلے تھے۔ فاطمہؑ بنت اسد کہتی ہیں حضرتؐ کے نوُر مبارک کی قسم جب آپ نے یہ سُنا ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور چند کلمات کہے۔ میں نے دیکھا کہ اُن درختوں میں ایک درخت اس قدر خم ہوا کہ حضرتؐ کا ہاتھ اُس کے اوپر کے سرے تک پہنچ گیا۔ اور آپ نے جس قدر طب چاہے توڑ لئے۔ پھر وہ درخت اُسی طرح بلند ہو گیا۔ اس وقت میں نے درگاہِ باری میں تضرع والحاح کے ساتھ دُعا کی کہ اے پروردگارِ آسمان مجھے بھی ایک فرزند عطا فرما جو اس کا بھائی اور اس کے مثل ہو۔ اسی رات امیر المومنین علیؑ کا نطفہ منعقد ہوا اور وہ آنحضرتؐ کی برکت سے کبھی بتوں کی پرستش کے قریب

ترجمہ، اور ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے ﴿٥٦﴾ کہہ دو کہ میں تم سے اس (کام) کی اجرت نہیں مانگتا، ہاں جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف جانے کا رستہ اختیار کرے ﴿٥٧﴾

نہ گئے اور کبھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔

حضرت ابو طالبؑ سے روایت ہے کہ حضرتؐ آٹھ سال کے تھے کہ میں نے شام کی جانب تجارت کے لئے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت ہَوا بہت گرم تھی۔ جب میں نے سفر کا قصد کیا میرے عزیزوں نے کہا کہ محمدؐ کو کس کے پاس چھوڑ دو۔ میں کہا اپنے ساتھ لے چلوں گا کیونکہ مجھے کسی کا اعتبار نہیں جس کے سُپرد کروں۔ وہ بولے کہ اس گرم موسم میں اس پروردۂ حرم وبطحا کو سفر میں لے چلنا مناسب نہیں ہے۔ میں نے کہا واللہ میں اس کو جُدا نہیں کر سکتا۔ میں اُس کے لئے ایک محمل تیار کروں گا۔ غرض میں نے حضرتؐ کو اُونٹ پر بٹھایا اور اُن کے اُونٹ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتا تھا تاکہ وہ میری نگاہوں سے اُوجھل نہ ہوں۔ جب دھوپ تیز ہوتی تو ایک ابر سفید برف کے مانند آتا اور حضرتؐ کو سلام کرکے آپؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا۔ وہ جہاں جہاں جاتے وہ ابر آپ کے ساتھ رہتا اور اکثر عُمدہ پھل اُس سے گِرتے۔ ایک روز اثنائے راہ میں پانی کی قلّت ہوگئی۔ ہمارے قافلہ والے ایک مشک پانی کی ایک اشرفی کے عوض خرید کیا کرتے، لیکن ہمارے پاس آنحضرتؐ کی برکت سے پانی بہت کافی تھا اور کسی وقت کم نہ ہوا۔ ہم جس منزل پر ٹھہرتے آپؐ کی برکت سے حوض بھر جاتے اور وہاں کی زمین سبزہ سے پُر ہوجاتی اور ہر وقت ہم پر فراوانی اور فراخی حاصل تھی۔ راستہ میں جو اُونٹ تھک کر بیٹھ جاتا حضرتؐ اپنا دست مبارک اُس پر پھیر دیتے وہ پھر چلنے لگتا۔ ہم

ترجمہ، اے (آدم زاد) تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی (شامت اعمال) کی وجہ سے ہے اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات کا) خدا ہی گواہ کافی ہے ﴿۷۹﴾ جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے گا تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ﴿۸۰﴾ اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ (آپ کی) فرمانبرداری (دل سے منظور ہے) لیکن جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ رات کو تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو مشورے یہ کرتے ہیں خدا ان کو لکھ لیتا ہے تو ان کا کچھ خیال نہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور خدا ہی کافی کارساز ہے ﴿۸۱﴾

لوگ ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے جو اس کے صومعہ کے نزدیک تھا۔ اُس درخت کی شاخیں خشک ہو چکی تھیں اُس میں پھل نہیں لگتے تھے۔ ہمیشہ قافلے اُسی درخت کے نیچے ٹھہرا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے وہ درخت لہلہا اُٹھا اور اُس میں بہت سی شاخیں پیدا ہو کر آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہو گئیں اور تین قسم کے پھل اُس میں لگے گئے، دو گرمیوں کے موسم کے اور ایک جاڑے کی فصل کا۔ اہل قافلہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور سب کو حیرت ہوئی۔ جناب ابو طالبؑ کہتے ہیں کہ جب ہم شام کے نزدیک پہنچے واللہ شام کے قصر حرکت میں آئے اور اُن سے ایک نُور آفتاب کے نُور سے زیادہ روشن بلند ہوا۔ جب ہم لوگ شام میں داخل ہوئے ہر طرف سے لوگ حضرتؐ کے جمال عدیم المثال کے نظارہ کے لئے دَوڑ پڑے اور حضرتؐ کے حسن و جمال اور فضل و کمال کا شہرہ تمام اطراف شام میں پہنچا۔ جس جس جگہ راہب اور عالم تھے آنحضرتؐ کے گرد آ آ کر جمع ہوئے۔ علمائے اہل کتاب کا ایک سب سے بڑا عالم نسطور تین روز تک آیا اور آنحضرتؐ کے برابر بیٹھا کیا لیکن کوئی گفتگو نہیں کی۔ جب تیسرا روز ختم کے قریب پہنچا وہ بیتابانہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے گرد گھومنے لگا میں نے پوچھا اے راہب تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا ان کا کیا نام ہے میں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام ہے۔ یہ سُنتے ہی اُس کا رنگ متغیر

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسا رکھو۔ بے شک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۵۹﴾ اور خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسا رکھیں ﴿۱۶۰﴾ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں۔ اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا حاضر کرنی ہو گی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی ﴿۱۶۱﴾ سورۃ آل عمران

ہو گیا۔ اس نے کہا آپ اُن سے التماس کیجئے کہ اپنی پشت و شانے کھولیں آنحضرتؐ نے اپنے
شانے پر سے پیراہن ہٹایا تو راہب کی نگاہ مہرِ نبوّت پر پڑی دیکھتے ہی وہ وہ بیتاب ہو کر گر پڑا اور
اس کو چُومنے لگا اور مجھ سے کہا کہ بہت جلد اس خورشید نبوّت کو واپس لے جایئے۔ اگر آپ
جانتے کہ اس سرزمین پر ان کے کس قدر دشمن ہیں تو ہر گز ان کو اپنے ہمراہ نہ لاتے۔ پھر وہ
روز آنہ حضرت کی خدمت میں آتا اور مراسمِ خدمت بجالایا کرتا۔ لذیذ کھانے حضرتؐ کے
لئے لاتا۔ جب ہم لوگ شام سے واپس چلے تو حضرتؐ کے لئے وہ ایک پیراہن لایا اور عرض
کی کہ حضرتؐ اس کو پہن لیں شائید اس کے سبب سے کبھی کبھی مجھے یاد فرمالیں۔ جب میں
نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرہ سے آثارِ کراہت ظاہر ہو رہے ہیں تو میں نے پیراہن لے کر رکھ
لیا اور کہا میں ان کو پہنادوں گا اور نہایت عجلت کے ساتھ حضرتؐ کو لے کر بیت اللہ الحرام کی
جانب واپس آگیا۔ جب اہلِ مکّہ کو ہمارے آنے کی خبر معلوم ہوئی ابو جہل کے سوا تمام چھوٹے
بڑے حضرتؐ کے استقبال کو آئے۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت سرورِؐ کائنات خدیجہؓ
کا مال لے کر بغرض تجارت شام کی جانب تشریف لے گئے تھے اور آپؐ کے ہمراہ عبد مناۃ
بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ بھی قافلہ میں تھے۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ مکّہ میں سیلاب آیا
اور کعبہ کی دیواریں شکستہ اور چھوٹی ہو گئیں تو قریش نے ارادہ کیا کہ دیواریں بالکل توڑ کر
از سر نو تعمیر کریں اور کعبہ کی چوڑائی اور زیادہ کریں جو بنائے ابراہیمؑ تیس گز لمبی اور چوبیس
گز چوڑی اور اس کی اونچائی نو گز تھی۔ لیکن قریش یہ نہیں کر سکے تو مشورہ کیا کہ طول و

ترجمہ، (اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری روحیں قبض کر لیتا ہے اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایمان لانے والوں میں ہوں ﴿۱۰۴﴾ اور یہ کہ (اے محمد سب سے) یکسو ہو کر دین (اسلام) کی پیروی کئے جاؤ۔ اور مشرکوں میں ہر گز نہ ہونا ﴿۱۰۵﴾ اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے ﴿۱۰۶﴾

سورۃ یونس

عرض کو اُسی طور رہنے دو اور اُونچائی کو زیادہ کردو۔ پھر اُن کے دل میں گزرا کہ کسی نے اُن سے کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے پاکیزہ مال لائے ایسا مال نہ ہو جو قطعِ رحم یا دوسرے حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ مشکل دُور ہو گئی اور کعبہ کو بنانا شروع کیا اور جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو آپس میں اختلاف پیدا ہوا کہ کون نصب کرے یہاں تک کہ اُن میں باہم جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ جو سب سے پہلے مسجد الحرام میں آئے اس کو حکم قرار دینا چاہیے، تو سب سے پہلے آنحضرتؐ داخل کعبہ ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے حال بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھائی اور خود حجر اسود کو اُٹھا کر اُس پر رکھا اور رؤسائے قبیلہ سے کہا ہر طرف سے چادر کو پکڑ کر اُٹھائیں۔ اس طرح لوگ حجر کو اُس کے مقام تک لائے۔ پھر آنحضرتؐ نے خود اُٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کر دیا۔ خداوند عالم نے ان کو اس شرف سے مخصوص فرمایا۔ ایک دفعہ بادشاہ رُوم نے ایک کشتی میں چھت کے لئے لکڑیاں وغیرہ جو ضرورت تھی بھر کر بھیجی تھیں۔ اس لئے کہ حبشہ میں اُس کے واسطے ایک عبادت خانہ تیار کیا جائے۔ لیکن ہَوا نے اُس کشتی کو مکّہ کے ساحل پر پہنچا دیا جو وہاں پہنچ کر کیچڑ میں پھنس گئی اور کسی طرح نہ نکلی۔ قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دریا کے کنارے آئے دیکھا کہ جو کچھ ان کو کعبہ کی چھت اور اس کی آرائش کے لئے ضرورت ہے سب کچھ اُس کشتی میں موجود ہے۔ اُنہوں نے وہ سب خرید لیا اور مکّہ میں اُٹھا لائے۔ لکڑیوں کی پیائش کی تو وہ کعبہ کی چھت کی چوڑائی کے مطابق تھیں۔ غرض کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے اُس پر یمنی کپڑے کے پردے ڈال دیئے۔ روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا نے قریش سے پوشیدہ بیس حج کئے۔ بعثت سے پہلے دس اور بروایتے، سات حج کئے اور چار برس کی عمر میں نماز پڑھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرتؐ پانچ سال جناب حلیمہ کے پاس رہے، چھٹے سال بی بی آمنہ کا انتقال ہوا اور ساتویں سال اہل مکّہ کو بہت سے کاہنوں نے

ترجمہ، اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے ﴿۱۳۲﴾ سورۃ آلعمران

آنحضرتؐ کی نبوّت کی خبر دی اوراسی سال راہب جحفہ کا واقعہ درپیش ہوا۔ اسی سال آنحضرتؐ کی برکت اور عبد المطلبؑ کی دُعاسے بارش ہوئی۔ اُسی سال عبدالمطلبؑ سیف بن ذی نیرن کی تہنیت کو گئے اور اُس نے اُن کو آنحضرتؐ کی نبوّت کی خوشخبری دی۔ اور آٹھویں سال جناب عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؑ کو آنحضرتؐ کی حفاظت کے بارے میں وصیّت فرمائی اور وہ آنحضرتؐ کی کفایت و حفاظت میں مشغول ہوئے اور جناب عبدالمطلبؑ برحمتِ الٰہی واصل ہوئے جبکہ اُن کی عمر بیاسی سال اور بروایتے ایک سوبیس سال کی تھی۔ بیان ہوا ہے کہ اسی سال حاتم اور نوشیرواں نے وفات پائی اور ہرمز پسر نوشیرواں بادشاہ ہوا اور سال نہم ابوطالبؑ آنحضرتؐ کو شام کے سفر میں ہمراہ لے گئے۔ بعض نے روایت کی ہے نویں سال آنحضرتؐ ابوطالبؑ کے ساتھ بصرہ گئے اور بارہویں سال شام گئے۔ اور بحیرا کا قصّہ دوسری مرتبہ کے سفر میں پیش آیا۔ آپکی ولادت کے ستر ھویں سال ہرمز معزول کیا گیا اور لشکر کے بڑے لوگوں نے اس کو اندھا کردیا اور انیسویں سال اس کو مار ڈالا اور اس کے لڑکے پرویز کو بادشاہ بنایا۔ اور تیئسویں سال کعبہ از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ اور بعضوں کے قول کے مطابق پچیسویں برس جناب خدیجہ سے عقد ہوا اور سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق پینتیسویں سال کعبہ کی از سرِ نو تعمیر ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی سال جناب فاطمہؑ صلوات اللہ علیہا پیدا ہوئیں اور اڑتیسویں سال روشنیوں کے دیکھنے اور فرشتوں کی آوازیں سُننے سے آثارِ نبوّت ظاہر ہوئے۔ اور چالیسویں سال آنحضرتؐ مبعوث برسالت کبُریٰ ہوئے۔ اسی سال پرویز بادشاہ عجم ہوا اور اس نے بادشاہِ عرب نعمان بن منذر کو قتل کیا۔

ترجمہ، مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جب کہ رسول خدا تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حامل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤگے ﴿۲۴﴾ سورۃ الأنفال

بی بی خدیجہؑ کے فضائل اور آنحضرتؐ کے ساتھ آپؑ کا عقد کا تذکرہ:

منقول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ علی بن ابن طالبؑ تھے اور عورتوں میں جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہترین زنانِ بہشت چار عورتیں ہیں۔ خدیجہؑ بنت خویلد، فاطمہؑ بنت محمدؐ صلوات اللہ علیہم، مریمؑ دختر عمرانؑ اور آسیہؑ دختر مزاحم زوجۂ فرعون۔ جناب خدیجہؑ آنحضرتؐ کی رسالت کی قابل وزیر اور مددگار تھیں۔ جب لوگ آنحضرتؐ سے علیٰحدہ ہوگئے تھے تو وہ آپؐ کی مونس و غمخوار تھیں۔ جب اہلِ مکّہ حضرتؐ کو آزار و تکلیف پہنچا رہے تھے تو وہ آنحضرتؐ کی مدد اور تسلّی و تشفی کرتی تھیں اور اپنے حُسن اخلاق سے آنحضرتؐ کو دلاسا د تسکین دیتی تھیں اور اپنے مال سے آپ کی مدد کرتی تھیں۔ منقول ہے کہ جب حضورؐ کو جبریلؑ معراج میں آسمانوں پر لے گئے اور واپس لائے تو حضورؐ نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے عرض کی یہ ہے کہ خدیجہؑ کو خدا کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے گا۔ آنحضرتؐ نے جب ان کو جبرئیلؑ کا سلام پہنچایا تو وہ بولیں کہ خدا سلامتی کا مالک ہے سلامتی اسی کے سبب سے اور اُسی کی طرف سے ہے اور جبرئیلؑ پر سلامتی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کبھی جبرئیلؑ نازل ہوتے اور خدیجہؑ وہاں موجود نہ ہوتیں تو اُن کو سلام کہلاتے تھے۔ ایک اور حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرتؐ، خدیجہؑ آپؐ کے واسطے آب و طعام لے کر آ رہی ہیں ان کو خداوند عالم کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے۔ اور ان کو خوشخبری دیجئے کہ خدا نے اُن کے لئے بہشت میں ایک مکان جواہرات سے تیار کیا ہے جس میں رنج و تکلیف کا نام و نشان نہیں۔ روایت کی ہے کہ

ترجمہ، (اے محمدؐ! مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ (کیا حکم ہے) کہہ دو کہ غنیمت خدا اور اس کے رسول کا مال ہے۔ تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو (۱) سورۃ الأنفال

آنحضرتؐ کے ساتھ جناب خدیجہؑ کی تزویج کا یہ سبب تھا کہ ایک مرتبہ عید کے دن زنان قریش مسجد الحرام میں جمع ہوئیں ناگاہ ایک یہودی اُن کے سامنے سے گزرا اور کہنے لگا کہ بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ لہٰذا تم ہر ایک اُس سے نکاح کرنے کی کوشش کرو۔ یہ سُنکر عورتوں نے اس کو ڈھیلے مارنا شروع کئے۔ لیکن اس کی یہ بات خدیجہؑ کے دل میں جم گئی۔ اُس کے بعد ایک روز جناب ابو طالبؑ نے پیغمبرؐ خدا سے کہا کہ اے فرزند میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لئے زوجہ کا انتظام کروں مگر میرے پاس مال نہیں ہے۔ خدیجہؑ میری رشتہ دار ہیں اور مالدار ہے۔ خدیجہؑ کے ہر شہر و آبادی میں غلام و مویشی تھے۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اسی ہزار اُونٹ تھے جو متفرق مقامات پر تھے اور ہر ملک و شہر میں اُن کے ملازمین و منیبین تجارت کیا کرتے تھے جیسے مصر و شام و حبشہ وغیرہ۔ ہر سال ایک جماعت کو اپنے غلاموں کے ساتھ تجارت کیلئے بھیجتی ہیں۔ تم کو منظور ہو تو تمہارے واسطے کچھ اُن سے سامان تجارت حاصل کروں تاکہ تم بھی تجارت کرو اور خداوندِ عالم تم کو نفع کرامت فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے۔ غرض جناب ابو طالبؑ، خدیجہؑ کے پاس گئے اور کہا کہ محمدؐ چاہتے ہیں کہ تمہارے مال سے تجارت کریں۔ خدیجہؑ نے کہا بہت خُوب، بسر و چشم منظور ہے اور بہت خوش ہوئیں۔ اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ جس قدر مال تیری تحویل میں ہے محمدؐ کے سُپرد کردے اور ان کی خدمت حاضر رہ ہرگز ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ غرض وہ تمام مال لے کر آنحضرتؐ میسرہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام کی جانب روانہ ہوئے اور بروایتے خزیمہ بن حکیم بھی جو جناب خدیجہؑ کے رشتہ دار تھے اُس سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اور

ترجمہ، (کہہ دو) کہ مجھ کو یہی ارشاد ہوا ہے کہ اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم (اور مقام ادب) بنایا ہے اور سب چیز اُسی کی ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اس کا حکم بردار رہوں ﴿۹۱﴾ اور یہ بھی کہ قرآن پڑھا کروں۔ تو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے اختیار کرتا ہے۔ اور جو گمراہ رہتا ہے تو کہہ دو کہ میں تو صرف نصیحت کرنے والا ہوں ﴿۹۲﴾

اس ہمراہی میں آنحضرتؐ کی محبت اُنکے دل میں بہت زیادہ پیدا ہو گئی۔ اثنائے راہ میں خدیجہؓ کے دو اُونٹ تھک کر گر پڑے میسرہ حیران ہوا (اور ڈرا) کہ ان کا بار زمین پر گر جائے گا۔ وہ دوڑا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور صورت حال بیان کی۔ آنحضرتؐ اُن اُونٹوں کے پاس آئے اور اپنا دستِ مبارک ان کے پیروں پر پھیرا وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے اُونٹوں سے زیادہ تیز چلنے لگے۔ خزیمہ نے یہ حال دیکھا تو حضرتؐ سے اُس کی محبّت اور اعتقاد میں اور ترقی ہو گئی اور حضرتؐ کی خدمت و اطاعت میں پہلے سے زیادہ اہتمام کرنے لگا۔ پھر وہ قافلہ وہاں سے شام میں پہنچا اور اُن کو تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔ پھر وہ لوگ واپس آئے اور مکّہ کے قریب پہنچے تو میسرہ نے حضرتؐ سے کہا اے صاحبِ اوصاف پسندیدہ، ہم نے آپ سے اس سفر میں بہت معجزات دیکھے جس پتھر اور درخت کے پاس سے ہمارا گزر ہوا اُن سب نے آپؐ پر سلام کیا اور کہا، اسلاعلیک یارسول اللہ۔ اور اس سفر میں گھاٹیاں تھیں جو ہر مرتبہ مدّتوں میں طے ہوا کرتی تھیں۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے ایک رات میں طے ہو گئیں اور اس مرتبہ جس قدر نفع تجارت میں ہوا چالیس سال کی مدّت میں اب تک نہ ہوا تھا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپؐ خود جا کر خدیجہؓ کو اس سفر کی خوشگواری اور سوُدمندی کی خوشخبری دیجیے تا کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر اہلِ قافلہ سے پہلے روانہ ہوئے اور خدیجہؓ کے مکان کی جانب رُخ فرمایا۔ ان کا مکان بہت وسیع و کشادہ تھا۔ اُس کی چھت پر ریشم کا ایک خیمہ نصب تھا جس میں طرح طرح کی نقش و نگار بنے ہوئے تھے جس کی طنابیں ریشم کی تھیں جو فولاد کی میخوں سے بندھی ہوئی تھیں۔ خدیجہؓ اس وقت چند عورتوں کے ساتھ بالاخانہ پر بیٹھی

ترجمہ، جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ خدا کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تا کہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں ان ہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔ سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے ﴿۷﴾ سورۃ الحشر

تھیں اور راستہ پر نگاہ تھی۔ ناگاہ اُن کی نظر ایک سوار پر پڑی جو دُور سے آ رہا تھا اور ایک بادل کا ٹکڑا اُسکے سر پر سایہ کئے ہوئے تیزی سے اُس کے ساتھ آ رہا تھا اور دو فرشتے اُس کے دائیں اور بائیں ہوا پر اس کے ساتھ چلے آ رہے تھے جنکے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ اور بادل میں سے زبرجد کی ایک قندیل بالائے سر لٹکی ہوئی تھی۔ اور اس ابر کے چاروں طرف یاقوت کا ایک خیمہ ہوا پر ساتھ ساتھ تھا۔ جناب خدیجہؑ یہ حال دیکھ کر متعجّب ہوئیں اور دل میں کہا خداوندا ایسا کر کہ یہ تیری بارگاہ کا مقرب بندہ میرے حقیر کاشانہ میں آئے۔ جب آنحضرتؐ اور قریب آئے تو پہچانا کہ یہ محمدؐ ہیں، بس ننگے پیر آنحضرتؐ کی طرف دوڑیں اور جا کر آپ کے پائے اقدس کو چُوم لیا۔ حضرتؐ نے ان کو بخیر و عافیت اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری دی۔ خدیجہؑ نے کہا یا حضرتؐ میسرہ آپ کے ہمرکاب کیوں نہ آیا؟ فرمایا پیچھے آ رہا ہے۔ بی بی خدیجہؑ نے کہا اے سیّدؐ حرم و بطحا واپس تشریف لے جایئے اور میسرہ کے ساتھ واپس آیئے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ جو کچھ از قسم ابر دنُور وغیرہ دیکھا ہے دوبارہ عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کر لیں۔ آنحضرتؐ واپس چلے تو ابر بھی ساتھ ہی سایہ فگن واپس ہوا، اور پھر واپسی میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا۔ پھر تو خدیجہؑ کو آنحضرتؐ کی عظمت و جلالت کا یقین ہو گیا۔ غرض میسرہ نے بی بی خدیجہؑ سے کہا اے خاتون اس سفر میں اس معدن فضل و کمال

ترجمہ، اے پیغمبر ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کو تم نے ان کے مہر دے دیئے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں جو خدا نے تم کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ وطن چھوڑ کر آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے تیئں پیغمبر کو بخش دے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی ان سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہے لیکن) یہ اجازت (اے محمد ﷺ) خاص تم ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لئے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے

﴿۵۰﴾ سورۃ الاحزاب

سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوئے کہ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ تھوڑے سے تھوڑا کھانا حضرتؐ کے سامنے لایا جاتا اور اُس پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تو بہت سی جماعتیں سیر ہو جاتیں، اور کھانا کم نہ ہوتا۔ جب دُھوپ تیز ہوتی تو دو فرشتے آپؐ پر سایہ کیا کرتے تھے۔ جس درخت اور پتھر و کنکر کی طرف سے آپؐ گزرتے سب آپؐ کو سلام کیا کرتے، پھر راہبوں کے اور دوسرے حالات بیان کیئیے۔ یہ تمام حالات سُنکر خدیجہؓ نے اپنے مزید اطمینان کیلیئے ایک طبق رطب آنحضرتؐ کے لئے منگایا اور چند اشخاص کو بُلا کر آنحضرتؐ کے ساتھ کھانے میں شریک کر دیا۔ سب کے سب سیر ہو گئے اور رطب بدستور باقی رہا۔ یہ دیکھ کر خدیجہؓ نے خوشی میں اس خوشخبری دینے کے سبب میسرہ اور اُس کے لڑکوں کو آزاد کر دیا اور دس ہزار درہم عطا فرما کر کہا کہ حضرتؐ کے ساتھ جائے اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ اپنے چچا ابو طالبؑ سے کہیں کہ میرے چچا عمرو بن اسد سے اپنے واسطے میری خواستگاری کریں۔ اور اپنے چچا کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو محمدؐ کے ساتھ تزویج کر دیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدیجہؓ کے باپ خویلد بن اسد سے خواستگاری کی گئی لیکن زیادہ مشہور یہ ہے خویلد اُس وقت وفات پا چکے تھے اُن کے چچا ہی سے اُن کی خواستگاری کی گئی۔ جناب ابو طالبؑ اپنے عزیزوں اور قریش کے چند اشخاص کو لے کر خدیجہؓ کے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس آئے اور خود کلام کی ابتدا کی اور خطبہ پڑھا جس کا مَضمُون یہ ہے، حمد و ثنا اُس خدا کے لئے زیبا ہے جو خانہ کعبہ کا پروردگار ہے۔ اور اُس نے ہم کو آلِ ابراہیمؑ اور ذریت اسمٰعیلؑ سے قرار دیا اور ہم کو امن و امان کی جگہ حرم کا ساکن اور تمام لوگوں پر سردار بنایا اور اپنے گھر سے ہم کو خصوصیّت عطا فرمائی جس کی طرف اطراف عالم سے لوگ آتے ہیں۔ وہ ایسا مقام ہے جہاں

ترجمہ، اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد ﷺ پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کی حالت سنوار دی (۲) سورۃ محمد

ہر طرف کے میوے لوگ لاتے ہیں اور خدا نے ہم کو اس شہر میں برکت عطا فرمائی ہے جس میں ہم ساکن ہیں۔ امّا بعد واضح ہو کہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کو قریش کے تمام لوگوں پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے کوئی شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ وہ سب سے بلند مرتبہ ہے۔ خُلق میں اُس کا مثل و مانند نہیں اگر وہ مال و دولت میں کم ہے تو مال تغیّر پذیر ہے سایہ کے مانند جو بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ اس کو خدیجہؑ کی جانب رغبت ہے اور خدیجہؓ کو بھی اُس سے محبت ہے اس لئے ہم آئے ہیں کہ آپ سے اُس کے واسطے اس کی خواہش کے مطابق خدیجہؓ کی خواستگاری کریں۔ اور جس قدر مہر آپ چاہیں میں اپنے مال سے دینے کو تیار ہوں جس قدر چاہیں ابھی لے لیں اور جس قدر چاہیں موجل قرار دیں۔ اور ربّ کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُس کی شان و منزلت بہت بلند ہے۔ اس کی عقل و رائے کامل ہے۔ اُس کا دین شائع اور اس کی زبان شافع ہے۔ اتنا کہہ کر جناب ابو طالبؑ خاموش ہو گئے۔ پھر خدیجہؓ کے چچا نے جو علمائے نصاریٰ میں سب سے زیادہ دانشمند اور عظیم الشان تھے جواب دینا چاہا مگر ابو طالبؑ کی باتوں کے جواب سے قاصر تھے اس لئے ان کی زبان لکنت کرنے لگی اور اُن کے نفس میں اضطراب پیدا ہو گیا اور صحیح جواب دینا ممکن نہ ہو سکا۔ خدیجہؓ نے جو یہ حال دیکھا

ترجمہ، (اے پیغمبر) ان کے سوا اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ ان بیویوں کو چھوڑ کر اور بیویاں کرو خواہ ان کا حسن تم کو (کیسا ہی) اچھا لگے مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے (یعنی لونڈیوں کے بارے میں تم کو اختیار ہے) اور خدا ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے ﴿۵۲﴾ مومنو پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا۔ اور جب پیغمبروں کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو۔ بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے ﴿۵۳﴾ سورۃ الاحزاب

انتہائی شوق کے سبب پردۂ حیا کو ذرا سا اُٹھا کر نہایت فصاحت کے ساتھ بولیں چچا جان اگرچہ اس موقع پر آپ ہی گفتگو کے لئے مجھ سے زیادہ مناسب اور سزاوار ہیں، لیکن آپ کو میرے نفس پر مجھ سے زیادہ اختیار نہیں ہے۔ اے محمدؐ میں نے اپنے نفس کو آپؐ کے ساتھ تزویج کیا، اور میرا مہر خود میرے مال سے ہے۔ اپنے چچا سے کہیے کہ ولیمہ زفاف کے لئے اُونٹ ذبح کریں۔ آپ جس وقت چاہیں اپنی زوجہ کے میرے پاس تشریف لائیں۔ اُس وقت ابو طالبؑ نے فرمایا اے گروہِ مردم گواہ رہنا کہ اُس نے خود اپنے تئیں محمدؐ سے تزویج کیا اور اپنے مہر کی ضامن خود ہی ہوگئی۔ یہ سُنکر قریش کے ایک شخص نے کہا طرفہ ماجرا ہے کہ عورتیں مردوں کے مہر کی ضامن ہوتیں ہیں۔ یہ سُنتے ہی جناب ابو طالبؑ کو غصّہ آیا، تمام قریش اُن سے ڈر جاتے تھے اور آپکی ہیبت سے پناہ مانگتے تھے۔ ابو طالبؑ نے فرمایا اگر دوسرے شوہر میرے بھتیجے کے مانند ہوں گے عورتیں بہت زیادہ مال اور زیادہ مہر اُن سے طلب نہ کریں گی۔ اور اگر تمہاری طرح ہونگے تو مہر گراں اُن سے لیں گے۔ پھر ابو طالبؑ نے ایک اُونٹ نحر کیا اور آنحضرتؐ کا زفاف حضرت خدیجہؓ خیر النساء کے ساتھ منعقد ہوا۔ اُس وقت عرش و کُرسی و جد میں آئے اور فرشتوں نے سجدہ شکر میں قیام کیا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ لوائے حمد کو کعبہ پر نصب کریں۔ مکّہ کے پہاڑوں نے فخر سے سربلند کئے اور تقدس و تسبیح الٰہی میں مشغول ہوئے۔ زمین شادی سے بالیدہ ہوئی مکہ شرف میں عرش اعظم سے برتر ہوا۔ الغرض جناب ابو طالبؑ نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور ورقہ نے خدیجہؓ کو آنحضرتؐ کی زوجیت میں دیا۔ اس موقع پر ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن غنم تھا، چند شعر نظم کئے جن کا مضمون یہ ہے "اے خدیجہؓ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے ہمائے سعادت نے عزّت و شرف کے عرش کے کنگرہ کی جانب پرواز کیا، اور تم بہترین اوّلین و

ترجمہ، اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں (۵۲) سورۃ النور

آخرین کی شریکِ زندگی بن گیئں۔ دُنیا میں محمدؐ کے مثل کوئی کہاں ممکن ہے۔ یہ وہ ہیں جن کی پیغمبری کی بشارت موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے دی ہے۔ اور بہت جلد اُن کی بشارت کا اثر ظاہر ہونے والا ہے۔ برسوں سے کتابِ آسمانی کے پڑھنے اور لکھنے والوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ رسولِؐ بطحا اوراہلِ ارض و سما کے ہدایت کرنے والے ہیں"۔ خدیجہؓ نے اپنے تمام اموال، غلام اور کنیزیں آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا۔ جب آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے سب سے پہلے عورتوں میں آپ ایمان لائیں اور جب تک وہ زندہ رہیں آنحضرتؐ نے کسی دوسری عورت کی طرف توجہ نہ کی۔ جناب خدیجہؓ حسن و جمال اور حسن و سیرت و کردار میں مکّہ کی تمام عورتوں میں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں اور جب آپ کی شادی ہوئیں تو آنحضرتؐ کی عمر پچیس سال اور جناب خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ لیکن ابن عباس سے منقول ہے کہ اُس وقت خدیجہؓ کی عمر اٹھائیس سال کی تھی۔ بعثت کے پانچ سال بعد جناب فاطمہؑ زہراء صلوۃ اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔ آپؑ کی ولادت کی کیفیّت یوں تحریر ہے کہ ایک روز جناب رسُولِؐ خدا ابطح میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب امیر المومنینؑ، عمار یاسر، منذر بن ضحضاح، حمزہ، عباس، ابو بکر و عمر بھی موجود تھے، ناگاہ جبرئیلؑ اپنی اصل صورت میں نازل ہوئے اور اپنے پروں کو پھیلایا جس نے تمام مشرق و مغرب کو گھیر لیا اور آنحضرتؐ کو آواز دی کہ خداوند علی اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ چالیس روز خدیجہؓ سے علیٰحدہ رہیں۔ حضرتؐ بموجب حکم چالیس روز تک خدیجہؓ کے پاس نہیں گئے۔ تمام دن روزہ رکھتے اور راتوں کو عبادت کرتے۔ عمار کو خدیجہؓ کے پاس بھیجا اور کہلا دیا کہ میرا نہ آنا کسی کراہت کے سبب نہیں ہے بلکہ خدا کا یہی حکم ہے تا کہ اپنی تقدیر جاری کرے، اپنے متعلق سوائے نیکی کے کچھ اور خیال نہ کرنا کیونکہ خداوندِ عالم ہر

ترجمہ، اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ﴿۱۰۷﴾ کہہ دو کہ مجھ پر (خدا کی طرح سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود خدائے واحد ہے۔ تو تم کو چاہیئے کہ فرمانبردار بن جاؤ ﴿۱۰۸﴾ سورة الأنبياء

روز چند بار اپنے فرشتوں سے تمہارے متعلق مباحات کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شب اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے لباس شب میں آرام کیا کرنا۔ میں اپنی چچی فاطمہؑ بنتِ اسد کے یہاں رہوں گا یہاں تک کہ وعدۂ الٰہی کی مدّت ختم ہو۔ غرض جناب خدیجہؑ آنحضرتؐ کی جُدائی میں ہر روز کئی بار رویا کرتی تھیں۔ جب چالیس روز ختم ہوگئے جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا خداوندِ رحیم و کریم آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے تحفہ و کرامت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اُسی وقت میکائیلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق لائے جس پر ایک رومال سندس بہشت کا ڈھکا ہوا تھا۔ اور کہا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ آج اس طبق کے کھانے سے افطار کیجئے۔ جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہر شب افطار کے وقت آنحضرتؐ مجھ سے فرماتے تھے کہ دروازہ کھول دو جس کا جی چاہے آکر میرے ساتھ کھانا کھائے۔ لیکن آج حضرتؐ نے فرمایا کہ جاکر دروازہ پر بیٹھو اور کیسی کو اندر مت آنے دو کیونکہ میرے سوا ہر ایک پر یہ طعام حرام ہے۔ غرض افطار کے وقت حضرتؐ نے طبق کو کھولا اُس میں بہشت کے میووں میں سے ایک خوشہ انگور اور ایک خوشہ خرما کے تھے اور بہشت کے پانی کا ایک گلاس۔ حضرتؐ نے اُن میووں کو سیر ہو کر کھایا اور وہ پانی پیا۔ جبرئیلؑ نے بہشت کی صراحی سے پانی ڈالا اور میکائیلؑ نے حضرتؐ کا ہاتھ دُھلایا اور اسرافیلؑ نے بہشت کے رومال سے حضرتؐ کے ہاتھ پُونچھے اور باقی ماندہ کھانا مع برتنوں کے آسمان پر واپس لے گئے۔ پھر حضرتؐ نماز کے لئے اُٹھے جبرئیلؑ نے کہا اس وقت نماز جائز نہیں ہے ابھی خدیجہؑ کے گھر جائیے اور اُن سے مقاربت کیجئے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اس رات آپ کی نسل سے ذریت

ترجمہ، (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو۔ اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ (اجازت) اس لئے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک نہ ہوں اور جو کچھ تم ان کو دو۔ اسے لے کر سب خوش رہیں۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا اسے جانتا ہے۔ اور خدا جاننے والا اور بردبار ہے ﴿۵۱﴾ سورۃ الاحزاب

طاہرہ خلق فرمائے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ خانہ خدیجہؑ کی طرف چلے۔ جناب خدیجہؑ کہتی ہیں کہ مجھے تنہائی سے انس ہو گیا تھا۔ رات ہوتی تو میں دروازوں کو بند کر لیتی پردے گرا دیتی اور نماز میں مشغول ہو جاتی۔ پھر لباس شب پہن کر چراغ کو گل کر دیتی اور سو جاتی تھی۔ اس رات کچھ غنودگی میں تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کان میں آئی۔ میں نے پُوچھا کون ہے، سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہی ہوں۔ یہ سُنتے ہی میں نے دوڑ کر دروازہ کھول دیا۔ آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب سونے کا ارادہ کرتے پانی منگاتے اور تجدید وضو فرماتے اور دو رکعت نماز بجالاتے پھر بستر پر آکر لیٹتے تھے۔ اسی رات میں نے نورِ فاطمہؑ اپنے شکم میں پایا۔ الغرض آنحضرتؐ کی جو بھی اولادیں ہوئیں وہ سب خدیجہؑ کے بطن سے ہوئیں سوائے ابراہیم کے جو ماریہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ مشہور یہ ہے کہ انتقال کے وقت جناب خدیجہؑ پینسٹھ سال کی تھیں۔ جناب رسولِ خدا نے خود ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا اور حجونِ مکّہ میں دفن کی گئیں۔ خدیجہؑ کی وفات شعب ابی طالبؑ سے رہائی کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے واقع ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کی وفات ابو طالبؑ کی وفات کے تین روز بعد ہوئی۔

جب جناب خدیجہؑ نے رحلت فرمائی تو حضرت فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے گرد گھُومتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ باباجان میری ماں کہاں ہیں اُس وقت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہؑ کو میرا سلام پہنچادو اور کہہ دو کہ تمہاری ماں ایسے مکان میں ہے جس کی چھت سونے کی ہے اس کی بنیادوں کی جگہ پر یاقوت سُرخ کے کھمبے ہیں اور وہ مکان آسیہؑ و مریمؑ کے مکانوں کے درمیان ہے۔ حضرتؐ نے یہ پیغام جناب فاطمہؑ سے بیان فرمایا تو معصومہؑ نے فرمایا کہ خدا تمام عیبوں سے

ترجمہ، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے ﴿۱﴾ تو اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو ﴿۲﴾ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا ﴿۳﴾ سورۃ الکوثر

پاک و منزہ ہے سلامتی اُسی کی طرف سے ہے اور برکتیں اُسی کی طرف پلٹتی ہیں۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسولِ خداؐ گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب عائشہ، جناب فاطمہؑ کو تصیدیق اُس وقت کی جبکہ تم سب نے تکذیب کی اور وہ اُس وقت ایمان لائیں جبکہ تم سب ڈانٹ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے خدیجہ کی بیٹی تو یہ سمجھی ہے کہ تیری ماں کو ہم پر کوئی فضیلت ہے ہم پر اُس کو کیا فوقیت ہو سکتی ہے۔ وہ بھی ہماری طرح ایک عورت تھی۔ جناب فاطمہؑ نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو رونے لگیں۔ حضرتؐ نے شفقت سے فرمایا پارۂ جگر تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ عرض کی امّا عائشہ نے میری مادر گرامی کا نام حقارت سے لیا ہے اور مجھے سرزنش کی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ کو غصّہ آگیا اور فرمایا اے حمیرا خاموش ہو خدا اس عورت کو برکت دیتا ہے جو اپنے شوہر کو بہت دوست رکھتی ہے اور اس کے اولاد بہت ہوتی ہے۔ اور خدیجہ خدا اس پر رحمت نازل کرے اس کے بطن سے خدا نے مجھے طاہر و مطہر عبداللہ و قاسم سے دو فرزند عطا فرمائے اور اُن کے شکم سے فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ لیکن تیرے رحم کو خدا نے بانجھ قرار دیا کہ کوئی بچّہ تجھ سے پیدا نہ ہوا۔ ایک مرتبہ جناب رسالتمآبؐ اپنی بیویوں کے درمیان بیٹھے ہوئے جناب خدیجہؑ کا ذکر کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ عائشہ نے کہا کیا آپ بنی اسد کی ایک بوڑھی عورت پر گریہ کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خاموش! اُس نے میری کافرہ تھیں۔ اُس کے شکم سے میرے لیئے اولادیں ہوئیں اور تم سب بانجھ ہو۔ امّا عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم چاہتے کہ آنحضرتؐ ہم سے خوش ہوں تو جناب خدیجہ کا تذکرہ نیکی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

ترجمہ، پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت الحال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا و التجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں (۶۱) سورۃ آل عمران

آنحضرتؐ کے جسم کے معجزات:

روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں جناب آدمؑ سے سب سے زیادہ مشابہ اور جناب ابراہیمؑ سب سے زیادہ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ تھے۔ خدا نے بالائے عرش سے میرے دس نام اپنے عظمت و جلال کے رکھے، اور میرے اوصاف بیان فرمائے۔ اور ہر پیغمبر کی زبانی ان کی قوم کو میری خوشخبری پہنچائی، اور توریت و انجیل میں میرا بہت تذکرہ کیا ہے۔ اپنے کلام کی مجھے تعلیم دی۔ مجھ کو آسمان پر بلند کیا اور میرا نام اپنے نامِ بزرگ سے اشتقاق فرمایا۔ اُس کا ایک نام محمُود ہے اس لئے اُس نے میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا۔ اور مجھ کو بہترین زمانہ اور بہترین اُمّت میں پیدا کیا۔ توریت میں میرا نام احید رکھا کیونکہ توحید و یگانہ پرستی خدا کے سبب میری اُمّت کے اجسام آتشِ جہنم پر حرام قرار دیئے۔ انجیل میں میرا نام احمدؐ ہے کیونکہ میں آسمان میں محمُود ہوں اور میری اُمّت حمد کرنے والی ہے۔ زبور میں مجھ کو ماحی کہا گیا ہے اس لئے کہ خدا میرے سبب سے زمین پر بتوّں کی پرستش مٹائے گا۔ اور قرآن میں میرا نام محمد رکھا ہے کیونکہ قیامت میں تمام اُمتیں میری مدح کریں گی اس سبب سے کہ سوائے میرے کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر میری اجازت سے کرے گا اور قیامت میں مجھ کو حاشر کے نام سے پکاریں گے کیونکہ میری اُمّت کا زمانہ قیامت کے زمانہ سے متصل ہوگا۔ پھر مجھ کو موقف کے نام سے یاد کیا جائے گا کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے نزدیک حساب کے لئے کھڑا کرونگا اور خدا نے میرا نام عقب رکھا ہے کیونکہ تمام پیغمبروں کے عقب میں آیا ہوں اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ میں رسولِ رحمت و رسولِ توبہ اور

ترجمہ، اوران میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے۔ (ان سے) کہہ دو کہ (وہ) کان (ہے تو) تمہاری بھلائی کے لیے۔ وہ خدا کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لیے رحمت ہے۔ اور جو لوگ رسول خدا کو رنج پہنچاتے ہیں ان کے لیے عذاب الیم (تیار) ہے ﴿٦١﴾ سورة التوبة

رسولِؐ ملاحم ہوں یعنی جنگ کرنے والا ہوں اور میں رسولؐ مقفّے ہوں کہ تمام انبیاء کے قفا میں یعنی بعد میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور میں قثم ہوں یعنی کامل تمام کمالات کا جامع۔ اور میرے پروردگار نے مجھ پر احسان کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو اس کی اُمّت کی زبان میں یعنی ایک زبان کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اور تم کو ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اُس خوف کے ساتھ جو تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کسی دوسرے پیغمبر کے بارے میں ایسا نہیں کیا۔ اور کافروں کا مالِ غنیمت تمہارے لئے حلال کر دیا ہے لیکن تم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُن کو یہ حکم دیا ہے کہ کافروں سے جو مالِ غنیمت میں حاصل ہو اس کو جلا دو۔ اور تم کو اور تمہاری اُمّت کو عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا ہے اور وہ سورۃ فاتحہ الکتاب کے سورتوں میں سے اور سورۃ بقرہ کی آیتیں ہیں اور تمہاری اُمّت کے لئے تمام رُوئے زمین کو محل سجدہ قرار دیا ہے برخلاف اُمتہائے گزشتہ کے کہ ان کو عبادت خانوں کے سوا کہیں سجدہ کا حکم نہ تھا۔ اور زمین کی خاک کو تمہارے لئے پاک کرنے والی بنایا اور کلمۂ اَللّٰہُ اَکبرُ کو تمہیں اور تمہاری اُمّت کو بخشا۔ اور اپنا ذکر تمہارے ذکر سے متصل کر دیا کہ جب تمہاری اُمّت مجھ کو وحدانیّت کے ساتھ یاد کرے تو تم کو رسالت کے ساتھ یاد کرے۔ لٰہذا اے محمدؐ تم کو اور تمہاری اُمّت کو خوشخبری ہو۔ ایک روایت کے مطابق جناب سرورِ کائنات کے دس نام تھے۔ پانچ نام قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ نام اس سے علیٰحدہ ہیں۔ قرآن میں مذکورہ نام محمدؐ، احمدؐ، عبدؐاللہ، یٰسین اور نونؐ ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں ہیں وہ فاتح، خاتم، کافی، مقفی اور حاشر ہیں۔ خدا نے حضرتؐ کا مزمّل نام رکھا کیونکہ جس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اور مدّثر کا

ترجمہ، اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا ﴿۳٦﴾

خطاب قیامت سے پہلے حضرتؐ کی رجعت کے اعتبار سے ہے یعنی وہ جو کفن پہنے ہوئے زندہ ہو کر دوبارہ لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈرائے۔ اکثر علماء نے آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی اور القاب ان کے علاوہ جو سابق میں مذکور ہو چکے جو قرآن سے بیان کئے ہیں یہ ہیں، شاہد، شہید، مبشر، بشیر، نذیر، داعی، سراج منیر، رحمۃ للعالمین، رسول اللہ، خاتم النبیین، نبی، اُمیّ، نور، نعمت، رؤف، رحیم، منذر، مُذکرِّ، شمس، نجم، حمٓ، سما اور تین۔ سرورِ کائنات نے فرمایا کہ خلاق عالم نے مجھ کو اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا اور ہمارے واسطے اپنے ناموں میں سے دو نام اشتقاق کئے۔ خداوند صاحبِ عرشِ محمود ہے میں محمدؐ ہوں اور حق سبحانہٗ تعالیٰ علیِّ اعلےٰ ہے اور امیر المومنینؑ علیؑ ہیں۔

آنحضرتؐ ہر زبان و تحریر و حروف سے واقف تھے لیکن واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرتؐ کو خدا نے اُمیّ کیوں فرمایا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس لئے کہ آپؐ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے، بعض کا قول ہے کہ آپؐ اُمّت سے منسوب ہیں یعنی بظاہر کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے مثل عرب کے اَن پڑھ لوگوں کی طرح تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اُم (ماں) کی جانب منسوب تھے یعنی بظاہر جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے

ترجمہ، (اے محمد ﷺ! یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اور خدا کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُسے جانتا ہے ﴿۴۵﴾ اور اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا ہو۔ ہاں جو اُن میں سے بے انصافی کریں (اُن کے ساتھ اسی طرح مجادلہ کرو) اور کہہ دو کہ جو (کتاب) ہم پر اُتری اور جو (کتابیں) تم پر اُتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں ﴿۴۶﴾ اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب اُتاری ہے۔ تو جن لوگوں کو ہم نے کتابیں دی تھیں وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور بعض ان (مشرک) لوگوں میں سے بھی اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو کافر (ازلی) ہیں ﴿۴۷﴾ اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اُسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہلِ باطل ضرور شک کرتے ﴿۴۸﴾

اُسی حال پر تھے اور کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، اور بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ اُم القرٰے یعنی مکّہ کی جانب منسوب تھے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے بعثت سے پہلے تک کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ جیسا کہ خداوندِ عالم نے فرمایاہے کہ "تم نے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی، نہ اپنے ہاتھ سے لِکھنا سیکھا تھا" (آیت ۴۸، سورۃ عنکبوت)۔ اگر ایسا ہوتا تو اہلِ باطل شک میں مبتلا ہوتے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ بعثت کے بعد بھی لکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں، تو حق یہ ہے کہ آپؐ لکھنے پڑھنے پر قادر تھے۔ چنانچہ وحی الٰہی کے ذریعہ آپؐ ہر چیز کو جانتے اور بقدرتِ خداہر اُس کام پر قادر تھے جس سے دوسرے تمام لوگ عاجز تھے لیکن مصلحتاً خود لکھتے نہ تھے۔ اور اکثر اوقات دوسروں کو خطوں پڑھنے کا حکم فرماتے اور کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ چنانچہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ خط لکھتے اور پڑھتے تھے۔ دوسری حدیث اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ "وہ خدا وہ ہے جس نے ایک رسُولؐ اَن پڑھوں میں انہی میں سے مبعوث کیا" (آیت ۲۸، سورۃ جمعہ) حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لیکن چونکہ کوئی کتاب خدا کی جانب سے اب تک اُن کے لئے نہیں آئی تھی اور نہ اُن میں کوئی پیغمبر ہوا تھا اس سبب سے اُن کو اُمیّ کہا۔ امام تقیؑ سے ایک شخص نے پوُچھا کہ جنابِ رسولؐ خدا کا نام اُمیّ کیوں ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا سُنّی لوگ کیا کہتے ہیں اُس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اس لئے حضرتؐ کو اُمیّ کہا کہ آپ اَن پڑھ تھے۔ فرمایا وہ غلط کہتے ہیں۔ خدا اُن سے سمجھے ایسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا حضرتؐ کی شان میں فرماتا ہے کہ اُس نے اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے بھیجا جو اُن کے سامنے خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر وہ خود کچھ نہیں جانتا تھا تو ان کو

ترجمہ، (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں ﴿۱۲۸﴾ سورۃ التوبۃ

تعلیم کیسے دیتا تھا۔ واللہ حضرتؑ تہتر (۷۳) زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ بلکہ خدا نے ان کو اُمیّ اس لئے کہا کہ وہ اہل مکّہ میں سے تھے اور مکّہ کا ایک نام اُمّ القرٰے بھی ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ "وَلِتُنذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا" (آیت ۹۲، سورۃ الانعام)۔ منقول ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے میری جانب قرآن کو وحی کی ہے تاکہ تم کو اور ہر اُس شخص کو ہر زبان اور لغت میں عذاب خدا سے ڈراؤں جس تک میری دعوت پہنچے۔ امام باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی کتاب یا وحی نازل نہ کی مگر زبان عربی میں۔ مگر وہ انبیاء کے کانوں میں اُنہی کی قوم کی زبان ولغت میں پہنچتی تھی اور ہمارے پیغمبرؐ کے گوش مبارک میں عربی ہی زبان میں پہنچتی تھی اور ہر شخص جو حضرتؐ سے باتیں کرتا اپنی ہی زبان میں کرتا، لیکن آنحضرتؐ کے کانوں میں عربی زبان میں اس کی باتیں پہنچتی تھیں۔ اور تمام آیتیں جو حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس لاتے حضرتؐ کے احترام و تعظیم کے سبب انکی طرف سے ترجمہ کیا کرتے تھے۔

روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا نے اپنی انگوٹھی امیر المومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ اس پر محمدؐ بن عبداللہ نقش کرالاؤ۔ جناب امیرؑ نے حکاک کو نقش کے لئے دے

ترجمہ، وہ جو (محمد ﷺ) رسول (اللہ) کی جو نبی اُمی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی۔ اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی۔ وہی مراد پانے والے ہیں ﴿۱۵۷﴾ (اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا) رسول) ہوں۔ (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر جو خدا پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ ﴿۱۵۸﴾ اور قوم موسیٰ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کا راستہ بتاتے اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾

سورۃ الاعراف

دی۔ اُس نے محمدؐ بن عبداللہ نقش کر دیا۔ دوسرے روز حضرت علیؑ نے انگوٹھی حکاک سے واپس لی تو دیکھا کہ اس پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے تجھ کو یہ کندہ کرنے کو تو نہیں کہا تھا۔ اُس نے کہا یا حضرتؑ آپ بجا فرماتے ہیں مجھ سے غلطی ہو گئی میرے ہاتھوں سے ایسا ہو گیا۔ امیر المومنینؑ وہ انگوٹھی آنحضرتؐ کے پاس لائے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور فرمایا میں محمدؐ بن عبداللہ بھی ہوں اور محمدؐ رسول اللہ بھی ہوں۔ دوسرے روز صبح کو جب اس کو دیکھا تو اس کے نیچے "علیاً ولی اللہ" بھی نقش تھا۔ حضرتؐ کو حیرت ہوئی۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے کہ اے میرے حبیبؐ جو تم نے چاہا تم نے نقش کیا اور جو ہم نے چاہا ہم نے نقش کیا۔ امام باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اُس کے نگینہ پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک پر: "لَآ اِلٰہَ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا تھا دوسری پر "صَدَقَ اللّٰہ" تحریر تھا۔ امام محمدؑ باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ تین کلاہ رکھتے تھے ایک یمینہ دوسری بیضا جو سفید تھی تیسری مضربہ تھی جس کے دو گوشے تھے جس کو جنگ کے موقع پر پہنتے تھے اور ایک چھوٹا عصا تھا جس پر آپ تکیہ کر لیا کرتے تھے۔ اور عید کے دنوں اپنے ہمراہ صحرا میں لے جایا کرتے تھے اور خطبہ پڑھتے وقت اُس پر تکیہ کرتے تھے اور ایک چھڑی تھی جس کو مشوق کہتے تھے اور ایک خیمہ تھا جس کو رکن کہتے تھے ایک پیالہ تھا جس کو متیعہ کہتے تھے اور ایک دوسرا پیالہ تھا جس کو ری کہتے تھے۔ حضرتؐ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز اور دوسرے کا سکب تھا۔ دو خچر تھے۔ ایک کو دُلدُل دوسرے کو شہبا کہتے تھے۔ دو

ترجمہ، وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے (محمد ﷺ) کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے ﴿۲﴾

اُونٹیاں تھیں عضبا و جذعا۔ چار تلواریں تھیں ذوالفقار، عون، مخذم اور سوم، ذوالفقار آسمان سے جبرئیلؑ لائے تھے جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ ایک ٹٹو تھا جس کو یعفو کہتے تھے۔ ایک عمامہ تھا سحاب نام۔ ایک زرہ تھی ذات الفضول جس کی تین کڑیاں چاندی کی تھیں ایک سامنے اور دو پیچھے۔ حضرتؐ کا ایک علم تھا جس کو عقاب کہتے تھے۔ ایک بار برداری کے لئے اُونٹ تھا دیباج نامی۔ ایک لِوا تھا جس کو معلوم کہتے تھے اور ایک خود تھا جس کو سعد کہتے تھے۔ ان تمام چیزوں کو حضرتؐ نے اپنی وفات کے وقت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور اپنی انگوٹھی اُتار کر ان کی انگشت مبارک میں پہنادی تھی۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک تلوار کے قائمہ میں مجھے ایک صحیفہ مِلا جس میں بے شمار علوم تھے۔ اُن میں یہ تین باتیں بھی تھیں کہ ایک اُس کے ساتھ تعلق قائم کرو جو تم سے تعلق قطع کرے۔ دوئم حق بات کہو اگرچہ تم کو نقصان ہی پہنچے، اور سوئم اس کے ساتھ احسان کرو جو تمہارے ساتھ بُرائی کرے۔ روایت ہے کہ رضائے سرورِ کائنات اس میں ہے کہ خدا آپؐ کے اہلبیتؑ کے ہمراہ آپؐ کے دوستوں اور محبّوں کو بہشت میں داخل کرے گا۔ منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِؐ خدا حضرت فاطمہؑ صلوات اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے، دیکھا کہ آپؑ چکّی چلا رہی ہیں اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ اُونٹ کا جُل ہوتا ہے۔ حضرتؐ یہ حال دیکھ کر روئے اور فرمایا اے فاطمہؑ دُنیا کی سختیاں آخرت کی ابدی نعمتوں کے عوض برداشت کرو۔ دوسری حدیث میں وارد ہے ہے خدا نے پیغمبرؐ کو وہ شہر و ملک دکھائے جو آپؐ کی اُمّت فتح کرے گی۔ حضرتؐ دیکھ کر خوش ہوئے تو خدا نے فرمایا کہ تمہارے واسطے آخرت دُنیا سے

ترجمہ، اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے۔ تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو۔ لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ اور بے شک (اے محمد ﷺ) تم سیدھا رستہ دکھاتے ہو ﴿۵۲﴾ سورۃ الشوریٰ

بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو اس قدر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار قصر ایسے بخشے ہیں جنکی زمین مشک کی ہے اور ہر قصر میں عورتیں اور خدمتگار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان ہے۔ منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ خداوندِ عالم نے کس سبب سے آنحضرتؐ کو یتیم کر دیا اور آپؐ کے ماں باپ کو آپؐ کی کم سنی میں دُنیا سے اُٹھالیا؟ فرمایا اس لئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ اس لئے یتیم کر دیا تھا کہ سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی اطاعت واجب و لازم نہ ہو۔ "تم یتیم تھے" کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکتا کمالات میں مثل درّ یتیم کے ہو۔ خدا نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرجع خلائق بنایا اور تم لوگوں میں گمنام تھے۔ لوگ تم کو نہیں پہنچانتے تھے اور تمہاری قدر و منزلت نہیں سمجھتے تھے تو اہلِ دُنیا کو ہدایت کی تاکہ تم کو پہنچانیں اور خلائق کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے غنی کر دیا۔ اے رسولؐ تم کو عائل یعنی مفلس و تہی دست پایا تو خدا نے خدیجہؓ کے مال سے اور کافروں کی غنیمتوں سے غنی کر دیا۔ واضح ہو کہ اس میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ "کیا خدا نے تم کو یتیم بغیر باپ ماں کے نہیں پایا تو عبدالمطلبؑ اور ابو طالبؑ کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیّت و حفاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو گم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے مکّہ کے دروں میں گم ہو گئے تھے"۔

جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آپؐ کی عظمت ظاہر ہوتی تھی اور سینۂ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرۂ اقدس سے نور درخشان تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمر سے اُوپر کچھ بلندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے۔ سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت گھنگھریالے تھے نہ

ترجمہ، تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو ﴿۲۱﴾ سورۃ الأحزاب

بالکل سیدھے کھڑے کھڑے۔ اکثر اوقات کان کی لوَ سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو بیچ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے اور سر کے دونوں طرف بالوں کو ڈال لیا کرتے تھے۔ آپؐ کا چہرہ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ، ابرو باریک کمان کی طرح کھنچے ہوئے اور باہم ملے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملے ہوئے تھے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصّہ کے وقت پھول جاتی اور اُبھر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ کی ناک کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے اُٹھی ہوئی جس سے ایک نُور چمکتا تھا۔ ریش مُبارک گھنی ہوئی جس کے بال برابر ادھر اُدھر نکلے ہوئے نہ تھے۔ دہن اقدس بالکل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوئے تھے۔ اور آپکی گردن صفائی درخشندگی اور استقامت میں چاندی کی گردن کی طرح تھی جو بنائی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپؐ کے جسم کے تمام اعضا نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جوڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے۔ یہ شجاعت و قوت کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان سے ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکدار خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا ہوا ہو۔ ان کی صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپؐ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں سے خالی تھے۔ آپؐ کے ہاتھوں اور شانوں پر بالوں تھے۔ کلائیاں چوڑی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ پیر مضبوط تھے۔ یہ صفتیں مردوں کے لئے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انگلیاں لمبی، بازو اور پنڈلیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے تلوے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں خالی تھے جو زمین پر نہ لگتے تھے۔ پشت پا صاف و نرم

ترجمہ، وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا (۷۱)

سورۃ الاحزاب

تھیں اس حد تک کہ اگر اُن پر پانی کا ایک قطرہ گرتا تو رُکتا نہ تھا، راستہ چلنے میں مغروروں کی طرح پیروں کو زمین پر کھینچتے نہ تھے بلکہ اُٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے جیسے کی بلندی سے اُترتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن ٹیڑھی نہ کرتے۔ قدم دُور دُور رکھتے مگر متانت دو قار کے ساتھ رکھتے۔ کسی سے گفتگو کرتے تو صاحبانِ دولت کے مانند گوشۂ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ پورے جسم کے ساتھ اُس کی طرف مڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ دیکھتے۔ نظر کرنے میں پوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ سلام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت غور و فکر میں رہتے کبھی غور و خوض اور کسی شغل سے خالی نہ رہتے۔ بلا ضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کرنے میں پورا دہن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔ کلمات جامع ہوتے۔ جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے، کلام میں زیادتی نہ ہوتی۔ اظہار مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے۔ سختی و درشتی آپؐ کے خُلق کریم میں مطلق نہ تھی۔ کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کسی نعمت کی مذمّت نہ کرتے، لیکن دُنیائے فانی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی غصّہ نہ کرتے لیکن ایسے حق کے بارے میں جو ضائع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لئے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپؐ کو پہچان نہ سکتا، اور آپؐ کے غضب کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ حصولِ حق کے لئے انتقام لے کر حق کو جاری فرما لیتے۔ کسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرتے، تعجّب کے موقع پر ہاتھ اُٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی داہنے کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب خدا کے لئے غصّہ فرماتے تو بہت اظہار کرتے۔ جب خوش

ترجمہ، کہہ دو کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم۔ (ہاں) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو سیدھے اسی کی طرف (متوجہ) رہو اور اسی سے مغفرت مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے

سورۃ حٰم السجدۃ ٦

ہوتے تو آنکھیں جُھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کا ہنسنا تبسّم تھا اور ہنسنے کی آواز مشکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی کبھی ہنسنے میں دندانہائے نورانی شبنم کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیّت میں اوقات تین حصوّں میں تقسیم کرر کھا تھا۔ ایک حصّہ عبادتِ خالق کے لئے، ایک حصّہ ازواج کے لئے اور ایک حِصّہ اپنی ذات کیلئے۔ جو وقت جس کام کے لئے ہوتا اس میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصّہ اپنے واسطے مخصوص فرمایا تھا وہ دوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لئے باقی نہ رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزّت دین میں اُس کے علمِ اور اُس کی فضیلت کے مطابق کرتے اور اُن کی ضرورت کے موافق انکی طرف متوّجہ رہتے اور جو کچھ اُن کے فائدہ اور اُمّت کی اصلاح کیلئے ضروری ہوتا بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کو موجود لوگ جو مجھ سے سُن رہے ہیں اُن لوگوں تک پہنچادیں جو موجود نہیں ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مجھ سے بیان کرو جو خود مجھ تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے۔ بے شبہ جو شخص کسی کی حاجت کسی بادشاہ تک پہنچاتا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوندِ عالم روزِ قیامت اس کو ثابت قدم رکھے گا۔ ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرتؐ کی مجلس میں کوئی دوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرتؐ کسی کی لغزش اور گفتگو میں غلطی پر مؤاخذہ نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ آپ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور رخصت ہوتے تو علم کی حلاوت و شیرینی لیکر جاتے اور دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے تھے۔ یہ حالات تو آنحضرتؐ کے گھر جانے کے تھے جب حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دلجوئی فرماتے اُن سے نفرت نہیں کرتے تھے ہر قوم کے بزرگ کی عزّت کرتے اور اس کو اس کی قوم پر والی بنادیتے۔ لوگوں کے شر سے

ترجمہ، میری طرف تو یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں ﴿۷۰﴾ سورۃ ص

پرہیز کیا کرتے لیکن اُن سے علیٰحدگی اختیار نہ فرماتے، اور اُن کے ساتھ خوشخوئی وخوش مزاجی میں کمی نہ کرتے۔ اپنے اصحاب سے ملتے رہتے اور اُن کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ اُن کی جو اچھی باتیں لوگوں میں مشہور ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ ترغیب دیتے اور اُن کی بُرائیوں کو ان کی نگاہوں میں بُرا ثابت کرکے اُن کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپؐ کے تمام کام اعتدال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے تاکہ وہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ نیک لوگوں کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک زیادہ صاحبِ فضل و شرف وہ تھا جس کی خیر خواہی مسلمانوں کے حق میں زیادہ ہوتی، اور سب سے زیادہ بزرگ وہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ نیکی واحسان کیا کرتا۔ حضرتؐ کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اُٹھتے مگر ذِکرِ خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرماتے۔ جب کسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے، اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہلِ مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزّت کے ساتھ التفات فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دُنیا میں مجھ سے زیادہ حضرتؐ کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی نہیں۔ جس کے ساتھ بیٹھتے جب تک وہ خود نہ اُٹھتا حضرتؐ بھی نہ اُٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو حتے الامکان روا کردیتے تھے۔ ورنہ اس سے شیریں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کرلیتے آپؐ کا خلقِ عمیم تمام دُنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس اقدس بردباری، حیا، سچائی اور امانت سے پُر ہوتی، اُس میں شور و غل نہیں

ترجمہ، کہہ دو کہ میں تم کو حکمِ خدا کے مطابق نصیحت کرتا ہوں۔ اور بہروں کو جب نصیحت کی جائے تو وہ پکار کر سنتے ہی نہیں ﴿۴۵﴾

ہوتا تھا، کسی کی بُرائیاں نہیں بیان کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اِس کا ذِکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عدل وانصاف اور نیکی واحسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دوسرے کو تقوٰے وپرہیز گاری کی وصیّت کرتا اور آپس میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ کرتے۔ بُوڑھوں کی عزّت کرتے چھوٹوں پر رحم کرتے اور صاحب حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے، غریبوں کی رعایت کرتے۔

آنحضرتؐ کی عادت اہلِ مجلس کے ساتھ یہ تھی کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خو رہتے، کسی کو آپؐ کی ہمنشینی سے زحمت وتکلیف نہ ہوتی۔ آپؐ تند مزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے۔ لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلافِ مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے کوئی شخص آپؐ سے نااُمید نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی اُمید آپؐ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ کسی سے لڑتے نہ تھے بہت باتیں نہ کرتے۔ جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف التفات نہ کرتے۔ کسی کی مذمّت نہ کرتے کسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے۔ کسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے اُس کے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی۔ جب حضرت گفتگو کرتے تو اہلِ مجلس سر جُھکا کر اس طرح خاموش و ساکت ہو جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر طیور بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کے سامنے لوگ شور وغل اور آپس میں تکرار نہ کر سکتے۔ اگر ایک شخص بات کرتا تو دوسرے لوگ خاموش ہو کر غور سے سُنتے، اس کی باتوں کے خلاف کلام نہ کرتے۔ حضرتؐ لوگوں کے ساتھ اُن کے ہنسنے اور تعجّب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور دیہاتیوں کے خلاف ادب برتاؤ پر صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرتؐ کی مجلس میں لاتے اور وہ سوال کرتے اور مستفید ہوتے۔ آنحضرتؐ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر

ترجمہ، (اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو! میں تم کو کھلم کھلا نصیحت کرنے والا ہوں ﴿۴۹﴾ سورۃ الحج

کسی حاجتمند کو دیکھو تو میرے پاس لاؤ۔ حضرتؐ کو خوشامدانہ مدح و ثنا پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرتؐ نے کچھ احسان فرمایا ہوتا۔ آپؐ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وہ گفتگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے اُٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرتؐ جب سکوت فرماتے تو چار وجہوں کے سبب۔ حلم، جو جاہلوں کے مقابلہ میں ہوتا جبکہ وہ نامناسب اور بیہودہ بات کرتے۔ یا اس کے ضرر سے، محفوظ رہنے کے لئے سکوت فرماتے، یا ہر شخص کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوتا، یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قدر و منزلت کا لحاظ یہ کہ تمام اہل مجلس پر یکساں التفات فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجّہ سے سُنتے۔ اور غور و فکر دُنیائے فانی اور دار بقا کے بارے میں ہوا کرتا۔ حضرتؐ کی ذات حلم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپؐ کو غضبناک نہیں کرتی تھی اور کوئی چیز آپؐ کو بے چین نہیں کرتی تھی۔ چار باتیں آپؐ کی احتیاط و پرہیز کی تھیں۔ نیکیوں کا کرنا تاکہ لوگ آپؐ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک کرنا تاکہ لوگ ترک کردیں۔ جس امر میں اُمّت کا فائدہ ہو اُس میں زیادہ کوشش کرنا، ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمّت کے لئے دُنیا و آخرت کی بہتری ہو۔ امام باقرؑ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہِ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں، لیکن دل بیدار رہتے ہیں اور میں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اُسی طرح سر کے پیچھے سے دیکھتا ہوں لہٰذا نماز میں اپنی صفیں دُرست رکھو ورنہ خداوندِ عالم تمہارے دِلوں میں باہم مخالفت پیدا کردے گا۔ منقول ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہریسہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوت مجامعت آنحضرتؐ میں پیدا ہوگئی، ایک اور روایت کے مطابق کہ پیغمبرؐ نے دردِ پُشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔

ترجمہ، اگر تم کو اس (کتاب کے) بارے میں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ تم سے پہلے کی (اُتری ہوئی) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۹۴) سورۃ یونس

ترجمہ، کہہ دو کہ میں تو صرف ہدایت کرنے والا ہوں۔ اور خدائے یکتا اور غالب کے سوا کوئی معبود نہیں ﴿٦٥﴾ سورۃ ص

ترجمہ، تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے ﴿١﴾ کہ تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں ﴿٢﴾ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں ﴿٣﴾ یہ تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے ﴿٤﴾ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا ﴿٥﴾ (یعنی جبرائیل) طاقتور نے پھر وہ پورے نظر آئے ﴿٦﴾ اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے ﴿٧﴾ پھر قریب ہوئے اور آور آگے بڑھے ﴿٨﴾ تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم ﴿٩﴾ پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا ﴿١٠﴾ جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ مانا ﴿١١﴾ کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو؟ ﴿١٢﴾ اور انہوں نے اس کو ایک بار بھی دیکھا ہے ﴿١٣﴾ پرلی حد کی بیری کے پاس ﴿١٤﴾ اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے ﴿١٥﴾ جب کہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ﴿١٦﴾ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی ﴿١٧﴾ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ﴿١٨﴾ سورۃ النّجم

حنظلہ اور اصحاب رس کے حالات

حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ قبیلۂ بنی تمیم کے اشراف میں سے ایک شخص جس کو عمَرہ کہتے تھے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آپ کی شہادت سے تین روز پہلے آیا اور عرض کی مولا مجھے آگاہ فرمائیے کہ اصحاب رس کا کیا قصّہ ہے؟ وہ کس زمانے میں تھے اور کس مقام کے رہنے والے تھے؟ اُن کا باشادہ کون تھا اور خدا نے اُن کی جانب کس پیغمبر کو برائے ہدایت بھیجا تھا یا نہیں؟ وہ کس طرح ہلاک ہوئے اس لئے کہ ہم کتاب خدا میں اُن کو ذکر تو پاتے ہیں مگر ان کے حالات اس میں درج نہیں ہیں۔ امیر المومنین علیؑ ابن ابو طالب نے فرمایا کہ تو نے وہ بات دریافت کی کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تھی اور میرے بعد کوئی اُن کے حالات بیان بھی نہیں کر سکتا مگر یہ کہ مجھ ہی سے روایت کرے گا۔ کتاب خدا میں کوئی آیت ایسی نہیں کہ جس کی تفسیر میں نہ جانتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ کون سی آیت کہاں نازل ہوئی کِس مقام پر نازل ہوئی، دن میں یا رات میں نازل ہوئی۔ پھر اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس میں بے انتہام علم بھرا ہوا ہے جس کے طلب کرنے والے بہت کم ہیں اور میرے بعد پچھتائیں گے کہ کیوں نہ حاصل کیا۔

اے برادر اُن کا قصّہ یہ کے کہ وہ (اصحاب رس) ایک گروہ تھے جو درخت صنوبر کی پرستش کیا کرتے تھے جس کو شارہ درخت کہتے تھے، جس کو یافث پسر نوحؑ نے ایک چشمہ کے کنارے بویا تھا اس چشمہ کو روشاب کہتے تھے جو بعد طوفان نوح حضرت نوحؑ کے لئے جاری ہوا تھا۔ اُن لوگوں کو اصحاب رس اس لئے کہتے تھے کہ انہوں نے خدا کے ایک پیغمبر کو حضرت سیلمانؑ کے بعد زندہ زمین میں دفن کر دیا تھا۔ وہ ایک نہر کے کنارہ بارہ شہروں میں آباد تھے وہ نہر جس کو رس کہتے تھے۔ وہ بلاد مشرق میں واقع تھی۔ جس کو اس زمانہ میں ارس کہتے ہیں اور اُن لوگوں کو اُسی نہر کی مناسب سے اصحاب رس کہتے تھے۔ اُس زمانے میں کوئی

نہر میٹھے پانی سے لبریز اس نہر سے بہتر روئے زمین پر نہ تھی اور نہ ان کے شہروں سے بہتر اور زیادہ آبادہ دنیا میں کوئی اور شہر تھا۔ اُن کے شہروں کے نام آبان، آرزو دی بہمن، اسفندر، فروردین، اُردی، بہشت، خورداد، مداد، بتر، مہر اور شہر پور تھے۔ ان میں سب سے بڑا شہر اسفندر تھا جو ان کے بادشاہ کا پایہ تخت تھا اور ترکوذ پسر غابور پسر بارش پسر سازن پسر نمرود بن کنعان باشادہ تھا (وہ نمرود) جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں تھا اور وہ چشمہ اور وہ درخت صنوبر اسی شہر میں واقع تھا اور اُن شہروں میں سے ایک شہر میں اس درخت صنوبر کے تخمی پھل کے بیج بوئے تھے اور اس چشمہ سے جو بڑے صنوبر کے درخت کے قریب جاری تھا ایک نہر بنائی تھی جو ان درختوں کو سیراب کرتی تھی جو اُن بیجوں سے اُگے تھے یہاں تک وہ سب درخت بڑے ہو گئے اور اُن چشموں اور نہروں کے پانی جو اُس چشمے سے نکالے گئے تھے اپنے اور اپنے چوپایوں کس لئے حرام کرر کھا تھا اور اُن چشموں کا پانی نہیں پیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان چشموں کے پانی ہمارے خداؤں کی زندگی کا سبب ہیں اور مناسب نہیں کہ کوئی اپنے خداؤں کی زندگی کا پانی (پی کر) کم کرے بلکہ وہ خود اور اُن کے مویشی نہر رس سے پانی پیتے اور استعمال کرتے تھے جس کے کنارے ان کے شہر آباد تھے اور ہر مہینے ایک ایک شہر میں عید منائی جاتی تھی اور جس شہر میں عید مناتے تھے اُس کے باشندے اُس صنوبر کے پاس حاضر ہوتے جو اُن کے شہر میں ہوتا اور اُس پر ریشمی پردہ ڈالتے جس پر مختلف صورتیں بنی ہوتی تھیں اور گایوں اور بھیڑیوں کی اُس درخت صنوبر کے لئے قربانی کرتے تھے اور لکڑیاں جمع کر کے اُن قربانیوں میں آگ لگا دیتے۔ جب دھوآں اور اُن کے بخارات ہوا میں بلند ہوتے اور آسمان چھپ جاتا تو وہ سب کے سب اُس درخت کو سجدہ کرتے روتے اور گریہ وزادی کرتے تا کہ وہ درخت اُن سے راضی ہو۔ اُس وقت شیطان آکر اُس درخت کی ڈالیوں کو ہلاتا اور درخت کے تنہ سے ایک لڑکے کی سی آواز میں بولتا اور کہتا کہ میرے بندو میں تم سے راضی ہوا تمہارے دل مسرور اور آنکھیں روشن ہوں۔ یہ سُن کر وہ سجدے سے سر اُٹھاتے اور شراب پیتے اور دف وغیرہ بجاتے اور گاتے اور تمام رات و دن عیش و طرب میں بسر

کرتے تھے دوسرے دن اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے تھے۔ اسی وجہ سے عجم کے لوگوں نے اپنے مہینوں کے یہ نام رکھے ہیں۔ چنانچہ ابانماہ اور آذرماہ ان شہروں کے نام کی مناسبت سے مہینون کے نام ہیں۔ چونکہ ہر مہینے میں کسی ایک شہر میں عید ہوتی تھی لہذا کہتے تھے کہ یہ فلان شہر کی عید ہے اور ان مہینوں کے نام اُن شہروں کے نام پر مشہور ہوئے اور جب اُن کے سب سے بڑے شہر کی عید ہوتی تو ہر چھوٹے اور بڑے اس شہر میں جاتے اور اُس بڑے درخت صنوبر اور اُس چشمہ کے پاس حاضر ہوتے اور ایک بڑی ریشمی پردہ جس پر طرح طرح کی صورتیں بنی ہوئی ہوتیں اُس درخت پر ڈال دیتے اور سراپردہ کے سامنے بارہ درگاہ بناتے کہ ہر درگاہ اُن کے بارہ شہروں میں سے ایک شہر والوں کے لئے مخصوص تھے اور پردہ کے باہر سے اُس درخت صنوبر کو سجدہ کرتے اور اُس کے واسطے قربانیاں کرتے اتنی ہی قربانیاں جتنی ہر درخت کے لئے الگ الگ کرتے تھے پھر ابلیس ملعون آکر اُس درخت کو بلاتا اور اُس میں سے آواز دیتا اور اُن سے کلام کرتا۔ اُن سے وعدے کرتا اور اُن شیطانوں سے زیادہ امیّدیں دلاتا جو دوسرے درختوں کے شیاطین ان کو امیّدیں دلاتے تھے۔ پھر وہ لوگ سجدہ سے سر اُٹھاتے اور خوب شراب پیتے اور عیش و عشرت میں بارہ روز تک تمام سال کی عیدوں کے برابر گذارتے پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے۔

جب ان کا کفر وطغیان حد سے بڑھ گیا تو خداوند عالم نے بنی اسرائیل میں سے ایک رسول اُن کی طرف بھیجا جو ان کو خدا کی معرفت اور اس کی عبادت کی ہدایت کرتا لیکن وہ اس کی پیروی سے انکار ہی کرتے رہے۔ جب پیغمبر نے دیکھا کہ وہ اپنے کفر وضلالت میں غرق ہیں اور پیغمبر کی نصیحت وہدایت سے اپنے خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور اپنی بھلائی و نیکی کی جانب رُخ نہیں کرتے تو جب اُن کے سب سے بڑے شہر کی عید کا زمانہ آیا۔ بارگاہ الٰہی میں مناجات کی کہ خداوندا تیرے یہ بندے میری تکذیب اور تیری ذات سے انکار کے سوا کوئی امر نیک اختیار نہیں کرتے۔ لہٰذا جس درخت کو پوجتے ہیں تو اُسے خشک کردے اور اپنی

قوت و طاقت ان کو دکھادے۔ اس دُعا کا یہ اثر ہوا کہ دوسرے روز صبح کو اُن گمراہوں نے دیکھا کہ ان کے تمام درخت خشک ہو گئے ہیں۔ جس سے وہ بہت مستعجب اور خوفزدہ ہوئے اور اُن میں دو گروہ ہو گئے، ایک کہتا تھا کہ یہ مرد جو خدائے آسمان و زمین کی پیغمبری کا دعوےٰ کرتا ہے اس نے جادو کر دیا ہے تا کہ تمہاری روزی جو تمہارے خداؤں کی جانب سے ملتی ہے۔ اپنے خدا کی جانب سے قرار دے اور دوسرا گروہ کہتا تھا ایسا نہیں بلکہ تمہارے خداؤں کو تم پر غصہ آگیا ہے اس سبب سے کہ یہ مرد اُن کے عیوب بیان کرتا ہے اور ان کی مذمت کرتا ہے اور تم اس کو منع نہیں کرتے اس سبب سے اپنی تازگی اور شگفتگی تم سے پوشیدہ کر لی ہے تا کہ تم اُن کی وجہ سے اس مرد غضبناک ہو۔ اور اس سے انتقام لو۔ یہ سوچ کر اُن گمرہوں نے اپنے پیغمبر کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور مار ڈالنے پر متفق ہو گئے اور سیسے کے بہت سے نلکے بنائے۔ بہت چوڑے اور کشادہ اور ایک دوسرے میں جوڑ جوڑ کر اُس چشمۂ بزرگ کی تہہ تک لے گئے اور اُن نلکوں میں سے پانی نکال کر اُس کے اندر گئے اور اندر ایک بڑا گہرا کنواں کھودا اور پیغمبرؑ کو اُسی کنوئیں میں ڈال کر کنوئیں کے مُنہ پر ایک بہت بڑا پتھر رکھ دیا۔ اور باہر نکل آئے پھر اُن نلکوں کو چشمے سے نکال لیا کہ پانی اُس کنوئیں کے اوپر سے چشمے کی سطح تک برابر جاری ہو گیا۔ اُس وقت کہنے لگے کہ اب ہمارے خدا ہم سے راضی ہو گئے ہوں گے کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ ہم نے اُس شخص کو مار ڈالا جو ان کی مذمت کرتا تھا اور سب سے بڑے خدا (صنوبر) کے نیچے اس کو ہم نے دفن کر دیا۔ ممکن ہے اب اُن کی تازگی و طراوت ہمارے واسطے واپس آجائے اور اس روز تمام دن پیغمبر کے فریاد و نالہ کی آواز سنتے رہے کہ وہ اپنے خدا سے دُعا کرتے تھے کہ بارالٰہا تو میری اس تنگ جگہ کو اور میرے غم واندوہ کو دیکھ رہا ہے میری بیکسی اور بیچارگی پر رحم کر اور میری روح کو جلد قبض کر لے اور اس میں تاخیر مت کر۔ یہاں تک کہ وہ مظلوم پیغمبر رحمت الٰہی سے واصل ہوئے صلوات اللہ علیہ۔ اُس

ترجمہ، اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو بھی (ہلاک کر ڈالا) ﴿۳۸﴾ سورۃ الفرقان

وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی کی کہ یہ میرے بندے بہت سرکش ہو گئے ہیں اور میرے عذاب سے لاپرواہ اور مطمئن ہیں میرے غیر کی عبادت کرتے ہیں اور انہوں نے میرے پیغمبر کو مار ڈالا۔ کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے عذاب کا مقابلہ کرلیں گے یا میرے ملک اور بادشاہی سے باہر نکل سکتے ہیں حالانکہ میں اپنے ہر نافرمان سے اور عذاب سے نہ ڈرنے والے سے انتقام لینے والا ہوں۔ مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم ہے کہ میں ان لوگوں کو (اس طرح معذب کروں گا کہ) تمام عالم کے لئے (ان کا حال) عبرت و نصیحت قرار پاجائے۔ غرضکہ وہ بدستور اپنی عید منانے میں مشغول تھے کہ ناگاہ ایک سُرخ ہوائے تند اُن پر آئی جس سے وہ سب متعجب ہوئے اور ڈر کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے پھر خدا نے زمین کو اُن کے پیروں کے نیچے جلتا ہوا (پگھلا ہوا) گندھک بنادیا اور ایک سیاہ ابر اُن پر چھا گیا جس سے آگ برسنا شروع ہوئی جس نے اُن کے بدنوں کو پگھلا کر پانی بنادیا جیسے سیسہ آگ میں پگھل کر پانی ہوجاتا ہے (امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ) میں خدا کے غضب سے اُسی کی پناہ چاہتا ہوں (طاقت و قوت خدائے بزرگ و بلند ہی کے ساتھ ہے)

دوسری روایت کے مطابق اصحاب رس وہ گروہ تھے جنہوں نے اپنے پیغمبر کو کنوئیں میں ڈالا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ چوپایوں کے مالک تھے ایک کنواں بنا رکھا تھا جس کے چاروں طرف بیٹھتے تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ خدا نے حضرت شعیبؑ پیغمبر کو ان کی طرف بھیجا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت کی تکذیب کی تو اُن کا کنواں خراب و برباد ہو گیا اور وہ سب زمین کے اندر دھنس گئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے لئے خدا نے ایک پیغمبر بھیجا تھا جن کا نام حنظلہ تھا۔ انہوں نے پیغمبر کو مار ڈالا اس لئے ہلاک ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ رس ایک کنواں ہے انطاکیہ میں انہوں نے حبیب نجّار کو قتل کر کے اس کنوئیں میں ڈالا دیا تھا۔ اُن کی عورتیں باہم مساحقہ کرتی تھیں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ (کس قدر بڑا کنواں معطل تھا اور کیسے محکم محل تھے جن کے رہنے والے ہلاک ہوئے اور وہ سب

ویران و برباد ہو گئے بعض کا قول ہے کہ وہ ایک کنواں حضر موت میں تھا اور اس شہر میں حاضو کہتے تھے وہاں وہ چار ہزار اشخاص آباد ہوئے تھے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے۔ حضرت صالحؑ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ جب اُس جگہ وہ لوگ آباد ہو گئے تو حضرت صالحؑ برحمت الٰہی واصل ہوئے۔ اس سبب سے اُس مقام کو حضرت موت کہنے لگے۔ پھر ان کی نسلیں بڑھیں اور ان کی کثرت ہوئی تو انہوں نے سرکشی شروع کی اور بتوں کو پوجنے لگے۔ پھر خدا نے ان کی طرف ایک پیغمبر کو بھیجا جن کا نام حنظلہؑ تھا۔ ان ظالموں نے ان کو بر سر عام بازار میں مار ڈالا۔ تو خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ وہ سب کے سب مر گئے اُن کا کنواں معطل و بیکار ہو گیا اور ان کے بادشاہ کا محل تباہ ہو گیا۔ (غرض کہ بے شمار روایتیں ہیں مگر ایک روایت جو نیچے دی جا رہی ہے یہ کچھ مختلف تھی اس لئے یہاں پر ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں)

ایک اور روایت ملتی ہے کہ اصحاب رس وہ جماعت تھی جن کی عورتیں آپس میں مساحقہ کرتی تھیں (جیسے مرد آپس میں اغلام کرتے ہیں) اس لئے خدا نے اُن کو اپنے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ دوسری روایت کے مطابق کہ اصحاب رس دو گروہ تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ وہ جماعت تھی جو نہر کے پاس آباد تھی اور اُن کو اصحاب رس کہتے تھے۔ اُن میں خدا نے بہت سے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور کوئی دن ایسا نہ تھا جس میں کسی پیغمبر نے ان کی ہدایت نہ کی ہو اور انہوں نے اس کو نہ مار ڈالا ہو۔ وہ نہر آوز بائجان وارمینہ کے درمیان آذر بائجاں کی آخری حد تک جاری تھی اور وہ سب چلیپ کی پرستش کرتے تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق باکرہ لڑکیوں کو پرستش کرتے تھے۔ جب تیس سال پورے ہو جاتے تو اس لڑکی کو مار ڈالتے اور دوسری لڑکی کو خدا بنا لیتے تھے۔ اُس نہر کی چوڑائی تین فرسخ تھی۔ وہ ہر شب و روز میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ اُن کے پہاڑوں کی نصف بلندی تک پہنچ جاتی لیکن اس کا پانی دریا یا میدانوں میں نہیں جاری ہوتا بلکہ اُن کی آبادی کی حدوں تک پہنچ کر ٹھہر جاتا تھا اور پھر ان کے شہروں میں گشت کرتا پھرتا تھا۔ خدا نے ایک

مہینے میں تیس پیغمبر اُن کے لئے بھیجے انہوں نے سب کو قتل کر ڈالا تو خدا نے ایک پیغمبر کو بھیجا جس کے ساتھ اپنی نصرت بھی قائم رکھی تو اُس پیغمبر نے اُن سے جہاد کیا جو حق تھا جہاد کا۔ ان لوگوں نے اُس کا مقابلہ کیا اور اس کے دفع کرنے میں جب مشغول ہوئے تو خدا نے میکائیلؑ کو بھیجا اُس وقت اُن کے دانہ بونے کا زمانہ تھا اور پانی کی بیحد ضرورت ہوا کرتی تھی۔ حضرت میکائیلؑ نے اُن کی نہروں کا پانی دریا کی طرف پھیر دیا۔ سب پانی دریا میں چلا گیا اور اس نہر سے جس قدر چشمے نکلتے تھے اُن سب کی طرف دیواریں کھڑی کر دیں اور میکائیلؑ کے ساتھ پانچ ہزار فرشتے تھے جنہوں نے وہ پانی جو نہر میں باقی رہ گئے تھا نکال کر دریا میں ڈال دیا اور نہر کو خالی کر دیا۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھیجا، انہوں نے اُن تمام نہروں اور چشموں کو خشک کر دیا جو اُن کے شہروں میں تھے اور ملک الموت کو بھیجا جنہوں نے اُن تمام مویشیوں کو مار ڈالا اور باد شمال و جنوب اور صبا و دیور کو حکم دیا کہ اُس نے اُن کے تمام مال و کپڑے وغیرہ کو پراگندہ کر دیا اور پہاڑوں اور دریاؤں میں ڈال دیا اور زمین کو حکم دیا تو اُس نے اُن کے تمام ظروف اور سیم وزر کو نگل لیا۔ وہ سب زمین کے اندر ہیں اور قائم آل محمدؐ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ جب صبح ہوئی تو وہ سب بیدار ہوئے اور دیکھا کہ ان کے نہ مال ہیں نہ مویشیاں ہیں، نہ پانی ہے نہ دانہ ہے، نہ لباس و فرش و ظروف وغیرہ ہیں تو ان میں سے بہت تھوڑے خدا پر ایمان لائے اور خدا نے ان کی ہدایت کی۔ ایک غار کی جانب جو ایک پہاڑ میں تھا جس کا راستہ ان سے قریب تھا تو وہ اس غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے نجات پائی وہ اکیس مرد اور چار عورتیں اور دس لڑکے تھے اور صہ جو اپنے کفر و طغیان پر باقی رہے۔ چھ لاکھ آدمی تھے جو بھوک اور پیاس میں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ ایک بھی باقی نہ بچا پھر تھوڑے لوگ (۳۵ آدمی) جو ایمان لائے تھے اپنے گھروں کو واپس آئے دیکھا کہ سب ویران و تباہ ہو چکے ہیں اور اہل شہر سب فنا ہو چکے ہیں تو نہایت خلوص سے نجات و رہائی بخشنے والے کی بارگاہ میں گریہ وزاری اور فریاد کی کہ پروردگار عالم پانی و زراعت اور مویشیاں بقدر ضرورت عطا کر دے کہ اُن کی سرکشی کا باعث ہو اور قسم کھائی اور عہد و اقرار کیا کہ اگر خداوند عالم کوئی

رسول اُن کے لئے مبعوث فرمائے۔ تواُس کی مدد کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے چونکہ خداوند عالم ان کے نیتوں کے سچائی جانتا تھااس لئے اُن پر رحم فرمایااور ان کی نہریں جاری کر دیں اور جس قدر انہوں نے مانگا اس سے زیادہ عطا فرمایا پھر وہ لوگ ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہے یہاں تک کہ وہ ختم ہوگئے اور ان کی نسل سے ایک گروہ پیدا ہوا جو ظاہر میں اطاعت و عبادت کرتے تھے اور حقیقت میں منافق تھے۔ خدانے ان کو بھی مہلت دی یہاں تک کہ ان لوگوں نے بھی بڑی نافرمانیاں کیں اور خدا کے دوستوں کو مخالفت و دشمنی میں مشغول رہے تو خدانے ان کے دشمن کواُن پر مسلط کر دیا جس نے بہتوں کو قتل کرڈالا اور جو باقی رہ گئے خدانے ان میں دبائے طاعون پھیلادیا جس سے سب کے سب مر گئے اور کوئی باقی نہ رہا۔ ان کی نہریں اور عمارتیں دوسو سال تک خراب و ویران پڑی رہیں آخر خدانے دوسرے ایک گروہ کولاکراُن کے مکانوں میں آباد کیا۔ وہ لوگ مدتوں مطیع و فرمانبردار رہے اس کے بعد اُن میں بھی فساد شروع ہوااور وہ لوگ بھی بدکاریاں کرنے لگے۔ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور عورتوں کو ہدیے اور تحفہ کے طور پر اپنے ہمسایوں دوستوں اور ساتھیوں کو دیتے تھے کہ اُن سے بدکاری کریں اور اس کو صلہ واحسان سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس سے بدتر عمل کے مرتکب ہونے لگے۔ مرد مردوں سے لواطہ کرنے لگے اور عورتوں کو ترک کر دیا۔ عورتوں پر جب خواہش نفسانی غالب ہوئی تو وہ بھی آپس میں مساحقہ کرتیں جس طرح مرد آپس میں بدفعلی کرتے تھے۔ (اُن عورتوں کو اس عمل بد کی تعلیم ایک ملعونہ جس کا نام وَلْہَاث تھا اس نے دی اور یہ عمل قبیح اس کی تعلیم سے رونما ہوا)۔ تو خدانے اُن پر ایک بجلی کو مسلط فرمایا۔ ابتدائی شب میں اور رات کے آخری حصّہ میں زمین کے اندر دھنسنا شروع کیا اور زمین سے نہایت ڈراؤنی آواز بلند ہوتی رہی یہاں تک کہ طلوع آفتاب تک اُن میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔

ترجمہ، ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئیں والے اور ثمود جھٹلا چکے ہیں (۱۲) سورۃ ق

حضرت شعیا اور حضرت حیقوق علیہ السّلام کے حالات

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت شعیاؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا وہ (اور اس کی رعایا) سب خدا کے فرمانبردار تھے مگر بعد میں دین میں بدعتیں کرنے لگے۔ حضرت شعیاؑ نے ہر چند ان کو نصیحت کی خدا کے عذاب سے ڈرایا کچھ فائدہ نہ ہوا تو خدا نے بادشاہ بابل ان پر مسلط کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تو خدا سے توبہ واستغفار کی تو خدا نے حضرت شعیاؑ پر وحی کی کہ میں نے اُن کے باپ داداؤں کی نیکی واطاعت گذاری کی وجہ سے ان کی توبہ قبول کی۔ اُن کے بادشاہ کی پنڈلی میں ایک پھوڑا تھا جس میں ناسور ہو گیا تھا اور وہ خدا کا فرمانبردار اور نیک بندہ تھا تو خدا نے شعیاؑ کو وحی فرمائی کہ بادشاہ کو حکم دیں کہ وہ وصیت کرے اور اپنے اہل میں سے کسی کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کردے میں فلاں روز اس کی روح قبض کرلوں گا۔ حضرت شعیاؑ نے خدا کا یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا تو بادشاہ نے تضرع وزاری کے ساتھ دعا اور مناجات کی کہ پالنے والے تو نے مجھ پر روز اوّل (ولادت کے دن) ہی سے احسان و کرم فرمایا کہ ہر چیز میرے لئے مہیا فرمادی (بادشاہی عطا کردی) اس کے بعد بھی تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھتا ہوں مجھے صرف تجھ پر بھروسا ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے احسان کی امید رکھتا ہوں بغیر کسی عمل نیک کے جو میں نے کئے ہوں تو مجھ سے بہتر میرے احوال سے واقف ہے۔ خداوندا میری موت ٹال دے اور میری عمر کو کچھ بڑھادے اور مجھ کو اُس طریقہ پر قائم رکھ جسے تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ تو خدا نے حضرت شعیاؑ کو وحی کی کہ میں نے اس کی گریہ وزاوی پر رحم کیا اور اس کی دعا کو قبول کیا اور اس کی عمر پندرہ سال بڑھادی۔ اس کو بتادو کہ اپنے ناسور کا علاج آب انجیر سے کرے کہ میں نے اس کے زخم و تکلیف کی اُس میں شفا قرار دی ہے اور میں نے اس کو اور بنی اسرائیل کو اُن کے دشمنوں سے محفوظ کر دیا۔ چنانچہ دوسرے روز صبح کو انہوں نے دیکھا کہ شاہ بابل کا تمام لشکر ہلاک ہو چکا ہے صرف بادشاہ اور

اُس کے ساتھ پانچ اشخاص بچے تھے جو بابل کی جانب بھاگ گئے۔ پھر بنی اسرائیل نیکی اور ہدایت کے طریقہ پر قائم رہے یہاں تک کہ بادشاہ اس دار فانی سے رخصت ہوا اُس کے بعد ان لوگوں نے سرکشی و نافرمائی شروع کی اور ہر ایک بادشاہی کا دعوے کرنے لگا۔ جناب شعیاؑ نے ہر چند ان کو نصیحت کی مگر فائدہ نہ ہوا آخر سب ہلاک کر دیئے گئے۔

امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شعیاؑ پیغمبر کو وحی کی کہ میں تمہاری قوم کے چالیس ہزار بدکاروں اور ساٹھ ہزار نیکوکاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ جناب شعیاؑ نے عرض کی پالنے والے نیکوں کو کس سبب سے ہلاک کریگا، فرمایا کہ انہوں نے گنہگاروں کی خوشامد و چاپلوسی کی اور میرے غضب کی وجہ سے اُن پر غصہ نہ کیا (اور نہ ان کو گناہوں سے روکنے کی کوشش کی)

منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے مجلس مامون جاثلیق نصرانی سے پوچھا کہ تجھے شعیاؑ کی کتاب کے بارے میں کیا علم ہے؟ اُس نے کہا میں اُس کے ایک ایک حرف سے واقف ہوں۔ حضرت نے پھر یہودی عالم راس الجالوت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا یہ کتاب شعیاؑ میں موجود نہیں ہے کہ انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگوں، میں نے ایک گدھے سوار کو دیکھا کہ لباس نور میں ملبوس تھا اور ایک شتر سوار کو دیکھا جس کا نور اور جس کی روشنی مانند ماہ تھی۔ دونوں عالموں نے کہا ہاں، یہ شعیاؑ کے اقوال ہیں۔ پھر فرمایا کہ شعیاؑ نے کتاب توریت میں فرمایا کہ میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی ایک دراز گوش پر سوار ہوگا اور دوسرا اونٹ پر۔ یہ دونوں کون ہیں؟ راس الجالوت نے کہا میں نہیں جانتا آپ فرمایئے کہ وہ دونوں کون ہیں۔ فرمایا کہ دراز گوش پر سوار تو حضرت عیسےٰؑ ہیں اور شتر سوار جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کیا توریت کے اس کلام سے تم کو انکار ہے؟ اُن دونوں نے کہا نہیں ہم انکار نہیں کر سکتے۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ حیقوقؑ پیغمبر کو بھی جانتے ہو؟ جواب دیا ہاں، ہم پہچانتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ کیا اُن کا یہ کلام تمہاری کتاب میں ہے کہ خدا نے

بیان حق کو کوہ فاران سے ظاہر کیا اور تمام آسمان حمد الٰہی (کی آوازوں) سے بھر گئے۔ اس کی اُمّت اور اس کے لشکر کے سوار دریا میں جنگ کریں گے۔ جس طرح صحرا میں کریں گے اور وہ ایک نئی کتاب (خدا کی طرف سے) بیت المقدس کے تباہ ہونے کے بعد لائے گا اور مراد اُس کتاب سے قرآن ہے۔ کیا اس کلام کو تم جانتے ہو اور اس پر ایمان رکھتے ہو؟ راس الجالوت نے کہا بیشک یہ حیقوقؑ پیغمبر کا کلام ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن سلام نے جناب رسولؐ خدا سے حضرت شعیاؑ کے حالات پوچھے، فرمایا کہ انہوں نے میری رسالت و نبوت کی اور حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کی بنی اسرائیل کو خوشخبری دی تھی۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ بنی اسرائیل نے چاہا کہ شعیاؑ کو مار ڈالیں۔ وہ اُن سے علیٰحدہ ہو گئے اور ایک درخت کے پاس پہنچے۔ درخت اُن کے لئے کشادہ ہو گیا اور وہ اُس کے شگاف میں داخل ہو گئے۔ درخت پھر برابر ہو گیا۔ شیطان نے اُن کے کپڑے کا ایک گوشہ درخت کے باہر نکال رکھا اور بنی اسرائیل کو بتایا کہ شعیاؑ اس درخت کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے آرے سے درخت کو چیر ڈالا اور وہ اُسی کے اندر دو حصّے ہو گئے۔

حضرت زکریّا اور یحییٰ علیہ السّلام کے حالات

حق تعالیٰ حضرت مریم کے ذکر کے بعد بیان فرماتا ہے کہ "جس وقت زکریا نے آسمانی نعمتیں مریم کے پاس دیکھیں اپنے پروردگار سے دعا کی اور کہا پالنے والے مجھے اپنی طرف سے طیب و طاہر ذریت اور پاک و پاکیزہ نسل عطا فرما، بیشک تو ہی دعا کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ پھر فرشتوں نے اُن کو آواز دی جبکہ وہ محراب عبادت میں کھڑے نماز میں مشغول تھے" حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا کی عبادت اس کی خدمت (اطاعت و بندگی) ہے اور کوئی خدمت نماز کے برابر نہیں ہوسکتی اس وجہ سے ملائکہ نے حالت نماز میں زکریا کو ندا کی کہ "بیشک خدا تم کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو خدا کے کلمہ یعنی عیسٰے بن مریم کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور سردار اور علم میں بزرگ ہوگا عبادت اور اخلاق پسندیدہ رکھنے والا اور شائستہ پیغمبروں میں سے ہوگا" امام جعفر صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضور وہ شخص جو عورتوں سے مقاربت نہ کرے۔ "زکریا نے عرض کی کیونکہ میرے لڑکا ہوگا حالانکہ میں بوڑھا ہوگیا اور میری زوجہ بانجھ ہے۔" مروی ہے کہ اُس وقت حضرت زکریا کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور ان کی زوجہ اٹھانوے برس کی بوڑھی ہوچکی تھیں۔ علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ وہ عاقر تھیں یعنی حائض نہیں ہوتی تھیں اور یہ سوال حضرت کا خدا کی قدرت سے بعید ہونے کے خیال سے نہ تھا بلکہ اس نعمت کا اظہار مقصود تھا۔ یا اظہار تعجب کی غرض سے تھا کہ میری اور میری زوجہ کی اس پیری اور ضعف کی حالت میں لڑکا ہوگا۔ خدا نے فرمایا کہ "حق تعالیٰ یوں ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ عرض کی پالنے والے

ترجمہ، تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا متکفل بنایا زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے وہ بولیں خدا کے ہاں سے (آتا ہے) بیشک خدا جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے ﴿۳۷﴾ سورۃ آل عمران

میرے لئے اُس وقت کی کوئی نشانی مقرر فرمادے۔ خدا نے فرمایا کہ تمہاری علامت اُس وقت یہ ہوگا کہ تم تین روز تک لوگوں سے سوائے اشارہ کے بات زبان سے نہ کر سکو گے اور ان تینوں دنوں میں خدا کی تسبیح و تقدیس کثرت سے شام و صبح کرتے رہنا" پھر سورہ مریم میں فرمایا ہے" یہ ذکر اور یہ خبر دینا تمہارے پروردگار کی رحمت ہے جو اُس نے اپنے بندے زکریا پر کی جبکہ اُس کی دعا مستجاب کی جس وقت کہ اُس نے آہستہ اور پوشیدہ طور سے اپنے پروردگار کو پکارا۔ زکریا نے کہا پالنے والے بیشک میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور ضعف سے میرا سر بھڑک اٹھا ہے اور تجھ سے دُعا کر کے اے پالنے والے میں کبھی محروم نہیں رہا بلکہ تو نے ہمیشہ میری دعا قبول فرمائی ہے" بیشک مجھے اپنے بد کردار عزیزوں سے خوف ہے کہ میرے بعد میرے وارث نہ ہو جائیں اور میری زوجہ بانجھ ہے لہذا اپنی طرف سے مجھے ایک فرزند عطا فرما جو میری میراث کا میرے تمام رشتہ داروں سے زیادہ حق دار ہو جو میری اور آل یعقوبؑ کی میراث پائے یعنی یعقوبؑ پسر ماثان جو مریمؑ کے چچا تھے یا یعقوبؑ پسر اسحاقؑ کی میراث اور اے میرے پروردگار اُس فرزند کو پسندیدہ عادات و اخلاق عطا فرما۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ زکریاؑ کے اُس وقت تک کوئی فرزند نہ ہوا تھا جو ان کے بعد ان کا جانشین ہوتا اور اُن کی میراث پاتا۔ اُس وقت جناب زکریا عُباد و علما نے بنی اسرائیل کے سردار تھے اور بنی اسرائیل کے ہدیے اور نذر وغیرہ کی چیزیں ان لوگوں کے لئے معیّن تھیں اور حضرت زکریاؑ کی زوجہ حضرت مریمؑ کی بہن عمران پسر ماثان کی بیٹی تھیں اور یعقوبؑ پسر ماثان اور ماثان اور دوسری تمام اولاد سے تھے۔ خدا نے زکریا کو آگاہ کیا کہ ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام ہم نے یحییٰ رکھا ہے کہ اس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا تھا

ترجمہ، اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما تو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے ﴿۳۸﴾ وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) خدا تمہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض یعنی (عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (خدا کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہوں گے ﴿۳۹﴾

یا یہ کہ اس سے پہلے کسی کو اُس کے مانند نہیں پیدا کیا تھا۔ زکریا نے عرض کی پرودرگارا میرے لئے لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ میری زوجہ بانجھ ہے کہ جوانی میں کوئی بچہ اُس کے نہ ہوا اور اب تو میرا بڑھاپا آگیا ہے میرے اعضا خشک ہوگئے اور میں بوڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا، خدا نے فرمایا کہ یوں ہی ہوگا اور یہ مجھ پر آسان ہے میں نے تم کو بھی تو پیدا کیا جبکہ تم کچھ نہ تھے۔" امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری کے پانچ سال بعد حضرت یحییٰ پیدا ہوئے۔ زکریا نے عرض کی کہ خداوندا میرے لئے کوئی علامت قرار دے جس سے میں سمجھ سکوں کہ وہ لڑکا کس وقت ہوگا خدا نے فرمایا کہ وہ علامت یہ ہوگی کہ تم تین شب (وروز) لوگوں سے بات نہ کرسکوگے حالانکہ صحیح و تندرست ہوگے۔ چند معتبر حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ چونکہ حضرت زکریاؑ کو اُس وقت یہ یقین نہ ہوا تھا کہ یہ آواز خدا کی جانب سے ہے بلکہ یہ شک بھی تھا کہ ممکن ہے یہ آواز شیطان کی جانب سے ہو اس لئے خدا سے علامت و نشانی طلب کی تاکہ اس وعدہ کی حقیقت اُن پر واضح ہوجائے تو خدا نے اُن کی یہ علامت مقرر کردی کہ تین روز تک حالت صحت میں کسی سے کچھ کلام نہ کرسکوگے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب یہ علامت اُن پر ظاہر ہوگئی تو اُن کو یقین ہوگیا کہ یہ وعدہ خدا کی جانب سے تھا اور ان تینوں دنوں میں جب لوگوں سے کچھ کہنا چاہتے تھے تو سر سے اشارہ کرتے تھے۔ زکریاؑ محراب عبادت سے نکل کر اپنی قوم کی جانب آئے اور اُن سے اشارہ سے کہا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کرو یا صبح و شام کے وقت باہر آتے تھے۔ اذان کہتے اور بنی اسرائیل آپ کے ساتھ نماز پڑھتے جب وعدہ کا وقت باہر آیا تو لوگوں سے بات نہ کرسکے۔ وقت مقررہ پر اپنے گھر سے باہر آتے اور لوگوں کو نماز کے لئے اشارہ کرتے اُس وقت لوگوں نے

ترجمہ، زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا کہ میں تو بڈھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۴۰﴾ زکریا نے کہا کہ پروردگار (میرے لیے) کوئی نشانی مقرر فرما خدا نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کرسکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح و شام اس کی تسبیح کرنا ﴿۴۱﴾

سورۃ آل عمران

سمجھا کہ اب وقت آگیا کہ آپ کی زوجہ حاملہ ہوں۔ تین روز اسی حال پر گذرے کہ نہ کسی سے کلام کر سکے نہ تسبیح و دعا کر سکے نہ نماز پڑھ سکے۔ حاصل کلام یہ کہ "ہم نے یحییٰ سا فرزند زکریاؑ کو عطا کیا اور ان کو بڑا کر کے حد کمال تک پہنچایا اور ان کو وحی کی کہ اے یحییٰؑ کتاب (توریت) کو مضبوطی سے (روحانی قوت کے ساتھ) پکڑو اور ہم نے ان کو بچپنے میں حکم و پیغمبری عطا کی۔ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰؑ اُس وقت تین سال کے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ حکم سے مراد حکمت و دانائی ہے۔ چنانچہ حضرت امام رضاؑ حضرت امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر منقول ہے کہ لڑکے حضرت یحییٰؑ کو کھیل کود کے لئے ضد کرتے تو حضرت ان کے جواب میں فرماتے کہ میں کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوا ہوں۔ اسی کے موافق وہ روایت ہے جو علی ابن اسباط سے بسند معتبر منقول ہے کہ میں حضرت امام محمد تقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ امام ہوئے اور اُس وقت آپ کا قد پانچ بالشت کا تھا اُس وقت مجھے آپ کے قد و قامت پر کچھ خیال ہوا۔ کہ اہل مصر سے بیان کرو تو حضرت نے میری جانب نظر کی اور فرمایا کہ خدا امامت کے بارے میں لوگوں پر حجت تمام کرتا ہے جس طرح پیغمبری کا عہدہ سپرد کرتا ہے اور کبھی کمسنی میں جس طرح حضرت یحییٰؑ کو بچپن میں عطا کیا اور فرمایا" اسی طرح امامت کبھی بزرگی میں عطا فرماتا ہے اور کبھی خردسالی میں اور ہم نے اپنی شفقت و مہربانی اور رحمت اُن کے (یحییٰؑ کے) شامل حال کی یا اُن کو اپنے بندوں پر مہربان بنایا اور گناہوں سے پاک رکھا یا اعمال شائستہ کی ہدایت کی یا خیرات و زکوٰۃ کی توفیق دی اور وہ متقی و پرہیز گار اور ہماری مرضی پر عمل کرنے والے تھے۔" حدیث معتبر میں حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ

ترجمہ، (یہ) تمہارے پروردگار کی مہربانی کا بیان (ہے جو اس نے) اپنے بندے زکریا پر (کی تھی) ﴿۲﴾ جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے پکارا ﴿۳﴾ (اور) کہا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں بڑھاپے کے سبب کمزور ہو گئی ہیں اور سر (ہے کہ) بڑھاپے (کی وجہ سے) شعلہ مارنے لگا ہے اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا ﴿۴﴾ اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما ﴿۵﴾ جو میری اور اولاد یعقوب کی میراث کا مالک ہو۔ اور (اے) میرے پروردگار اس کو خوش اطوار بنائیو ﴿۶﴾ سورۃ مریم

لطف الٰہی ان کے شامل حال اس درجہ تھا کہ جس وقت وہ کہتے تھے یاربّ تو خدا فرماتا تھا۔"اے یحییٰؑ میں تمہارے ساتھ ہوں کیا چاہتے ہو؟وہ اپنے والدین کے لئے نیک اوراُن کے فرمانبردار تھے اور جبار ونافرمان نہ تھے اوران پر ہمارا اسلام ہو یا ہماری جانب سے ان کے لئے بلاؤں سے سلامتی ہے جس روز سے وہ پیدا ہوئے اس روز تک جبکہ وہ مریں گے اور جس روز کہ وہ قبر سے اُٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت کے روز)اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔یاد کروز کریاؑ کو جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پالنے والے مجھے تنہا بغیر فرزند کے مت چھوڑ اور بیشک تو ہی میرا بہترین وارث ہے۔تو ہم نے ان کی دُعا قبول کی اور یحییٰؑ سا فرزند اُن کو عطا کیا اور اُن کی زوجہ کی اصلاح کردی"(یعنی قابل اولاد بنادیا،روایت ہے کہ حائض ہوگئیں)"اور وہ بیشک نیک اعمال بجالانے میں جلدی کرتے تھے اور ہم سے حصول اجروثواب کی رغبت میں اور ہمارے عذاب کے خوف کی وجہ سے ہم کو یاد کیا کرتے تھے،اور وہ لوگ ہم ہی سے ڈرتے رہتے تھے"

منقول ہے کہ سعد بن عبداللہ نے حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ سے چند سوالات کئے اُس وقت جبکہ آنحضرت بچہ تھے اور امام حسن عسکریؑ کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔آپ سے کٓھٰیٰعٓصٓ کی تاویل دریافت کی۔فرمایا کہ یہ حروف عیب کی خبروں میں سے ہیں جن پر خدانے حضرت زکریاؑ کو مطلع فرمایااور اُسکے بعد پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے آگاہ کیا اور یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت زکریاؑ نے اپنے پرودگار سے عرض کی کہ آل عبا علیہم السلام کے نام ان کو سکھادے تو جبرئیلؑ نے آکراُن کے اسمائے مقدس کی ان کو تعلیم دی۔جب حضرت زکریاؑ،محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ کے اسمائے

ترجمہ، اے زکریا ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا ﴿۷﴾ انہوں نے کہا پروردگار میرے ہاں کس طرح لڑکا ہوگا۔ے جس حال میں میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں ﴿۸﴾ حکم ہوا کہ اسی طرح (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ آسان ہے اور میں پہلے تم کو بھی تو پیدا کرچکا ہوں اور تم کچھ چیز نہ تھے ﴿۹﴾ سورۃ مریم

گرامی زبان پر جاری کرتے تو آپ کا رنج و غم زائل ہو جاتا تھا اور جب حسینؑ کا نام زبان پر آتا تو گریہ اُن کے گلے کو پکڑ لیتا اور اس قدر آپ کو رونا آتا کہ آپ کی سانس رُک جاتی تھی تو ایک روز مناجات میں اس کا سبب خدا سے پوچھا تو خدا نے واقعۂ کربلا سے اُنکو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا اور کٓھٰیٰعٓصٓ کی تاویل یوں بیان فرمائی کہ "کٓ" سے کربلا کی طرف اشارہ ہے "ہ" سے آلِ رسول کی ہلاکت اُس صحرا میں "ی" سے یزید علیہ اللعنۃ جو حسینؑ پر ظلم کرنے والا تھا۔ "ع" سے عطش اور تشنگی اُن حضرت کی اور "ص" سے آپ کا صبر ہے۔ جب حضرت زکریاؑ نے یہ سُنا، تین روز تک اُس کے بعد سے اپنے محراب عبادت سے باہر نہ نکلے اور لوگوں کو منع کر دیا کہ اُن کے پاس نہ آئیں اور برابر گریہ وزاری، نوحہ و مرثیہ اور نالہ و فغان کرتے رہے کہتے تھے کیا اے معبود تو بہترین جمیع خلقت حضرت محمد مصطفیٰؐ کے دل کو اُن کے فرزند کی مصیبت میں مجروح و زخمی کرے گا۔ کیا ان بلاؤں اور مصیبتوں کو اس بہترین خلق کیلئے مقدر فرمائے گا۔ کیا اس لباس ماتم کو علیؑ و فاطمہؑ کو پہنائے گا۔ کیا اس درد و محنت کو اُن کے قرب و منزلت کے میدان میں ڈالے گا اور مناجات کرتے تھے کہ پالنے والے مجھے اس پیرانہ سالی میں ایک فرزند عطا فرما جس سے میری آنکھیں روشن ہوں اور جب وہ فرزند مجھے عطا فرمائے تو مجھے اُس کی محبت و اذیت ہو جس طرح تو اپنے حبیب محمدؐ کو ان کے فرزند حسینؑ کے غم میں درد مند فرمائے گا۔ تو خدا نے حضرت یحییٰؑ کو انہیں عطا فرمایا اور اُن کی مصیبت میں اُن کا دل درد مند فرمایا۔ حضرت یحییٰؑ کا حمل کا زمانہ بھی چھ مہینے تھا اور امام حسینؑ کی مدت حمل بھی چھ مہینے تھی۔

چند معتبر روایتیں کے مطابق منقول ہے کہ جس طرح حضرت یحییٰؑ سے پہلے کسی کا نام یحییٰؑ نہیں رکھا گیا اسی طرح امام حسینؑ سے پہلے کسی کا نام حسینؑ نہیں ہوا۔ اور ناقہ صالحؑ کا پے کرنے والا بھی زنازادہ تھا۔ حضرت یحییٰؑ اور حضرت امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ کے

ترجمہ، کہا کہ پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم صحیح وسالم ہو کر تین (رات دن) لوگوں سے بات نہ کر سکو گے ﴿۱۰﴾ پھر وہ (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے اشارے سے کہا کہ صبح و شام (خدا کو) یاد کرتے رہو ﴿۱۱﴾ سورۃ مریم

شہید کرنے والے بھی ولد الزنا تھے۔ اور پیغمبروں اور ان کی اولاد کے قتل کرنے والے زنازادے ہی ہوتے ہیں۔ اور آسمان وزمین سوائے حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ کے کسی کے لئے نہیں روئے۔ آفتاب اُن پر رویا اور اس کا رونا یہ تھا کہ سرُخ نکلتا تھا اور سرُخ غروب ہوتا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آسمان سے خون کا ترشح ہوتا تھا کہ اگر سفید کپڑا ہوا میں پھیلا دیا جاتا تھا تو وہ خون سے سرُخ ہو جاتا تھا اور جو پتھر زمین سے اٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے خون جوش مارتا تھا۔ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ کربلا کے سفر میں ہر منزل پر جبکہ ہم قیام کرتے تھے یا وہاں سے روانہ ہوتے تھے میں نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کو حضرت یحییٰؑ کو یاد کرتے سُنا اور دیکھا، ایک روز حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کے نزدیک دنیا کی پستی اور بے قدری اس حد تک ہے کہ حضرت یحییٰؑ ابن زکریاؑ کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کے لئے ہدیہ میں بھیجا گیا۔

روایت کے مطابق ایک روز ابلیس ملعون بنی اسرائیل کے جلسے میں گھومتا اور حضرت مریمؑ کو بُرا بھلا کہتا تھا اور حضرت زکریاؑ کے ساتھ آپ کو متہم کرتا تھا۔ آخر بنی اسرائیل حضرت زکریاؑ کی جانب سے بدگمان ہوگئے اور آپ کے قتل کے درپے ہوگئے۔ حضرت زکریاؑ اُن کے پاس سے بھاگے اور ایک درخت کے پاس پہنچے۔ وہ درخت حضرت کے واسطے پھٹ گیا اور حضرت زکریاؑ اس کے اندر داخل ہوگئے پھر اُس درخت کے شگاف باہم مل گئے اور وہ بدستور سالم درخت ہوگیا اور حضرت اُن کی نظر سے غائب ہوگئے۔ ابلیس بنی اسرائیل کے ناعاقبت اندیشوں کو لے کر آیا اور درخت کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر اوپر تک دیکھا اور حضرت کے دل کا مقام معلوم کر کے ان کو درخت اُسی مقام سے چیر ڈالنے کا حکم دیا ان لوگوں نے آرے سے حضرت کو درخت سمیت دو ٹکڑے کر ڈالا اور اُسی حال میں چھوڑ کر

ترجمہ، اور زکریا (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور توسب سے بہتر وارث ہے ﴿۸۹﴾ تو ہم نے ان کی پکار سن لی۔ اور ان کو یحییٰ بخشے اور ان کی بیوی کو اُن کے (حسن معاشرت کے) قابل بنادیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے ﴿۹۰﴾ سورۃ الأنبياء

واپس چلے گئے اور ابلیس غائب ہو گیا۔ پھر اُن کے سامنے نہ آیا اور آنحضرت کو آرے سے چیر ڈالنے کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ خدا نے فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے آپ کو غسل دیا اور تین روز برابر آپ پر نماز پڑھتے رہے اُس کے بعد آپ کو دفن کیا اور پیغمبران خدا کے لئے یونہی ہوا کرتا ہے اُس کے جسم اقدس متغیر نہیں ہوتے اور زمین کے اندر سڑتے گلتے نہیں اور دفن سے پہلے تین روز تک اُن کی نماز جنازہ انسان اور فرشتے پڑھتے رہتے ہیں۔

امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ قول خدا جو اُس نے حضرت یحییٰؑ کے ذکر میں فرمایا ہے کہ اُن سے پہلے ہم نے کسی کو نہیں پیدا کیا جس کا نام یحییٰؑ ہوتا۔ اور فرمایا کہ وہ حکمت جو آنحضرتؑ کو خدا نے بچپن میں عطا فرمائی تھی یہ تھی کہ لڑکے اُن سے کہتے تھے کہ آؤ کھیلیں فرماتے تھے۔ افسوس خدا کی قسم ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں کئے گئے ہیں بلکہ بہت بلند اور امر بزرگ کے لئے خلق ہوئے ہیں۔ یعنی ہم نے یحییٰؑ کو اُن کے باپ ماں اور اپنے اور اپنے تمام بندوں کا درد اور محبت عطا کی تھی اور زکوٰۃ یعنی طہارت اور پاکیزہ گی ہر اس شخص کے لئے قرار دی تھی جو اُن پر ایمان لائے، یعنی وہ ہماری نافرمانی سے محفوظ تھے وہ معصیت اور شر انگیزی نہ کرتے تھے اور اپنے باپ ماں کے ساتھ نیکی کرنے والے اور اُن کے فرمانبردار تھے۔ اور غصّہ کی وجہ سے زمارتے تھے نہ قتل کرتے تھے اور یحییٰؑ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے گناہ نہ کیا ہو یا اُس کے دل میں گناہ کا ارادہ نہ ہوا ہو۔ لیکن یحییٰؑ نے کبھی نہ کیا اور نہ اُن کے دل میں ارادۂ گناہ داخل ہوا۔ امام نے فرمایا کہ جب زکریاؑ حضرت مریم کے پاس جاڑے کے میوے اور پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل جاڑوں میں دیکھتے تو پوچھتے کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے تو مریمؑ کہتیں کہ یہ خدا کی جانب سے آئے ہیں اور خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے اور زکریاؑ کو یقین تھا کہ وہ سچ کہتی ہیں۔ اس لئے کہ سوائے ان کے کوئی مریم کے پاس آتا جاتا نہیں تھا اُس وقت انہوں نے سوچا کہ جو ذات اس پر قادر ہے کہ مریمؑ کے لئے غیر فصل کے میوے اور پھل مرحمت فرمائے وہ اس پر بھی قادر

ترجمہ، اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی۔ یہ سب نیکوکار تھے ﴿۸۵﴾ سورۃ الأنعام

ہے کہ مجھے ایک فرزند کرامت فرمائے باوجودیکہ میں بوڑھاہوں اور میری زوجہ بھی ضعیفہ ہے اُس وقت دُعا کی کہ خداوندا مجھے اپنے کرم سے ایک فرزند پاکیزہ اور نیک نفس عطا فرما۔ بیشک تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے ان کو آواز دی جبکہ وہ محراب عبادت میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے کہ بیشک خدا تم کو یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے جو کلمہ خدا یعنی عیسٰیؑ کی تصدیق کرنے والا ہو گا اور بزرگوں (نیک لوگوں) کا خدا کی فرمانبرداری میں سردار ہو گا اور حضور ہو گا یعنی عورتوں سے مقاربت نہ کرے گا۔ اور نیکوکاروں میں پیغمبر ہو گا۔ حضرت یحییٰؑ کی پہلی تصدیق حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں یہ تھی کہ وہ عبادت خانہ جس میں حضرت مریمؑ رہتی اور عبادت خدا کرتی تھیں ایک کوٹھا تھا جس میں سیڑھیاں نہ تھیں اور علیٰحدہ سے سیڑھی لگا کر اُس پر جانا ممکن تھا۔ بغیر حضرت زکریاؑ کے کوئی اُن پاس آتا جاتا نہ تھا جب حضرت زکریاؑ کہیں جاتے تو اس میں قفل لگا دیتے تھے اور دروازے کے اوپر ایک روشندان بنا ہوا تھا جس سے آواز پہنچ سکے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مریمؑ حاملہ ہیں تو غمگین ہوئے اور دل میں سوچا کہ بغیر میرے کوئی اس جگہ آتا نہیں اور مریمؑ حاملہ ہے میں بدنام ہوں گا۔ بنی اسرائیل گمان کریں گے کہ میں نے ان کو حاملہ کیا ہے غرض اپنی زوجہ سے اس قصہ کو بیان کیا۔ زوجہ نے کہا خوف مت کرو کہ خدا تمہارے لئے وہ امر نہ ہونے دے گا جس میں تمہارے لئے بھلائی نہ ہو گی۔ مریمؑ کو میرے پاس لاؤ کہ میں دیکھوں اور اُس سے پوچھوں۔ حضرت زکریاؑ مریمؑ کو اُن کے پاس لے گئے۔ خدا نے مریمؑ سے جواب کی تکلیف اُٹھا لی۔ جب وہ زوجہ زکریاؑ کے پاس آئیں جو اُن کی بڑی بہن تھیں وہ اُن کی تعظیم کے لئے نہ اُٹھیں۔ حضرت یحییٰؑ نے جو اُس وقت ان کے شکم میں تھے بقدرت خدا ہاتھ نکالا اور اُن کو اُٹھا کر کھڑا کر دیا کہ بہترین زنان عالمیان دنیا کے بہترین مرد کے ساتھ جو اُن کے شکم میں ہیں آپ کے پاس آ رہی ہیں۔ اور آپ تعظیم کے لئے کھڑی نہیں ہوتی ہیں۔ تو زن زکریاؑ مریمؑ کی تعظیم کے

ترجمہ، تو ہم نے ان کی پکار سن لی۔ اور ان کو یحییٰؑ بخشے اور ان کی بیوی کو اُن کے (حسن معاشرت کے) قابل بنا دیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے ﴿۹۰﴾

سورۃ الأنبیاء

لئے اپنی جگہ سے اُچھل کر کھڑی ہو گئیں اور یحییٰؑ نے اپنی ماں کے شکم میں حضرت عیسٰیؑ کی تعظیم کے لئے سجدہ کیا اور یہ پہلی تصدیق تھی جو حضرت یحییٰؑ نے کی۔ایک روایت کے مطابق قیامت کے روز ایک منادی ندا کر دے گا کہ فاطمہؑ دختر محمد مصطفٰےؐ کہاں ہیں۔ خدیجہ بنت خویلہ کہاں ہیں مریمؑ دختر عمران کہاں ہیں اور آسیہ دختر مزاحم کہاں ہیں اور ام کلثوم مادر یحییٰؑ کہاں ہیں۔ حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کا زہد اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ایک روز بیت المقدس میں آئے۔اور راہبوں اور عالموں کو دیکھا کہ اُون (بالوں) کے پیراہن پہنے ہوئے اور بالوں کی ٹوپیاں سَر پر رکھے ہوئے اپنی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر مسجد کے ستونوں سے باندھے ہوئے ہیں (تو) یحییٰؑ کی خواہش کے مطابق ان کی ماں نے بالوں کا پیراہن اور بالوں کی ٹوپی بن کر تیار کر دی (اور) حضرت پہن کر بیت المقدس میں عبادت کرنے والوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ اس بالوں کے موٹے پیراہن نے آپؑ کے جسم اقدس کو گھُلا دیا۔دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کا لباس خرمے کی پتیّوں کا ہوتا تھا اور آپ کی غذا درخت کی پتیاں تھیں۔آپؑ (خوف خدا سے) روتے تھے مگر کبھی ہنستے نہ تھے اور حضرت عیسےٰؑ روتے بھی تھے ہنستے بھی تھے اور حضرت عیسےٰؑ جو کچھ کرتے تھے حضرت یحییٰؑ سے بہتر تھا جو وہ کرتے تھے۔

منقول ہے کہ شیطان حضرت آدمؑ سے حضرت عیسےٰؑ تک تمام پیغمبروں کے پاس آیا کرتا اور ان کے پاس بیٹھتا اور اُن سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ لیکن حضرت یحییٰؑ سے بہ نسبت اور پیغمبروں کے زیادہ انس رکھتا تھا۔ایک روز حضرت یحییٰؑ نے اس سے کہا اے ابو مرّہ میری تجھ سے ایک حاجت ہے اُس نے کہا بیان فرمائیے۔آپ کی قدر و منزلت میرے نزدیک بہت

ترجمہ، اے یحییٰ (ہماری) کتاب کو زور سے پکڑے رہو۔اور ہم نے ان کو لڑکپن میں دانائی عطا فرمائی تھی ﴿۱۲﴾ اور اپنے پاس شفقت اور پاکیزگی دی تھی۔اور پرہیز گار تھے ﴿۱۳﴾ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے ﴿۱۴﴾ اور جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔ان پر سلام اور رحمت (ہے) ﴿۱۵﴾ سورۃ مریم

بلند ہے میں آپکی حاجت رو نہیں کر سکتا حضرت نے فرمایا وہ تمام جال اور وہ اپنی مکاری کے پھندے جن سے بنی آدمؑ کو پھنساتا ہے مجھے دکھا اُس ملعون نے قبول کیا اور دوسرے روز دکھانے کو اوعدہ کیا۔ دوسرے دن بوقت صبح حضرت یحییٰؑ اپنے گھر میں بیٹھے اس کا انتظار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ ایک صورت آپ کے پاس ظاہر ہوئی جس کا چہرہ بندر کے ایسا اور جسم سوّر کے مانند اُس کی آنکھوں کی لمبائی اُس کے چہرے کی لمبائی کے برابر اسی طرح اُس کا دہن چہرے کے برابر لانبا تھا اور ٹھڈی اور واڑھی ندارو تھی۔ چار ہاتھ تھے دو سینہ میں جڑے ہوئے تھے اور دو کندھوں میں۔ پیر سامنے تھے اور اُنگلیاں پیٹھ کی جانب، ایک قبا پہنے ہوئے اُس پر ایک پٹکا کمر سے باندھے ہوئے تھا۔ اُس پٹکے پر مختلف رنگ کے ڈورے لٹکائے ہوئے تھا۔ ایک گھنٹہ ہاتھ میں خود سر پر اُس میں سے آنکڑے لٹکے ہوئے جب یحییٰؑ نے اس کو اس حالت س دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ پٹکا کس لئے ہے۔ اُس نے کہا یہ قید خانہے جسے میں نے ایجاد کیا ہے۔ اور آدمیوں کے لئے رنگوں سے اس کو زینت دی ہے۔ پوچھا یہ مختلف رنگ کے ڈورے اس میں کیسے ہیں اُس نے کہا یہ عورتوں کی قسمیں ہیں جو لوگوں کو مختلف طریقوں سے اپنی مکاریوں کے ساتھ گرفتار کرتی ہیں پوچھا یہ گھنٹہ جو تیرے ہاتھ میں ہے یہ کیا ہے اُس نے کہا اس میں تمام لذتوں کا مجموعہ ہے جس ہر قسم کے باجوں مثل طنبور بربط بانسری طبل قرنا وغیرہ کی آوازیں ہیں۔ جب کچھ لوگ شراب پینے میں مشغول ہوتے ہیں اور اُس میں اُن کو لطف حاصل نہیں ہوتا میں اس گھنٹے کو بجاتا ہوں تو لوگ گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب اُن کے کانوں میں یہ آوازیں پہنچتی ہین تو خوشی اور شوق میں

ترجمہ، اور ان سے گاؤں والوں کا قصہ بیان کرو جب ان کے پاس پیغمبر آئے ﴿١٣﴾ (یعنی) جب ہم نے ان کی طرف دو (پیغمبر) بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں ﴿١٤﴾ وہ بولے کہ تم (اور کچھ) نہیں مگر ہماری طرح کے آدمی (ہو) اور خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم محض جھوٹ بولتے ہو ﴿١٥﴾ انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف (پیغام دے کر) بھیجے گئے ہیں ﴿١٦﴾ اور ہمارے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہے اور بس ﴿١٧﴾ سورۃ یٰس

اُچھلے کودنے اور ناچنے لگتے ہیں ایک تالیاں بجاتا ہے دوسرا کپڑے پھاڑتا ہے۔ حضرت نے پوچھا کون سی چیز تیرے لئے انتہائی خوشی اور روشنی چشم کا باعث ہوتی ہے اُس نے کہا عورتیں کہ وہی میری مکاری کے پھندے اور جال ہیں جب نیک لوگوں کی لعنت و پھٹکار میرے اوپر بہت جمع ہو جاتی ہیں تو میں عورتوں کے پاس جاتا اور اُن سے دل خوش کرتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے جو تیرے سر پر ہے کہا اس سے نیک اور صالح لوگوں کی لعنت و پھٹکار سے اپنی حفاظت کرتا ہوں فرمایا کہ یہ آنکڑے اس میں کیسے لٹکے ہوئے ہیں اُس نے کہا اسی سے صالحوں اور نیکوں کے دلوں کو اپنی طرف پھیرتا اور کھینچتا ہوں۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا کبھی تو نے آن واحد کے لئے بھی مجھ پر قابو پایا ہے اُس نے کہا نہیں لیکن ایک صفت آپ میں دیکھتا ہوں جو مجھے بھلی معلوم ہوتی ہے پوچھا وہ کیا ہے کہا وقت افطار آپ کچھ زیادہ کھانا کھا لیتے ہیں، جو گرانی کا سبب ہوتا ہے اور عبادت کے لئے آپ ذرا دیر میں اُٹھتے ہیں۔ حضرت یحییٰؑ نے فرمایا کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھاؤں گا جب تک خدا سے ملاقات نہ کرلوں شیطان نے کہا میں بھی عہد کرتا ہوں کہ کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھاؤں گا جب تک خدا سے ملاقات نہ کرلوں شیطان نے کہا میں بھی عہد کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو کبھی کوئی نصیحت نہ کروں گا جب تک خدا سے ملاقات نہ کروں، پھر چلا گیا اور کبھی آنحضرت کے پاس نہ آیا۔

منقول ہے کہ جب خلافت و ریاست بنی اسرائیل دانیالؑ کے بعد عزیرؑ کو پہنچی ان کے شیعہ عزیرؑ کے پاس جمع ہوتے اور اُن سے محبت کرتے تھے اور مسائل دین اُن سے حاصل کرتے پھر حضرت عزیرؑ سو سال تک ان کے درمیان سے غائب ہو گئے پھر مبعوث

ترجمہ، وہ بولے کہ ہم تم کو نامبارک سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کردیں گے اور تم کو ہم سے دکھ دینے والا عذاب پہنچے گا ﴿۱۸﴾ انہوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اس لئے کہ تم کو نصیحت کی گئی۔ بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو ﴿۱۹﴾ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم پیغمبروں کے پیچھے چلو ﴿۲۰﴾ ایسوں کے جو تم سے صلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے رستے پر ہیں ﴿۲۱﴾ سورۃ یس

ہوئے اور جو لوگ ان کے بعد خدا کی جانب سے ہدایت کرنے والے تھے۔ وہ سب پوشیدہ ہوگئے اور بنی اسرائیل پر زمانہ سخت ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت یحییٰؑ کی ولادت ہوئی۔ جب وہ سات برس کے ہوئے بنی اسرائیل کے درمیان (بحیثیت حجت خدا) ظاہر ہوئے اور خدا کی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور اُن کے سامنے ایک خطبۂ بلیغ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا بجالائے اور خدا کے عذاب سے اُن کو ڈرایا اور بتایا کہ نیک و صالح لوگوں کا روپوش اور غائب ہو جانا بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے اور ان کے اعمال کی خرابیوں کے باعث ہے اور نیک انجام پرہیزگاروں کے واسطے ہے اور اُن سے وعدہ کیا کہ تمہارے لئے بہتری بیس سال یا اس سے کچھ کم میں ہونے والی ہے جبکہ مسیحؑ جو حضرت مریمؑ کے بیٹے ہوں گے تم میں بحیثیت نبی قیام فرمائیں گے۔ منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے دُعا کی کہ خدا اُن کے لئے حضرت یحییٰؑ کو زندہ کردے تو حضرت یحییٰؑ کی قبر کے پاس آکر آوازی۔ حضرت یحییٰؑ نے ان کو جواب دیا اور قبر سے باہر آئے اور پوچھا اے عیسیٰؑ کیا چاہتے ہو فرمایا چاہتا ہوں کہ دُنیا میں میرے ساتھ رہو اور میرے مونس و ہمنوا بن جاؤ جیسے پہلے تھے حضرت یحییٰؑ نے کہا اے عیسیٰؑ ابھی تک موت کی حرارت سے مجھے سکون نہیں ہوا ہے اور تم چاہتے ہو کہ پھر دُنیا میں آؤں اور دوبارہ موت کی شدت و حرارت برداشت کروں۔ یہ کہہ کر وہ قبر میں واپس چلے گئے اور حضرت عیسیٰؑ واپس ہوگئے۔ منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کی شہادت مہینے کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو ہوئی۔

ایک روایت کے مطابق ایک شخص نے حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یاروح اللہ میں نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ عیسےٰؑ نے لوگوں کے درمیان ندا کی فلاں شخص کو گناہوں سے پاک کرنے کے لئے جمع ہو جاؤ۔ سب حاضر ہوئے اور اس شخص کو ایک گڈھے میں کھڑا کیا تاکہ سنگسار کریں اُس نے فریاد کی کہ جس پر کوئی حد خدا کی ہو وہ مجھ پر حد جاری نہ کرے یہ سُن کر سوائے حضرت عیسیٰؑ و یحییٰؑ کے سب الگ ہوگئے اور یحییٰؑ اُس مرد کے پاس آئے اور کہا اے گنہگار مجھے کچھ نصیحت کر اُس نے کہا اپنے نفس کو اُس کی خواہش پر مت چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کو ہلاک کردے گا۔ آپ نے فرمایا کچھ اور کہو اُس نے عرض کی

کسی گنہگار کو اُس کے گنہگاہوں پر اس کی سرزنش و ملامت مت کیجئے۔ یحییٰ ؑ نے فرمایا کچھ اور نصیحت کرو۔ اُس نے کہا غضب اور غصہ مت کیا کیجئے، آپ نے فرمایا مجھ کو یہی کافی ہے۔

روایت کے مطابق جب خداوند عالم نے حضرت عیسٰی ؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ حضرت عیسٰی ؑ نے شمعون ؑ ابن حمونکو قوم میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ و بنی اسرائیل کی ہدایت کرتے رہے جب تک زندہ رہے پھر خدا نے حضرت یحیٰی ؑ ابن زکریا ؑ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا جب وہ وقت قریب آیا کہ کفار حضرت کو شہید کریں آپ نے اولاد شمعون ؑ کو اپنا وصی بنایا۔ (مولف فرماتے ہیں حضرت یحیی ؑ کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں بعض اس پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ حضرت عیسٰی ؑ کے بعد ہوئے اور آنحضرت کے وصیوں میں سے تھے بعض سے معلوم ہوتے ہے کہ وہ اُن حضرت کے زمانہ میں شہید ہو گئے تھے۔ اگر کہا جائے کہ وہ یحیٰی زکریا ؑ کے بیٹے تھے تو یہ ممکن نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا نے ان کو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا ہو اور مبعوث فرمایا ہو اور زیادہ واضح تو یہ ہے کہ بعض حدیثیں عامہ کے موافق تقیہ کی بناء پر وارہ ہوئی ہوں)۔

(چند مختلف روایتیں جن کو ایک ہی جگہ جمع کر کے بیان کیا جا رہا ہے)۔ منقول ہے کہ جب حضرت یحیی ؑ پیدا ہوئے اُن کو آسمان پر (فرشتے) لے گئے اور بہشت کی نہروں میں سے آپ کو غذا دی گئی، چونکہ ان کے دُودھ پینے سے روک دیا گیا تھا اُن کے پدر بزرگوار کے پاس آسمان سے اُتارا۔ وہ جس گھر میں رہتے تھے وہ آپ کے نور رُخ سے روشن ہو جاتا تھا۔ ایک اور روایت کے مطابق تین وقت انسان کے بے حد وحشت کے ہوتے ہیں ایک جبکہ وہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور دُنیا کو دیکھتا ہے اور ایک وقت وہ جبکہ وہ دُنیا سے جاتا ہے اور آخرت کو دیکھتا ہے اور ایک وہ دن جبکہ قبر سے اُٹھایا جائے گا اور وہ چند احکام سنے گا جو دُنیا میں کبھی نہ سُنا تھا اور خدا نے ان تینوں اوقات میں یحیی ؑ پر سلام و سلامتی بھیجا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیا جیسا کہ فرمایا ہے۔ "اُن پر سلامتی ہو جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز ان کی رحلت ہو گی اور جس روز زندہ کر کے مبعوث کئے جائیں گے"۔ اور حضرت عیسٰی ؑ نے

خود ان تینوں حالتوں میں اپنے اوپر سلامتی بھیجی ہے کہ "مجھ پر خدا کی سلامتی ہو جس روز میں پیدا کیا گیا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز قبر سے اُٹھایا جاؤں گا" ایک اور روایت کے مطابق محرم کی پہلی تاریخ وہ دن ہے جس روز زکریاؑ نے خدا سے فرزند طلب کیا اور خدا نے ان کی دُعا قبول فرمائی۔ جو شخص اُس روز روزہ رکھے اور دُعا کرے خداوند عالم اُس کی دُعا قبول فرمائے گا جس طرح حضرت زکریاؑ کی دُعا مستجاب فرمائی۔ اس طرح دوسری روایت کے مطابق حضرت زکریاؑ بنی اسرائیل سے خوفزدہ ہو کر بھاگے اور ایک درخت سے پناہ کی خواہش کی وہ درخت آپ کے لئے پھٹ گیا اور آواز دی اے زکریاؑ مجھ میں آ جاؤ وہ جب اُس میں داخل ہو گئے اُس درخت کا شگاف مل کر برابر ہو گیا۔ بنی اسرائیل نے ان کی تلاش کی اور نہ پایا تو شیطان ملعون اُن کے پاس آیا اور کہا میں نے دیکھا ہے کہ زکریاؑ اس درخت کے اندر چھپے ہیں اس درخت کو چیر ڈالو تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ چونکہ وہ لوگ اُس درخت کو پوجتے تھے اس لئے اس کو کاٹنے سے انکار کیا لیکن شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور راضی کر لیا۔ آخر حضرت زکریاؑ کو اس درخت میں دو ٹکڑے کر دیا۔ (صلواۃ اللہ علیہ ولعنۃ اللہ علی من قتلہ و من اعانہم علیٰ ذلک) خدا کی رحمتیں زکریاؑ پر ہوں اور خدا کی لعنت اس پر ہو جس نے ان کو قتل کیا اور ان لوگوں پر جنہوں نے قتل میں ان کی مدد کی۔ دوسری معتبر حدیث کے مطابق حضرت یحییٰؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جو بہت عورتیں رکھنے کے باوجود اُن پر اکتفا نہ کرتا تھا بلکہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت سے زنا کیا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ عورت بوڑھی ہو گئی پھر اُس نے اپنی لڑکی کو بادشاہ کے لئے آراستہ کیا اور اُس سے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تجھ کو بادشاہ کے پاس لے چلوں جب وہ تجھ سے مقاربت کرے اور پوچھے کہ کیا حاجت رکھتی ہے تو کہنا کہ یحییٰؑ پسر زکریاؑ کا قتل چاہتی ہوں۔ چنانچہ اُس لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ نے تین مرتبہ پوچھا، ہر مرتبہ اُس نے یہی جواب دیا۔ آخر بادشاہ نے ایک طشت سونے کا منگوایا اور حضرت یحییٰؑ کو طلب کیا اور آپؑ کے سر اقدس کو اُسی طشت میں کاٹا۔ جب حضرت کا خون زمین پر گرا جوش میں آیا، لوگ اُس پر خاک ڈالنے لگے مگر جس قدر خاک ڈالی جاتی تھی وہ خون اور جوش میں مارتا رہا۔ یہاں تک کہ خاک ڈالتے ڈالتے ایک بہت بڑا ٹیلہ سا بن

گیا۔ جب وہ زمانہ گذر گیا اور بخت نصّر بنی اسرائیل پر مسلط ہوا اور اُس خون کے جوش مارنے کا سبب پوچھا کسی نے کچھ نہ سمجھا بلکہ کہا کہ ایک مرد پیر ہے وہ جانتا ہے۔ آخر اُس کو بُلا کر پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میرے باپ دادا یہ بتاتے تھے کہ حضرت یحییٰؑ کو قتل کیا تھا یہ ان کا خون ہے جو اب تک جوش مار رہا ہے۔ بخت نصّر نے کہا تو بیشک میں اتنے بنی اسرائیل کو قتل کروں گا کہ یہ خون جوش مارنے سے رُک جائے اور اس خون کے عوض میں اُس نے ایک سال میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا تو خون کا جوش مارنا بند ہوا۔ اسی روایت کو ایک اور جگہ کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وہ زن زناکار ایک دوسرے بادشاہ جبار کی زوجہ تھی اور اس بادشاہ نے اُس کے بعد اس عورت کی خواستگاری کی تھی جب وہ بوڑھی ہو گئی تو بادشاہ کر اُس نے آمادہ کیا کہ وہ اُس لڑکی سے تزدیج کرے جو بادشاہ اوّل سے تھی۔ بادشاہ نے کہا میں حضرت یحییٰؑ سے پوچھوں گا اگر وہ تجویز فرمائیں گے تو میں اُس نکاح کر لوں گا۔ جب حضرت سے پوچھا تو آپ نے منع فرمایا۔ اُس بوڑھی عورت سے اپنی لڑکی کو آراستہ کیا۔ جس وقت کہباد شاہ نشہ میں مست تھا اس کو بادشاہ کی نگاہوں میڑ جلوہ گر کیا اور اس کو سکھا دیا کہ بادشاہ کو حضرت یحییٰؑ کے قتل پر آمادہ کرے، اس سبب سے حضرت یحییٰؑ کو باشادہ سے شہید کیا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے حضرت یحییٰؑ کو بارہ حواریوں کے ساتھ بھیجا تاکہ لوگوں کو دین کے طریقے سکھائیں اور ان کو اپنی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنے کو مُنع کریں۔ اُن کے بادشاہ کی بہن کی لزکی تھی جس کو وہ بہت دوست رکھتا تھا اور اُس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ جب یہ خبر اُس لڑکی کی ماں کو معلوم ہوئی کہ یحییٰؑ ایسے نکاح سے منع کرتے ہیں تو اپنی لڑکی کو خوب آراستہ کیا اور باشادہ کو دکھایا۔ بادشاہ اُس پر فریفتہ ہو گیا اور لڑکی کے کہنے پر اس ملعون نے یحییٰؑ کو طلب کیا اور آنحضرت کا سر طشت میں کاٹ کر شہید اکیا۔

منقول ہے کہ جب حق تعالٰی چاہتا ہے کہ اپنے دستوں کا انتقام لے تو اپنی مخلوق میں سے بدترین شخص کے ذریعہ انتقام لیتا ہے اور جب چاہتا ہے کہ اپنا انتقام لے تو اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے۔ حضرت یحییٰؑ کا انتقام بخُت نصّر کے ذریعہ سے لیا۔

بی بی مریم علیہ السّلام کے حالات

حضرت عیسیٰؑ کی جدّہ (نانی) حنہ تھیں اور یہ عمران حضرت موسیٰؑ کے پدر عمران کے علاوہ تھے بلکہ یہ عمران ماثان کے صاحبزادے تھے اور حنہ کی بہن زکریاؑ کی بیوی تھیں ان کا نام ایشاع تھا اور یحییٰؑ و مریمؑ خالہ زاد بھائی بہن تھے۔ منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ عمران پیغمبر تھے فرمایا ہاں اپنی قوم کی طرف خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔ اور حنہ عمران کی اور حنانہ زکریاؑ کی بیوی دونوں بہنیں تھیں۔ حنہ سے مریمؑ پیدا ہوئیں اور حنانہ سے زکریاؑ کے فرزند یحییٰؑ پیدا ہوئے اور جناب مریمؑ سے حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوئے۔ عیسےٰؑ یحییٰؑ کی خالہ کی دختر کے فرزند تھے۔ اور یحییٰؑ کی مریمؑ کی خالہ کے بیٹے تھے اور ماں کی خالہ بمنزلہ خالہ ہوتی ہے اس سبب سے عیسےٰؑ و یحییٰؑ خالہ زاد کہے جاتے تھے۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ "اس وقت کو یاد کرو جبکہ عمران کی زوجہ نے کہا خداوند میں نے نذر مانی ہے کہ جو کچھ (لڑکا یا لڑکی) میرے شکم میں ہے میں اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردوں گی یا عبادت کے لئے مخصوص کردوں گی کہ محراب سے باہر نہ آئے۔" عیاشی نے بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب زن عمران نے نذر کی کہ جو کچھ شکم میں ہے اُس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے محرر کردوں گی اور محرر وہ ہوتا تھا جس کو مسجد اور اپنی عبادت گاہ کی خدمت کے لئے مقرر کردیتے تھے کہ وہ کبھی باہر نہیں آتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب جناب مریمؑ حنّہ سے پیدا ہوئیں (حنّہ نے) کہا خداوندا یہ تو لڑکی ہے اور خدا تو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ

ترجمہ، (وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے ﴿۳۵﴾ سورۃ آل عمران

اس نے کیا جنّاہے اور مرد عورت کی طرح بیت المقدس کی خدمت اور عبادت کے لئے (مناسب) نہیں ہوتی۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ (عورت مرد کے برابر نہیں ہوسکتی) اس لئے کہ عورت حائض ہوتی ہے (اور اس حالت میں) چاہئے کہ وہ مسجد سے باہر چلی جائے اور محرر کو کسی وقت مسجد سے باہر نہ نکلنا چاہیے۔ (اور حنّہ نے کہا) میں نے اس کا نام مریمؑ رکھا یعنی عابدہ یا خادمہ (بیت خدا کی) اور اس کو اس کی ذریت کو شیطان رجیم (کے شر) سے خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔ تو خدا نے مریمؑ کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے برضاو رغبت قبول فرمالیا اور اُن کی اچھی نشوو نما فرمائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک روز میں اتنی بڑھتی اور بڑی ہوتی تھیں جتنا دوسرے لوگ سال میں بڑھتے ہیں اور ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ وہ جب نو سال کی ہوگیئں روزہ و نماز، زہد اور ترکِ دُنیا میں تمام عابدوں سے آگے بڑھ گیئں۔ خدا نے ان کو حفاظت اور کفالت کے لئے زکریاؑ کے سپرد فرمایا۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں علماء وراہبوں اور بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے پاس لائیں اور کہا لو یہ بیت المقدس کے نذر ہے اور چونکہ مریمؑ ان کے امام اور صاحب قربانی کی بیٹی تھیں اس لئے لوگوں نے اُن کی کفالت کے بارے میں نزاع کی تو زکریاؑ نے کہا کہ میں اس کی کفالت کا زیادہ حقدار ہوں اس لئے کہ اُس کی خالہ میری زوجہ ہے۔ علماء نے کہا کہ اگر اسی حق پہ فیصلہ ہے تو اس کی ماں سب سے زیادہ حقدار ہے لیکن ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کے نام قرعہ نکلے وہ اس کا کفیل ہو۔ وہ لوگ اُنتیس (۲۹) آدمی تھے، ایک اور روایت کے مطابق قرعہ ڈالنے والے چھ اشخاص تھے۔ قرعہ ڈالا گیا یعنی وہ قلم جو فولاد کے تھے جن سے وہ لوگ توریت لکھا کرتے تھے پانی میں ڈالے گئے سب کے قلم ڈوب گئے زکریاؑ کا قلم پانی پر تیر تا رہا۔ آب جاری (دریا) میں قلم ڈالے گئے اور زکریاؑ کا قلم پانی پر استادہ رہا۔ اس میں

ترجمہ، جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا خدا کو خوب معلوم تھا تو کہنے لگیں کہ پروردگار! میرے تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لیے) لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ﴿۳۶﴾

حرکت نہیں ہوئی۔ جب زکریاؑ مریمؑ کے پاس جاتے اُن کے پاس (بے فصل کے) میوے دیکھتے اور گرمی کے میوے جاڑوں میں اور جاڑوں کے میوے گرمیوں میں دیکھتے اور پوچھتے کہ اے مریمؑ یہ کہاں سے آئے۔ وہ کہتی تھیں خدا کے پاس سے وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ اُس وقت زکریاؑ نے اپنے لئے خدا سے فرزند کی دُعا کی۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ دودھ نہیں پیتی تھیں بلکہ اُن کی روزی ہمیشہ بہشت سے آتی تھی۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ پیغمبروں نے قرعہ ڈالا۔ قرعہ زکریاؑ کے نام نکلا جو مریمؑ کی بہن کے شوہر تھے اور زکریاؑ ان کے متکفل اور محافظ قرار پائے اور مریمؑ کو مسجد میں لے گئے۔ جب وہ کچھ بڑی ہو گئیں پیغمبروں اور عبادت گذاروں کی خدمت کرنے لگیں جب اتنی بڑی ہو گئیں کہ دوسری عورتیں حائض ہو جاتی ہیں تو خدا نے زکریاؑ کو حکم دیا کہ ان کو مسجد میں پردہ عصمت کے اندر چھپا کر رکھیں کیونکہ وہ حسین ترین عورت تھیں جب نماز کے لئے کھڑی ہوتی تھیں تو ان کے نور سے محراب روشن ہو جاتی تھی۔

منقول ہے کہ خدا نے عمران کو وحی کی کہ میں تم کو ایک ایسا فرزند عطا کروں گا جو اندھوں کو آنکھیں دے گا۔ کوڑھی کو شفا بخشے گا اور مردہ کو خدا کے حکم سے زندہ کرے گا۔ میں اس کو بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجوں گا۔ عمران نے اپنی زوجہ حنہ کو خوشخبری دی کہ خدا نے اس طرح وحی فرمائی ہے تو جب حنہ مریمؑ سے حاملہ ہوئیں اُن کو گمان ہوا کہ شکم میں لڑکا ہے جس کے بارے میں خدا نے عمران کو خوشخبری دی تھی اس نے نذر کی کہ خداوندا یہ لڑکا جو میرے شکم میں ہے اس کو میں محرر کروں گی جب لڑکی ہوئی تو کہا خداوندا میں تو لڑکی جنی ہوں اور لڑکا لڑکی کے مثل نہیں ہوتا۔ لڑکی پیغمبر نہیں ہو سکتی جب خدا نے

ترجمہ، تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا متکفل بنایا زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے وہ بولیں خدا کے ہاں سے (آتا ہے) بیشک خدا جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے ﴿۳۷﴾

سورۃ آل عمران

عیسےٰؑ مریمؑ کو عطا کیا وہ خوشخبری پوری ہوئی جو خدا نے عمران کو دی تھی (حضرت نے فرمایا کہ) اگر ہم اہلبیت میں سے کسی کے بارے میں کوئی خبر دیں اور وہ اس کے ساتھ عمل میں نہ آئے اس کے فرزند کے ساتھ ظاہر ہو گی یا اُس کے فرزند کے فرزند میں موجود ہو گی لہٰذا انکار مت کرنا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر پیغمبران خدا کوئی خبر دیں تو کیا اُس کے خلاف عمل میں آسکتا ہے فرمایا ہاں خدا نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں حکم دیا تھا کہ ارض مقدس میں داخل ہو کیونکہ داخل ہونا تمہارا مقدر کر چکا ہوں اور لکھ چکا ہوں۔ وہ لوگ داخل نہیں ہوئے بلکہ اُن کے فرزندوں کے فرزند داخل ہوئے (اسی طرح) عمران نے کہا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اس سال اس مہینے میں مجھے لڑکا عنایت فرمائے گا جو پیغمبر ہو گا اور کہیں چلے گئے جب جناب مریمؑ پیدا ہوئیں اور زکریاؑ ان کے کفیل ہوئے تو ایک گروہ کہنے لگا کہ خدا کے رسول (عمران) کا قول سچا ہے اور ایک کہتا تھا کہ انہوں نے جھوٹ وعدہ کیا۔ جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو اُس گروہ نے کہا جو حضرت عمران کی تصدیق کرتا تھا کہ یہ ہے وہ وعدہ جو خدا نے عمران سے کیا تھا۔

منقول ہے کہ اسمٰعیل جعفی نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مغیرہ کہتے ہیں کہ حائض نماز کی قضا کرتی ہے اور روزہ کی قضا نہیں کرتی۔ (یعنی نماز قضا شدہ ادا کرتی ہے اور قضا شدہ روزے ادا نہیں کرتی) حضرت نے فرمایا ایسا کیوں کہتے ہیں خدا ان کو توفیق نیک نہ دے بیشک عمران کی زوجہ نے نذر کی تھی کہ جو اُن کے شکم میں ہے اُسے بیت المقدس کے لئے وقف کر دیں گی اور جو وقف ہو جاتا تھا مسجد سے کبھی باہر نہ آتا تھا۔ جب مریمؑ پیدا ہوئیں تو وہ اُن کو مسجد میں لائیں اور ان کی کفالت کے لئے پیغمبروں نے قرعہ ڈالا حضرت زکریاؑ کے نام قرعہ نکلا اور وہ اُن کے متکفل ہوئے یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچیں اور (زمانہ حیض میں) مسجد سے باہر آئیں اگر ممکن ہوتا نماز کو قضا کرتیں اور کن دنوں وہ نماز کو قضا کر سکتی تھیں حالانکہ ان کو ہمیشہ مسجد ہی رہنا تھا۔

خدا فرماتا ہے "اے مریمؑ قنوت پڑھو یا عبادت کرو اور اپنے پرورگار کے لئے عبادت کو خالص قرار دو اور خاضع ہو اور سجدہ اور رکوع کرو، رکوع (و سجود) کرنے والوں کے ساتھ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ (اے رسولؐ) تم اُس وقت موجود نہ تھے جبکہ وہ اپنے قلم سے قرعہ اندازی کررہے تھے کہ کون مریمؑ کا کفیل ہو اور جبکہ وہ باہم اس بارے میں منازعت کررہے تھے"

بسندہائے معتبر عامہ و خاصہ کے طریقہ سے منقول ہے کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہوگا۔ چنانچہ مریمؑ کے لئے بہشت سے جو خدا کی نعمتیں نازل ہوئی تھیں حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے بہشت کی نعمتیں اور مائدہ نازل ہوا۔ حتٰی کہ صاحب کشاف و بیضاوی و نیشاپوری ان تمام مفسرین عامہ نے جو نہایت متعصب ہیں قصّہ نزول مائدہ کا ذکر کیا ہے۔ بسندہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہف کہ ایک روز جناب امیرؑ سے حضرت فاطمہؑ سے کچھ کھانے کو مانگا۔ معصومہؑ نے عرض کی کہ خدا کی قسم آج تین روز سے سوائے اس کے کچھ نہیں تھا جو آپ کے لئے میں نے حاضر کیا اور آپ کو اپنے اوپر ترجیح دی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے تم نے خبر نہ کی۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ پیغمبرؐ نے مجھے سے ایک دینار قرض لیا اور گھر کی طرف واپس ہوئے تاکہ کچھ انتظام کریں۔ راستہ میں حضرت مقدادؓ سے ملاقات ہوئی پوچھا (اس دوپہر کے وقت سخت گرمی اور دھوپ میں) گھر

ترجمہ، اور جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم! خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے ﴿۴۲﴾ مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا ﴿۴۳﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم ان کے پاس نہیں تھے اور نہ اس وقت ہی ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے ﴿۴۴﴾

سورۃ آل عمران

سے کس لئے نکلے مقدادؓ نے کہا بھوک کی شدت کے سبب سے، حضرت نے فرمایا میں بھی اسی غرض سے گھر سے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار فراہم کیا ہے لیکن تم لے جاؤ اور اصرار کر کے وہ دینار مقدادؓ کو دیدیا اور خالی ہاتھ گھر واپس آئے، دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا تشریف فرما ہیں اور جناب فاطمہؑ نماز پڑھ رہی ہیں اور ان کے درمیان میں کوئی چیز رکھی ہے جس پر خوان پوش ڈھکا ہوا ہے۔ جناب فاطمہؑ نماز سے فارغ ہوئیں تو اُس ظرف کو اُن دونوں حضرات کی خدمت میں لائیں اور خوان پوش اُٹھایا تو دیکھا کہ وہ ایک پیالہ ہے جو گوشت اور گرم روٹی سے بھرا ہوا ہے اور بھاپ نِکل رہی ہے پوچھا اے فاطمہؑ یہ کہاں سے لائیں۔ فاطمہؑ نے کہا یہ خدا کی جانب سے آیا ہے بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ پیغمبر نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری اور فاطمہؑ کی مثال بیان کروں۔ عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری مثال زکریاؑ کی سی ہے کہ جب مریمؑ کے پاس محراب عبادت میں داخل ہوتے تھے ان کے پاس بے فصل کے میوے دیکھتے تو پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتی تھیں خدا کی جانب سے جیسا کہ تمہارے جواب میں فاطمہؑ نے کہا۔ غرض اُس کاسئہ طعام سے ایک مہینے تک اہلبیت رسول کھاتے رہے اور وہ کم نہ ہوا۔ حضرت امام باقرؑ نے فرمایا کہ وہ کاسہ ہمارے پاس ہے اور حضرت صاحب الامرؑ اس کو ظاہر کریں گے ار بہشت کے کھانے اس سے کھائیں گے۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآبؐ نے اُن مظام کی خبر دی جو حضرت کے بعد اہلبیت پر گذرنے والے تھے جب جناب فاطمہؑ کے مصائب بیان کئے تو فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں کو اُن کا مونس و غمخوار بنائے گا۔ کہ ان کو آواز دیں گے جس طرح مریمؑ بنت عمران کو ندا دیا کرتے تھے اور کہیں گے کہ اے فاطمہؑ بیشک خدا نے تم کو برگزیدہ کیا اور مطہر و معصوم بنایا ہے اور تمام عالم کی عورتوں پر تم کو فضیلت دی ہے۔ اے

ترجمہ، اور ان (مریم) کو (بھی یاد کرو) جنہوں نے اپنی عفّت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ان کے بیٹے کو اہل عالم کے لئے نشانی بنا دیا ﴿۹۱﴾ سورة الأنبياء

فاطمہؑ قنوت و خضوع اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو اور سجدہ اور رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ جب اُس دروازہ کے سبب سے جو عمر کے حکم سے اس کے شکم پر گرایا جائے گا اُس کا مرض سخت ہو گا تو خدا مریمؑ بنت عمران کو اس کی تیمارداری کے لئے بھیجے گا جو اس شدت و تکلیف کے عالم میں اُس کی خدمت گذار اور مونس و ہمدرد ہوں گی۔ دوسری روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ فاطمہ زہراؑ کی میت کو کس نے غسل دیا فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے کیونکہ وہ صدیقہ و معصومہ تھیں اور سوائے معصوم کے کوئی اور اُن کو غسل نہیں دے سکتا تھا۔ شاید تم نہیں جانتے کہ مریمؑ کو سوائے عیسیٰؑ کے کسی نے غسل نہیں دیا تھا۔

ایک مقام پر ارشاد ہے "اور قرآن میں مریمؑ کو یاد کرو جبکہ اپنے ساتھ والوں سے الگ ہو کر تنہائی میں آئیں اور خلوت میں مشرق کی طرف ایک مقام میں پہنچیں۔" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ درخت خرمائے خشک کے پاس گئیں اور مفسروں نے کہا کہ وہ بیت المقدس یا اپنے مکان کے شرقی جانب پہنچیں اور عبادت کے لئے خلوت اختیار کی یا اپنے بدن کو دھونے اور نہانے گئیں۔ تو ایک حجاب و پردہ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے درمیان قائم کیا تا کہ کوان کو نہ دیکھے۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ جب حضرت مریمؑ حائض ہوتی تھیں مسجد سے باہر چلی جاتی تھیں اور اپنی خالہ زوجہ زکریاؑ کے پاس رہتی تھیں اور جب پاک ہو جاتی تھیں تو مسجد میں

ترجمہ، اور کتاب (قرآن) میں مریم کا بھی مذکور کرو، جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف چلی گئیں ﴿۱۶﴾ تو انہوں نے ان کی طرف سے پردہ کر لیا۔ (اس وقت) ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا۔ تو ان کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل) بن گیا ﴿۱۷﴾ مریم بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں ﴿۱۸﴾ انہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں (اور اس لئے آیا ہوں) کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں ﴿۱۹﴾ مریم نے کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہو گا مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں ہوں ﴿۲۰﴾

سورۃ مریم

جاکر قیام کرتیں۔ ایک روز زکریاؑ کے گھر میں جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی پردہ لٹکا کو غسل کررہی تھیں کہ جبریلؑ ایک انسان کی صورت میں ان کے پاس ظاہر ہوئے۔ جبریلؑ نے مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری اور ایک ہوا آپ کے پیٹ میں پہنچائی۔ جس سے وہ اُسی شب حضرت عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اور صبح کو ان کا وضع حمل ہوا جس کی مدّت حمل نوماہ کے برابر مقرر فرمائی۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبریلؑ نے مریمؑ کا کرتا پکڑ کے اُس میں پھونکا تو عیسیٰؑ اُسی وقت اُن کے رحم میں کابل ہوگئے جس طرح لڑکے ماں کے پیٹ میں نو مہینے میں کامل ہوتے ہیں تو وہ غسلخانہ سے باہر آئیں اُس حاملہ عورت کی طرح جس کا زمانہ حمل مکمل ہوچکا ہوتا ہے اور لڑکا پیدا ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ جب ان کی خالہ کی نگاہ اُن پر پڑی تعجّب ہوا اور مریمؑ شرم سے اپنی خالہ وزکریاؑ سے علیٰحدہ ہوگئیں۔ وہ حضرت سے حاملہ ہوئیں اور تنہائیو عُزلت اختیار کی یالوگوں سے بہت دُور ایک مقام پر چلی گئیں۔ پھر ان کو وضع حمل کا دردو درخت خرما کے نزدیک لایا اور جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو کہا کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور میرا نام لوگوں کو بھول گیا ہوتا۔ مرگ کی تمنا اس لئے کی کہ لوگ ان کی نسبت بڑا گمان کریں گے۔

ترجمہ، پھر دردزہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مرچکتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی ﴿۲۳﴾ اس وقت ان کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کردیا ہے ﴿۲۴﴾ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی ﴿۲۵﴾ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے خدا کے لئے روزے کی منت مانی تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں کروں گی ﴿۲۶﴾

حضرت عیسیٰ ؑ ابن مریم علیہ السّلام کے حالات

خداوند عالم ارشاد فرماتاہے وہ وقت یاد کرو جبکہ فرشتوں نے کہااے مریمؑ بیشک خداتم کو اپنی جانب سے ایک کلمہ کی خوشخبری دیتاہے جو عیسٰیؑ بن مریمؑ ہیں۔ جو روشناس اور دُنیاوآخرت میں صاحب قدر و منزلت ہوں گے اور وہ خدا کے مقرب ہیں۔ عیسٰیؑ کو کلمہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لفظ کن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے یااس لئے کہ اُن کی خوشخبری پیغمبرانِ سابقہ نے دی یااس وجہ سے کہ اُن کے کلام سے خداوند عالم نے لوگوں کی ہدایت فرمائی اور مسیح اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ خدا کی جانب سے برکت و منیمنت اور گناہوں کی پاکی سے مسح کئے ہوئے تھے، یااس سبب سے کہ ولادت کے بعد روغن زیت سے مسح کئے گئے تھے یااس وجہ سے کہ جبرئیلؑ نے اپنے پروں کو حضرت کے جسم پر بعد ولارت ملا تھا تاکہ ان کے لئے تعویذ ہو اور شر شیطان سے محفوظ رہیں یااس وجہ سے کہ وہ ہاتھ اپنے سر پر پھیرا کرتے تھے یا اس لئے کہ ان کے مس کرنے سے اندھے آنکھ والے بن جاتے تھے اور بیماروں کو شفا ہوتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ زبان عبری میں مسیحا تھا جو عربی میں مسیح ہوگیا۔ "اور وہ لوگوں سے گہوارہ میں زمانہ شیر خوارگی میں کلام کرتے تھے اور پیری میں بھی (جیسے لوگ کلام کرتے ہیں) اور وہ صالحین میں سے تھے۔ مریمؑ نے کہا خداوندا مجھے لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھویا تک نہیں۔ فرشتے نے کہا خدا یونہی جو چاہتا ہے پیدا

ترجمہ، پھر وہ اس (بچےؑ) کو اٹھا کر اپنی قوم کے لوگوں کے پاس لے آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ مریم یہ تو تُونے براکام کیا ﴿۲۷﴾ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی بد اطوار آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی ﴿۲۸﴾ تو مریم نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے کہ ہم اس سے کہ گود کا بچہ ہے کیونکر بات کریں ﴿۲۹﴾ بچے نے کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے ﴿۳۰﴾ اور میں جہاں ہوں (اور جس حال میں ہوں) مجھے صاحب برکت کیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے ﴿۳۱﴾ سورۃ مریم

کرتا ہے جب اُس نے کسی شے کو مقدر کرنا چاہا تو کہدیا ہو جا، بس
وہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کو تعلیم کرے گا کتاب وحکمت کی اور توریت
وانجیل کی، اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو گا اور اُن سے کہے گا کہ
میں تمہاری طرف آیات اور چند معجزات کے ساتھ
خدا کی جانب سے آیا ہوں۔ میں مٹی سے طائر کی شکل بنا کر
اُس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے (اور
اُڑنے لگتا ہے) اور خدا کے حکم سے مادر زاد اندھے اور مبروص کو شفا
دیتا ہوں اور مردُہ کو زندہ کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے
گھروں میں جمع کرتے ہو سب بتا دیتا ہوں۔ بیشک اس میں
تمہارے لئے میری حقیقت پر حجت کی دلیلیں اور علامتیں ہیں
اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اُس کا جو مجھ سے
پہلے نازل ہو چکا ہے اور وہ توریت ہے اور مبعوث ہوا ہوں تا کہ تمہارے
لئے ان چیزوں کو حلال کردوں جو تم پر شریعت موسیٰؑ میں حرام
ہو چکی ہیں اور میں تمہارے لئے خدا کی جانب سے معجزے لایا
ہوں۔ خدا کے عذاب سے ڈرو، اور پرہیز کرو اور میری اطاعت
کرو، بیشک خدا میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو
یہی سیدھا راستہ ہے۔" اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ "بیشک عیسیٰؑ کی
مثال خدا کے نزدیک بے باپ کے پیدا ہونے میں آدم کی

ترجمہ، اور (مجھے) اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور سرکش وبدبخت نہیں بنایا
﴿۳۲﴾ اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر
سلام (ورحمت) ہے ﴿۳۳﴾ یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) سچی بات ہے جس میں لوگ شک
کرتے ہیں ﴿۳۴﴾ خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو
اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے ﴿۳۵﴾ سورۃ مریم

مثال ہے کہ خدا نے ان کو مٹی سے پیدا کیا اور کہا ہو جاؤ تو وہ خلق ہو گئے اور زندہ ہو گئے۔"

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موت کی آرزو اس لئے کی کہ کوئی نیک صاحب عقل قوم میں ان کو برائی سے نسبت نہ دیتا اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ دردزہ کی وجہ سے باہر نکلیں تاکہ کسی مقام پر پناہ لیں۔ وہ بنی اسرائیل کے بازار کا دن تھا اور اُن کا اژدہام تھا حضرت مریمؑ جولاہوں کی طرف سے گذریں اُس زمانہ میں جولاہی شریف ترین پیشہ تھا۔ وہ جولاہے نیلے خچروں پر سوار تھے۔ مریمؑ نے ان سے پوچھا خرما کا خشک درخت کہاں ہے ان لوگوں نے اُن سے مذاق کیا اور جھڑک دیا تو مریمؑ نے بددُعا کی کہ خدا تمہارے پیشہ کو ذلیل کرے اور تم کو لوگوں کے درمیان خوار بنادے۔ پھر سوداگروں کی ایک جماعت دیکھی اور اُن سے درخت کا پتہ پوچھا اُن لوگوں نے پتہ بتادیا۔ فرمایا کہ خدا تمہارے پیشے میں برکت دے اور لوگوں کو تمہارا محتاج قرار دے۔ غرض جب درخت کے قریب پہنچیں حضرت عیسٰیؑ کی ولادت ہوئی جب اُن کی نظر حضرت عیسٰیؑ پر پڑی کہا کاش میں اس کے قبل ہی مرگئی ہوتی اور یہ دن نہ دیکھتی۔ میں اپنی خالہ سے کیا کہوں گی اور بنی اسرائیل کو کیا جواب دونگی؟ تو عیسٰیؑ نے نیچے سے آواز دی یا جبریلؑ نے مریمؑ کو ٹیلے کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کرو تمہارے پروردگار نے ایک نہر یا ایک شریف یعنی کو بزرگ قرار دیا ہے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ نہر (جہاں حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے تھے) سالہا سال سے خشک پڑی تھی اُس وقت خدا نے اُس میں پانی جاری کردیا۔ (خدا نے فرمایا اے مریمؑ) درخت کے تنہ کو ہلاؤ اور تازہ رطب گراؤ (اور کھاؤ)۔ امام باقرؑ سے منقول ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد زچہ کے لئے کوئی چیز رطب سے زیادہ مفید نہیں ہوتی کیونکہ خدا نے اس کو مریمؑ کی غذا وضع حمل کے بعد قرار دی تھی اور حضرت نے فرمایا کہ وہ درخت خشک تھا اُس میں پھل نہیں تھے کیونکہ

ترجمہ، اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسٰی) اور ان کی ماں کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور ان کو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں (نتھرا ہوا) پانی جاری تھا، پناہ دی تھی ﴿۵۰﴾ سورۃ المؤمنون

اگروہ پھل دار ہوتا تو ضرورت نہ تھی کہ مریمؑ کو حکم دیتا کہ درخت کو ہلاؤ بلکہ مریمؑ کی خود خواہش ہوتی اور جاڑے کا موسم تھا جبکہ پھل کسی درخت میں نہیں ہوتا تو خدا نے اُن کے معجزے کے ظاہر کرنے کے لئے اُسی وقت درخت میں پتیاں پیدا کیں اور پھل لگا دیئے۔ ایک روایت کے مطابق جس میں سے مریمؑ نے خرما کھایا تھا خرمائے عجوہ تھا جو خرما کی قسموں میں سب سے بہتر قسم ہوتی ہے۔ایک روایت کے مطابق کہ روئے زمین پر کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ ہوں کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں کانٹے ہوں یہاں تک کہ آدمؑ کی بدکار اولادوں نے خدا کے لئے بیوی اور بیٹا ہونے کی نسبت دی تو زمین کانپ اُٹھی اور درخت میوہ اور پھل سے خالی ہوگئے ان کی جگہ ان میں کانٹے پیدا ہوگئے اور شیاطین ابلیس لعین کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ آج رات ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے ہر بُت جو روئے زمین پر تھا مُنہ کے بل گر پڑا۔ یہ سُن کر ابلیس ملعون پریشان ہوا اور اُس بچہؑ کی تلاش میں مشرق و مغرب کا چکر لگایا مگر کوئی خبر نہ ملی۔ یہاں تک کہ ایک دَیر کے پاس پہنچا دیکھا کہ فرشتے اُس گھر کو گھیرے ہوئے ہیں، اُس ملعون نے چاہا کہ اندر داخل ہو ملائکہ نے کہا دور ہو یہاں سے اُس نے پوچھا اس بچہؑ کا باپ کون ہے کہا اس کی مثال آدمؑ کی مثال ہے کہ خدا نے ان کو بغیر باپ کے خلق فرمایا ابلیس نے کہا پانچ حصوں میں سے چار حصّہ انسانوں کو اس فرزند کے سبب سے ہلاک کروں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ اُسی درخت کے نیچے آپ بیٹھ گئیں اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی مریمؑ نے اپنی موت کی تمنا کی تو جبریلؑ نے ٹیلے کے نیچے سے آواز دی کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو کہ خدا نے پانی تمہارے لئے نہر میں جاری کر دیا تاکہ پیو اور اپنے تئیں غسل کرکے پاک کرو اور درخت کو ہلاؤ تو تازہ رطب اُس میں سے گرے گا۔اور اے مریمؑ خرمے کھاؤ اور پانی پیو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں تم خوش رہو اگر کسی شخص سے مُلاقات

ترجمہ، اور (دوسری) عمران کی بیٹی مریمؑ کی جنھوں نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتابوں کو برحق سمجھتی تھیں اور فرمانبرداروں میں سے تھیں (۱۲) سورۃ التحریم

ہو تو (ارشارہ سے) کہدو کہ میں نے اپنے مہربان خدا کے لئے روزہ کی نذر کی ہے اور آج کسی سے بات نہ کروں گی ممکن ہے کہ اتنی بات کہنے کی اجازت رہی ہو یا یہ بات اشارہ سے سمجھا دیں ان کی شریعت میں روزہ خدا کی یاد اور ذکر کے سوا کسی سے کلام کرنے میں خاموش رہنا تھا یا یہ کہ بھی روزہ ہی میں داخل تھا اور یہ باتیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمائی تھیں چنانچہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ عیسیٰؑ کی ولادت کے بعد محزون و مغموم ہوئیں اور موت کی تمنا کی حضرت عیسیٰؑ اُن کے پیروں کے پاس سے گویا ہوئے کہ مغموم و محزون نہ ہو جئے (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا) اور ہاتھ جب مریمؑ نے درخت کی جانب بڑھایا اُس وقت رطب تازہ جو اُس میں پھلے ہوئے تھے ہاتھ میں آ گئے۔ ان معجزات کو دیکھ کر وہ خوش ہوئیں پھر عیسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ مجھ کو کپڑے میں لپیٹ کر لے لیجئے اور جو کچھ اس وقت ضرورت تھی سب بتایا اور کہا کہ کسی سے ملاقات ہو تو یوں کلام کیجئے کہ میں نے روزہ رکھا ہے (وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مذکور ہوا)۔ پھر مریمؑ عیسیٰؑ کو لے کر قوم کے پاس آئیں تو لوگوں نے کہا اے مریمؑ عجیب بات ہے کہ بے شوہر کے بچّہ لائی ہو (بدکاری کا تم نے) ارتکاب کیا ہے) اے ہارونؑ کی بہن نہ تو تمہارا باپ بدکار تھا نہ تمہاری ماں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے مریمؑ کو محراب عبادت میں نہ دیکھا ان کی تلاش میں نکلے اور زکریاؑ بھی ان کی جستجو میں مشغول ہوئے دیکھا کہ مریمؑ آ رہی ہیں اور عیسیٰؑ کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کی عورت ان کے پاس جمع ہوئیں اور طعن و طنز کرنے لگیں اور اُن کے منہ پر تھوکئے

ترجمہ، (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ ابن مریم ہو گا (اور) جو دنیا اور آخرت میں باآبرو اور (خدا کے) خاصوں میں سے ہو گا ﴿۴۵﴾ اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکو کاروں میں ہو گا ﴿۴۶﴾ مریم نے کہا پروردگار میرے ہاں بچہ کیونکر ہو گا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک تو لگایا نہیں فرمایا کہ خدا اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ﴿۴۷﴾ اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا ﴿۴۸﴾

لگیں۔ مریمؑ مطلق اُن کی طرف متوجہ نہ ہوئیں اور محراب عبادت میں داخل ہوئیں۔ زکریاؑ اور بنی اسرائیل کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا اے مریمؑ تونے بُرا کام کیا یہ کیا بلا اور ننگ کی بات ہے جو بنی اسرائیل پر تونے ظاہر کیا اور طعن کے ساتھ ان کو ہارون کی بہن سے نسبت دی۔ ہارون مرد فاسق اور زناکار تھا جو بدکاری میں مشہور و معروف تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہارون بہت نیک شخص تھا ایسا کے جس کی تعریف لوگ کرتے تو اس سے نسبت دیتے۔ بعض کا قول ہے کہ ہارون حضرت مریمؑ کے ماموں تھے۔ غرضکہ جب مریمؑ سے ان کی یہ باتیں سنیں تو اُن کو کچھ جواب نہ دیا بلکہ حضرت عیسٰیؑ کی طرف اشارا کیا تو وہ کہنے لگیں کہ ہم اس بچہ سے کیونکر بات کریں جو گہوارہ میں ہے اور شیر خوار بچہّ ہے۔ حضرت عیسٰیؑ بحکم خدا گویا ہوئے اور کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اُس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں بھی ہونگا خدا نے مجھے بابرکت بنایا ہے حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ ستر عورتوں نے حضرت مریمؑ پر بہتان لگایا، تو خدا نے حضرت عیسٰیؑ کو گویا کیا۔ حضرت نے ان عورتوں سے خطاب فرمایا کہ وائے ہو تم پر کہ میری ماں پر افترا کرتی ہو، میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے مجھے پیغمبر بنایا ہے اور کتاب عطا کی ہے۔ خدا کی قسم میں تم پر حد جاری کروں گا کہ تم نے میری ماں کو بدی سے نسبت دی ہے اور پیغمبر ہونے کے بعد اُن پر حد جاری کی۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مجھے صاحب نفع قرار دیا ہے کہ علم و کمال اور بیماروں کو شفا اور ظاہر و باطن مرُدوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے جہاں بھی ہوں گا مجھے خلق کو نفع ہوگا اور مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے اور لوگوں کو اسی کا حکم دینے کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ رہوں اور مجھے اپنی ماں کے لئے نیک گروانا ہے۔ اور جبّار و شقی اور ماں کی جانب سے عاق ہونے کی بدبختی

ترجمہ، اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریمؑ کے بیٹے عیسٰیؑ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے ﴿٦﴾

سورۃ الصف

سے محفوظ رکھا ہے اور مجھ پر خدا کی جانب سے سلامتی یا سلام ہے جس روز کہ میں پیدا ہوا اور جس روز مروں گا اور جس روز قیامت میں مرنے کے بعد زندہ ہوں گا۔ جب یہ معجزہ ظاہر ہوا اور حضرت عیسیٰؑ نے یہ باتیں کیں لوگوں نے سمجھا کہ مریمؑ اُن باتوں سے بری ہیں جو ان کی نسبت خیال کی گئی تھیں۔ اور یہ قدرت خدا کی نشانیوں میں سے ہے جو ظاہر ہوئیں۔

قطب راوندی نے بسند معتبر یحییٰ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں حیرہ حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک روز اُن حضرت کے ساتھ سوار ہو کر چلا اور ہم ایک قریہ میں جو ناصرہ کے اطراف میں واقع ہے پہنچے اور شط فرات کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا کہ یہی ہے یہی ہے پھر سواری سے اُترے اور دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عیسےٰؑ کہاں پیدا ہوئے تھے میں نے عرض کی نہیں فرمایا کہ اسی مقام پر جہاں میں بیٹھا ہوں پھر فرمایا کہ وہ درخت جس کو مریمؑ نے حرکت دی اور اُس میں سے خرمے گرے تھے کہاں تھا؟ میں نے کہا نہیں جانتا تو اپنے دست مبارک سے اپنی پشت کی جانب اشارہ کیا کہ یہاں تھا۔ پھر فرمایا کہ ربوہ کے معنی جانتے ہو جو خدا نے فرمایا ہے کہ یعنی عیسیٰؑ و مریمؑ کو ہم نے ایک مقام بلند پر جگہ دی جو زیادتی پھل اور آبادی اور چشمۂ جاری کی وجہ سے محل استقرار تھا۔ میں نے کہا نہیں جانتا تو اپنے دست مبارک سے داہنی جانب نجف کی سمت اشارہ کر کے فرمایا وہ یہ پہاڑ ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے جو ماء معین فرمایا ہے وہ فرات ہے اور فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰؑ کا حمل ظاہر ہوا جناب مریمؑ اُس وادی میں تھیں۔ جہاں پانچ سو باکرہ لڑکیاں عبادت خدا کرتی تھیں اور ان کی حمل کی مدّت نو گھڑی تھی۔ جب دردزہ نے ان کو بے چین کیا محراب عبادت سے نکلیں اور گھر آئیں جو اُن کا دَیر تھا۔ وہاں سے درخت خرما کے پاس پہنچیں جو خشک تھا وہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے ان کو لے کر قوم کے پاس آئیں

ترجمہ، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدس (یعنی جبرئیل) سے ان کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے، جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا، تو تم سرکش ہو جاتے رہے، اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے ﴿۸۷﴾ البقرة

قوم ان کو اس حال سے دیکھ کر خوف زدہ ہوئی اور سب نے تعجب کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بنی اسرائیل نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا وہ خدا کے بیٹے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ بندہ خدا اور اس کے پیغمبر ہیں اور یہودیوں نے کہا وہ (معاذاللہ) فرزند زنا ہیں اور وہ درخت خرمائے عجوہ کا تھا۔ ایک روایت کے مطابق وہ مکان دور جو خدا نے فرمایا ہے کہ مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے لئے وہاں گئی تھیں وہ کربلائے معلّی ہے کہ مریمؑ زمین کو طے کر کے (آن واحد میں) دمشق سے کربلا پہنچیں اور حضرت عیسیٰؑ امام حسینؑ کے قبر کے نزدیک پیدا ہوئے اور اُسی شب دمشق واپس آئیں۔ اور بہت سی حدیثیں میں وارد ہوا ہے کہ ربوہ کوفہ کا سرا ہے اور اس کا سواد کربلائے معلّیٰ یا نجف اشرف ہے اور قرار مسجد کوفہ اور معین نہر فرات ہے۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ حضرت جبرئیلؑ بہشت سے حضرت مریمؑ کے لئے خرمائےِ صرفان کی جنس سے خرمے لائے جب انہوں نے ان کو کھایا تو حاملہ ہو گئیں۔

منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ایک بار علمائے نصاریٰ سے دلیلوں کے ضمن میں جو اُن پر قائم فرمائی تھیں ارشاد کیا کہ مریمؑ کی والدہ کا نام مرُتا تھا جس کے معنی عربی میں وہیبہ ہے۔ جس روز مریمؑ پر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور وہ حضرت عیسےٰؑ سے حاملہ ہوئیں وقت زوال روز جمعہ تھا اور وہ دن ہمیشہ سے عید کا دن تھا اور جس روز حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے روز شنبہ (منگل) تھا جس کی ساڑھے چار گھڑی گذری تھی اور ایک روایت کے مطابق پچیسویں تاریخ ماہ ذی القعدہ کی شب میں ہوئی اور جس نہر کے کنارے وُہ پیدا ہونے وہ نہر

ترجمہ، جب خدا (عیسیٰ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرے ان احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے جب میں نے روح القدس (یعنی جبرئیل) سے تمہاری مدد کی تم جھولے میں اور جوان ہو کر (ایک ہی نسق پر) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے تھے اور مردے کو میرے حکم سے (زندہ کر کے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب تم ان کے پاس کھلے نشان لے کر آئے تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے ﴿۱۱۰﴾ سورۃ المائدۃ

فرات تھی۔ اُس روزان کو خدا کی جانب سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس زمانہ کا بادشاہ قیدوسن جب اس حال سے مطلع ہوا اپنے لڑکوں اور مصاحبین کو لے کر حضرت کو آزار پہنچانے کے خیال سے نکلا اور آل عمران کو خبر دی اور ان کو گھروں سے باہر بلایا تاکہ مریمؑ کو اس حال سے مشاہدہ کریں یہاں تک کہ وہ تمام واقعات گذرے جن کا ذکر قرآن میں ہے (کہ قوم نے مریمؑ سے سوال و جواب کئے اور جناب عیسیٰؑ نے گہوارہ میں اُن سے کلام کیا)۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ شب معراج حضرت جبرئیلؑ نے ایک مقام پر رسولؐ خدا سے عرض کی کہ سواری سے اُتر کے نماز پڑھئے۔ حضرت نے نماز ادا کی اور پوچھا یہ کون سا مقام ہے عرض کی یہ طور سینا ہے خدا نے حضرت موسیٰؑ سے اسی جگہ باتیں کیں۔ وہاں سے سوار ہو کر آگے بڑھے پھر کچھ دور راہ طے کرنے کے بعد جبرئیلؑ نے کہا اُتریئے اور نماز پڑھئے۔ حضرت نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے عرض کی یہ بیت لحم ہے یعنی بیت المقدس کے اطراف میں ایک جگہ کا نام ہے اسی مقام پر حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق زمین کے خطّوں نے ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا تو کعبہ نے زمین کربلا پر فخر کیا (تو) خدا نے اس کو وحی کی کہ ساکت رہ اور کربلا پر فخر مت کر کیونکہ وہ مقام وہ ہے جہاں ہم سے موسیٰؑ سے کلام کیا۔ وہی وہ ربوہ ہے کہ مریمؑ و مسیحؑ کو ہم نے جہاں مقیم کیا اور وہ دولابہ ہے جس میں حسینؑ کے سر مبارک کو دھویا گیا اُسی جگہ عیسیٰؑ کو اُن کی ولادت کا غسل دیا گیا۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسےؑ پیدا ہوئے خدا نے اُن کو پوشیدہ رکھا اور اُن کے جسم کو لوگوں کی نگاہوں سے غائب کر دیا کیونکہ جب مریمؑ حاملہ ہوئی تھیں تو وہ آبادی سے دور ایک مقام پر عزلت گزیں ہو گئی تھیں، (جب) زکریاؑ اور مریمؑ کی خالہ اُن کی تلاش میں آئے اور اُس وقت اُن کے پاس پہنچے جبکہ حضرت عیسیٰؑ پیدا ہو چکے تھے

ترجمہ، اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی۔ یہ سب نیکوکار تھے ﴿۸۵﴾ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸۶﴾ الأنعام

اور حضرت مریمؑ شرم سے موت کی تمنا کر رہی تھیں اُس وقت خدا نے حضرت عیسےٰؑ کو گویا کیا اور انہوں نے اُن پر حجت تمام کی۔ جب حضرت عیسےٰؑ ظاہر ہوئے بنی اسرائیل پر دشمنان دین کی طرف سے بلائیں اور سختیاں زیادہ ہوئیں اور اُن کی تکلیفیں بڑھیں اور بادشاہ اور جبار جو اس زمانہ میں تھے اُن کے مٹانے اور ایذا رسانی میں اُٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ عیسےٰؑ آسمان پر تشریف لے گئے اور شمعون اور اُن کے ماننے والے اُن ظالموں کے ڈر سے روپوش ہو گئے اور ایک دریا کے جزیروں میں سے کسی جزیرہ میں چلے گئے اور مدتوں وہاں مقیم رہے۔ خدا نے ان کے لئے اُس جزیرہ میں آب شیریں کے چشمے جاری کر دیئے اور ہر قسم کے پھل اُن کے لئے اگائے اور چوپائے اور جانور اُن کے لئے پیدا کر دیئے اور ایک مچھلی اُن کے پاس بھیجی جس کو عمد کہتے ہیں جو گوشت اور ہڈی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس میں صرف چمڑا اور خون تھا۔ خدا نے اس کو حکم دیا تو وہ پانی کے اوپر آئی اور خدا کے حکم سے شہد کی مکھیاں اُس کی پشت پر بیٹھیں وہ ان کو لے کر اُس جزیرہ میں آئی۔ مکھیوں نے اس جزیرہ کے درختوں میں چھتہ بنایا اور ان لوگوں کے لئے اُس جزیرہ میں بہت شہد پیدا ہوا اور حضرت مسیحؑ کی خبریں اس حال میں اُن کے پاس پہنچتی رہیں۔

اور ابن طاؤسؒ نے ابن بابویہ کی کتاب النبوۃ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوئے گبر کے بڑے لوگوں کا ایک گروہ احتراماً عیسٰیؑ و مریمؑ کو دیکھنے کے لئے آیا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو ستاروں اور احکام نجوم پر نظر رکھتے ہیں جب یہ فرزند پیدا ہوا ہم نے دیکھا کہ بادشاہوں کا ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جب ہم نے غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ اس بچہ کی بادشاہی پیغمبری کی بادشاہی ہے جو اُس سے زائل نہ ہو گی یہاں تک کہ خدا اس کو آسمان پر اُٹھا لے گا اور جب دُنیا ختم ہو جائے گی تو اُس کی بادشاہی آخرت کی ابدی بادشاہی میں

ترجمہ، اور ان پیغمبروں کے بعد انہی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلی کتاب (ہے) تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے

منتقل ہو جائے گی۔ ہم لوگ مشرق سے آرہے ہیں اور اُسی ستارہ کی رہبری سے یہاں تک پہنچے ہیں۔ جب اس مقام پر ہم پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ستارہ اس بچہ کے اوپر ٹھہر گیا اس طرح ہم نے پہنچانا کہ اے مریمؑ صاحب ستارہ آپ کا یہ فرزند ہے۔ ہم اپنے ساتھ ہدیئے اس پر قربان کرنے کے لئے لائے ہیں کہ دنیا میں کسی کے واسطے ایسی چیزیں نہیں لائی گئیں کیونکہ یہ ہدیے ہم نے اس بچہ کے لئے مناسب و موزوں سمجھا۔ یہ سونا، مرُاور کندر ہیں۔ سونا دنیادی سرمایہ اور آپ کا فرزند بہترین مروم ہے اور مرُ زخموں اور بیماریوں اور دیوانگی میں شفا دینے والی چیز ہے چونکہ آپ کا فرزندان بیماریوں کا علاج کرنے والا ہوگا۔ اس لئے یہ اس کے لئے مناسب ہے اور کندر وہ ہے جس کا دھوآں آسمان پر پہنچتا ہے اور کسی کا دھوآں آسمان تک نہیں پہنچتا اور آپ کا فرزند چونکہ آسمان پر جائے گا لہذا یہ اس کے واسطے مناسب و موزوں ہے۔ حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ خدا نے عیسےؑ کو کیوں بغیر باپ کے پیدا کیا۔ فرمایا اس سبب سے کہ لوگ اس کے کمال قدرت کو سمجھیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ جو رُوح کہ خدا نے حضرت عیسےؑ میں پھونکی وہ روح اس کی خلق کی ہوئی تھی جو دوسری روحوں سے بلند و برتر تھی۔

حضرت عیسٰیؑ کے فضائل و کمالات اور معجزات

حق تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے عیسٰیؑ ابن مریمؑ کو واضح دلیلیں اور معجزات ظاہر و مدلل عطا کئے اور روح مقدس و مطہر سے ان کی تائید کی" اور بعض کا قول ہے روح مقدس وہ روح ہے جسے خدا نے خلق فرما کہ عیسےؑ میں

ترجمہ، کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸۴﴾ سورۃ آل عمران

پھونکی۔ اور وہ روح مقدس جبریلؑ و میکائیلؑ اور تمام ملائکہ سے بلند تر ایک مخلوق ہے جو پیغمبران اولوالعزم اور ائمہ معصومینؑ سے تعلق رکھتی ہے اور وقت ولادت سے آخر عمر تک اُن کی معین و مددگار اور معلم رہتی ہے اور خداوند عالم دوسرے مقام پر فرماتا ہے "اس وقت کو یاد جب خدا نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے کہا کہ اے عیسیٰؑ میری نعمتیں یاد کرو جو ہم نے تم کو اور تمہاری والدہ کو عطا کیں، جبکہ میں نے روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کی کہ تم گھوارہ میں کام کرنے لگے اور عالم پیری میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دی جبکہ تم میرے حکم سے مٹی سے طائر بنا کر اُس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے در حقیقت طائر بن جاتا تھا اور اندھے اور مبروص کو میرے حکم سے شفا بخشتے تھے اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے"۔ مشہور ہے کہ جس پرندہ کو آپ نے بنایا تھا وہ چمگادڑ تھی۔ اور امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ چھ جانور ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ایک اُن میں سے یہ چمگاڈر ہے جسے حضرت عیسیٰؑ نے مٹی سے بنایا اور وہ بحکم خدا زندہ ہو کر اُڑ گئی۔ اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ پچاس ہزار بیمار حضرت عیسیٰؑ کے پاس جمع ہوتے تھے ان میں سے جو نہیں آسکتا تھا حضرت خود اس کے پاس جاتے تھے اور اس شرط پر اس کو اچھا کرتے کہ وہ حضرت پر ایمان لائے اور بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے چار آدمیوں کو زندہ کیا۔ اوّل آپ کا ایک دوست عاذر تھا اُس کے مرنے کے تین روز بعد حضرت نے اس کی بہن سے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے چل وہاں پہنچ کر فرمایا کہ اے خدائے ہفت آسمان و زمین تو نے مجھے بیشک بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ہے

ترجمہ، اور ان پیغمبروں کے بعد انہی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلی کتاب (ہے) تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے

تاکہ ان کو تیرے دین کی طرف بلاؤں اور ان کو آگاہ کروں کہ میں مُردوں کو زندہ کرتا ہوں لٰہذا عاذر کو زندہ کردے تو وہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور اُس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اُس کی اولادیں ہوئیں۔ دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا تھا کہ جس کا تابوت لوگ حضرت عیسیٰؑ کے سامنے سے لے جارہے تھے حضرت نے دعا کی اور وہ زندہ ہو گیا اور تابوت میں اُٹھ کر بیٹھ گیا پھر لوگوں کی گردنوں پر پیر رکھ کر نیچے اُتر آیا اور اپنے کپڑے (منگا کر) پہنے اور اپنے گھر چلا گیا پھر اُس کے بھی اولادیں ہوئیں۔ تیسرے ایک دخترِ عشار تھی کہ لوگوں نے حضرت سے فرمایا کہ کل فوت ہوئی ہے آپ اُسے زندہ کر دیجئے حضرت نے دُعا کی اور وہ زندہ ہو گئی اور اُس کے بعد لڑکے پیدا ہوئے۔ چوتھے پسر نوحؑ سام کو اسم اعظم الٰہی سے زندہ کیا۔ سام قبر سے باہر نکلے اُن کے سر کے آدھے بال سفید تھے۔ سام نے کہا شاید قیامت برپا ہو گئی حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ نہیں میں نے خدا سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دُعا کی کہ تم کو زندہ کردے۔ سام پانچ سو برس تک دُنیا میں زندہ رہے تھے اور ان کے بال سفید نہ ہوئے تھے مگر اس وقت اس ہول سے کہ شاید قیامت آگئی ان کے بال سفید ہو گئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اچھا مر جاؤ سام نے کہا اس شرط کے ساتھ کہ خدا سکرات موت سے پناہ میں رکھے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے دُعا کی اور وہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔

حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ میں خدا کی جانب سے تمہارا رسول ہوں اور مٹی سے چڑیا بنا کر زندہ کرتا ہوں اور مادر زاد اندھے کو شفا بخشتا ہوں تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ یہ سب جادو ہے کوئی دوسری دلیل پیش کرو تو ہم ایمان لائیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ تم نے کیا کھایا ہے اور اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کیا ہے تو سمجھو گے کہ میں سچا ہوں ان لوگوں نے کہا ہاں تو حضرت روز اُن کو بتانے

ترجمہ، کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸۴﴾ سورۃ آل عمران

لگے کہ آج فلاں چیز تم نے کھائی فلاں چیز لی اور فلاں فلاں چیزیں جمع کیں تو بعض لوگ ایمان لائے اور بعض اپنے کفر پر باقی رہے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ اور جناب عیسٰیؑ کے درمیان چار سو اسی سال کا فاصلہ تھا اور شریعت عیسٰیؑ یہ تھی یعنی وہ خدا کی یگانہ پرستی اور اس کی عبادت میں خلوص اور ترک ریا اور جو کچھ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ نے تعلیم دی تھی ان تمام امور (کی تبلیغ) پر مبعوث ہوئے تھے۔ خدا نے اُن پر انجیل نازل فرمائی اور چند عہد اُن سے لئے جو اور پیغمبروں سے لئے تھے اور توریت میں اُن کے لئے لکھا تھا کہ نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں۔ اور نیکیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے لوگوں کو منع کریں اور حرام کو حرام اور حلال کو حلال قرار دیں۔ اور انجیل میں نصیحتیں اور مثالیں تھیں۔ اُس میں تعزیرات و احکام حدود و فرض و میراث نہ تھے۔ اور جو توریت میں سخت احکام تھے اُن میں سے بعض میں خدا نے تخفیف فرمادی تھی۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ عیسٰیؑ نے کہا کہ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ بعض چیزوں کو جو تمہارے لئے حرام تھیں حلال قرار دوں اور جو لوگ حضرت عیسٰےؑ پر ایمان لائے تھے آپ نے اُن کو توریت وانجیل دونوں پر ایمان لانے کا حکم دیا اور جب انہوں نے عیسٰےؑ سے گہوارہ میں کلام کیا پھر اس کے بعد سات یا آٹھ سال تک گفتگو نہ کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کو تبلیغ فرمانے لگے اور خبر دینے لگے کہ انہوں نے کیا کھایا اور اپنے گھروں میں کیا جمع کیا ہے۔ اور حضرت مُردوں کو زندہ کرتے۔ کوروپیں کو شفا دیتے اور ان کو توریت کی تعلیم دیا کرتے۔ جب خدا نے چاہا کہ بنی اسرائیل پر حجت تمام کرے انجیل جناب عیسٰیؑ پر نازل فرمائی۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ اہان ابن ثعلب

ترجمہ، اور (عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو جاتا ہے اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مردے میں جان ڈال دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لیے (قدرت خدا کی) نشانی ہے ﴿٤٩﴾

نے اُنہی حضرت سے پوچھا کہ آیا حضرت عیسٰیؑ نے کس کو زندہ کیا تھا جو زندہ ہونے کے بعد ایک مدت تک زندہ رہا ہو اور اس کی اولادیں ہوئی ہوں، فرمایاہاں وہ حضرت کا ایک دوست تھا جس کے ساتھ آپ نے خدا کی خوشنودی کے لئے برادری قائم کرلی تھی جب کبھی حضرت اس کے پاس جاتے اُس کے ساتھ کچھ دنوں رہتے (اتفاقاً) کچھ مدت تک حضرت سے اُس سے ملاقات نہیں ہوئی پھر ایک مرتبہ حضرت اُس کے دروازہ پر پہنچے کہ اس کو سلام کریں اور ملاقات کریں تو اُس کی ماں باہر نکلی۔ حضرت نے اُس کا حال دریافت فرمایا اُس نے کہا یا رسول خدا اُس کا تو انتقال ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو اُس کو دیکھنا چاہتی ہے اُس نے کہا ضرور یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا اچھا میں کل آؤں گا اور اُس کو خدا کے حکم سے تیرے لئے زندہ کردوں گا۔ دوسرے روز حضرت عیسٰیؑ اُس کے دروازہ پر آئے اور اُس کی ماں سے کہا کہ میرے ساتھ چل اور اپنے فرزند کی قبر مجھے دکھا۔ وہ آپ کو اس کی قبر پر لے گئی۔ حضرت نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی۔ قبر شگافتہ ہوئی اور اُس عورت کا لڑکا زندہ ہو کر باہر آیا۔ جب اُس نے ماں کو اور ماں نے اس کو دیکھا دونوں روئے حضرت عیسٰیؑ کو رحم آیا اور آپ نے اُس مردسے فرمایا کہ کیا تو اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کی، اے خدا کے رسول روزی اور غذا اور عمر کی مدت کے ساتھ یا بغیر ان سب چیزوں کے؟ حضرت نے فرمایا ان تمام چیزوں کے ساتھ بیس سال تو دنیا میں زندہ رہے گا۔ شادی کرے گا اور تیرے اولادیں ہوں گی اس جوان نے عرض کی ہاں میں زندہ رہنا چاہتا ہوں تو حضرت نے اس کو اس کی ماں کے حوالہ کیا وہ بیس سال تک اپنی ماں کے ساتھ زندہ رہا شادی کی اور اولادیں پیدا ہوئیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کے اصحاب نے آپ سے مُردے کو زندہ کرنے کی خواہش

ترجمہ، اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں اور (میں) اس لیے بھی (آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لیے حلال کر دوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۵۰﴾ کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے ﴿۵۱﴾

سورۃ آل عمران

کی تو حضرت نے پسر نوحؑ سام کو زندہ کر کے پوچھا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ پتھر کا تکیہ رکھتے تھے اور سوتے وقت موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ عموماً بھوکے رہتے، رات میں آپ کے لئے روشنی چاند کی روشنی تھی اور جاڑوں میں آپ کا سرمایہ مشرق و مغرب کی زمینیں تھیں جن پر سورج طلوع ہوتا (یعنی گھومتے پھرتے سیر و سیاحت میں مشغول رہتے) آپ کے لئے پھل اور میوے اور خوشبوئیں گھاس تھی جو زمین سے جانوروں کے لئے اُگتی۔ نہ آپ کی کوئی عورت تھی کہ اس کی محبت ہوتی نہ کوئی لڑکا تھا جس کی فکر کرتے نہ کچھ مال رکھتے تھے جو ان کو یاد خدا سے باز رکھتا نہ کسی سے کچھ لالچ تھی کہ اس کو ذلیل کرتے۔ آپ کی سواری آپ کے دونوں پیر تھے اور آپ کے خادم آپ کے دونوں ہاتھ تھے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسٰیؑ سے پوچھا کہ آپ کیوں کسی عورت سے نکاح نہیں کر لیتے؟ فرمایا عورت میرے کس کام آئے گی لوگوں نے کہا اُس سے آپ کے لئے لڑکے ہوں گے فرمایا لڑکے میرے کس کام آئیں گے اگر زندہ رہیں گے میرے لئے فتنہ و فساد کا سبب ہوں گے اگر مر جائیں گے تو میرے غم و رنج کا باعث ہوں گے۔ روایت کے مطابق حضرت عیسٰیؑ نے اپنے بعض خطبوں میں جو بنی اسرائیل کے درمیان پڑھا تھا فرمایا تھا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ میرے خادم میرے ہاتھ تھے سواری میرے پیر، میرا بستر فرش زمین اور میرا تکیہ پتھر ہے اور جاڑوں میں گرمی پہنچانے کے لئے آگ آفتاب ہے (یعنی جس جگہ دھوپ ہوتی

ترجمہ، (اے محمد ﷺ) یہ ہم تم کو (خدا کی) آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں ﴿۵۸﴾ عیسیٰ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے ﴿۵۹﴾ (یہ بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو تم ہر گز شک کرنے والوں میں نہ ہونا ﴿۶۰﴾ پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت الحال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا و التجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں ﴿۶۱﴾ سورۃ آل عمران

ہے)میرا چراغ رات کے وقت چاند۔ میری غذا بھوک میرا لباس خدا کا خوف ہے۔ اور میری تن پوشی بالوں کے موٹے کپڑے ہیں۔ میرے میوے پھل اور گل ولالہ زمین کی گھاس ہے جو حیوانات کھاتے ہیں۔ رات بسر کرتا ہوں اور کچھ نہیں رکھتا۔ صبح ہوتی ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہوتا(لیکن)زمین پر مجھ سے بڑھ کر نہ کوئی شخص غنی ہے اور نہ بے نیاز ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ کنعان کی بیوی کا ایک لڑکا تھا جو اپاہج تھا وہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس لائی کہ اس کو شفا بخشیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کے بیماروں کو شفا دینے پر مامور ہوا ہوں زن کنعان نے کہا اے روح اللہ امیروں کے دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑے کتّوں کو نصیب ہوتے ہیں جبکہ دستر خوان جھاڑا جاتا ہے لہذا آپ بھی اپنی حکمت سے ہم کو شرفیاب فرمائیے اور محروم واپس نہ کیجئے۔ تو آپ نے خدا سے اجازت طلب کی پھر دعا فرمائی اور وہ لڑکا صحتیاب ہوا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضرت عیسیٰؑ کو بھی تکلیفیں اور بیماریاں لاحق ہوتی تھیں جس طرح اور آدم کی اولادوں کو ہوتی ہیں فرمایا۔ ہاں بچپن میں بڑھاپے کی سخت بیماریاں لاحق ہوتی تھیں ایک بار کمسنی میں درد تہی گاہ عارض ہوا جو کشتی بانوں کو عموماً ہوا کرتا ہے۔ آپ

ترجمہ، اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کا حال بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ اس سے چلا اُٹھے ﴿۵۷﴾ اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ؟ انہوں نے عیسیٰ کی جو مثال بیان کی ہے تو صرف جھگڑنے کو۔ حقیقت یہ ہے یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو ﴿۵۸﴾ وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے ان کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنا دیا ﴿۵۹﴾ اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو تمہاری جگہ زمین میں رہتے ﴿٦٠﴾ اور وہ قیامت کی نشانی ہیں۔ تو (کہہ دو کہ لوگو) اس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو۔ یہی سیدھا رستہ ہے ﴿٦١﴾ اور (کہیں) شیطان تم کو (اس سے) روک نہ دے۔ وہ تو تمہارا اعلانیہ دشمن ہے ﴿٦٢﴾ اور جب عیسیٰ نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ میں تمہارے پاس دانائی (کی کتاب) لے کر آیا ہوں۔ نیز اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو تم کو سمجھا دوں۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿٦٣﴾ کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے ﴿٦٤﴾ سورۃ الزخرف

نے اپنی ماں سے کہا شہد اور سیاہ دانہ روغن زیت میں ملا کر لادیں کہ اسے کھائیں۔ جناب مریمؑ نے وہ لا کر دیا تو اُس کے کھانے سے آپ کو کراہت ہوئی، ماں نے پوچھا خود ہی تو تم نے منگوایا اب کھانے سے کیوں کراہت کرتے ہو، عرض کی بعلم پیغمبری دوا تجویز کر کے طلب کی اور اب اس کی بدمزگی اور بے صبری کے سبب جو لڑکوں کا لوازمہ ہے کراہت کرتا ہوں، پھر اُس دوا کو تناول فرمایا۔ دوسری روایت کے مطابق کبھی حضرت عیسیٰؑ (جبکہ بچہ تھے) بہت روتے کہ مریمؑ پریشان ہو جاتی تھیں پھر کہتے کہ اے مادر مہربان فلان درخت کی چھال باریک پیس کر مجھے پلا دیجئے تو میری تکلیف دور ہو جائے گی اور میں نہ روؤں گا۔ جب مریمؑ اُس دوا کو اُن کے حلق میں ڈالتیں تو اور زیادہ روتے تو آپ فرماتیں کہ خود تم ہی نے تو دوا کے لئے کہا اور پھر روتے بھی ہو تو کہتے کہ اے مادر مہربان (دوا تجویز کرنا) پیغمبری (کے سبب سے) اور (گریہ) بچپن کی کمزوری (کے سبب سے) ہے۔ رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ تمہیں مسور کھانا گوارا کرے کہ وہ مبارک اور پاک ہے جو دل کو نرم کرتی ہے اور رقّت (گریہ) زیادہ کرتی ہے اور ستر پیغمبروں نے اس پر برکت بھیجی ہے جن میں آخر حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ ایک اور روایت میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا نقش نگیں دو کلمے تھے جو انجیل سے ماخوذ تھے "یعنی بہتری ہے اُس بندہ کے لئے جو خدا کو یاد کرتا ہے اُس کے سبب سے اور بُرائی ہے اس شخص کے لئے جو خدا کو بھول جاتا ہے اس کے سبب سے"۔

ترجمہ، مسیح ابن مریم تو صرف (خدا) کے پیغمبر تھے ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اور ان کی والدہ (مریم خدا کی) ولی اور سچی فرمانبردار تھیں دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم ان لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں ﴿۷۵﴾ کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں؟ اور خدا ہی (سب کچھ) سنتا جانتا ہے ﴿۷۶﴾ کہو کہ اے اہل کتاب! اپنے دین (کی بات) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور اور بھی اکثروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے ﴿۷۷﴾ جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے ﴿۷۸﴾ سورۃ المائدۃ

حضرت حسن مجتبیٰؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر دُنیا میں تینتیس سال ہوئی پھر خدا نے ان کو آسمان پر اُٹھا لیا وہ پھر زمین پر دمشق میں اُتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ ایک اور روایت میں حضرت عیسیٰؑ خانہ کعبہ کے حج کو تشریف لے گئے اور صفائح روحا سے گذرے اور کہتے جاتے تھے۔ حاضر ہے تیرا بندہ اور تیری کنیز کا بیٹا حاضر ہے۔ منقول رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا جو سرخ چہرے والے اور گھونگھریالے بال اور میانہ قد والے تھے۔ منقول ہے حضرت عیسیٰؑ کو صرف بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا تھا اور ان کی پیغمبری بیت المقدس تک تھی ان کے بعد ان کے بارہ حوارئین ان کے وصی ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ تھے اور ان کے سب سے آخری رسول جناب عیسےٰؑ تھے اور ان کے درمیان چھ سو پیغمبر مبعوث ہوئے۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام باقرؑ سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ میں جب کلام کیا تو کیا اُس وقت اپنے اہل زمانہ پر حجت خدا تھے فرمایا ہاں پیغمبر اور حجت خدا تھے مگر مرسل نہ تھے (یعنی تبلیغ پر مامور نہ تھے) کیا تم نے نہیں سُنا کہ خدا فرماتا ہے کہ عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کہا میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے راوی نے پوچھا کہ اس وقت زکریاؑ بھی حجت خدا تھے؟ فرمایا کہ اُس حال میں لوگوں کے لئے خدا کی ایک دلیل تھے اور مریمؑ کے لئے رحمت خدا تھے کہ لوگوں کہ بدگمانی کے مقابلہ میں حضرت مریمؑ کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ اور پیغمبر اور حجت خدا تھے ان لوگوں پر جنھوں نے ان کے

ترجمہ، پھر ان کے پیچھے انہی کے قدموں پر (اور) پیغمبر بھیجے اور ان کے پیچھے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا اور ان کو انجیل عنایت کی۔ اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے دلوں میں شفقت اور مہربانی ڈال دی۔ اور لذات سے کنارہ کشی کی تو انہوں نے خود ایک نئی بات نکال لی ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر (انہوں نے اپنے خیال میں) خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (آپ ہی ایسا کر لیا تھا) پھر جیسا اس کو نباہنا چاہیئے تھا نباہ بھی نہ سکے۔ پس جو لوگ ان میں سے ایمان لائے ان کو ہم نے ان کا اجر دیا اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں ﴿۲۷﴾ سورۃ الحدید

کلام کو اُس وقت سُنا۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد جب زکریاؑ رحمت خدا نے واصل ہو گئے تو ان کے قائم مقام حضرت یحییٰؑ ہوئے ان کو ان کی میراث و حکمت حاصل ہوئی جبکہ وہ لڑکے اور عمر میں بہت چھوٹے تھے۔ جب حضرت عیسیٰؑ سات برس کے ہوئے پیغمبری و رسالت کا آپ نے دعویٰ کیا اور اُن پر خدا کی وحی نازل ہوئی تو حضرت عیسیٰؑ جناب یحییٰؑ اور تمام لوگوں پر حجت خدا ہوئے اور آدمؑ کی پیدائش سے دُنیا ختم ہونے تک زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی۔ ایک روایت کے مطابق صفوان نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کی کہ خدا مجھے وہ روز نہ دکھلائے جس روز آپ دُنیا میں نہ ہوں اگر ایسا ہو تو ہمارا امام کون ہوگا تو حضرت نے امام تقیؑ کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے پاس کھڑے تھے صفوان نے کہا یہ تو ابھی تین سال کے ہیں فرمایا کیا حرج ہے عیسےؑ نے تو پیغمبری کی جبکہ وہ تین سال کے تھے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے (تو) ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دوسرے لڑکے دو ماہ میں بڑے ہوتے تھے۔ جب وہ سات مہینے کے ہو گئے حضرت مریمؑ ان کو مدرسہ میں لے گئیں اور معلم کے سامنے بٹھایا۔ معلم نے کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو حضرت عیسیٰؑ نے کہہ دیا۔ پھر معلم نے کہا کہو ابجد جناب عیسیٰؑ نے سر اُٹھایا اور کہا تو جانتا ہے کہ ابجد کے معنی کیا ہیں؟ معلم نے تازیانہ اُٹھایا تا کہ آپ کو مارے حضرت نے فرمایا اے معلم مجھ کو مت مار اگر تو جانتا ہے تو بتا ورنہ مجھ سے پوچھ تا کہ میں بیان کروں، معلم نے کہا بیان کرو، فرمایا "الف" آلاء یعنی خدا کی نعمتیں اور "ب" بہجت اور صفات کمالیہ الٰہی۔ "وال" دین خدا ہے۔ "ہ" ہول جہنم۔ "و" سے اشارہ ہے ویل لاھل النار (خرابی ہے اہل جہنم کے لئے) کی طرف۔ "ز" زفیر یعنی اہل جہنم کی فریاد اور جہنم کا گناہگاروں کے لئے جوش مارنا ہے۔ "حطی" کے معنی ہیں کہ کم ہوتے ہیں اور زائل ہوتے ہیں گناہ استغفار سے کلمن کلام خدا ہے اور کلمات اور اپنے اعداد کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

ترجمہ، اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکا لیا (۷) سورۃ الاحزاب

"سعفص" یعنی قیامت میں پیمانہ کے عوض پیمانہ اور صاع کے بدلے صاع کا بدلہ ملیگا۔ "قرشت" یعنی سب قبروں میں لٹادیئے جائیں گے اور قیامت کے روز زندہ کئے جائیں گے یہ سنکر معلم نے کہا اے خاتون اپنے فرزند کو لے جاؤ کہ وہ علم ربّانی سے آراستہ ہے۔ اس کو معلم کی ضرورت نہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ دریا کے کنارے پہنچے اور ایک روٹی اپنے کھانے سے پانی میں ڈالی۔ حواریوں میں سے کسی نے کہا۔ اے روح اللہ اپنا کھانا آپ نے دریا میں کیوں پھینک دیا فرمایا اس لئے کہ دریا کے جانور کھائیں کیونکہ اُس کا ثواب بہت ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ خدا کے بزرگ نام تہتر (۷۳) ہیں دونام جناب عیسٰیؑ کو ملے جن کے ذریعہ وہ تمام معجزات دکھاتے رہے۔ اور بہتر (۷۲) نام خدا نے ہم کو تعلیم فرمائے ہیں۔ ایک اپنی ذات سے مخصوص رکھا ہے وہ کسی کو نہیں سکھایا۔ (یعنی دونام بھی جو حضرت عیسٰیؑ کو ملے سب ملا کر ستر (۷۰) نام تعلیم فرمائے)۔ منقول ہے کہ خدا سے ڈرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو۔ بیشک حضرت کی شریعت میں سے آپ کی سیاحت اور زمین میں گھومنا پھرنا بھی تھا۔ ایک مرتبہ آپ سیر وسیاحت کے لئے نکلے آپ کے اصحاب میں سے ایک چھوٹے قد کے صحابی آپ کے ساتھ تھے جو کبھی آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ راستہ میں دریا حائل ہوا حضرت نے بسم اللہ کہا اور یقین کامل کے ساتھ دریا میں پانی کے اوپر روانہ ہو گئے۔ اُس صحابی نے بھی بسم اللہ کہا اور یقین درست کے ساتھ پانی پر قدم رکھا اور حضرت

ترجمہ، جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسٰی بن مریم خدا ہیں وہ بے شک کافر ہیں (ان سے) کہہ دو کہ اگر خدا عیسٰی بن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۷) اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں کہو کہ پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمھیں عذاب کیوں دیتا ہے (نہیں) بلکہ تم اس کی مخلوقات میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور آسمان زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی حکومت ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۸)

کے پیچھے چلنے لگا اور حضرت کے پاس پہنچ گیا تو اُس کے نفس میں عُجب (ایک طرح کا فخر) پیدا ہوا کہ عیسٰیؑ روح اللہ ہیں اور پانی پر چل رہے ہیں اور میں بھی چل رہا ہوں تو وہ مجھ پر کیا فضیلت وزیادتی رکھتے ہیں یہ خیال آتے ہی وہ غرق ہو گیا اور حضرت عیسٰیؑ سے فریاد کی۔ آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر پانی سے نکالا پھر اُس سے پوچھا کہ تیرے دل میں کیا بات پیدا ہوئی جو اس مصیبت میں گرفتار ہوا۔ اُس شخص نے جو کچھ دل میں گذرا تھا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے نفس کو اس طرف لے گیا جس طرف خدا نے تجھ کو نہیں رکھا تھا اور اُس مرتبہ کا دعوٰے کیا جو تیرے مرتبہ سے بلند ہے اس سبب سے خدا نے تجھ کو دشمن رکھا پس توبہ کر اس شخص نے توبہ کی اور اپنے سابقہ مرتبہ پر واپس آیا۔ امام نے فرمایا کہ خدا سے توبہ کرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک روز حضرت عیسٰیؑ ایک جماعت کی طرف گذرے جو خوشی و شادمانی سے شور و غل مچا رہے تھے۔ پوچھا کیوں اس قدر خوش و مسرور ہو رہے ہو کہا آج فلاں کی لڑکی سے فلاں شخص کے لڑکے سے شادی ہے فرمایا آج اس قدر شاد و خرّم ہو رہے ہو کل نوحہ و ماتم کرو گے کسی شخص نے پوچھا۔ اے خدا کے پیغمبر کیوں کل ایسا ہو گا فرمایا کہ وہ لڑکی آج رات کو مر جائے گی۔ تو جو لوگ حضرت پر ایمان لائے تھے انہوں نے کہا سچ فرماتے ہیں اور منافقوں نے کہا کیا بات ہے کل کچھ دُور نہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ دوسرے روز وہ سب اس کے دروازہ پر گئے اور لڑکی کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ زندہ ہے تو حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے اے روح اللہ کل آپ نے فرمایا تھا کہ وہ لڑکی مر جائے گی مگر وہ زندہ ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اچھا آؤ چلو دیکھیں جب دروازہ پر پہنچ کر پکارا اُس لڑکی کا شوہر باہر آیا۔ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا کہ اجازت دو ہم تمہاری زوجہ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہا حضرت

ترجمہ، وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے (عیسٰی) مسیح خدا ہیں حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ﴿۷۲﴾

عیسیٰؑ ایک جماعت کے ساتھ آئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تم سے کچھ باتیں کریں۔ اُس لڑکی نے چادر اوڑھ لی اور اپنے کو چھپالیا پھر حضرت عیسیٰؑ کو بلایا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ کل شب تو نے کون سا کام کیا تھا اُس نے کہا کوئی کام نہیں سوائے اس کے جو ہمیشہ کرتی ہوں کہ ہر شب جمعہ ایک سائل میرے پاس آتا ہے اور میں اُسے اتنا دے دیتی ہوں کہ دوسرے جمعہ تک اس کو کافی ہوتا ہے۔ چونکہ کل رات میری شادی کی وجہ سے میرے گھر کے لوگ بھی سب کے سب مشغول تھے وہ سائل آیا اور بہت پکارا مگر کسی نے اُس کی آواز نہیں سُنی لیکن میں اُٹھی اور اس طرح سے کہ مجھے کسی نے پہچانا نہیں اور جا کر اُس سائل کو دے آئی حضرت نے فرمایا کہ اچھا اپنے بستر سے اُٹھ کر الگ ہو جا۔ وہ ہٹ گئی اور بستر جھاڑا گیا تو ایک سانپ شاخ خرما کی مانند اپنے دانتوں میں اپنی دم پکڑے ہوئے نکلا۔ حضرت نے فرمایا کہ کل رات جو تو نے صدقہ دیا اُس کے سبب سے خدا نے تجھ سے اس بلا کو دُور کر دیا اور تیری موت کو ٹال

ترجمہ، اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ کہنے لگے کہ (پروردگار) ہم ایمان لائے تو شاہد رہیو کہ ہم فرمانبردار ہیں ﴿۱۱۱﴾ (وہ قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو ﴿۱۱۲﴾ وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ رہیں ﴿۱۱۳﴾ (تب) عیسیٰ بن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لیے (وہ دن) عید قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کے لیے اور وہ تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے ﴿۱۱٤﴾ خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ اہل عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا ﴿۱۱۵﴾ اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علاّم الغیوب ہے ﴿۱۱٦﴾ سورة المائدة

دیا۔ دوسری منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ بیت المقدس کی گھاٹی میں تھے کہ شیاطین
آئے اور آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرنے لگے خدا نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ اپنے
داہنے پر سے شیاطین کو ماریں اور آگ میں ڈالدیں۔ حضرت جبریلؑ نے بموجب حکم عمل کیا
اور حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے ضرر سے محفوظ رکھا۔ روایت میں ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ جب حضرت عیسیٰؑ کی عمر تیس سال ہو گئی ایک روز بیت المقدس کے عقبہ (گھاٹی) میں تھے
جس کو عقبۂ رفیق کہتے ہیں تو ابلیس علیہ اللعن آپ کے پاس آیا اور کہا آپ ہی کی خدائی بہت
بلند ہے کہ گہوارہ میں آپ نے کلام کیا آپ نے فرمایا اے ابلیس بلکہ خداوند عالم بزرگ و برتر
ہے جس نے مجھے گہوارہ میں کلام کی طاقت عطا فرمائی اگر وہ چاہے تو گنگ کر سکتا ہے پھر اُس
ملعون نے کہا کہ آپ ہی وہ بزرگ خدا ہیں جو مٹی سے پرندہ بنا کر اُس میں پُھونک دیتے ہیں تو
دراصل طائر بن جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ عظمت مخصوص اُس خدا کے لئے ہے
جس نے مجھے خلق کیا ہے اور اُس طائر کو میرے ہاتھ سے خلق کرا دیتا ہے پھر اُس ملعون نے
کہا آپ ہی وہ ہیں جس کی عظیم خدائی اس مرتبہ کی ہے کہ بیماروں کو شفا بخشتے ہیں۔ حضرت
عیسیٰؑ نے کہا بلکہ خدائی اسی کے لئے مخصوص ہے کہ اُس کی اجازت سے بیماروں کو شفا دیتا
ہوں اگر وہ چاہے خود مجھ کو بیمار کر دے پھر ابلیس نے کہا آپ ہی ہیں کہ اپنی خدائی کی عظمت
سے مرُدوں کو زندہ کرتے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے کہا بلکہ بزرگی اسی خدا کے لئے مخصوص ہے
جس کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور میں نے جس کو زندہ کیا ہے اس کو اور مجھ کو وہ
خدا مردہ کر دے گا اور وہ خود باقی رہے گا۔ ابلیس نے پھر کہا آپ ہی وہ ہیں جس کی خدائی کی

ترجمہ، اور یہود کہتے ہیں کہ عُزیر خدا کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ ان
کے منہ کی باتیں ہیں پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی انہیں کی ریس کرنے میں
لگے ہیں۔ خدا ان کو ہلاک کرے۔ یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں (۳۰) انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ
اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا حالانکہ اُن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی
عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک
ہے (۳۱)

بلندی اس مرتبہ پر پہنچی ہے کہ پانی پر چلتے ہیں اور آپ کے قدم تر نہیں ہوتے اور پانی کے اندر نہیں جاتے۔ حضرت نے فرمایا بلکہ بزرگی خدا ہی کی ہے کہ جس نے پانی کو میرا تابع بنایا اگر وہ چاہے مجھے غرق کردے پھر اُس ملعون نے کہا اے حضرت عیسیٰؑ آپ ہی وہ ہیں کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ تمام آسمان وزمین اور جو کچھ اُن میں ہے سب آپ کے قدموں کے نیچے ہوگا اور آپ سب کے اوپر ہوں گے اور امور خلائق کا انتظام کریں گے۔ اور لوگوں کو روزی تقسیم فرمائیں گے۔ اُس کی یہ باتیں حضرت پر بہت سخت گذریں اور فرمایا "یعنی پاک ہے وہ خدا اُن تمام باتوں سے جو تو کہتا ہے میں اس قدر اس کی پاکی بیان کروں گا کہ اس کی زمین و آسمان بھر جائیں اور روشنائی جس سے اس کے علوم نا متناہی لکھے جاتے ہیں"۔ (اگر لکھے جائیں تو) ختم ہوجائے اور (ان پاگیزگی کے بیانات کا) وزن اس کے عرش کے برابر ہوجائے جس سے وہ راضی ہو۔ جب ابلیس نے آپ کے یہ کلمات سُنے تو بھاگا اور ایک سنگ سخت پر سجدہ میں پڑ گیا اور اس کی منحوس آنکھوں نے آنسو اُس کے نحس چہرے پر جاری ہیں۔ اے ابلیس تجھ پر وائے ہو اس قدر سجدہ کو طول دینے سے تو کیا امید رکھتا ہے اُس نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ جب خداوند عالم اپنی قسم کی وجہ سے مجھے جہنم میں ڈال دے گا اپنی رحمت سے اُس کے بعد مجھے جہنم سے آزاد کردے گا۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ شام کے ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے جس کو اریحا کہتے ہیں۔ آپ کے پاس بادشاہ فلسطین کی صورت میں شیطان آیا اور کہا اے روح اللہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اندھوں اور مبروص کو شفا بخشتے ہیں۔ ذرا اپنے کو اس پہاڑ سے نیچے گرا (کر دکھا) دیجئے آپ نے فرمایا کہ میں سب کچھ حکم خدا سے کرتا ہوں اور اس بات کا اُس نے مجھے حکم نہیں دیا ہے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ مکار ابلیس حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا اور بولا کہ آپ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ فرمایا ہاں اُس نے کہا اگر آپ سچے ہیں تو اس دیوار سے اپنے کو گرا دیجئے (اور زندہ رہ جایئے تو جانوں) آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ بندۂ تابع حکم خدا کو لازم نہیں کہ خود (اپنی مرضی سے) اپنی ذات پر تجربہ

کرے۔ پھر ابلیس نے کہا کہ آیا آپ کا پروردگار قادر ہے کہ تمام دنیا کو ایک انڈے میں سمودے بغیر اس کے کہ دنیا چھوٹی ہو یا انڈا بڑا ہو حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا خداوند تعالیٰ عجز اور ناتوانی سے موصوف نہیں ہوتا اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ محال ہے ایسا نہیں ہو سکتا اور ایسا نہ ہوتا اُس کے کمال قدرت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ نے ابلیس ملعون کو دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ کیا تیرے مکر کے جالوں میں سے کوئی جال مجھ تک بھی پہنچا ہے اُس نے کہا میں آپ کے ساتھ کیا مکر کر سکتا ہوں حالانکہ آپ کی نانی معظمہ نے جبکہ آپ کی والدہ جناب مریمؑ پیدا ہوئیں تو دُعا کی تھی کہ خداوند میں اس کو اور اس کی ذریت کو شیطان رجیم کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (تو اس کو محفوظ رکھنا) اور آپ انہی کی ذریت میں سے ہیں۔
بعض کتابوں میں ہے کہ جب مریمؑ مصر میں آئیں حضرت عیسیٰؑ بچہ تھے۔ وہ ایک دہقان کے گھر میں ٹھہریں کیونکہ وہ دہقان فقیروں اور مسکینوں کو بہت دوست رکھتا تھا اور ان کی پرورش کیا کرتا تھا۔ ایک روز دہقان کا کچھ مال گم ہو گیا اُس نے غریبوں کو جو اس کے گھر میں تھے متہم کیا۔ حضرت مریمؑ کو بہت رنج ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی ماں کو غمگیں دیکھا تو کہا اے مادر مہربان کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں بتادوں کہ دہقان کا سامان کسی نے لیا ہے فرمایا ہاں حضرت عیسیٰؑ نے کہا وہ اندھا اور وہ اپاہج باہم شریک ہیں اور مال چُرا لے گئے ہیں۔ جب اُس اندھے سے کہا گیا کہ اُس اپاہج کو اُٹھائے۔ اُس نے کہا میں نہیں اُٹھا سکتا حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کل رات مال چراتے وقت اس کو کس طرح اٹھایا (اور لے گیا تھا) آج نہیں اُٹھا سکتا؟ تو ان دونوں نے اقرار کیا اور دوسرے اس الزام سے بری ہوئے۔ دوسرے روز کچھ اور مہمان دہقان کے یہاں آئے۔ دہقان کے گھر میں پانی نہ تھا وہ فکر مند تھا حضرت عیسیٰؑ یہ دیکھ کر اُس کے حجرہ میں گئے جس میں گھڑے اور مٹکے خالی رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اُن پر پھیرا اور سب پانی سے لبریز ہو گئے اُس وقت آپ بارہ سال کے تھے۔ منقول ہے کہ ایک روز بچپن میں آپ کچھ لڑکوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ ایک لڑکے نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور

حضرت عیسیٰؑ کے پیروں کے قریب لاکر ڈالدیا۔ اُس کے اعزا نے آکر دیکھا تو حضرت عیسیٰ کو پکڑ کے حاکم کے پاس لے گئے اور کہا اس لڑکے نے ہمارے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ حاکم نے پوچھا تو حضرت عیسیٰؑ نے کہا میں نے مارا ہے۔ حاکم نے چاہا کہ ان کو سزا دے تو آپ نے فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ میں اُس سے پوچھوں کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے۔ وہ مرُوہ لڑکا لایا گیا حضرت نے دُعا کی خدا نے اس کو زندہ کر دیا آپ نے پوچھا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اُس نے اپنے قاتل کو بتایا۔ بنی اسرائیل نے اس سے پوچھا کہ یہ شخص جو تیرے پاس کھڑا ہے کون ہے کہا عیسیٰؑ بن مریمؑ اور پھر گرا اور مر گیا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو ایک رنگریز کے سپرد کیا کہ رنگسازی سکھائے، رنگریز کے پاس بہت سے کپڑے رنگنے کے واسطے جمع تھے اُسے ایک کام در پیش ہوگیا اور وہ حضرت عیسیٰؑ کو یہ بتا کر چلا گیا کہ فلاں فلاں کپڑے جن کے دھاگے جس رنگ کے میں نے رنگ دیئے ہیں انہی رنگوں میں رنگنا میں ابھی آتا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ نے تمام کپڑوں کو ایک ہی رنگ کے برتن میں ڈال دیا۔ رنگریز نے واپس آکر پوچھا تو آپ نے فرمایا تمام کپڑے فلاں ظرف میں ہیں وہ غصّہ ہو کر بولا تم نے سب کپڑوں کو بیکار و برباد کر دیا۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اور اُٹھے اور کپڑوں کو برتن سے باہر نکالا تو رنگریز کی خواہش کے مطابق ہر کپڑا مختلف رنگوں میں رنگا ہوا نکلا۔ رنگریز متعجب ہوا اور اس نے سمجھا کہ آپ پیغمبر ہیں اور ایمان لایا۔ پھر جب حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کو واپس لے کر شام میں پہنچیں تو ایک قریہ میں جس کو ناصرہ کہتے تھے قیام فرمایا اُسی کی جانب نصاریٰ منسوب ہیں اور حضرت عیسیٰؑ نے خلق کی ہدایت اور خدا کی رسالت کی تبلیغ شروع کی۔

حضرت عیسیٰؑ کی تبلیغ رسالت اور آپ کا اپنی جانب سے اطراف وجوانب میں ہدایت خلق کے لئے پیغامبروں کو بھیجنا اور حضرت کے حواریوں کے حالات:

حق تعالیٰ فرماتاہے "اے ہمارے حبیب ان کے لئے قریہ انطاکیہ کے رہنے والوں کی مثال بیان کردو جس وقت حضرت عیسیٰؑ کے بھیجے ہوئے پیغامبران کے پاس آئے۔ جس وقت ہم نے دو (ہدایت کرنے والوں) کو ان کی جانب بھیجا اور لوگوں نے ان دونوں کی تکذیب کی تو ہم نے تیسرے رسول سے ان دونوں کی مدد کی تو ان دونوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول عیسےٰؑ ہیں"۔ بعض کا قول ہے کہ وہ دونوں یوحناؑ اور شمعونؑ تھے اور تیسرے یونسؑ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ تیسرے شمعونؑ تھے اور بعض کا بیان ہے کہ وہ پہلے دونوں صادق اور صدق تھے اور تیسرے سلوم تھے۔

شیخ طبرسی اور ثعلبی اور مفسروں کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے دو رسول شہر انطاکیہ میں بھیجے کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کریں۔ جب وہ شہر کے نزدیک پہنچے ایک مرد پیر کو چند گوسفند چراتے ہوئے دیکھا۔ وہ حبیب نجار مومن آل یاسین تھے۔ ان دونوں نے ان کو سلام کیا۔ حبیب نے پوچھا آپ لوگ کون ہیں۔ انہوں نے کہا ہم حضرت عیسیٰؑ کے فرستادہ ہیں وہ بتوں کی عبادت کے بدلے خدا کی عبادت کی جانب دعوت دیتے ہیں۔ حبیب نے کہا کوئی نشانی بھی رسول ہونے کی رکھتے ہو انہوں نے کہا ہاں ہم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اندھوں اور مبروص لوگوں کو اچھا کردیتے ہیں۔ حبیب نے کہا میرا لڑکا برسوں سے بیمار ہے اس کو اچھا کردو۔ انہوں نے کہا ہم کو وہ لڑکا دکھاؤ حبیب ان کو اپنے گھر لے گئے ان دونوں نے اپنے ہاتھ لڑکے کے جسم پر پھیرے وہ اُسی وقت بقدرت خدا صحتیاب ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہوگئی اور بہتیرے بیمار آ آکر شفایاب ہوئے۔ جب یہ خبر ان کے بادشاہ کو پہنچی جس کو شلاخن کہتے تھے وہ روم کے بادشاہوں میں سے تھا اور بت کی پرستش کرتا تھا اُس بادشاہ نے ان دونوں رسولانِ عیسےٰؑ کو بلایا اور پوچھا تم

کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم لوگ حضرت عیسٰیؑ کے فرستادہ ہیں۔ اس نے کہا تمہارے پاس کیا معجزہ ہے۔ کہا خدا کے حکم سے اندھے اور مبروص کو شفا بخشتے ہیں اُس نے کہا تم کو کس واسطے بھیجا ہے کہا اس لئے کہ ہم تجھ کو بتوں کی عبادت سے منع کریں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور تجھ کو اُس خدا کی عبادت کا حکم دیں جو سنتا اور دیکھتا ہے بادشاہ نے کہا شاید تمہارا خدا ان بتوں کے علاوہ کوئی اور ہے انہوں نے کہا ہاں وہ ہے جس نے تجھ کو اور تیرے خداؤں کو پیدا کیا ہے۔ اُس نے کہا اچھا اس وقت تو تم لوگ جاؤ میں تمہارے معاملہ میں غور کروں گا۔ غرضکہ وہ لوگ وہاں سے چلے آئے اور شہر میں تبلیغ کرتے رہے بادشاہ نے پھر حکم دیا تو وہ دونوں قید کر لئے گئے۔

ایک اور روایت ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے جب چاہا کہ اپنے اصحاب کو رخصت کریں ان کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کمزوروں کی ہدایت پر متوجہ ہوں اور بادشاہوں اور جباروں سے تعرض نہ کریں۔ ان میں سے دو شخصوں کو انطاکیہ کی جانب روانہ کیا وہ لوگ وہاں اُس روز پہنچے جس روز ان کی عید تھی۔ ان دونوں اشخاص نے دیکھا کہ اُس شہر کے لوگوں نے بت خانوں کو کھولا ہے اور اپنے بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو ان دونوں نے ملامت کی تو اُس شہر والوں نے ان کو پکڑ کر زنجیر میں جکڑ دیا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ جب شمعونؑ کو یہ خبر پہنچی تو وہ انطاکیہ میں آئے چند تدبیروں اور کوششوں کے بعد زندان میں پہنچے اور ان دونوں رسولوں سے فرمایا کہ کیا تم کو نہیں بتایا گیا تھا کہ سرکشوں اور جباروں سے متعرض نہ ہونا پھر اُن کے پاس سے باہر آئے اور کمزوروں اور غریبوں سے ملتے اور ہدایت کی تھوڑی تھوڑی باتیں اُن سے کرتے۔ وہ لوگ اپنے سے قوی لوگوں کو بتاتے اور ان کی باتوں کو پوشیدہ رکھتے یہاں تک کہ ایک مدّت کے بعد بادشاہ کے کانوں تک یہ آواز پہنچی۔ بادشاہ نے پوچھا کب سے وہ آدمی ہمارے شہر میں ہے لوگوں نے کہا دو مہینے سے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ میری مجلس میں اس کو حاضر کرو۔ وہ بادشاہ کے پاس بلائے گئے۔ بادشاہ نے ان کو دیکھا اور ان سے باتیں کیں۔ پھر تو ان کو بہت دوست رکھنے لگا اور حکم دیا کہ جب تک میں دربار میں رہوں ان

کو میرے پاس رہنا چاہیے۔ ایک روز بادشاہ نے ایک ہولناک خواب دیکھا اور شمعونؑ سے بیان کیا۔ حضرت شمعونؑ نے نیک تعبیر دی وہ خوش ہوا۔ پھر ایک مرتبہ ایک اور پریشان خواب دیکھا۔ حضرت نے نہایت اچھی تعبیر بیان کی کہ اس کی خوشی اور زیادہ ہوئی۔ غرضکہ ہمیشہ بادشاہ کے پاس رہنے لگے۔ ان کی جانب سے بادشاہ کے دل میں ان کی بڑی منزلت ہوگئی جب ان کو یقین ہو گیا کہ اُن کی بات بادشاہ کے دل میں اثر کرتی ہے تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ دو اشخاص آپ کے قید خانہ میں ہیں جنہوں نے آپ کے دین میں عیب نکالا تھا۔ اُس نے کہا ہاں شمعونؑ نے کہا حکم دیجئے کہ ان کو حاضر کیا جائے۔ غرضکہ وہ دونوں حضرات بلائے گئے۔ شمعونؑ نے اُن سے پوچھا تمہارا خدا کون ہے جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ عالموں کا مالک، پوچھا جو سوال اُس سے کیا جائے اُسے وہ سُنتا ہے ؟ اور جو دعا اُس سے کی جاتی ہے اُس کو قبول کرتا ہے۔، ان دونوں حضرات نے کہا ہاں ضرور سنتا ہے۔ اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ شمعونؑ نے کہا کہ میں تمہارے اس دعوٰے کا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ضرور امتحان بھی کر لو شمعونؑ سے کہا اگر تم کسی مبروص کے لئے دُعا کرو تو خدا اس کو شفا دیدے گا وہ بولے ہاں۔ شمعونؑ نے ایک مبروص کو بلایا اور اُن سے کہا کہ اپنے خدا سے دُعا کرو کہ اس کو صحت بخشے۔ اُن حضرات نے اپنے ہاتھ اس کے جسم پر ملے اور وہ اُسی وقت صحتیاب ہو گیا۔ شمعونؑ نے کہا میں بھی ایسا کر سکتا ہوں اور دوسرا مریض لایا گیا شمعونؑ نے اُس کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ بھی فوراً اچھا ہو گیا۔ شمعونؑ نے کہا اچھا ایک بات باقی رہ گئی اگر وہ پوری ہو گئی تو میں تمہارے خدا پر ایمان لاؤں گا۔ پوچھا وہ کیا فرمایا کہ مرُدہ کو زندہ کر دو گے ؟ وہ بولے ہاں (حکم خدا سے مرُدہ بھی زندہ ہو جائیگا) پھر شمعونؑ نے بادشاہ سے پوچھا کوئی مرُدہ ایسا بھی ہے جس سے آپ کو کچھ تعلق ہو بادشاہ نے کہا ہاں میرا لڑکا مر گیا ہے۔ حضرت شمعونؑ نے فرمایا، اچھا چلیئے ہم سب لوگ اُس کی قبر پر چلیں او ر دیکھیں ان کے دعویٰ کی حقیقت کو ممکن ہے وہاں یہ رسوا ہو جائیں۔ چنانچہ سب لوگ شہزادے کی قبر پر پہنچے اور اُن دونوں حضرات نے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھائے اور حضرت شمعونؑ

نے دل میں دُعا کرنی شروع کی۔ دُعا کے ساتھ ہی قبر کھل گئی اور شہزادہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا۔ بادشاہ نے اُس سے حال دریافت کیا اُس نے کہا میں مرُدہ تھا ابھی ابھی مجھے کچھ خوف دبے چینی محسوس ہوئی میں نے دیکھا کہ تین آدمی خدا کی بارگاہ میں میرے زندہ ہونے کی دُعا کر رہے ہیں اور وہ تینوں بزرگوار یہی لوگ تھے یہ کہہ کر حضرت شمعونؑ اور ان دونوں رسولوں کی جانب اشارہ کیا۔ اُس وقت حضرت شمعونؑ نے اُن دونوں حضرات سے کہا میں آپ کے خدا پر ایمان لایا۔ بادشاہ بولا میں بھی ایمان لایا بادشاہ کے وزیروں نے بھی کہا ہم لوگ بھی ایمان لائے۔ اسی طرح ہر چھوٹے نے بڑے کی متابعت کی یہاں تک کہ تمام انطاکیہ والے ایمان لائے۔ ایک اور روایت کے مطابق وہ مردہ زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا اور بولا سات روز سے مرا ہوا ہوں اور مجھ کو آگ کی سات وادی میں داخل کیا تھا میں اُس دین سے جس پر تم لوگ ہو پرہیز کرتا ہوں۔ عالمین کے خدا پر ایمان لاؤ۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور ان تینوں اشخاص کے لئے ایک خوشرو جوان کو خدا کے نزدیک سفارش کرتے ہوئے دیکھا اور اشارہ کیا حضرت شمعونؑ اور اُن دونوں رسولانِ عیسٰیؑ کی جانب ۔ غرضکہ اُن تینوں حضرات نے جناب عیسٰیؑ کی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور بادشاہ اور چند گروہ ایمان لائے اور کچھ لوگ اپنے کفر پر باقی رہے اور بعض کا قول ہے کہ بادشاہ اور تمام اہل مملکت کفر پر باقی رہے صرف حبیب نجار ایمان لائے اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ یا بہت سے لوگ ایمان لائے اور بہت عذاب میں گرفتار ہوئے۔ ممکن ہے کہ دوسرے قریہ والوں کا حال ہو یا احادیث سے مراد یہ ہو کہ جو لوگ عذاب کے بعد باقی رہے وہ سب ایمان لائے جیسا کہ حق تعالیٰ سورۂ یٰس میں ارشاد فرماتا ہے کہ "اُس شہر کے لوگوں نے حضرت عیسٰیؑ کے رسولوں سے کہا کہ تم بھی ہماری طرح بشر ہو اور خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے بلکہ تم جھوٹے ہو۔ ان کے رسولوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہاری جانب مبعوث کئے گئے ہیں اور ہم پر احکام خدا پہنچا دینے کے سوا کچھ فرض

نہیں، کافروں نے کہا ہم تم کو اپنے درمیان منحوس سمجھتے ہیں اور اگر تم اپنی باتیں ترک نہ کروگے تو ہم تم کو ضرور سنگسار کردیں گے اور تم کو ہمارا دردناک عذاب حاصل ہوگا۔ رسولوں نے کہا کہ تمہارے اعتقادات اور بداعمالیوں کے سبب منحوسیت تو تمہارے ساتھ (لگی ہوئی) ہے کہ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں تو ایسے جوابات دیتے ہو۔ بلکہ تم لوگ حد سے گذرے ہوئے ہو ہی۔ اور شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے میری قوم کے لوگو پیغمبروں کی اور خدا کے فرستادہ لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے ہدایت کا کچھ اجر نہیں مانگتے اور خود ہدایت یافتہ ہیں" بیان کیا جاتا ہے کہ اُس شخص کا نام حبیب نجّار تھا اور جبکہ وہ رسول اُس شہر میں وارد ہوئے سب سے پہلے وہی ان پر ایمان لائے ان کا مکان شہر کے کنارہ پر تھا۔ جب اُنہوں نے سنا کہ ان کی تمام قوم کے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلانا شروع کیا اور چاہتے ہیں کہ ان کو مار ڈالیں۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور اپنی قوم کو ان الفاظ میں نصیحت کی۔ لوگ ان کو پکڑ کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم نے پیغمبروں کی متابعت کرلی ہے تو حبیب نے فرمایا۔ "مجھے کیا ہوگیا ہے جو میں اُس خدا کی عبادت نہ کروں جو مجھ کو عدم سے وجود میں لایا اور تم سب کی بازگشت بھی اُسی کی طرف ہے۔ کیا میں (اپنے حقیقی) خدا کے سوا ایسے خداؤں کو مانوں کہ اگر میرا مہربان معبود مجھے کچھ ضرر پہنچانا چاہے تو اُن (مصنوعی) خداؤں کی سفارش نہ میرے کچھ کام آسکتی ہے نہ مجھ کو عذاب سے نجات دلاسکتی ہے اگر میں ایسا کروں تو کھلی ہوئی گمراہی میں پڑجاؤں۔ میں تو تمہارے حقیقی پروردگار پر ایمان لایا ہوں لہٰذا میری نصیحت مانو۔" مروی ہے کہ جب حبیب نے ان کو نصیحت کی تو ان کافروں نے ان کی تکذیب کی یہاں تک کہ وہ شہید کردیئے

گئے یاان کو سنگسار کر دیا۔ خدانے ان کو بہشت میں داخل فرمایااور وہ بہشت میں خدا کی عطا کی ہوئی روزی سے بہرہ ور ہوئے، "اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہوجا۔" اور بعض کا قول ہے کہ خدانے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ لوگ ان کو قتل نہ کر سکے اور بعض کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان کو قتل کر دیااور خدانے ان کو زندہ کر کے بہشت میں پہنچایا۔ "جب وہ داخل بہشت ہوئے تو کہا کیا خوب ہوتا اگر میری قوم کے لوگ جانتے کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیااور مجھ کو برگزیدہ لوگوں میں شامل کر دیا، اور ہم نے (حبیب نجاّر کے مارے جانے کے بعد) ان لوگوں کی ہلاکت کے لئے نہ آسمان سے کوئی لشکر نازل کیا اور نہ کافروں کے عذاب کے واسطے کوئی فوج بھیجی بلکہ وہ ایک آواز تھی جس نے اچانک ان لوگوں کو فنا کر دیا۔" بیان کرتے ہیں کہ جب حبیب نجاّر کو اُن ظالموں نے مار ڈالا تو خدا اُن پر غضبناک ہوااور حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا انہوں نے شہر کے دونوں کناروں کے دروازوں پر ہاتھ رکھے اور ایک نعرہ مارا کہ ان تمام گمراہوں کی جان ایکبار گی ان کے جسموں سے پرواز کر گئی۔

چنداور روایتیں جو مختلف موضوع پر ہیں جن کوایک جگہ کر کے بیان کیا جارہا ہے۔
روایت ہے کہ شیعہ اور سُنّی بطریق متواترہ رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ تمام امتوں میں سے حق کی اطاعت و متابعت میں سب سے آگے بڑھ جانے والے تین اشخاص ہیں جو کبھی آن واحد کے لئے بھی خدا کے منکر نہ ہوئے۔ حزبیل مومن آلِ فرعون۔ حبیب نجاّر آلِ یسٰین اور علیؑ ابن ابو طالب اور آپ سب سے افضل ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ تین اشخاص خدا کی وحی کے یک چشم زدن کے لئے بھی منکر نہ ہوئے۔ مومن آل یسٰین، علیؑ بن ابیطالب اور آسیہ زن فرعون۔ کسی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ مومن کیا خورہ اور برص اور ایسے امراض اور بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے فرمایا کہ ابتلا مومن ہی کے واسطے ہے۔ مومن آل فرعون خورہ میں مبتلا تھے۔ اور دوسری روایت حسن کے مطابق فرمایا کہ اُن کے

ہاتھ کی انگلیاں خشک (بیجان) ہوگئی تھیں، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اُسی ہاتھ سے اپنی قوم کی جانب اشارہ کر رہے ہیں اور نصیحت فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں "جب وہ دوبارہ قوم کو نصیحت فرمانے آئے تو لوگوں نے اُن کو مار ڈالا" دوسرے مقام پر خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے "یاد کرو اُس وقت کو جبکہ میں نے عیسیٰؑ کے حوایوں پر وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان اور مطیع ہوئے کہتے ہیں کہ اُن کی جانب وحی پیغمبروں کی زبان پر نازل ہوئی جن سے اُن لوگوں نے ارشاد خدا کو قبول کیا۔" امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر الہام کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق کسی نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ کس سبب سے حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب کو حواری کہتے ہیں فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حواری اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے۔ کپڑوں کو دھو کر میل و نجاست سے پاک کرتے تھے اور وہ مشتق ہے خبز حوار سے یعنی خالص سفید روٹی۔ لیکن ہم اہل بیتؑ کہتے ہیں کہ ان کو حواری اس لئے کہتے ہیں کہ اپنے کو اور دوسروں کو موعظہ اور نصیحت کے ذریعہ گناہوں اور بُرے اخلاق سے پاک کرتے تھے۔ پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیروی کرنے والوں کو نصاریٰ کیوں کہتے ہیں فرمایا کہ اُن کی اصل و بنیاد شہر ناصرہ کی ہے جو بلاد شام کا ایک شہر جہاں جناب مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ مصر سے واپس آنے کے بعد قیام پذیر ہوئے تھے۔ ایک اور روایت میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواری شیعہِ عیسیٰؑ تھے اور ہمارے شیعہ ہم اہلبیت کے حواری ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ کی اطاعت ویسی نہ کی جیسے ہمارے حواریوں نے ہماری اطاعت و فرمانبرداری کی۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے میرا مددگارِ خدا اور دین خدا کی اقامت کے سلسلہ میں؟ حواریوں نے کہا ہم لوگ خدا کے مددگار ہیں لیکن خدا کی قسم انہوں نے ان کی (حضرت عیسیٰؑ کی) یہودیوں کے شہر میں مدد نہ کی اور حضرت کی موافقت میں اُن سے جنگ نہ کی اور ہمارے شیعہ خدا کی قسم جس روز سے پیغمبرؐ

نے دُنیا سے رحلت فرمائی ہے اب تک ہمارے معین و مددگار ہیں اور ہمارے لئے ہمارے دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔ وہ دشمنان خدا ان کو آگ میں جلاتے ہیں۔ تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور ان کو شہروں سے نکالتے ہیں لیکن ہمارے دوست ہماری محبت سے باز نہیں آتے خدا اُنکو ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا۔ کے گروہ حواریان میری ایک حاجت ہے برلاؤ پوچھا وہ کون سی حاجت ہے حضرت اُٹھے اور اُن کے پیروں کو دھویا۔ حواریوں نے عرض کی یا روح اللہ ہم اس کے مستحق تھے کہ آپ کے پیر دھوتے۔ فرمایا عالم زیادہ سزاوار ہے کہ لوگوں کی خدمت کرے۔ میں نے اس لئے یہ تواضع اور فروتنی ظاہر کی تاکہ تم بھی میرے بعد لوگوں کے ساتھ انکساری عمل میں لایا کرو جس طرح میں نے تمہارے لئے تواضع کی ہے پھر فرمایا کہ تواضع اور فروتنی سے حکمت کی اشاعت ہوتی ہے تکبر و نخوت سے نہیں جس طرح گھاس اور زراعت نرم اور ہموار زمین میں اُگتی ہے نہ کہ سنگلاخ میں۔

حضرت صادقؑ سے لوگوں نے عرض کی کہ کس سبب سے اصحاب جناب حضرت عیسٰیؑ پانی پر چلتے تھے لیکن اصحاب محمدؐ کو یہ قوت حاصل نہیں حضرت نے فرمایا اصحابِ عیسٰیؑ کا معیشت کے معاملہ میں (خدا کی جانب سے) انتظام تھا اور اس امت کو تحصیل معاش میں مبتلا و ممتحن قرار دیا گیا ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق کسی نے پوچھا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک

ترجمہ، اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرلیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے ﴿۱۳﴾ اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو علم (حق) آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے (ہوئے ہیں)۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے لئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کردیا جاتا۔ اور جو لوگ ان کے بعد (خدا کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ اس (کی طرف) سے شبہے کی الجھن میں (پھنسے ہوئے) ہیں ﴿۱٤﴾ سورۃ الشوری

شخص کو میں دیکھتا ہوں کہ بہت عبادت کرتا ہے اور خضوع و خشوع رکھتا ہے لیکن آپ کے دین کا اعتقاد نہیں رکھتا کیا یہ عبادت اس کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے فرمایا ایسے لوگوں کی مثال اُس جماعت کی سی ہے جو بنی اسرائیل میں تھی کہ جو اُن میں سے چالیس راتیں عبادت خدا میں کوشش کرتا اور دُعا کرتا تو بلا شبہ اُس کی دُعا قبول ہو جاتی لیکن اُن میں سے ایک شخص نے ایسا ہی کیا مگر اس کی دُعا قبول نہ ہوئی تو وہ حضرت عیسیٰ ؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں شکایت کی اور حضرت سے اس معاملہ میں دُعا کرنے کی درخواست کی۔ حضرت نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور دُعا کی تو خدا کی جانب سے اُن پر وحی نازل ہوئی کہ یہ بندہ میرے پاس حاضر ہوا تھا غیر راہ سے جو میں نے نہیں بتلائی ہے اور تمہاری پیغمبری میں شک رکھتا ہے اگر اس قدر دُعا کرے کہ اُس کی گردن جدا ہو جائے اور ہاتھوں کی انگلیاں ٹوٹ کر گر پڑیں تب بھی میں اس کی دُعا قبول نہ کروں گا۔ یہ سُن کر حضرت عیسیٰ ؑ نے اس کی جانب رخ کیا اور فرمایا کہ تو خدا کو پکارتا ہے اور میری پیغمبری میں شک کرتا ہے اُس نے کہا اے روح اللہ خدا کی قسم ایسا ہی ہے آپ دُعا کیجئے کہ میری یہ حالت زائل ہو جائے۔ حضرت عیسیٰ ؑ نے دُعا کی تو خدا نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور وہ بھی مثل اپنے گھر والوں کے (خالص مومن) ہو گیا۔ امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے حوارین بارہ افراد تھے اور اس سب میں بہتر لوقا تھے اور نصاریٰ میں انجیل کے عالموں میں سب سے افضل تین علماء تھے سب سے بلند جو حنائے ویلمی، جوز قار میں رہتے تھے۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم سے ایک ایسی بات کہی جس کی تاب ضبط اُن میں نہ تھی تو مصر میں اُن پر خروج کیا۔ ان سے جنگ کی اور لوگوں کو مار ڈالا (اسی طرح) حضرت عیسیٰ ؑ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اپنی قوم سے ایسی بات کہی جو ان کی سمجھ سے باہر تھی اور وہ لوگ تاب ضبط نہ لا سکے اور ان پر خروج کیا اور تکریت میں ان سے مقاتلہ کیا اور وہ سب مارے گئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ "بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور

ایک گروہ نے کفر اختیار کیا تو ہم نے ان لوگوں کو قوت عطا کی جو ایمان لائے تھے تو وہ اپنے دشمن پر غالب آئے۔" منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسٰیؑ ایک ضرورت سے ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے تین اشخاص تھے۔ راستہ میں سونے کی تین اینٹیں پڑی ہوئی ملیں حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا یہ (اینٹیں) لوگوں کو مار ڈالیں گی۔ اور آگے بڑھ گئے (تھوڑی دُور جانے کے بعد) ایک صحابی نے عرض کی یا حضرت مجھے ایک ضرورت ہے اجازت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ۔ وہ رخصت ہو گئے۔ اسی طرح باقی دو صحابی بھی عذر کر کر کے حضرت سے رخصت ہو کر اُنہی اینٹوں کے پاس جمع ہو گئے اُن میں سے دو شخصوں نے ایک سے کہا کہ بازار سے کچھ کھانے کے لئے لاؤ (ہم دونوں یہاں بیٹھے ہیں) وہ کھانا لانے بازار گیا اور کھانا خرید کر اُس میں زہر ملا دیا اس خیال سے کہ یہ دونوں کھا کر مر جائیں تو وہ تینوں سونے کی اینٹیں میرے ہی حصّہ میں آ جائیں گی۔ اُدھر اُن دونوں نے مشورہ کیا کہ جب وہ کھانا لے کر آئے تو اُسکو مار ڈالو تا کہ اس کے حصّہ کی اینٹ بھی ہم دونوں ہی کو مل جائیں جب وہ شخص کھانا لیکر آیا ان دونوں نے اس کو مار ڈالا پھر اطمینان سے کھانا کھایا اور خود بھی ختم ہو گئے جب حضرت عیسٰیؑ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس ہوئے دیکھا کہ وہ تینوں مرے ہوئے پڑے ہیں۔ تو آپ نے ان کو بحکمِ خدا زندہ کیا اور فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یہ اینٹیں بہتوں کو مار ڈالیں گی۔ بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسٰیؑ اپنے چند حواریین کے ساتھ ہدایت خلق میں مصروف تھے اور زمین میں بازگشت کر رہے تھے۔ ایک مقام سے دوسرے مقام کی سیاحت میں مصروف تھے تا کہ جو ہدایت کے قابل ہو اُس کو ضلالت و گمراہی سے نجات دلائیں۔ ایک شہر میں وارد ہوئے اُس کے قریب ایک مقام ہر ایک خزانہ ظاہر ہوا حواریوں کو لالچ دامن گیر ہوئی حضرت سے عرض کی کہ اجازت دیجئے کہ اس خزانہ کو ہم لوگ محفوظ کر لیں تا کہ اس جنگل میں ضائع نہ ہو فرمایا کہ اس خزانہ سے رنج و مشقت کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا لیکن میں اس سفر میں ایسے خزانے کی امید رکھتا ہوں جس میں کوئی رنج و

تکلیف نہ ہو۔ میں تو اُسی کے لئے جارہا ہوں شاید وہ مل جائے۔ تم لوگ یہیں ٹھیرے رہو جب تک میں واپس نہ آؤں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ یہ بہت بُرا شہر ہے جو مسافر یہاں آتا ہے یہاں والے اس کو مار ڈالتے ہیں حضرت نے فرمایا جو اس کو مار ڈالتے ہیں جو اُن کے مال وسامان کی طمع رکھتا ہے لیکن مجھے ان کے مالوں سے کوئی سروکار نہیں۔ غرضکہ جناب عیسیٰؑ اُس شہر میں پہنچے نظر فراست اثر سے ہر گھر کے درودیوار کو ملاحظہ فرماتے تھے ناگاہ آپ کی نظر ایک ٹوٹے پھوٹے مکان پر پڑی جو تمام مکانات سے چھوٹا اور بے رونق تھا۔ فرمایا کہ خزانہ ویرانہ ہی میں ہوا کرتا ہے۔ اگر اس شہر میں کوئی شخص ہدایت کے قابل ہو سکتا ہے تو وہ اسی گھر میں ہو سکتا ہے۔ یہ سوچ کہ دروازہ کھٹکھٹایا ایک بوڑھی عورت باہر آئی۔ پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں ایک مرد مسافر ہوں اس شہر میں نو وارد ہوں۔ شام ہو چکی ہے چاہتا ہوں کہ یہ رات تمہارے گھر میں بسر کروں۔ ضعیفہ نے کہا ہمارے بادشاہ کا حکم ہے کہ ہم کسی اجنبی کو اپنے گھر میں جگہ نہ دیں لیکن آپ کے چہرے سے کچھ ایسی علامت مشاہدہ کررہی ہوں کہ آپ کے ایسے مہماں سے چشم پوشی کرنے کی جرات نہیں ہو سکتی۔ بسم اللہ تشریف لایئے۔ غرض اُدھر سلطان خورشہ انور نے مغرب کے کاشانہ میں اپنا سر بستر پر رکھا ادھر مہر سپہر نبوت مثل آفتاب اُس ضعیفہ کے گھر پر جلوہ گر ہوا اور اُس سعادت مند کے حقیر خرابہ کو رشک گلزار جنت بنادیا اُس گھر کا مالک ایک مرد خارکش (لکڑہارا) تھا جس کا انتقال ہو چکا تھا یہی ضعیفہ اس کی بیوہ اور ایک لڑکا یتیم اُس مرد کے باقی تھے۔ وہ لڑکا بھی مثل اپنے باپ کے مشغول رہتا اور جو قلیل آمدنی ہوتی اُسی پر بسر کیا کرتا۔ شب کے وقت وہ لڑکا جنگل سے واپس آیا۔ ماں نے کہا ایک معزز مہمان آج ہمارے گھر وارد ہوا ہے جو کچھ تو لایا ہے اُس کی ضیافت میں صرف کر اور اس کی خدمت میں کوئی کمی نہ کرنا۔ لڑکے نے چند سوکھی روٹیاں جو لایا تھا حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر کیں۔ حضرت نے اس کو تناول فرمایا اس کے بعد اُس سے گفتگو شروع کی اور بوراست نبوت اس کی انتہائی حیا واستعداد و قابلیت وغیرہ معلوم کرلی لیکن اُس کے دل پر ایک اندوہ وصدمہ عظیم بھی مشاہدہ فرمایا جس قدر اُس سے اُس کا سبب معلوم

کرنا چاہتے تھے اسی قدر وہ پوشیدہ اور مخفی کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ آخر وہ لڑکا ماں کے پاس آیا اور عرض کی کہ یہ مہمان میرے اندرونی دلی تکلیف کو معلوم کرنے میں بیحد اصرار کر رہا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ حقیقت ظاہر ہونے پر جہاں تک ممکن ہوگا اس کو دُور کرنے اور حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔ کیا میں اپنا راز اُس سے بیان کر دوں۔ ماں نے کہا جہا تک میں نے اُس کے چہرۂ نورانی سے اندازہ کیا ہے وہ بیشک ہر پوشیدہ راز سے آگاہ کئے جانے کے قابل اور دنیا والوں کی مشکلیں حل کرنے کے لائق معلوم ہوتا ہے۔ اپنا راز اُس سے پوشیدہ نہ رکھ اور کسی مشکل کے حل کرنے میں اُس سے بے نیاز مت ہو یہ سُنکر وہ لڑکا حضرت عیسٰیؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کی میرا باپ خارکش تھا جب وہ اس دُنیا سے رحلت کر گیا میری ماں نے اُسی کے پیشہ پر مجھے مامور کیا۔ ہمارے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے نہایت حسین و جمیل اور بیحدہ عقیلہ و سنجیدہ۔ بہت سے بادشاہوں نے اُس کی خواستگاری کی لیکن اُس نے کسی کو قبول نہ کیا۔ لڑکی کا ایک بہت رفیع و بلند محل ہے جس میں وہ رہتی ہے ایک روز میں اُس کے قصر کے نیچے سے گذر رہا تھا میری نگاہ اُس کے چہرہ پر پڑی اور اُسی وقت سے اُس کے عشق میں گرفتار ہوں اور اس درد پنہاں کا ذکر میں نے اپنی ماں کے سوا کسی سے نہیں کیا۔ یہی وہ اندوہ و ملال ہے جس کا آپ نے اندازہ کر لیا تھا اور جس کو میں کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اُس لڑکی کو تیرے لئے حاصل کرلوں اُس نے کہا یہ امر محال ہے اور آپ ایسے بزرگ سے تعجب ہے کہ میری اس (گدائی اور فقیری کی) حالت دیکھتے ہوئے آپ میرا مذاق اُڑا رہے ہیں، حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا میں نے کسی سے مذاق نہیں کیا۔ مذاق کرنا تو جاہلوں کا طریقہ ہے اور اگر میں اس امر پر قادر نہ ہوتا تو تجھ سے ایسا کبھی نہ کہتا اگر تو چاہے تو میں ایسا کر سکتا ہوں کہ کل رات وہ لڑکی تیری خدمت میں موجود ہو۔ وہ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا اور آنحضرتؑ کی باتیں اُس سے بیان کیں۔ ماں نے کہا بیشک جو وہ کہتے ہیں عمل میں لائیں گے تو ان کی خدمت سے باہر نہ ہو۔ غرض کہ حضرت عیسٰیؑ عبادت میں مشغول ہوئے اور وہ لڑکا اپنی محبوبہ کی آرزو میں تمام رات کروٹیں بدلتا رہا۔ صبح ہوئی تو

حضرت عیسٰیؑ نے اس کو بُلایا اور فرمایا کہ بادشاہ کی ڈیوڑھی پر جا۔ جب امراء اور وُساآئیں تاکہ اُس کے دربار میں داخل ہوں اُن سے عرض کر کہ میں بادشاہ سے ایک حاجت رکھتا ہوں جب وہ لوگ تیری حاجت دریافت کریں تو اُن سے کہنا کہ میں بادشاہ کی لڑکی کی خواستگاری کرنے آیا ہوں پھر جو کچھ واقع ہو فوراً آکر مجھ سے بیان کرنا۔ وہ لڑکا بادشاہ کے دربار کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو گیا اور جس طرح حضرت نے فرمایا تھا عمل میں لایا۔ اُمراا س کی باتوں سے بہت متعجب ہوئے اور بادشاہ کے دربار میں پہنچے تو اس کی یہ بات بطور مضحکہ بیان کی۔ بادشاہ یہ سُن کر بہت ہنسا اور اُس لڑکے کو اپنی مجلس میں طلب کیا جب اُس کی نظر اُس کے چہرے پر پڑی باد جود اُس کے پھٹے پرانے کپڑوں کے انوار بزرگی و نجابت ذاتی اس کے چہرے سے مشاہدہ کی اور اُس سے جس قدر گفتگو کی کوئی بات ایسی نہ معلوم ہوئی جس سے اُس کی کم عقلی یا جنوں سمجھ میں آتا۔ بادشاہ کو بھی حیرت ہوئی اور امتحان کے طور پر اُس سے کہا کہ اگر تو میری لڑکی کا مہرادا کرنے پر قادر ہو تو میں تیرے ساتھ اس کی شادی کر سکتا ہوں۔ اُس کے مہر کے لئے ایک خوان یاقوت آبدار لا جس کا ہر دانہ وزن میں سو مثقال سے کم نہ ہو۔ اُس نے کہا مجھے مہلت دیجئے میں اس کا جواب آپ کو دوں گا۔ پھر حضرت عیسٰیؑ کے پاس واپس آیا اور جو کچھ گذار تھا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا مشکل امر ہے اور آپ نے ایک خوان طلب فرمایا اور اس لڑکے کو کھنڈر میں بھیجا ادھر آپ نے دعا کی تو جس قدر ڈھیلے اور پتھر وہاں تھے سب کے سب یاقوت آبدار بن گے۔ فرمایا خوان کو بھر لو اور بادشاہ کے پاس لے جاؤ۔ لڑکا جب خوان دربار میں لایا اور اُس پر سے خوان پوش اُٹھایا اُن یاقوتوں کی چمک سے حاضرین دربار کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور لڑکے کی حالت پر سب کو تعجب ہوا۔ پھر بادشاہ نے مزید امتحان کی غرض سے کہا ایک خوان تو کم ہے میں ایسے ہی دس خوان چاہتا ہوں اور ہر خوان میں الگ الگ قسم کے جواہرات ہوں۔ وہ لڑکا حضرت عیسٰیؑ کے پاس آیا اور بادشاہ کی فرمائش بیان کی آپ نے چند خوان منگائے اور مختلف قسم کے جواہرت سے اُن کو بھر دیا کہ جن کو دُنیا میں کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ لڑکا وہ تمام خوان بادشاہ کے دربار میں لے گیا جنہیں دیکھ کر ہر ایک

کو بیحد حیرت ہوئی۔ بادشاہ لڑکے کو تنہائی میں لے گیا اور کہا یہ تیرے بس کی بات تو نہیں ہے اور نہ تجھ میں اس طرح شاہزادی کے پیغام کی جرات ہے اور نہ ایسے امور عجیبہ کے اظہار کی طاقت۔ بتا کہ یہ کسی کی طرف سے ہے۔ لڑکے نے تمام حالات بادشاہ سے بیان کئے تو بادشاہ نے کہا وہ سوائے حضرت عیسٰیؑ بن مریمؑ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جا اور ان کو بلا لا تا کہ میری لڑکی کو تیرے ساتھ تزویج فرمائیں۔ غرض کہ جناب عیسٰیؑ تشریف لے گئے اور دختر بادشاہ کا عقد اُس لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ لڑکے کو نہلا دُھلا کر فاخرہ لباس پہنایا گیا اور ہر طرح آراستہ کر کے بادشاہ اپنے محل میں لے گیا اور اپنی لڑکی اُس کے سپرد کر دی۔ دوسرے روز صبح کو جناب عیسٰیؑ نے لڑکے کو طلب فرمایا اور گفتگو کی۔ اس کو نہایت دانا و عقلمند پایا۔ چونکہ بادشاہ کے اس لڑکی کے سوا کوئی اور اولاد نہ تھی لہٰذا بادشاہ نے اُسی لڑکے کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور تمام امرا و اراکین سلطنت کو حکم دیا سب نے اس لڑکے کی اطاعت قبول کی اور بادشاہ نے اس کو اپنے تخت شاہی پر بٹھایا۔ دوسرے روز بوقت شب بادشاہ بیمار ہوا اور دار بقا کی جانب رحلت کی۔ لڑکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور بادشاہ کے تمام خزانے، دفینے اور ذخیرے پر اس کو تصرف حاصل ہُوا اور تمام امرا و وزرا و فوج وغیرہ نے اس کی اطاعت کی۔ اس مدت میں جناب عیسٰیؑ نے اُسی ضعیفہ کے مکان میں بسر کی چوتھے روز غروب آفتاب کے وقت جناب عیسٰیؑ لڑکے کے پاس تشریف لے گئے تا کہ اُس سے رخصت ہوں۔ لڑکا تخت سے اُتر کر حضرت کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے حکیم و دانا اور اے ہادی و رہنما آپ کا حق اس ضعیف و بینوا پر اس قدر ہے کہ اگر رہتی دُنیا تک زندہ رہوں اور آپ کی خدمت کروں تب بھی ہزاروں میں سے ایک حصّہ سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا لیکن ایک شبہ میرے دل میں پیدا ہو گیا ہے کہ تمام شب میں نے اُسی کے خیال میں بسر کی ہے اور اس سامان عیش سے جو آپ نے میرے لئے مہیا فرما دیا ہے میں نے بالکل فائدہ نہیں اُٹھایا ہے اور اگر آپ نے اس مشکل کو حل نہ فرمایا تو ان میں سے کسی چیز کو استعمال نہ کروں گا نہ ان سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خیال کیا ہے جس نے تجھے پریشان کر رکھا ہے لڑکے نے کہا کہ وہ عقدہ

یہ ہے کہ جبکہ آپ اس بات پر قادر ہیں کہ مجھ کو تین روز کے اندر خار کشی اور بار برداری کی پستی سے نکال کر اوج جہاں بخشی تک پہنچا دیا اور خاک مذلت سے اُٹھا کر تخت رفعت پر بٹھا دیا تو خود کیوں ایسے بوسیدہ کپڑوں پر قناعت کر رکھی ہے نہ کوئی خادم ہے نہ سواری نہ کوئی یار ہے نہ مددگار۔ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا جبکہ تیرا مطلوب حاصل ہو گیا اور تیری آرزو پوری ہو گئی پھر تجھ کو میری حالت سے کیا سروکار ہے۔ لڑکے نے کہا اے بزرگ نیک کردار اگر آپ نے توجہ نہ کی اور اس عقدہ اور گرہ کو میرے دل سے نہ نکالا تو مجھ پر کچھ احسان نہ کیا اور یہ جو کچھ آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے ان میں سے کسی چیز سے منتفع نہ ہوں گا۔ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا اے فرزند یہ لذت دُنیائے فانی اُس کی نگاہوں میں بہت کچھ وقعت رکھتی ہے جس کو آخرت کی ہمیشہ باقی رہنے والی لذت سے آگہی نہ ہو اور ظاہری بادشاہی وہ اختیار کرتا ہے جس کی باطنی شاہی کی لذت کی خبر نہ ہو۔ وہی شخص جو چند روز پہلے اس تخت پر بیٹھا تھا اور اس فانی اقتدار پر مغرور تھا۔ اس وقت زیر خاک ہے اور اُس کا خیال کسی کے دل میں باقی نہیں ہے عبرت کے لئے یہی کافی ہے کہ جو دولت ذلت تک پہنچائے اور جو لذت تکلیف سے بدل جائے وہ کس کام کی۔ حق کے دوستوں کی لذت قرب و وصال جناب اقدس الٰہی اور حصول معارف ربانی اور فیضانِ حقائق سبحانی ہے ان دُنیاوی لذتوں کی اُن باقی لذتوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں۔ جب حضرت عیسٰیؑ نے اس قسم کے کلمات اُس دریتیم سے بیان فرمائے وہ دوبارہ آپ کے قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی میں نے سمجھا جو کچھ آپ نے فرمایا اور معلوم کر لیا جو کچھ آپ نے بیان کیا اور وہ گرہ جو دل میں پڑ گئی تھی۔ آپ نے کھول دی لیکن ایک گرہ اُس سے زیادہ سخت اور مضبوط میرے دل میں پڑ گئی حضرت عیسٰیؑ نے پوچھا وہ کیا؟ عرض کی وہ یہ ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ محبت کر کے کسی سے دوری اختیار کریں گے اور جو اس کی خیر خواہی اور نصیحت کا حق ہے اُس کو عمل میں نہ لائیں گے اور جبکہ آپ نے ہمارے سر پر سایۂ مرحمت کیا اور بیخبر ہمارے گھر تشریف لائے مناسب نہیں کہ جو امر اصل و باقی ہے اُس سے میرے لئے بخل کریں گے اور میرے نفع رسانی میں دولت فانی عطا فرمائیں گے

اور ابدی بادشاہی اور حقیقی لذت سے مجھے محروم رکھیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح تیرا امتحان لیا ہے اور جاننا چاہتا ہوں کہ تو اُن مراتب عالیہ کے قابل ہے اور ان لذات فانیہ کو حاصل ہونے کے بعد لذاب باقیہ کے لئے ترک کر سکتا ہے یا نہیں۔ اب اگر تو ان شاہی و جاہ و حشم کو ترک کرے گا ثواب عظیم پائے گا اور ان لوگوں کے لئے حجت قرار پائے گا جو دُنیا کی ان باطل آرائشوں کو آخرت کی کامل سعادتیں حاصل کرنے میں مانع (اور سدراہ) سمجھتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اُس سعادت مند نے ریشمی لباس اور قیمتی زیورات اُتار پھینکے اور ظاہری سلطنت پر ٹھوکر مار کر تحصیل سعادت معنوی کی راہ میں قدم رکھا۔ حضرت عیسیٰؑ اس کو حواریوں کے پاس لائے اور فرمایا کہ وہ خزانہ جس کا مجھے گمان تھا یہی دریتیم تھا جس کو تین روز کے اندر خارکشی سے بادشاہی تک میں نے پہنچایا اور اس نے ان سب پر لات ماردی اور میری متابعت پر کمربستہ ہوگیا اور تم لوگ برسوں سے میری پیروی کرتے ہو لیکن رنج واندوہ سے بھرے ہوئے اس خزانہ پر فریفتہ ہوگئے اور مجھے اس کے مقابلہ میں چھوڑ بیٹھے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ لڑکا ضعیفہ کا یہی لڑکا تھا جسے حضرت نے مرنے کے بعد زندہ کیا تھا جو اکابرین سے ہوا اور بہت سے گروہ نے اس کی برکت سے ہدایت پائی۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ سیاحت کرتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے جہاں کے لوگ مرے ہوئے تھے اور ان کی ہڈیاں گھروں میں اور راستوں میں پڑی ہوئی تھیں۔ جب اُن کا یہ حال آپ نے مشاہدہ فرمایا بولے کہ یہ لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ اگر اپنی موت سے مرے ہوتے تو ایک دوسرے کو دفن کئے ہوتے۔ آپؑ کے اصحاب نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آگاہ ہوں کہ یہ لوگ کس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں۔ اُس وقت خدا نے حضرت عیسیٰؑ پر وحی کی کہ اے روح اللہ ان کو پکارو یہ خود جواب دیں گے۔ حضرت نے اُن کو آوازی دی اُن میں سے ایک مردہ نے جواب دیا، لبیک یا روح اللہ حضرت نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے اور کیا قصّہ ہے؟ جواب دیا کہ صبح سے شام تک تو ہم سب بہ عافیت تھے رات ہوتے ہی ہاویہ (یعنی جہنم کے سب سے نیچے طبقے) میں

اپنے کو پایا حضرت نے پوچھا او یہ کیا ہے کہا آگ کے چند دریا ہیں جن میں آگ کے پہاڑ ہیں۔ حضرت نے پوچھا تمہارے کن اعمال کے سبب تمہاری یہ حالت ہوئی وہ بولا محبت دُنیا اور عبادت طاغوت یعنی اہل باطل کی اطاعت کے سبب سے حضرت نے دریافت فرمایا کہ دُنیا کی محبت تمہارے دلوں میں کس حد تک پہنچی تھی کہا ماں کے دل میں بچّہ کی محبت کی طرح کہ جب اُس کی جانب بچّہ رخ کرتا ہے ماں شاد ہو جاتی ہے جب اُس سے منہ پھیر لیتا ہے وہ محزون و رنجیدہ ہو جاتی ہے پوچھا عبادت طاغوت تمہارے دلوں میں کس حد تک جاگزیں تھی اُس نے کہا جس باطل امر کا وہ ہم کو حکم دیتے تھے ہم عمل میں لاتے تھے آپ نے پوچھا ان سب میں کیوں مجھ سے تو ہی ہم کلام ہوا، اُس نے کہا اس سبب سے کہ اور لوگوں کے دہنوں پر آگ کی لگام چڑھی ہوئی ہے اور چند نہایت سخت و شدت کرنے والے فرشتے اُن پر موکل ہیں میں ان لوگوں کے ساتھ رہتا ضرور تھا لیکن اُن کے ایسا نہ تھا۔ جب اُن پر عذاب نازل ہوا میں بھی اُس میں گرفتار ہو گیا اور اپنے بالوں سے جہنم کے کنارہ پر لٹکا ہوا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ جہنم میں نہ گر جاؤں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھنڈروں پر سونا اور جو کی روٹی کھانا دین کی سلامتی اور بڑی نیکی ہے۔

حضرت رسالتمآبؐ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے بھائی عیسیٰؑ ایک شہر میں وارد ہوئے جہاں ایک مرد و عورت باہم تکرار کر رہے تھے اور چیخ رہے تھے۔ حضرت نے پوچھا تمہارے لڑنے کا کیا سبب ہے۔ مرد نے کہا اے پیغمبر خدا یہ میری عورت ہے نیک اور صالحہ ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا اور اس سے علیٰحدہ ہونا چاہتا ہوں حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے تو اسے کیوں دوست نہیں رکھتا اُس نے کہا اس کا چہرہ بے رونق ہے کوئی جاذبیّت و طراوت نہیں حالانکہ وہ ابھی بوڑھی نہیں ہوئی ہے حضرت عیسیٰؑ نے اس عورت سے فرمایا کہ کھانا پیٹ بھر کر نہ کھایا کر کیونکہ جب غذا شکم میں زیادہ ہوتی ہے اور وہ جوش کھاتی ہے تو چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ اُس عورت نے حضرت عیسیٰؑ کے فرمانے کے مطابق عمل کیا اُس کے چہرہ کی طراوت عود کر آئی اور شوہر کی محبوب ہو گئی۔

حضرت عیسیٰؑ پھر وہاں سے دوسرے شہر میں پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ ہمارے درختوں کے پھلوں میں کیڑے لگ جاتے ہیں اور ان کو خراب کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جب درخت بوؤ تو پہلے پانی ڈالو پھر مٹی ڈالو حالانکہ تم لوگ پہلے اُن کی جڑوں میں مٹی ڈالتے ہو بعد میں پانی چھڑکتے ہو اس سبب سے پھلوں میں کیڑے لگتے ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور کیڑے پھلوں سے برطرف ہو گئے۔ حضرت عیسیٰؑ وہاں سے بھی آگے بڑھے اور دوسرے شہر میں وارد ہوئے وہاں لوگوں کو دیکھا کہ اُن کے چہرے زرد اور آنکھیں نیلی ہیں۔ لوگوں نے حضرت سے اس حال کا ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ تم لوگ گوشت بغیر دھوئے پکاتے ہو اور کھاتے ہو اور کوئی جانور ایسا نہیں جس کی روح جسم سے نکلتی ہے تو جنابت اُس میں نہ ہو جب تک گوشت دھویا نہ جائے جنابت اُس سے زائل نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد سے ان لوگوں نے گوشت کو دھو کر پکانا شروع کیا اور وہ مرض ان کا زائل ہو گیا۔ پھر حضرت وہاں سے ایک دوسرے شہر تشریف لے گئے جہاں کے لوگوں کے دانت گر گئے اور چہرے پھول گئے تھے۔ لوگوں نے حضرت سے اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا جب تم لوگ سوتے ہو تو دانت پر دانت دبا کر سوتے ہو اس طرح جو سانس اندر جاتی ہے اور نکلنے کا راستہ نہیں پاتی تو دانتوں کی جڑوں کو کمزور اور خراب کر دیتی ہے لہٰذا دانتوں کو ایک دوسرے پر دبا کر مت سویا کرو ان لوگوں نے ایسی ہی عادت ڈالی اور اُن کی خرابیوں کی اصلاح ہو گئی۔ منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا گذر ایک جماعت کی طرف ہوا جو رو رہے تھے حضرت نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا اپنے گناہوں کے سبب روتے ہیں فرمایا رونا ترک نہ کریں یہاں تک کہ خدا ان کو بخش دے۔ ایک اور روایت کے مطابق ایک روز حضرت عیسیٰؑ ایک قبر کی طرف سے گذرے جس پر عذاب ہو رہا تھا۔ پھر دوسرے سال جب آپ کا گذر ہوا تو اُس صاحب قبر پر عذاب نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت نے مناجات کی اور کہا خداوندا اس کا کیا سبب ہے؟ وحی نازل ہوئی کہ اس شخص کا ایک فرزند ہے جو اب جوان ہو گیا ہے اس نے مسلمانوں کے ایک راستہ کو

درست کردیا جس پر سے گذرنا آسان ہو اور ایک یتیم کو اپنے پاس پناہ دی ہے اس سبب سے اس کو بخش دیا۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسٰیؑ اپنے حواریوں کے ساتھ ایک طرف جارہے تھے راستہ میں ایک مردہ اور سڑے ہوئے کتے پر نگاہ پڑی۔ حواریوں نے کہا کتنی بدبو ہے اور کس قدر متعفن یہ کتا ہوگیا ہے۔ حضرت نے فرمایا اُس کے دانت کس قدر سفید اور خوبصورت ہیں یعنی ان کو متبنہ فرمایا کہ لوگوں کے عیبوں پر نظر مت کرو اگرچہ اُن میں بہت عیوب ہوں بلکہ ان کی خوبیاں پیش نظر رکھو۔ روایت ہے کہ ایک روز سخت گرج اور چمک کے ساتھ بارش ہونے لگی اور حضرت عیسٰیؑ اپنے لئے کوئی پناہ کی جگہ تلاش کرنے لگے دور ایک مقام پر ایک خیمہ نظر آیا آپ وہاں تشریف لے گئے اُس خیمہ میں ایک عورت کو دیکھا تو وہاں سے واپس ہوئے پھر ایک پہاڑ نظر آیا اُس طرف چلے وہاں پہنچکر ایک غار دیکھا اُس میں ایک شیر سورہا تھا اُس شیر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ خداوندا ہر شے کے لئے ایک پناہ کی جگہ تو نے مقرر کی ہے میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں قرار دی۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ تمہاری پناہ گاہ میری رحمت کے قرار کا مقام ہے اپنے عزت و جلال کی قسم سو (۱۰۰) حوروں کے ساتھ روز قیامت تمہارا عقد کروں گا جن کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے اور تمہارے ولیمہ میں چار ہزار سال کے لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا جس کا ہر دن تمام دُنیا کی عمر کے برابر ہوگا اور منادی کو حکم دوں گا کہ ندا کرے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ترک دُنیا کیا تھا۔ زاہد دُنیا عیسٰیؑ بن مریمؑ کی دعوت ولیمہ میں حاضر ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کے لئے دُنیا کو ایک بوڑھی عورت کی مہیب شکل میں مشکل فرمایا جس کے دانت گرے ہوئے تھے اور اُس نے اپنے تیئں بہت آراستہ کرر کھا تھا۔ حضرت عیسٰیؑ نے پوچھا کتنے شوہر تو نے کئے کہا شمار نہیں کرسکتی۔ حضرت عیسٰیؑ نے پوچھا کہ سب مرگئے یا سب نے تجھے طلاق دے دی۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ سب کو میں نے مار ڈالا حضرت نے فرمایا وائے ہو تیرے باقیماندہ شوہروں پر کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہر روز تو ایک کو مار ڈالتی ہے پھر بھی تجھ سے

عذر نہیں کرتے اور گذرے ہوؤں کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے شخص کو دیکھ رہے تھے کہ بیلچہ ہاتھ میں لئے ہوئے زمین کھود رہا تھا اور قابل زراعت بنا رہا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے دُعا کی کہ خداوندا اس کے دل سے امیدیں نِکال دے حضرت کی دُعا قبول ہوئی اور اُس مرد نے بیلچہ ہاتھ سے رکھ دیا اور سو رہا۔ پھر حضرت نے دُعا فرمائی کہ خداوندا اس کی امیدوں کی درازی اُس کو واپس فرمادے اُسی وقت وہ شخص اُٹھا اور بیلچہ ہاتھ میں لے کر کام میں مشغول ہو گیا۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ بیلچہ کیوں رکھ دیا تھا اور پھر اُٹھا کر کام کرنے لگا اُس نے بیان کیا کہ اس اثناء میں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ کب تک کام کرتے رہو گے ضعیفی کی اس حد تک پہنچ چکے اور نہیں جانتے کہ تمہاری عمر کتنی باقی ہے تو میں نے بیلچہ رکھ دیا اور سو رہا پھر یہ خیال آیا کہ جب تک زندہ ہو روزی کہ تو ضرورت ہے بس کام میں مشغول ہو گیا۔ منقول ہے کہ کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کی کہ اے روح اللہ ہم کس کے ساتھ ہم نشینی رکھیں فرمایا اُس کے ساتھ جس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور اُس کے کردار آخرت کی یاد دلانے والے ہوں۔ ایک روز حضرت عیسیٰؑ نے جناب یحییٰؑ سے فرمایا کہ اگر لوگ تمہارے حق میں ایسی بدی کا تذکرہ کریں جو دراصل تم میں موجود ہو تو سمجھو کہ وہ گناہ ہے اور تم اُس سے توبہ اور طلب مغفرت کرو اور اگر تمہارے حق میں ایسے گناہ کا تذکرہ کریں جو تم میں نہ ہو تو وہ تمہاری نیکی ہے۔ جو تمہیں بغیر محنت و مشقت کے حاصل ہوئی۔

نزول مائدہ کا بیان جو حضرت عیسیٰؑ کی دُعا سے اُن کی قوم پر نازل ہُوا حق تعالیٰ فرماتا ہے "یاد کرو اُس وقت کو جب کہ حواریوں نے کہا اے عیسیٰؑ بن مریمؑ کیا تمہارا پروردگار ہم پر ایک خوان آسمان سے بھیج سکتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اُن کا یہ سوال ان کے ایمان کے کامل ہونے سے پہلے تھا کہ وہ کمال قدرت خداوند تعالیٰ نہیں جانتے تھے یا یہ کہ اُن کی

مراد یہ تھی کہ آیا خدا مصلحت سمجھتا ہے کہ ایسا کرے یا بمعنی اطاعت ہو یعنی تمہارا پروردگار تمہاری بات مانتا ہے اگر یہ سوال اُس سے کرو۔" حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت قرأت اہلبیتؑ میں یَسْتَطِیْعُ رَبَّک ہے بصیغہ خطاب رَبَّک نصب (زبر) کے ساتھ یعنی کیا تم ایسا سوال اپنے خدا سے کر سکتے ہو؟ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا اگر خدا اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو اور ایسے سوالات مت کرو جن کا انجام اچھا نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں ہم اُس آسمانی خوان میں سے کھائیں اور ہمارا دل مطمئن ہو اور ہم کو اپنے پروردگار کے کمال قدرت کا یقین حاصل ہو اور بعلم یقین ہم سمجھیں کہ تم نے جو کچھ ہم کو خبر دی ہے اُس میں سچے ہو اور اس خوان کے نازل ہونے کے گواہ بنیں اور گواہی دیں کہ ایسا معجزہ تم سے ظاہر ہوا۔ جناب عیسٰیؑ نے دُعا کی اے اللہ اے پالنے والے ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ وہ دن (جس روز مائدہ نازل ہو) ہمارے اوّل اور ہمارے آخر یعنی اُن لوگوں کے لئے جو ہمارے زمانہ میں ہیں اور اُن لوگوں کے لئے جو ہمارے بعد آنیوالے ہیں عید کا دن قرار پائے اور تیرے کمال قدرت پر اور تیرے پیغمبر کی حقیّت پر ایک نشانی اور معجزہ ہو اور ہم کو اُس مائدہ کے ذریعہ روزی عطا فرما تو بہترین روزی دینے والا ہے۔ روایت ہے کہ روز یکشنبہ کو مائدہ (خوان) نازل ہوا اس سبب سے نصارٰے (عیسائی) نے اُس روز عید منائی۔ خدا نے فرمایا کہ میں بیشک تمہارے لئے خوان نازل کرتا ہوں تو اس کے بعد جو شخص تم میں سے کافر ہو جائے گا یا اس نعمت سے انکار کریگا تو یقیناً میں اُس پر ایسا عذاب کروں گا کہ دُنیا والوں میں سے کسی پر ایسا عذاب نہ کروں گا۔ منقول ہے کہ جب خدا نے مائدہ نازل فرمایا حضرت عیسٰیؑ نے حواریوں کو حکم دیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں اس میں سے کوئی نہ کھائے لیکن ایک شخص نے اُس میں سے کھالیا تو کسی حواری نے حضرت عیسٰیؑ سے کہہ دیا۔ حضرت عیسٰیؑ نے اُس سے پوچھا اُس نے انکار کیا تو اور تمام حواریوں نے گواہی دی کہ اُس نے کھایا ہے۔ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا برادر مومن انکار کرتا ہے اُس امر سے جس کو خود تم نے اپنی آنکھوں سے اُسے

کرتے دیکھا ہے تب بھی اپنے آنکھوں کی تکذیب کرو اور اس مومن کی تصدیق کرو۔
حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جو خوان بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا سونے کی زنجیر میں آسمان سے لٹکایا گیا تھا اور اُس میں نو رنگ کے کھانے تھے اور نو روٹیاں اور دوسری روایت کے مطابق نو مچھلیاں اور نو روٹیاں تھیں۔ امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب مائدہ نازل ہوا تو جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ سور کی شکل میں مسخ ہو گئے۔ دوسری روایت کے مطابق سور اور بندر کی شکلوں میں تبدیل ہو گئے۔ امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ وہ سور دھوبیوں کی وہ جماعت تھی جنہوں نے مائدہ آسمان کی تکذیب کی تھی اور وہ سب سور بنا دیئے گئے اور تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ پر مائدہ نازل فرمایا اُس میں چند روٹیاں تھیں جن میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ کئی مہینے تک اُس میں سے چار ہزار سات سو افراد سیر ہو کر کھاتے رہے پھر اُسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب قوم حضرت عیسیٰؑ نے خدا سے مائدہ کی خواہش کی اور پھر اس کی ناقدری کی تو خدا نے ان کو چار سو قسم کے حیوانوں کی صورت میں مسخ (تبدیل) کر دیا جیسے سور، بندر، ریچھ، بلی اور بعض دریائی و صحرائی حیوانات۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے جب مائدہ نازل ہوتا بنی اسرائیل اُس خوان کے گرد جمع ہوتے اور سیر ہو کر کھاتے تھے۔ آخر رئیس اور متکبر لوگ کہنے لگے کہ فقرا اور پست لوگوں کو مائدہ سے کھانے نہ دیں گے اس سبب سے خدا نے مائدہ آسمان پر اُٹھا لیا اور ان لوگوں کو سور کی شکل میں مسخ کر دیا۔ شیخ طبریؒ نے نقل کیا ہے کہ نزول مائدہ کی کیفیت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ اُس میں کون چیزیں تھیں۔ حضرت عمار یاسرؓ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اُس میں روٹی اور گوشت تھا۔ کیونکہ لوگوں نے عیسیٰؑ سے سوال کیا ایسے طعام کا جو ختم نہ ہو اور اُس میں سے کھاتے رہیں۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ یہ نعمت تمہارے لئے اس وقت تک باقی رہے گی۔ جب تک تم اس میں خیانت نہ کرو گے اور لے کر ذخیرہ نہ کرو گے۔ اگر ایسا کرو گے تو معذب کرونگا۔ لیکن ان لوگوں نے اسی روز خیانت کی۔ منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس (۳۰) روز روزہ رکھو پھر خدا سے جو چاہو طلب کرو، وہ عطا فرمائے گا۔

ان لوگوں نے تیس (۳۰) روزے رکھے جب پورے کر چکے تو حضرت عیسیٰؑ سے کہنے لگے اگر کسی مخلوق کے لئے ہم کوئی کام کرتے ہیں تو وہ ہم کو کھانے کو دیتا ہے تیس (۳۰) روزے ہم نے رکھے اور بھوک کی تکلیف برداشت کی لہٰذا دُعا کرو کہ خدا ہمارے لئے آسمان سے خوان بھیجے تو فرشتے ان کے لئے مائدہ لائے جس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں اور ان سب لوگوں نے اُس میں سے کھایا۔ حضرت امام باقرؑ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ گوشت کے سوا اُس میں ہر قسم کے کھانے تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بغیر گوشت اور روٹی میں ہر قسم کے کھانے تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ گوشت اور روٹی کے سب کچھ تھا۔ ایک روایت ہے کہ گوشت اور مچھلی نہ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ صرف مچھلی تھی جس میں ہر کھانے کی لذت تھی۔ ایک روایت کے مطابق بہشت کے میوے تھے بروایتے صبح و شام من و سلوے نازل ہوتا تھا۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی لوگوں کے عیبوں کی پیروی نہ کی۔ کبھی کسی کے سامنے چلاّ کے نہ بولے۔ کبھی قہقہہ مار کر نہ ہنسے۔ کبھی کسی کو اپنے پاس سے نہ ہٹایا۔ کبھی کسی بدبو سے اپنی ناک بند نہ کی۔ کبھی نہ کھیلے نہ کوئی مہمل کام کیا۔ جب حواریوں نے حضرت سے سوال کیا کہ مائدہ اُن پر نازل ہو حضرت اُون کا موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت روئے اور دُعا کی تو ایک سُرخ خوان آسمان سے ہوا میں اُترتا ہوا نظر آیا اور وہ لوگ دیکھ رہے تھے وہ تھوڑی دیر میں ان کے پاس آ گیا۔ جناب عیسیٰؑ اُٹھے۔ وضو کیا اور طولانی نماز پڑھی اور خوان پوش سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا۔ بسم اللہِ خیر الرازقین (خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہترین رزق دینے والا ہے) لوگوں نے دیکھا کہ بھنی ہوئی مچھلی اُس میں تھی جس میں فلس (چھلکے) نہ تھے روغن سے تر۔ اُس کے سر کے پاس نمک رکھا ہوا تھا اور اُس کے دُم کے قریب سرکہ تھا۔ اور اس کے گرد ہر قسم کی ترکاریاں تھیں گندنا (لہسن) کے سوا اور پانچ روٹیاں تھیں ایک پر زیتون کا تیل۔ دوسری پر شہد۔ تیسری پر گھی۔ چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر کباب رکھا ہوا تھا۔ جناب شمعون نے پوچھا یا روح اللہ یہ طعام دُنیا سے ہے

یاط عام آخرت؟ حضرت نے فرمایا ان میں سے کوئی نہیں بلکہ خدا نے ابھی اپنی قدرت سے خلق فرمایا ہے۔ کھاؤ جو خدا سے مانگا ہے تا کہ خدا تمہاری مدد کرے اور اپنے فضل و کرم سے تم پر نعمتیں زیادہ کرے۔ حواریاں نے عرض کی یا روح اللہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی اور معجزہ دکھایئے۔ حضرت نے فرمایا اے مچھلی بحکم خدا زندہ ہو جا مچھلی فوراً حرکت میں آئی اور کانٹے اور فلس (چھلکے) اُس میں پیدا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں پر دہشت طاری ہو گئی حضرت نے فرمایا کیوں ایسا سوال کرتے ہو کہ اگر وہ پورا کر دیا جائے تو تم کو پسند نہ ہو اور میں تمہارے بارے میں بہت خوفزدہ ہوں کہ کہیں خدا کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے مچھلی بحکم اپنی پہلی حالت پر ہو جا پھر وہ مچھلی بھنی ہو گئی جیسے کہ تھی۔ لوگوں نے عرض کی یا نبی اللہ پہلے اس مچھلی سے آپ کھایئے پھر ہم لوگ کھائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں اس کے کھانے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں تم نے اُسکا سوال کیا تھا تم ہی لوگ کھاؤ۔ وہ لوگ اُس کے کھانے سے ڈرے تو حضرت نے فقیروں، محتاجوں، بیماروں اور سخت مریضوں کو بُلایا کہ اس خوان میں سے کھائیں اور فرمایا کھاؤ تمہارے لئے شفا اور دوسروں کے لئے بلا ہے۔ غرض تیرہ سو (۱۳۰۰) بیماروں اور فقیروں نے اس میں سے سیر ہو کر کھایا لیکن اُس مچھلی میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر مائدہ اُڑا اور آسمان کے جانب بلند ہوا اور وہ دیکھتے رہے اور وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ اُس میں سے جس بیمار نے کھایا اُس کا مرض زائل ہو گیا اور جس محتاج نے کھایا وہ مالدار اور غنی ہو گیا اور جن لوگوں نے نہیں کھایا وہ بہت پچھتائے۔ پھر جب وہ نازل ہوتا تھا غنی و فقیر سب اُس کے گرد جمع ہوتے تھے اور ایک اژدہام ہو جاتا تھا تو حضرت عیسیٰؑ نے ان کی باری مقرر کر دی کہ ایک روز غنی و امیر کھائیں ایک روز محتاج و فقر۔ چالیس (۴۰) روز تک خوان نازل ہوتا رہا اور صبح سے ظہر تک لوگ اُس میں سے کھاتے رہتے۔ ظہر کے بعد واپس آسمان پر اُٹھا لیا جاتا تھا۔ ایک روز نازل ہوتا تھا اور دوسرے روز ناغہ ہوتا۔ پھر خدا نے جناب عیسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ میرا نازل کردہ مائدہ فقیروں کے لئے مخصوص کر دو اور مالداروں کو اُس سے روک دو۔ اس سبب سے اغنیا غضبناک ہوئے اور مائدہ میں شک و شبہ کرنے لگے اور لوگوں

میں شک و وسوسہ پھیلانے لگے۔ تو خدا نے وحی نازل فرمائی کہ میں نے جھٹلانے والوں کے بارے میں شرط کی تھی کہ نزول مائدہ کے بعد جو کافر ہو جائے گا (انکار کریگا) اُس پر ایسا عذاب کروں گا کہ عالمین میں سے کسی پر نہ کیا ہو گا۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر ان پر تو عذاب کرے گا تو وہ تیرے بندے ہیں اگر ان کو بخش دے تو تو عزیز و حکیم ہے۔ غرض اُن میں سے تین سو تیرہ (۳۱۳) اشخاص کو مسخ فرمادیا جو رات کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سوئے ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو سور بن چکے تھے اور راستوں اور کھنڈروں میں گشت کرتے تھے وہ تین روز تک زندہ رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

ان وحیوں کا ذکر جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئیں اور موعظے اور حکمتیں جو اُن حضرت سے صادر ہوئیں۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے "یاد کرو وہ وقت جبکہ خدا نے فرمایا اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدائے عالمین کے سوا خدا مان لو۔" حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ان باتوں کو ابھی حضرت عیسیٰؑ سے نہیں فرمایا بلکہ قیامت میں کہے گا جس وقت عیسائیوں کو اُن حضرت کے سامنے اکٹھا کرے گا تاکہ اُن پر حجت تمام کرے۔ اُس بارے میں جو وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ پر افترا کرتے ہیں حالانکہ اُن حضرت نے ایسے اعتقاد کی تعلیم نہیں دی ہے (کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہیں) یہ سوال حضرت عیسیٰؑ سے خدا کرے گا باوجود اس کے کہ خود بہتر سمجھتا ہے کہ اُن حضرت نے ایسی تعلیم نہیں دی ہے۔ اور خداوند عالم پر واقع ہونے والے امر کو ایسی عنوان سے بیان فرماتا ہے گویا کہ وہ امر واقع ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ "بار الٰہا میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تیرا کوئی شریک رہا ہو اور میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ اگر میں نے ایسی تعلیم دی ہے تو تو بخوبی جانتا

ہے تو تو میرے نفس میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے یعنی جو کچھ میرے دل میں پوشیدہ ہے اور میں (یقیناً) نہیں جانتا جو کچھ تیرے علم میں ہے اور تو نے لوگوں سے پوشیدہ کر رکھا ہے۔ میں نے اُن سے اُس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھے کہنے کا حکم دیا تھا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے، میں جب تک اُن میں موجود تھا اُس وقت تک کا گواہ ہوں اور جب تو نے مجھے اُن کے درمیان سے اُٹھا لیا تو اُن کے اعمال کا جاننے والا اور گواہ تو ہے اور تو تو ہر شے پر گواہ ہے، اگر تو اُن پر عذاب کرے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر اُن کو تو بخشدے تو تو غالب حکمت والا ہے۔" نفس کا اطلاق بطور مجاز ہے مطلب یہ ہے کہ تو ہی تمام پوشیدہ امور سے واقف ہے۔

ایک روایت کے مطابق انجیل شب سیز ودہم (۱۳) ماہ رمضان میں نازل ہوئی اور دوسری روایت میں مطابق بارہویں شب میں نازل ہوئی اور انجیل الواح پر لکھی ہوئی ایک بار نازل ہوئی۔

امام رضاؑ سے منقول ہے جب حضرت نے ہر مذہب کے علماء پر مجلس مامون میں حجت تمام کی (تو) جاثلیق عیسائی عالم سے فرمایا کہ کیا انجیل میں تو نے (نہیں) پڑھا ہے کہ میں اپنے اور تمہارے پرودگار کی طرف جا رہا ہوں اور میرے بعد بارقلیطا آئے گا اور میری (نبوت کی) تصدیق فرمائے گا جس طرح میں اُس کی (نبوت کی) گواہی (اور اطلاع) دے رہا ہوں۔ وہ ہر شے کی تفسیر و تشریح کرے گا۔ وہی ہے جو امتوں کی گمراہیوں کو واضح کرے گا وہی کفر کے ستونوں کو توڑے گا۔ جاثلیق نے کہا جو کچھ آپ انجیل کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں مجھے اُن سب کا اقرار ہے حضرت نے فرمایا میں نے بیان کیا وہ سب کیا انجیل میں (نہیں) ہے اُس نے کہا کیوں نہیں، (ضرور ہے) حضرت نے فرمایا اے جاثلیق کیا تم لوگ ہم نے یہ نہیں کہتے

ہو کہ انجیل ناپید ہو گئی تھی اور یہ کہ وہ کس کے پاس سے ملی اور انجیل تمہارے لئے کس نے وضع کی؟ جاثلیق نے کہا ایک روز انجیل گم ہو گئی اور ہم کو نہیں ملی پھر (کچھ مدت کے بعد) اس کو یوحنّا اور متّا تازہ لکھی ہوئی ہمارے لئے لائے حضرت نے فرمایا انجیل اور علماء کے راز سے تو کس قدر ناواقف ہے اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے پھر تم سب انجیل میں اختلاف کیوں کرتے ہو اور تمہارے پاس جو انجیل ہے اُس میں اختلاف نہ ہوتا اگر وہ اپنی اصلی حالت پر باقی ہوتی جیسے کہ نازل ہوئی اور تم لوگوں نے اُس میں اختلاف جس غرض سے کیا میں اُس راز سے واقف ہوں۔ مجھ سے سنو۔ جب انجیل شروع شروع غائب ہوئی تو عیسائی اپنے علماء کے پاس جمع ہوئے اور بولے کہ حضرت عیسٰیؑ مار ڈالے گئے اور انجیل غائب ہو گئی آپ لوگ عالم ہیں آپ اس بارے میں کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ تو الوقا اور مرقابوس نے اُن سے کہا کہ انجیل ہمارے سینوں میں (محفوظ) ہے اور ہم ہر اتوار کو اُس میں سے ایک باب تمہارے لئے بیان کریں گے تم لوگ پریشان اور فکر مند مت ہو اپنے عبادت خانوں کو خالی مت چھوڑو۔ ہر اتوار کو ہم انجیل کا ایک سفر (ایک باب) بتایا کریں گے جب تم لوگ سب کے سب جمع ہو جایا کرو گے پھر الوقا، مرقابوس، یوحنا اور متی نے مل کر یہ انجیل وضع کی جبکہ اصل انجیل گم ہو گئی تھی اور یہ چاروں اشخاص اگلے لوگوں کے شاگرد تھے کیا تو اس بات کو جانتا ہے اُس نے کہا نہیں مجھے اب معلوم ہوا اور آپ کے علم کی عظمت انجیل کے بارے میں اب مجھ پر ظاہر ہوئی اور اس کے بارے میں چند ایسی باتیں آپ سے سنیں جس کی شہادت میرا دل دیتا ہے کہ وہ سب سچے اور حق ہیں۔ اُس وقت حضرت نے حاضرین مجلس سے اور مامون سے فرمایا کہ آپ لوگ گواہ رہیں اس پر جو کچھ اُس نے کہا اور اقرار کیا سب نے کہا ہم گواہ ہیں پھر حضرت نے جاثلیق کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ بحق عیسٰیؑ و مریمؑ بتا کیا تو جانتا ہے کہ متّی نے کہا کہ عیسٰیؑ پسر داؤدؑ پسر ابراہیمؑ پسر یعقوبؑ پسر یہودا پسر خضرون ہیں اور مرقابوس نے حضرت کا نسب یوں بیان کیا ہے کہ عیسٰیؑ پسر مریمؑ ہیں اور وہ خدا کا کلمہ ہیں کہ خدا نے ان میں بصورت آدمی حلول فرمایا اور انسان ہو گیا اور الوقا نے کہا کہ عیسٰیؑ بن مریمؑ اور ان کی ماں مریمؑ دونوں انسان

تھے گوشت اور خون سے بنے ہوئے اُن میں روح القدس داخل ہوگئی ہے اور تو کہتا ہے کہ عیسیٰؑ نے اپنی ذات پر گواہی دی کہ حق اور سچائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ آسمان پر کوئی نہیں جاسکتا مگر وہ جو آسمان سے نیچے آیا ہو اور وہ شہسوار خاتم پیغمبرانؐ ہے جو آسمان پر بلند ہو کر جائے گا اور پھر واپس نیچے زمین پر آئے گا تو اس بارے میں تو کیا کہتا ہے جاثلیق نے کہا کہ یہ عیسیٰؑ کا قول ہے اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا تو حضرت نے پوچھا کہ الوقا اور مرقابوس اور متّیٰ نے جو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بیان کیا ہے اور جو کچھ حضرت سے نسبت دی اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے جاثلیق نے کہا ان سب نے حضرت عیسیٰؑ پر جھوٹ باندھا ہے (اور اقرار کیا ہے) حضرت نے فرمایا کیا تم نے نہیں سُنا کہ اس نے اُن سب کی مدح کی اور کہا ہے کہ وہ انجیل کے عالم تھے اور وہ لوگ حق (بیان کرنے والے) تھے تو جاثلیق نے کہا اے مسلمانوں کے عالم مجھ کو معاف کیجئے۔ پھر دیر تک بحث کرنے کے بعد حضرت نے اُس سے پوچھا کیا انجیل میں (نہیں) لکھا ہے کہ ایک زن صالحہ کا فرزند تمہارے لئے بہتر کام کرے گا اور سخت امور انجام دے گا اور تمہارے لئے ہر چیز کی تفسیر و تشریح کرے گا اور میرے لئے گواہی دے گا جس طرح میں اس کی (نبوت کی) گواہی دے رہا ہوں میں تمہارے لئے کچھ مثالیں لایا ہوں جن کی تاویل تم سے وہ بیان کرے گا اے جاثلیق کیا تو تصدیق کرتا ہے کہ یہ سب باتیں انجیل میں ہیں جاثلیق نے کہا کیوں نہیں (بیشک گواہی دیتا ہوں)۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جو موعظے عیسیٰؑ کو بذریعہ وحی عطا فرمائے اُن میں سے یہ ہیں کہ اے عیسیٰؑ میں تمہارا اور تمہارے آباؤاجداد کا پروردگار ہوں میرا نام واحد ہے میں وہ یکتا ہوں جس نے اکیلئے ہر چیز کو خلق کیا ہے تمام چیزیں میری صنعتیں ہیں اور میری پیدا کی ہوئی تمام چیزیں روز قیامت میری طرف واپس آئیں گی۔ اے عیسیٰؑ تو مسیح بابرکت ہے اور میرے حکم سے تو مٹی سے چڑیا بناتا ہے اور اس کو زندہ کرتا ہے اور میرے کلام سے تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ میری جانب رغبت رکھ اور میرے عذاب سے پناہ نہیں پاسکتا سوائے اس کے کہ میری طرف آئے۔ اے عیسیٰؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ایسے وصیت

کرنے والے کی طرح جو تم پر مہربان ہو رحمت کے ساتھ۔ جس وقت کہ تم پر میری رحمت و دوستی لازم ہو چکی ہے اس سبب سے کہ تم نے چند وہ باتیں مجھ سے طلب کیں جو میری خوشنودی کا باعث ہیں اس لئے میں نے تم کو خوردی و بزرگی میں بابرکت قرار دیا تم جہاں بھی ہو۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میرے بندہ اور میری کنیز (مریمؑ) کے فرزند ہو۔ اے عیسٰیؑ مجھ کو ہر وقت اپنے نزدیک سمجھو جس طرح جو کچھ تمہارے دل میں گذرتا ہے تم سے نزدیک ہے۔ اپنے آخرت کے ذخیرہ کے لئے مجھ کو یاد کرو اور میرا تقرب حاصل کرو نوافل اور مستحب اعمال بجالا کر۔ اور مجھ پر بھروسہ کرو تاکہ تمہارے کاموں کو پورا کروں میرے غیر پر اعتماد مت کرو کیونکہ تمہارے کام (ایسی حالت میں) اُسی پر میں چھوڑ دیتا ہوں اور میں پھر تمہاری مدد نہیں کروں گا۔ اے عیسٰیؑ میری طرف سے بلاؤں پر صبر کرو اور میرے قضاو قدر پر راضی رہو ایسے بنو جیسا میں چاہتا ہوں یقیناً میں چاہتا ہوں کہ لوگ میری اطاعت کریں نافرنی نہ کریں۔ اے عیسٰیؑ میری یاد اپنی زبان پر زندہ رکھو اور میری محبت کی راہ اپنے دل میں (قائم رکھو) اے عیسٰیؑ بیدار اور ہوشیار رہو ان وقتوں میں جبکہ لوگ غفلت کی نیند میں ہوں اور لوگوں سے میری حکمتوں کے لطیفے بیان کرتے رہو۔ اے عیسٰیؑ میرے ثواب کی جانب رغبت رکھو اور میرے عذاب سے ڈرتے رہو اور اپنے دل کی خواہشات دُنیا کی جانب سے مردہ بنالو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ اے عیسٰیؑ راتیں میری خوشنودی میں بسر کرو اور دنوں کو تشنگی میں گذارنے کے لئے روزے رکھا کرو، میرے پاس اپنی حاجت پیش کرنے کے دن (قیامت) کے واسطے۔ اے عیسٰیؑ لوگوں کے درمیان ان کی خیر خواہی کے ساتھ جیسا کہ میں نے تم کو حکم دیا ہے فیصلہ کیا کرو اور میرا حکم ان کے درمیان قائم رکھو بہ تحقیق کہ میں نے تمہارے پاس وہ کتاب بھیجی ہے جو امراض شک و شبہ شیطان سے دلوں کو شفا دینے والی ہے۔ اے عیسٰیؑ میں سچ کہتا ہوں کہ میری مخلوق میں سے کوئی مجھ پر ایمان نہیں لاتا سوائے اُس کے جو میرے لئے خوف زدہ و گریاں ہوتا ہے اور خوفزدہ وہ ہوتا ہے جو میری (رحمت اور) ثواب کی امید رکھتا ہے لہٰذا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ میرے عذاب سے امن میں ہے

جب تک میرے اور میرے طریقہ میں تبدیلی نہ کرے۔ اے عیسیٰؑ، اس دُنیا سے بے تعلق اور خدا سے متوسل ہونے والی باکرہ خاتون مریمؑ کے فرزند اپنی حالت پر رُو و جس طرح کوئی اپنے اہل و عیال سے رخصت ہونے کے وقت روتا ہے اور دُنیا کو دشمن رکھتا ہے اور اس کو اس سے محبت کرنے والوں کے لئے چھوڑے ہوئے ہوتا ہے اور اس کی رغبت ثواب آخرت کے سوا جو خدا کے نزدیک ہے کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔ اے عیسیٰؑ باوجود اس طرح ترکِ دُنیا کے جیسا کہ میں نے تم کو بتایا لوگوں سے کلام میں تم کو نرمی کرنا چاہئے اور جس سے ملو اس کو سلام کرو اور اُس وقت سے جبکہ اکثر نیک لوگوں کی آنکھیں بھی اس کی جانب سے بند ہیں یعنی روز قیامت کے سخت ہول و خوف اور شدید زلزلوں سے بچنے کے لئے بیدار اور ہوشیار رہو۔ جس وقت نہ اہل و عیال کام آئیں گے نہ مال فائدہ دے گا۔ اے عیسیٰؑ اپنی آنکھوں میں رنج و اندوہ کی سلائی سے سرمہ لگالو جبکہ اہل باطل ہنس رہے ہوں۔ اے عیسیٰؑ خائف و صابر رہو تو پھر کیا کہنا تمہارا اگر تم کو وہ سب حاصل ہو جائے جس کا میں نے صبر کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے اے عیسیٰؑ ہر روز دُنیا کے تعلقات میں سے کچھ اپنے سے دور کرتے رہو تا کہ آخر میں ترک دُنیا تم پر دشوار نہ ہو اور دُنیا کی وہ لذت چکھو جو اُس سے برطرف ہو چکی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے اختیار میں بس اُتنا ہی وقت اور موقع اور وہی روز (برائے عمل) ہے جس میں تم موجود (وزندہ) ہو لہٰذا دُنیا سے ضرورت کے مطابق حاصل کرنے پر اکتفا کرو اور آخرت کا توشہ مہیا کرنے میں کوشش کرتے رہو اور موٹے کپڑے اور بے مزہ کھانوں پر قناعت کرو اس لئے کہ تم جانتے ہو اپنے لباس کو کہ اُس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ جن چیزوں کو کام میں لاتے ہو وہ سب لکھی جاتی ہیں کہ کہاں سے تم نے حاصل کیا اور کیونکر صرف کیا۔ اے عیسیٰؑ تم سے روز قیامت پوچھوں گا لہٰذا کمزوروں پر رحم کرو جس طرح میں نے تم پر رحم کیا ہے اور یتیموں پر قہر اور سختی مت کرو۔ اے عیسیٰؑ نماز میں اپنی حالت پر گریہ کرتے رہو اور اپنے پیروں کو عبادت خانہ تک چلنے میں مشغول رکھو۔ اور مجھے اپنی خوشگوار آواز میرے ذکر و یاد سے بھری ہوئی سناتے رہو کیونکہ میرے احسانات تم پر بہت زیادہ ہیں۔ اے عیسیٰؑ بہتیری

امتوں کو میں نے چند گناہوں کے سبب سے ہلاک کر دیا جن سے تم کو محفوظ رکھا ہے۔اے عیسٰیؑ ضعیفوں کے ساتھ مہربانی کرو اور اپنی کمزور آنکھیں آسمان کی جانب کر کے کھولو اور مجھ سے دُعا کرو کیونکہ میں تم سے نزدیک ہوں اور مجھ سے دعامت کرو لیکن گریہ وزاری کے ساتھ اور اپنے دل کو میرے غیر سے خالی کر کے۔اگر اس طرح مجھ کو پکارو گے میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔اے عیسٰیؑ اس دُنیائے فانی کو اُن کے ثواب کے لئے میں نے پسند کیا جو تم سے پہلے تھے نہ اُن کو عذاب دینے کے لئے اور نہ ان سے (اپنی نافرنیوں کا) انتقام لینے کے لئے بلکہ ثواب وعذاب دونوں کو میں نے آخرت پر اُٹھا رکھا ہے جو ابدی اور لازوال ہے۔اے عیسٰیؑ تم فنا ہو گے اور میں باقی ہوں تمہاری حیات میری طرف سے ہے اور تمہارے مرنے کا وقت میرے قبضہ میں ہے اور میری جانب تمہاری بازگشت ہے اور تمہارا حساب میرے ذمہ ہے لٰہذا جو کچھ مانگو میرے غیر سے مت مانگو اور مجھ سے بہتر طریقہ سے دُعا کرو تا کہ بہتر طور پر قبول کروں۔اے عیسٰیؑ آدمی تو کتنے زیادہ ہیں (جن کا کوئی شمار نہیں) لیکن صبر کرنے والے کس قدر کم ہیں جس طرح درخت تو بہت ہیں مگر پھل دار درخت بہت کم ہوتے ہیں لٰہذا تم کو کسی سرسبز و شاداب درخت سے دھوکا نہ ہو جب تک کہ اُس کا پھل نہ کھالو یعنی لوگوں کی ظاہری نیکی سے فریب مت کھانا۔جب تک کہ اُن کے اخلاق واعمال کو آزما نہ لینا۔اے عیسٰیؑ تم کو اُس شخص کے حال سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے جو مجھ سے سرکش و باغی ہے (اور اچھی حالت میں ہے) میری دی ہوئی روزی کھاتا ہے اور میرے غیر کی عبادت کرتا ہے اور سختیوں اور بلاؤں کے وقت مجھ کو پکارتا اور مجھ سے دُعا کرتا ہے اور میں اُس کی دُعا قبول کر لیتا ہوں تو پھر وہ اُسی گناہ و شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مجھ سے سرکشی کرتا ہے اور میرے غضب کا سزاوار ہو جاتا ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ اس کی گرفت اس طرح کروں گا کہ پھر اُس کے لئے کوئی پناہ کی جگہ اور بھاگنے کا موقع نہ ہو گا سوائے میرے کہاں پناہ پائے گا اور میرے آسمان وزمین سے کہاں بھاگ جائیگا۔اے عیسٰیؑ ظالمان بنی اسرائیل سے کہدو کہ مجھ کو نہ پکارو (نہ مجھ سے دُعا کرو) حالانکہ حرام چیزیں اپنے بغل میں لئے ہوئے اور بتوں کو اپنے

دستر خوانوں پر بٹھائے ہوئے ہو یعنی اپنے مالوں اور لڑکے بالوں کو اپنے بت قرار دے رکھے ہیں۔اوران (کی رضامندی) کو خدا کی رضاو خوشنودی کے عوض اختیار کرتے ہو میں بقسم کہتا ہوں کہ جو مجھے پکارتا ہے میں اُس کی سُنتا ہوں لیکن جو لوگ اس طرح اس حال سے مجھے پکارتے ہیں۔اُن پر میری لعنت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو جاتے ہیں۔اے عیسٰیؑ میں کتنی بار اُن کی طرف رحمت سے نظر کرتا ہوں اور ان کو اپنی بارگاہ میں بلاتا ہوں لیکن یہ گروہ غفلت میں ہوتا ہے اور میری جانب رجوع نہیں ہوتا اور سخن حق اُن کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوتی اور اُن کے قلوب اُس سے آگاہ نہیں ہوتے اپنے گناہوں کے سبب میرے غضب کے سزاوار ہوتے ہیں حالانکہ (بظاہر) مومنین سے محبت کرتے ہیں۔اے عیسٰیؑ چاہئے کہ تمہاری زبان ظاہر و پوشیدہ ایک ہو اسی طرح تمہارے دل میں ایک طرح محبت ہونی چاہئے اور تمہاری آنکھیں جس کو تم دوست رکھتے ہو اس کی خوشنودی میں نگران رہیں اور اپنے دل اور آنکھی کو حرام سے محفوظ رکھو۔اے عیسٰیؑ اپنی آنکھوں کو اُس چیز کے دیکھنے سے بند رکھو جس میں کچھ فائدہ (بجز نقصان کے) نہ ہو بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص (قصداً کسی شے کو) دیکھا ہے اور وہ دیکھنا اس کے دل میں ناجائزہ خواہشات کے بیج بوتا ہے اور وہ خواہشات اس کو ہلاک کر دیتی ہیں۔اے عیسٰیؑ میرے بندوں پر رحیم و مہربان رہو اُسی طرح جیسا کہ تم خود چاہتے ہو کہ میرے بندے تم پر (رحیم و مہربان) رہیں اور موت کو ہر وقت یاد رکھو اور اپنے اہل و عیال سے جدا ہونا ہر وقت پیش نظر رکھو اور لہو ولعب اور امور باطل میں مشغول نہ ہو کیونکہ کھیل کود دل کو فاسد کرتا ہے اور میری یاد سے غافل نہ ہو کیونکہ غفلت کرنے والا مجھ سے دُور ہوتا ہے اور اپنے نیک کردار و اعمال کے ذریعہ مجھے یاد رکھو تاکہ میں تمہیں اپنی رحمت و ثواب کے ساتھ یاد رکھوں۔اے عیسٰیؑ گناہ ہو جانے کے بعد مجھ سے توبہ کرو اور توبہ کرنے والوں کو میری یاد دلاؤ اور یقین رکھو کہ میں توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور مومنین سے (محبت کے ساتھ) قریب رہو اور ان کو حکم دو کہ تمہارے ساتھ مجھ سے دُعا کریں اور ہرگز (مظلوم سے) لاپرواہ نہ ہونا کیونکہ مظلوم کی دُعا بلند ہو کر میری بارگاہ میں پہنچتی ہے مجھے اپنے

ذات اقدس کی قسم ہے کہ میں اس کی دُعا کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہوں اور اس کی دُعا قبول کرلیتا ہوں اگرچہ مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اے عیسیٰؑ یاد رکھو کہ برے لوگوں کی صحبت گمراہ کرتی ہے اور بُرا ساتھی ہلاک کرتا ہے لہٰذا سوچ سمجھ لیا کرو کہ کس کی صحبت اختیار کررہے ہو۔ اپنے لئے اپنے برادران مومن کی ہمنشینی پسند کرو۔ اے عیسیٰؑ اپنی ذات کے لئے عمل کرلو اس مدت میں جب تک تم کو موت سے مہلت حاصل ہے۔ (کوئی) دوسرا تمہارے لئے (عمل نیک) نہیں کرے گا۔ یقیناً میں ایک نیکی کا بدلہ کئی گنا دیتا ہوں۔ بیشک گناہ گار کو اس کے گناہ ہلاک کرتے ہیں۔ اعمال نیک میں جلدی کرو اور کوشش کرو کیونکہ بہتیرے جلسے ایسے ہوتے ہیں کہ جب لوگ وہاں سے اُٹھتے ہیں۔ تو جہنم سے آزاد ہو کر اُٹھتے ہیں۔ اے عیسیٰؑ دُنیائے فانی و منقطع کو ترک کرو اور ان لوگوں کے نشانات منزل پر چل کر دیکھو جو تم سے پہلے گذر چکے (کہ اُن کے نشانات کچھ باقی ہیں یا نہیں) اُن کو بلند آواز سے پکارو یا بطور راز آہستہ سے اُن سے کچھ کہو دیکھو وہ کچھ سنتے ہیں اور تم کو کوئی جواب دیتے ہیں لہٰذا اُن کے حالات سے نصیحت حاصل کرو یاد رکھو کہ تم بھی تمام زندہ لوگوں کے ساتھ اُنہی (مردوں) سے ملحق ہو جاؤ گے۔ اے عیسیٰؑ ان لوگوں سے کہدو جو مجھ سے سرکشی اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور گنہگاروں کے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں اور میرے عذاب کے امیدوار اور میری طرف سے اپنی ہلاکت کے منتظر رہتے ہیں کہ عنقریب دوسرے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ مٹا دیئے جائیں گے۔ اے پسر مریمؑ کیا کہنا تمہارا اگر تم نے ان طریقوں کو اختیار کیا جن کا خدا نے حکم دیا ہے۔ وہ تم پر رحیم اور مہربان ہے اور قبل اس کے کہ تم مانگو اُس سے تم کو اپنے انتہائی کرم سے نعمتیں دینے کی ابتداء کی اور ہر مصیبت و سختی میں وہ تمہاری فریاد کو پہنچنے والا ہے لہٰذا اس کی نافرمانی مت کرنا۔ اے عیسیٰؑ یقیناً تم پر میری نافرمانی حلال نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں نے تمہارے لئے بھی وہی عہد کر رکھا ہے جو تم سے پہلے پیغمبروں کے لئے کیا تھا اور میں خود اُس عہد کا گواہ ہوں۔ اے عیسیٰؑ میں نے اپنے دین سے بڑھ کر خلق میں کسی شے کو گرامی نہیں رکھا ہے اور اپنی رحمت سے بہتر کوئی انعام کسی شخص پر نہیں کیا ہے۔

اے عیسیٰؑ اپنی ظاہری نجاست کو پانی سے پاک کرواور اپنی باطنی کثافتوں کو عبادتوں اور نیکیوں کے ذریعہ دُور کرو کیونکہ تمہاری بازگشت میرے جانب ہے۔ اے عیسیٰؑ میں نے تم کو عطا کر دیا جو انعام کیا کافی طور پر بغیر اس کے کہ اس کو کسی بلا یا تکلیف سے مکدر کروں اور خود تمہارے فائدہ کے لئے میں نے تم سے قرضہ طلب کیا تو تم نے بخل کیا یہاں تک کہ ہلاک ہوئے (مولف فرماتے ہیں کہ یہ خطاب اور دوسرے خطابات اگرچہ بظاہر حضرت عیسیٰؑ سے ہیں، لیکن حقیقت میں اس سے آپ کی امت مراد ہے اور دوسرے تمام بندے بھی)۔ اے عیسیٰؑ اپنے دین سے اور مسکینوں اور غریبوں کے ساتھ دوستی و محبت سے اپنے کو آراستہ کرو اور زمین پر عاجزی اور فروتنی کے ساتھ راستہ چلو اور جس زمین (کے ٹکڑے) پر چاہو نماز پڑھو کیونکہ وہ سب پاک ہے۔ اے عیسیٰؑ میری عبادت پر کمربستہ رہو کیونکہ جو امر آنیوالا ہے یعنی موت نزدیک ہے اور وضو اور طہارت کے ساتھ میری کتاب کی تلاوت کرتے رہو۔ اور مجھے اس کو آواز حزیں سے سناتے رہو۔ اے عیسیٰؑ کوئی شے ایسی نہیں جس کی لذت دائمی ہو اور کوئی لطف و عیش نہیں جو صاحب عیش سے زائل نہ ہو جائے۔ اے عیسیٰؑ اگر تمہاری آنکھیں اُن چیزوں کو دیکھ سکیں جو میں نے اپنے دوستوں کے لئے لکھ رکھی ہیں تو بیشک تمہارا دل پگھل جائے اور تمہارا نفس اُن کے شوق میں ہلاک ہو جائے گا۔ آخرت کا گھر اُس گھر کے مانند ہے جس میں پاک لوگوں کے ساتھ مقرب فرشتے مجاورت کرتے اور اُس میں داخل ہوتے ہیں اور تمام خطراتِ قیامت سے محفوظ ہیں اور اُس گھر کے رہنے والے وہ ہیں جن کی نعمتیں متغیر نہیں ہوتیں اور نہ اُن کے مستحقین سے زائل ہوتی ہیں۔ کے پسر مریمؑ خانۂ آخرت حاصل کرنے میں رغبت کرنے والوں کے ساتھ رغبت کرو کیونکہ وہ مقام آرزو کرنے والوں کا منتہائے آرزو ہے اور اُس کا دیکھنا (بڑا) خوشگوار ہے۔ اے پسر مریمؑ کیا کہنا تمہارا اگر تم عمل کرنے والے ہو اور اُس گھر میں اپنے آباؤاجداد آدمؑ وابراہیمؑ کے ساتھ داخل ہو (وہ گھر ایسا) باغ ہے اور اس میں وہ نعمتیں ہیں کہ جس کا بدل دوسری نعمتیں ہو نہیں سکتیں اور اُس گھر سے تم کو کوئی منتقل نہیں کر سکتا میں ایسا ہی بدلا پرہیزگاروں کو دیتا ہوں۔ اے عیسیٰؑ میری

طرف ان لوگوں کے ساتھ بھاگ کر آؤ جو اُس آگ کے خوف سے بھاگتے ہیں جس کے شعلے ہمیشہ بلند رہتے ہیں وہ آگ طرح طرح کے عذابوں سے بھری ہو گی جس میں نہ ٹھنڈی ہوا کا گذر ہو گا اور کوئی درد و تکلیف ایسی نہیں جو اس میں نہ ہو اس میں کچھ مقامات ہیں تاریکی میں شب تار کے مانند جو شخص اُس سے نجات پا جائے وہی کامیاب اور رستگار ہے اور اُس سے ہلاک ہونے والے چھٹکارا نہیں پا سکتے وہ مقام جبّاروں ظالموں اور خدا (کی رحمت) سے باہر ہو جانے والوں کا ہے اور ہر بدمزاج، غرور و ناز کرنے والے کے لئے ہے۔ اے عیسٰیؑ جہنم بہت بُری جگہ ہے اور اُس کے لئے ہے جو اس کی جانب رغبت کرتا ہے اور ظلم کرنے والوں کے لئے بڑا سخت اور (تکلیف دہ) مقام ہے میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے نفس کے شر سے بچے رہو اور میرے قہر سے پرہیز کرتے رہو۔ اے عیسٰیؑ تم جہاں بھی ہو میری رحمت تم تک پہنچ جائے گی مجھے ہر وقت یاد کرتے رہو اور میرے عذاب سے ڈرتے رہو اور اقرار کرتے رہو کہ میں نے تم کو خلق کیا ہے تم میرے بندے ہو میں نے تمہاری صورت بنائی ہے اور اپنے رحم و کرم سے تم کو زمین پر بھیجا ہے۔ اے عیسٰیؑ جس طرح ایک منہ میں دو زبان ایک سینہ میں دو دل ممکن نہیں اُسی طرح ایک دل میں دو محبت اور دو خیال نہیں ہو سکتے لہٰذا میرے غیر کی محبت دل سے نکال دو اور اپنے اعمال کو میرے لئے خالص قرار دو۔ اے عیسٰیؑ دوسروں کو مت بیدار کرو جبکہ تم خود خواب غفلت میں پڑے رہو اور دوسروں کو لہو و لعب سے نصیحت مت کرو جبکہ تم خود اُس میں مشغول ہو اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے والی دُنیاوی خواہشوں سے باز رکھو جس طرح بچّہ کو دُودھ سے روک دیتے ہیں۔ ہر خواہش و غرض جو تم کو مجھ سے دور کرنے والی ہو اُس سے تم خود دُور رہو کیونکہ تم تو میرے رسول اور امین ہونے کی منزلت رکھتے ہو لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہو کیونکہ جس کا قرب میرے نزدیک زیادہ ہوتا ہے وہ بہت زیادہ ڈرتا ہے اور جس وقت تم میری عبادت کرو چاہیے کہ تمہارا نفس شکستہ و ذلیل ہو اور جب لوگوں کو میری یاد دلاؤ تو تمہارے دل میں خشوع ہو اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم کو بیدار رہنا چاہئے۔ اے عیسٰیؑ تم کو یہ میری نصیحت و موعظہ ہے لہٰذا قبول کرو مجھ ہی سے

مانگو کیونکہ میں ہی تمام عالموں کا پالنے والا ہوں۔ اے عیسیٰؑ جب میرا بندہ میری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (بلا و مصیبت پر) صبر کرتا ہے تو میں اُس کے قریب ہوتا ہوں اور اس کا ثواب میرے ذمہ ہوتا ہے جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اپنے نافرمانوں سے اُس کا بدلہ لینے کے لئے کافی ہوں ظلم کرنے والے مجھ سے کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ اے عیسیٰؑ سجدہ اچھی طرح کرو جہاں بھی رہو ہوشیاری و سمجھداری کے ساتھ رہو اور مجھ سے علم طلب کرتے رہو۔ اے عیسیٰؑ نیکیاں اور اچھے اعمال میرے پاس بھیجو تاکہ میں اُن کو تمہارے لئے محفوظ رکھوں اور میری وحی اور نصیحتیں مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو (ان پر عمل کرو) کیونکہ اُن میں دلوں کے لئے شفا ہے۔ اے عیسیٰؑ اگر فریب کرتے ہو تو میری تدبیروں سے ڈرتے رہو اور جب تنہائی میں تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میری یاد فراموش نہ کرنا۔ اے عیسیٰؑ ہمیشہ اپنے نفس کے حساب میں مشغول رہو کیونکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے تاکہ تم کو میری جانب سے عمل کرنے والوں کا ثواب حاصل ہو کیونکہ میں اُن کے اجر کو زیادہ کر کے عطا کرتا ہوں اور میں تو سب سے بہتر اجر دینے والا ہوں۔ اے عیسیٰؑ میں نے تم کو اپنے کلام سے بغیر باپ کے مریمؑ سے پیدا کیا۔ جبرئیلؑ امین نے میرے حکم سے وہ رُوح جس کو میں نے برگزیدہ کیا تھا۔ مریمؑ (کے شکم) میں پھونکی تو تم پیدا ہوئے اور زمین پر چلتے پھرتے ہو یہ چند مصلحتوں کے پیش نظر تھا جو میرے علم قدیم میں ہمیشہ سے موجود تھا۔ اے عیسیٰؑ زکریاؑ تمہارے باپ کے برابر ہیں وہ تمہاری ماں کی حفاظت کرتے تھے وہ جب ان کے پاس محراب عبادت میں جاتے تھے تو بہشت کی روزی دیکھتے تھے اور یحییٰؑ میری تمام مخلوق میں تمہاری نظیر ہیں میں نے انہیں اُن کی ماں کو پیرانہ سالی میں عطا کیا جبکہ اُن کے شوہر میں بچّہ پیدا کرنے کی قوت باقی نہ رہی تھی میں نے چاہا کہ اُن کے لئے میری قدرت و بادشاہی ظاہر ہو اور تمہاری ذات میں میری توانائی و قدرت ثابت ہو کیونکہ میں جس چیز کو جس طرح چاہتا ہوں پیدا کر سکتا ہوں۔ یاد رکھو کہ تمہارے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہونا چاہیے جو میری اطاعت و فرمانبرداری زیادہ کرے اور مجھ سے زیادہ ڈرتا رہے۔ اے عیسیٰؑ بیدار رہو اور میری

رحمت سے ناامید نہ ہو اور میری تسبیح کرتے رہو ان لوگوں کے ساتھ جو تسبیح کرتے ہیں اور میرے پاک ناموں سے میری پاکی (بے نیازی) بیان کرتے رہو۔ اے عیسیٰؑ میرے بندے میرا کیونکر انکار کرتے ہیں حالانکہ سب کے سب میرے اختیار میں ہیں اور میری زمین میں گھومتے پھرتے ہیں اور میری نعمتوں سے بیخبر ہیں اور میرے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اور کفار یونہی ہلاک ہوتے ہیں۔ اے عیسیٰؑ بے شبہ دُنیا ایک بدبودار قید خانہ ہے اور لوگوں کے لئے اس قید خانہ کی چند چیزوں سے زینت دی گئی ہے جن کے لئے جبار و سرکش لوگ ایک دوسرے کو مار ڈالتے ہیں۔ ہر وقت دُنیا سے علیحدہ رہو کیونکہ اس کی نعمت زائل ہونے والی ہے اور نعمتیں بھی اُس میں بہت کم ہیں۔ اے عیسیٰؑ مجھے یاد کرو جبکہ (شب کو) آرام کے لئے تیار ہو اُس وقت بھی تم مجھ کو اپنے قریب پاؤ گے اور مجھ کو پکارو ایسی حالت میں کہ مجھے دوست رکھتے ہو کیونکہ میں سب سننے والوں سے بہتر سننے والا ہوں اور دُعا کرنیوالاں کی دُعائیں قبول کرنے والا ہوں۔ مجھ ہی سے ڈرو اور میرے بندوں کو میرے عذاب سے ڈراتے رہو شاید اُن برائیوں سے باز رہیں جو کرتے رہتے ہیں اور اگر ہلاک ہوں تو دیدہ و دانستہ ہلاک ہوں۔ اے عیسیٰؑ درندوں سے ڈرتے ہو اور موت سے خوف کرتے ہو تو مجھ سے کیوں نہیں ڈرتے کیونکہ میں نے ہی تو ان سب کو پیدا کیا ہے۔ اے عیسیٰؑ بادشاہی مجھ سے مخصوص ہے۔ میں بادشاہ حقیقی ہوں اگر میری اطاعت کرو گے میں تم کو اپنی بہشت میں داخل کروں گا اور صالحوں کو ہمسائیگی میں جگہ دوں گا۔ اے عیسیٰؑ اگر میں تم پر غضبناک ہوں تو تم سے کسی اور کا راضی رہنا تم کو فائدہ نہیں دے سکتا اور اگر میں تم سے خوش ہوں تو کسی کا تم سے ناراض ہونا تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اے عیسیٰؑ مجھ کو خلوت میں یاد کرو تاکہ میں تم کو اپنی خاص پوشیدہ رحمتوں کے ساتھ یاد کروں اور مجھ کو ظاہر بظاہر یاد کرو تاکہ میں تم کو آدمیوں کے مجمع سے بہتر ملکوت اعلےٰ کے مجمع میں یاد کروں۔ اے عیسیٰؑ مجھے ڈوبنے والوں کی طرح یاد کرو جس کا کوئی فریادرس نہ ہو۔ اے عیسیٰؑ میری جھوٹی قسم مت کھاؤ کیونکہ میرا عرش تم پر قہر و غضب کی وجہ سے لرزنے لگتا ہے۔ اے عیسیٰؑ دُنیا کی عمر بہت تھوڑی ہے اور آرزوئیں

بہت طولانی اور میرے پاس اس سے بہتر مکان ہے کہ اہل دُنیا جس کو بناتے ہیں۔اے عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں سے کہہ دو کہ اُس وقت کیا کروگے جبکہ میں تمہارے لئے وہ کتاب نکالوں گا جو تمہارے پوشیدہ رازوں کو اور جو کچھ تم (دُنیا میں) کیا کرتے تھے سچ سچ بتادیگی اور ظاہر کردے گی۔اے عیسیٰؑ سرکشان بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اپنے چہروں کو دھوتے اور صاف کرتے ہو کیا مجھ سے مغرور ہوتے ہو یا مجھ پر جرات کرتے ہو دُنیاوالوں کے لئے عمدہ خوشبوؤں سے اپنے کو معطر کرتے ہو حالانکہ تمہارے قلوب مثل سڑے ہوئے مرُدوں کی طرح گندیدہ ہیں۔اے عیسیٰؑ ان سے کہہ دو کہ اپنے ناخنوں کو کسب حرام سے قطع کرڈالواور اپنے کانوں کو کلام فحش و قبیح سننے سے بہرا کرلواور اپنے دلوں کو پاکیزہ بنا کر میرے سامنے آؤ کیونکہ تمہارے چہروں کی لطافت و پاکیزگی نہیں چاہتا بلکہ تمہارے دلوں کی نیکی چاہتاہوں۔اے عیسیٰؑ نیکی کرنے سے خوش ہو جو میری خوشنودی کا سبب ہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرو جو میرے غضب کا باعث ہیں اور جو بات اپنے لئے ناپسند کرو کہ لوگ عمل میں لائیں تواُن باتوں کو تم بھی دوسروں کے لئے مت پسند کرو اگر کوئی داہنے رخسار پر طمانچہ مارے توتم اپنا بایاں رخسار بھی پیش کردو لوگوں سے محبت کرنے سے میرا تقرب حاصل کرو جس قدر تم سے ممکن ہو اور کم عقلوں اور جاہلوں سے پرہیز کرو اور اُن سے بحث و تکرار مت کرو۔اے عیسیٰؑ ان لوگوں کے ساتھ مہربانی اور نرمی کرو جو نیک کام کرتے ہیں اور انکی نیکی میں شریک رہو اور ان کے گواہ رہو اور ظالمانِ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اے بُروں کے دوستوں اور برائیوں پر عمل کرنے والو اگر اپنے بُرے افعال سے باز نہ آؤ گئے تو تم (کو) بندر اور سور کی شکلوں میں مسخ کردوں گا۔اے عیسیٰؑ سرکشان بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اہل علم و حکمت اور نیک کردار تو گناہوں سے دور بھاگتے ہیں اور تم اپنی بداعمالیوں پر فخر و ناز کرتے ہو کیا میرے عذاب سے نجات و برأت کا کوئی پروانہ تمہارے ہاتھ لگ گیا ہے یا جان بوجھ کر میرے عذاب کو دعوت دیتے ہو تو میں بھی اپنی ذاتِ اقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ تم کو ایسے عذاب سے معذب کروں گا جو آئندہ پیدا ہونے والوں کے لئے عبرت و نصیحت کی ایک مثال

بن جائے لہٰذا اے کنواری مریمؑ کے بیٹے دُنیا سے دور رہنے والے میں تم کو اپنے محبوب پیغمبروں کے سید و سردار احمدؐ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو نورانی چہرے والے سرخ اونٹوں کے مالک ہیں جن کو نور دُنیا کو روشن کرے گا۔ وہ پاک نفس اور میرے لئے (دُنیا والوں پر) سخت غضبناک ہوں گے۔ صاحب حیا بیحد کریم ہیں بے شبہ وہ تمام عالمین کے لئے رحمت اور آدمؑ کی تمام اولاد میں قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بہتر و بلند ہوں گے۔ تمام گذرے ہوؤں سے میرے نزدیک رفیع المنزلت اور پیغمبروں میں سب سے زیادہ مقرب ہوں گے۔ عرب میں پیدا ہوں گے بغیر کسی سے کچھ سیکھے اور پڑھے علوم اولین و آخرین کے ساتھ مبعوث ہوں گے میرے دین کی دُنیا والوں کو تبلیغ کریں گے اور میری خوشنودی و رضا کے لئے بلاؤں اور تکلیفوں پر صبر کریں گے اور میرے دین کی حفاظت کے لئے مشرکوں سے جہاد کریں گے۔ اے عیسٰیؑ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو اُن کے مبعوث ہونے کی خبر دے دو اور حکم دو کہ وہ سب اُس پیغمبر کی تصدیق کریں اور اُن پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں اور مدد کریں اُن کا نام محمدؐ ہے وہ تمام دُنیا کے لوگوں پر میرے رسول ہوں گے اُن کی منزلت میرے نزدیک سب سے زیادہ اور ان کی شفاعت کا قبول کرنا سب لوگوں کی شفاعت سے زیادہ مجھ پر لازم ہے۔ کیا کہنا ہے اُس پیغمبر کا اور کیا کہنا اس کی اُمت کا اگر لوگ اس کے دین پر مرتے وقت صحیح طور پر قائم رہیں۔ اہل زمین اُس (پیغمبر) کی مدح کریں گے اور اہل آسمان اُس کی اُمت کے لئے استغفار کریں گے۔ وہ میری کتابوں (پیغاموں) کا امین ہے برکت والا ہے بُری عادتوں اور بُرے افعال سے پاک ہے گناہوں سے معصوم ہے۔ میرے اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے بہتر ہے آخر زمانہ میں مبعوث ہو گا جب وہ دُنیا میں آجائے گا آسمان رحمت کی بارشیں زمین پر کریگا اور زمین قسم قسم کی نعمتیں اور آرائش کے سامان اُگل دے گی جس شے کو وہ پسند کرے گا میں اُس میں برکت عطا کروں گا۔ بہت سی عورتوں سے نکاح کرے گا۔ مکہ میں ساکن ہو گا۔ جس جگہ ابراہیمؑ نے کعبہ کی بنیاد کھڑی کی ہے۔ اے عیسٰیؑ اُس کا دین سہل اور آسان ہے اُس کا قبلہ کعبہ ہو گا وہ میرے برگزیدہ

لوگوں میں سے ہے میں اُس کے ساتھ ہوں۔ کیا کہنا ہے اُس کا۔ اُس کے لئے حوض کوثر اور بہترین لباسہائے بہشت عدن ہیں۔ بہترین طور پر زندگی بسر کرے گا اور شہادت حاصل کر کے دُنیا سے رحلت کرے گا۔ قیامت میں اُس کے لئے مکہ سے آفتاب کے طلوع ہونے کے مقام تک بہشت کی شراب ناب سے سربمہر حوض ہوگا۔ جس کے چاروں طرف ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے ہوں گے اور زمین کے ذروں کے برابر کوزے ہوں گے اور اُس حوض کے پانی میں بہشت کے ہر قسم کے میوؤں اور شراب کا مزہ ہوگا جو اُس سے ایک گھونٹ پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اُس کو تمہارے بعد مبعوث کروں گا تمہارے اور اُس کے درمیان کافی مدت کا فاصلہ ہوگا اُس کا ظاہر و باطن اور اُس کے افعال اُس کے اقوال کے موافق ہوں گے وہ لوگوں کو کسی بات کا حکم نہ دے گا جب تک کہ خود اُس پر عمل کر کے نہ دکھادے اُس کا دید و شواری و آسانی میں جہاد کرنا ہوگا شہروں کے لوگ اُس کے مطیع ہوں گے اور بادشاہ روم اُس کے اور اُس کے باپ ابراہیمؑ کے دین کے سامنے سرنگوں ہو جائے گا۔ وہ کھانا کھانے کے وقت خدا کا نام لے گا اور جس کے پاس جائے گا پہلے اُس پر سلام کرے گا اور نماز پڑھے گا اُس وقت جبکہ لوگ (شب کو) خواب میں ہوں گے اُس پر رات و دن میں پانچ وقت کی نمازیں واجب ہوں گی۔ جس کی ابتداء اللہ اکبر اور انتہا سلام پر ہوگی اور ہر نماز کے وقت لوگوں کو نماز پڑھنے کے لئے اذان دی جائے گی اور لوگ جماعت کے ساتھ صف بنا کر نماز پڑھیں گے جیسے کہ فرشتے صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس (پیغمبر) کا دل نرم و خوفزدہ ہوگا۔ اس کے سینہ میں نور اور زبان پر حق ہوگا۔ وہ جہاں ہوگا حق اس کے ساتھ رہیگا وہ یتیم ہوگا تمام مخلوق میں ممتاز ہوگا۔ وہ ایک مدت اپنی قوم کے ساتھ رہے گا لوگ اس کے مرتبہ کو نہ پہچانیں گے اور اس کی قدر نہ کریں گے اس کی آنکھیں جب بھی خواب میں ہوں گی تو اس کا دل بیدار رہے گا۔ لباس شفاعت اُسی سے مخصوص ہے اُس کی امت کا زمانہ قیامت سے متصل ہوگا۔ جب اس کی امت اس سے بیعت کرے گی میری رحمت اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہوگی جو اُس کی بیعت توڑے گا اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ جو اس کی بیعت پر وفا کرے گا میں اُس کے لئے

بہشت (کا وعدہ) وفا کروں گا لہٰذا سرکشان بنی اسرائیل کو حکم دو کہ اپنی کتابوں سے اُس کا نام محو نہ کریں اور اُسکی صفتوں میں جو میں نے اُن کی کتابوں میں نازل کی ہیں تبدیلی نہ کریں اور میرا اسلام اُس تک پہنچائیں اس لئے کہ قیامت میں اُس کے لئے بہت بلند درجہ ہوگا۔ اے عیسیٰؑ جو امور تم کو مجھ سے قریب کرنے والے ہیں میں نے ان کا تم کو حکم دیا ہے اور جو امور مجھ سے دور کرنے والے ہیں اُن سے میں نے تم کو منع کر دیا ہے لہٰذا اپنے لئے جس میں بہتری سمجھو کرو۔ اے عیسیٰؑ بیشک دُنیا (بظاہر) شیریں ہے میں نے تمہارے لئے دُنیا میں یہ کام مقرر کیا ہے کہ میری اطاعت کرو اور اُس سے پرہیز کرو جس سے تم کو منع کر دیا ہے اور دُنیا سے اختیار کرو جو میں نے تم کو اپنے فضل سے دے دیا ہے اور اپنے اعمال پر نظر کرو مثل گنہگار بندے کے۔ اور دوسروں کے اعمال کی طرف مت دیکھو مثل پرودگار کے۔ اور دُنیا میں زاہد بن کر رہو اور اُس کی لذتوں کو ترک کرو۔ اُس کی جانب رغبت مت کرو کیونکہ وہ تمہاری ہلاکت کا سبب ہوگی۔ اے عیسیٰؑ غور و فکر کرو اور زمین کے اطراف میں دیکھو اور سوچو کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ اے عیسیٰؑ جو نصیحت میں نے تم کو کی وہ تمہاری بھلائی کے لئے ہے اور میرے تمام اقوال حق ہیں۔ اور میں تو حق ظاہر کرنے والا خدا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر تنبیہہ کر دینے کے بعد بھی تم میری نافرمانی کروگے تو تمہارا کوئی معین مددگار اور میرے عذاب سے بچانے والا نہ ہوگا۔ اے عیسیٰؑ اپنے دل کو میرے خوف سے ذلیل رکھو اور دُنیا میں اُس کی حالت کو مت دیکھو جو دنیوی لحاظ سے تم سے بلند ہو یاد رکھو کہ خطا اور گناہ کا سر دُنیا کی محبت ہے لہٰذا دُنیا کو دوست مت رکھو اس لئے کہ میں دُنیا کو پسند نہیں کرتا۔ (دُنیا کی محبت کو تمام گناہوں کا سر قرار دیا۔ جسم میں سر ہی وہ حصّہ ہے جس کو اگر قطع کر دیا جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے، لہٰذا جب دُنیا کی محبت جو بمنزلہ سے کے قرار دی گئی ہے قطع کر دی جائے تو گناہ ہو ہی نہیں سکتے۔ یا سر بکسر اول بمعنی راز اگر لیا جائے تو یہ معنی ہوئے کہ تمام گناہوں کا راز دُنیا کی محبت ہے اگر یہ راز انسان سمجھ لے تو پھر اُس سے پرہیز کرے گا۔ مترجم)۔ اے عیسیٰؑ اپنا دل میری یاد سے خوش رکھو اور تنہائی میں مجھے بہت یاد کیا کرو۔ سمجھ لو کہ میں توبہ وزاری کو

بہت دوست رکھتا ہوں جو میری بارگاہ میں تم کرتے ہو۔ چاہیے کہ مجھ سے مناجات کرتے وقت زندہ دل رہو مردہ دل مت ہونا۔ (زندہ دل رہنے سے یہ مراد ہے کہ مجھ سے دُعا و مناجات کرتے وقت تمہارا دل بھی میری طرف متوجہ رہے یہ نہ ہو کہ زبان پر دُعا ہے اور دل کا کسی اور طرف رجوع ہے یہ مردہ دلی کی نشانی ہے)۔ اے عیسٰیؑ میری عبادت میں کسی کو شریک مت کرو اور میرے غضب سے ڈرتے رہو اور دُنیا میں اپنے جسم کو صحت و طاقت پر مغرور مت ہو اور اپنے کو دُنیا میں لوگوں کا محل قرار مت دو کیونکہ دُنیا سایہ کے مانند جو بہت جلد محو ہو جاتا ہے اور جو (سایہ) آرہا ہے وہ بھی اُسی کے مثل ہے جو گزر گیا تو وہ اُسی طرح ختم ہو جائیگا لہٰذا اعمال صالحہ میں حتی الامکان کوشش کرو اور جہاں رہو حق کے ساتھ رہو چاہے تمہیں لوگ ٹکڑے کر ڈالیں یا آگ میں جلادیں غرضکہ مجھے پہچاننے کے بعد کافر مت ہونا اور جاہل مت بننا۔ اے عیسٰیؑ میری بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے رہو اور دل کو مجھ سے خائف رکھو۔ اے عیسٰیؑ سختی و بلا کے وقت مجھ سے فریاد کرو کیونکہ میں صاحبان بلا کی فریاد کو پہنچتا ہوں اور مصیبت زدوں کی دُعاؤں کو قبول کرتا ہوں اور میں سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل دُنیا کی چیزوں میں سے جو کچھ ضائع ہو جائے اُس پر افسوس مت کرو جبکہ تمہارا دین سلامت ہو جس طرح اہل دُنیا رنج وافسوس نہیں کرتے جبکہ اُن کا دین ضائع ہو جاتا ہے اور اُن کی دُنیا سلامت رہتی ہے۔ اسی طرح منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا کہ خوشحال اُن لوگوں کا جو ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں وہ قیامت کے روز خدا کی رحمت سے مستفیض ہیں۔ کیا کہنا ہے ان کا جو لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں وہ روز قیامت مقربان درگاہ معبود سے ہوں گے۔ خوشحال اُن لوگوں کا جو اپنے دلوں کو اخلاق ذمیمہ سے پاک رکھتے ہیں۔ وہ لوگ روز قیامت میری رحمت خاص کے سزاوار ہونگے۔ خوشحال اُنکا جو دُنیا میں تواضع وانکساری کے ساتھ گزارتے ہیں وہ روز قیامت تخت ہائے بادشاہی پر ہوں گے۔ خوشحال مسکینوں اور فقیروں کا

اُن کے لئے آسمانی ملک و سلطنت ہے۔ خوشا حال اُن کا جو دُنیا میں رنج و اندوہ سے بسر کرتے ہیں۔ ان کے لئے عیش و مسرت ہے قیامت کے روز۔ خوشا حال ان کا جو دُنیا میں بھوکے اور پیاسے گذارتے ہیں۔ محض خشوع کے سبب وہ قیامت میں بہشت کی شراب پئیں گے۔ خوشا حال ان کا جو باوجود بے خطا ہونے کے لوگوں کی گالیاں کھاتے ہیں اور صبر کرتے ہیں اُن کے لئے آسمانی سلطنت ہے۔ کیا کہنا ہے تمہارا اگر لوگ تم سے حسد کرتے ہیں اور تم کو گالیاں دیتے ہیں اور ہر ناسزا بات تمہارے حق میں کہتے ہیں تو تم خوش ہو کہ اس سبب سے تمہارا اجر آخرت میں بہت زیادہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اے بدکار بندو لوگوں کو صرف اپنے گمان پر ملامت کرتے ہو اور ملامت نہیں کرتے اپنی ذات کی اُن برائیوں پر جن کا تم کو یقین ہے۔ اے دُنیا کے بندو! اپنے سروں کو نیچا کرتے ہو مگر اپنے دلوں سے کینہ اور صفات ذمیمہ دُور نہیں کرتے۔ اے دُنیا کے بندو تمہاری مثال آراستہ قبر کی سی ہے جس کے باہر دیکھنے والوں کے لئے بڑی آرائش و زینت ہے اور اُس کے اندر گناہ سے آلودہ بوسیدہ ہڈیاں ہیں۔ اے دُنیا کے بندو تمہاری مثال اُس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کے لئے روشنی دیتا ہے اور اپنے کو جلاتا ہے۔ اے بنی اسرائیل، علماء کی مجلس میں اپنے کو پہنچاؤ اور وہاں دوزانو (ادب سے) بیٹھو اس لئے کہ خدا مردہ دلوں کو نور حکمت (حکمت سے مراد علم ودانائی) سے زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کے قطروں سے زندہ کرتا ہے۔ اے بنی اسرائیل، کم بولنا بہت بڑی دانائی ہے لہٰذا خاموشی تم کو سزاوار ہو جو بہترین راحت ہے اور گناہوں کے زائل اور سبک ہونے کا سبب ہے تو علم کے قلعہ کو مضبوط کرو اُس کا قلعہ خاموشی ہے بیشک خلاق عالم بہت ہنسنے کو جو بے موقع ہو اور بلا ضرورت گھومنے پھرنے کو بہت دشمن رکھتا ہے اور خدا دوست رکھتا ہے اُس حاکم اور پیشوا کو جو چرواہے کے مانند رعایا سے غافل نہیں ہوتا لہٰذا خدا سے پوشیدہ طور پر شرم کرو جس طرح لوگوں سے ظاہر بظاہر شرم کرتے ہو کیونکہ کلمہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے لہٰذا تم کو اُس کے حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہیے قبل اس کے وہ اوپر (اٹھالی) جائے اور

تمہارے درمیان سے برطرف ہو جائے اور اُس کا اوپر چلا جانا یہ ہے کہ خدا کی حکمت (اور مواعظہ) بیان کرنے والے نہ رہیں۔ اے صاحب علم، علم والوں کی اُن کے علم کے سبب تعظیم کرو اور اُن سے لڑائی جھگڑا ترک کر اور نادانوں اور جاہلوں کو ان کی جہالت کے سبب سے چھوٹا اور حقیر مت سمجھ اُن کو اپنے پاس سے دور مت کر بلکہ اُن کو اپنے قریب بلا اور علم سکھا۔ اے صاحب علم ہر وہ نعمت جس کے شکر سے تو عاجز رہے اُس گناہ کے مانند ہے جس کو تو نے گرفت کر لیا اور ہر وہ معصیت جس کے توبہ سے تو عاجز رہے اُس سزا اور عذاب کے برابر ہے جس میں تو مبتلا ہو گیا۔ (یعنی نعمت کے شکر سے عاجز ہونے کا خیال ہی عین شکر اور گناہ کو بہت عظیم سمجھ لینا ہی اصل توبہ ہے)۔ اے صاحبِ علم کتنی ایسی بلائیں اور مصیبتیں ہیں جن کو تو نہیں جانتا کہ کس وقت تجھ پر آپڑیں لہٰذا قبل اس کے کہ وہ تجھ پر آئیں تو اُن کے لئے تیار رہ۔ پھر منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کا اپنے برادر مومن کے پاس ایسی حالت میں گذر ہو کہ اس کی شرمگاہ ہیں کھلی ہوں (بیماری کی مجبوری یا نیند کی غفلت میں) تو کیا وہ اور زیادہ کھول دیئے گا یا کپڑا اس پر ڈال کر پوشیدہ کر دیگا اصحاب نے عرض کی اُس پر پردہ ڈال دیگا اور چھپا دیگا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا (ایسا تو نہیں ہے) بلکہ تم تو اور ظاہر کرتے ہو اور اُس کے کپڑوں کو ہٹا کر اس کی شرمگاہ اور کھولتے ہو۔ اصحاب نے کہا اے روح اللہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں فرمایا کیا اپنے برادر مومن کے عیب کو معلوم کر کے اُس کو عام طور پر ظاہر نہیں کرتے اور اس کو رسوا نہیں کرتے ہو۔ اس لئے کہہ رہا ہوں۔ حق تو یہ ہے کہ میں تم کو علم سکھاتا ہوں تا کہ تم خود اُس پر عمل کرو اور دوسروں کو تعلیم دو اس لئے نہیں کہ وہ تمہارے غرور و نخوت کا سبب بن جائے اور تم اپنے کو بڑا سمجھنے لگو۔ یاد رکھو کہ ثواب آخرت جو تم چاہتے ہو نہیں حاصل ہو سکتا جب تک دُنیا کے شبہے و شکوک ترک نہ کرو گے اور درجات عالیہ پر فتح نہیں پا سکتے جن کی تم آرزو کرتے ہو جب تک سختیوں اور تکلیفوں پر صبر نہ کرو گے۔ ہر گز ہر گز ناجائز طور پر نگاہ نہ کرو کیونکہ وہ دل میں بری خواہش کا بیج بوتا ہے اور یہی اُس کے فساد برپا کرنے کیلئے کافی ہے۔ خوشحال اس

کا جس کا دیکھنا دل کی آنکھوں سے ہو نہ کہ سر کی آنکھوں سے۔ لوگوں کے عیوب کو آقاؤں کی طرح مت دیکھو بلکہ اپنے عیوب کو غلاموں کے مانند دیکھو اس لئے کہ آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں بعض گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں بعض محفوظ رہتے ہیں تو اگر مبتلا پر نظر کرو تو اُس پر رحم کرو اور خدا کا شکر بجالاؤ کہ اُس نے تم کو بدی سے محفوظ رکھا اور اگر ان کو دیکھو جو گناہوں سے بچتے ہیں تو کوشش کرو کہ اُنہی کے ایسے ہو جاؤ اور خدا سے طلب خیر کرتے رہو۔ اے بنی اسرائیل شرم نہیں کرتے خدا سے اگر پانی میں ایک تنکا ہوتا ہے تو تم کو اس کا پینا گوارا نہیں اور (ناجائز مال) ہاتھی کے برابر ہضم کر جاتے ہو اور پروا نہیں کرتے۔ اے بنی اسرائیل خدا نے توریت میں تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کرو اور اُن کے ساتھ ویسی ہی نیکی کرو جو تمہارے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور میں حکم دیتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ اُس کے ساتھ تعلقات محبت قائم کرو جو تم سے قطع محبت کرتا ہو اور اُسے عطا کرو جو تم کو محروم رکھتا ہے اور جو تم سے بدی کرتا ہے اُس کے ساتھ احسان کرو اور جو تم کو گالی دیتا ہے اس کو سلام کرو اور جو تم سے دشمنی کرتا ہے اُس کے ساتھ انصاف کرو۔ اور جو تم پر ظلم کرتا ہے اُس کو معاف کر دو جس طرح تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم کو لوگ تمہاری غلطیوں پر معاف کر دیں۔ خدا کے عفو و کرم سے جو تمہارے ساتھ ہے عبرت حاصل کرو کیا نہیں دیکھتے ہو کہ آفتاب ہر نیک و بد پر چمکتا ہے اور اُس کی بارش ہر صالح و خطاکار پر ہوتی ہے اگر تم صرف اُسی کو دوست رکھتے ہو جو تم کو دوست رکھتا ہے اور اُسی کے ساتھ نیکی کرتے ہو جو تم سے نیکی کرتا ہے تو تم کو دوسروں پر کیا فضیلت حاصل ہو سکتی ہے وہ بیوقوف اور احمق لوگ جو کچھ علم و فضل نہیں رکھتے وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر تم خداوند عالمین کے برگزیدہ اور دوست بننا چاہتے ہو تو بدی کرنے والوں سے نیکی کرو اور جو تم پر ظلم کرے اُس سے درگذر کرو اور سلام کرو اس کو جو تم سے منہ پھیرے۔ میری باتیں سنو اور نصیحتیں یاد رکھو اور میرے عہد کی رعایت کرو تاکہ فقیہ اور دانا بن جاؤ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے دل اُس جگہ کی جانب متوجہ رہتے ہیں جہاں تم نے خزانے جمع (ودفن) کر رکھے ہیں (اور یہ فکر رہتی ہے) کہ وہ ضائع نہ

ہو جائے۔ لہذا اپنے خزانے آسمان میں جمع کر و تا کہ مطمئن ہو جاؤ کہ نہ وہاں اُس میں کیڑے لگ سکتے ہیں اور نہ چور چرُا سکتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ بندہ دو خداؤں کی خدمت پر قادر نہیں ہے یقیناً دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرے گا اسی طرح تمہارے لئے محبت دُنیا اور محبت خدا ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ سچ کہتا ہوں کہ بد ترین انسان وہ عالم ہے جو باوجود جاننے کے دُنیا کو اختیار کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو حاصل کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے اس میں کہ تمام لوگوں کو حیرت میں ڈالے (اور دھوکے میں رکھے) اور حصول دُنیا میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ اندھے کو نور آفتاب کی وسعت کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے حالانکہ وہ نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح عالم کو اُس کا علم نفع نہیں بخشتا جبکہ اُس پر عمل نہ کرے پھلدار درخت کس قدر زیادہ ہیں لیکن سب کے میوے نہیں کھائے جا سکتے اور زمین کس قدر کشادہ ہے لیکن ہر جگہ بود و باش نہیں اختیار کی جا سکتی اُسی طرح بات کرنے والے بے شمار ہیں لیکن ہر بات سچی نہیں ہوتی اور بہت سی باتوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اے لوگو جھوٹے عالموں سے اپنی حفاظت کرو جو موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے ہیں اور مکر و فریب کے ساتھ مراقبہ میں جھکے رہتے ہیں اور اپنے گناہوں کو لوگوں کی نگاہوں میں مکاری و فریب کاری کے ساتھ عبادت کے مانند دکھاتے ہیں اور آدمیوں کو اپنے سامنے بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں ان کی باتیں اُن کے افعال کے خلاف ہیں۔ کیا ببول کے درختوں سے انگور حاصل ہو سکتا ہے؟ اور حنظل کے درخت سے انجیر توڑا جا سکتا ہے (ایسا ممکن نہیں تو) اسی طرح جھوٹے عالم کی گفتار (فائدہ نہیں دیتی) اور نہیں دعوت دیتی مگر گناہ کی جانب اور ایسا بھی نہیں ہے کہ جو شخص جو کچھ کہتا ہے سچ ہی کہتا ہے؛ سچ کہتا ہوں دانہ زمین نرم میں اُگتا ہے پتھر پر نہیں اُگتا۔ اسی طرح حکمت (عقل و دانائی کی باتیں) نرم و متواضع اور عاجزی رکھنے والے دل میں جگہ کرتی اور بڑھتی ہے۔ جباروں اور سرکشوں کے دل میں جگہ نہیں کرتی۔ کیا نہیں جانتے ہو کہ جو شخص نیچی چھت میں سر اونچا کرتا ہے اس کا سر پھٹ جاتا ہے اور جو جھکا رہتا ہے اور سر کو نیچے کئے رہتا ہے اُس کے نیچے بیٹھا ہے اور اُس کے سایہ سے آرام پاتا ہے اسی طرح جو دُنیا کے پست گھر

میں گردن کشی اور غرور کرتا ہے خدا اس کے سر کو کچل دیتا ہے اور اس کو پست وذلیل کر دیتا ہے اور جو شخص تواضع و شکستگی کرتا ہے دُنیا سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور خدا اُس کو بلند کرتا ہے۔ سمجھ رکھو کہ ہر مشک میں شہد تازہ و بہتر نہیں رہتا بلکہ جو مشک کہ پھٹی ہوئی خشک اور متعفن (بدبودار) اور خراب نہیں ہوتی وہی شہد کو پاکیزہ و بہتر رکھ سکتی ہے اور اس کی حفاظت کر سکتی ہے اسی طرح قلوب حکمتوں اور معرفت والی باتوں کے ظروف ہیں اگر دُنیا کی لذتیں اس کو خشک نہ کر دیں تو ایسے دلوں میں حکمت محفوظ رہتی ہے اور خراب نہیں ہوتی۔ سچ کہتا ہوں کبھی ایک گھر میں آگ لگتی ہے تو اُس سے دوسرے گھر میں اور اُس سے تیسرے گھر میں اسی طرح بہتیرے گھروں میں لگ جاتی ہے اور جلا دیتی ہے لیکن اگر پہلے ہی گھر کو توڑ پھوڑ دیں اس حد تک کہ آگ کا اثر آگے نہ جا سکے تو دوسرے گھر اُس کے نقصان سے محفوظ رہ سکتے ہیں اسی طرح ظلم آگ کے مانند ہے اگر ظالم کو لوگ ابتدا ہی میں روک دیں اور اُس کے ہاتھ کو قطع کر دیں تو دوسرا ظالم نہیں پیدا ہو سکتا کہ ظلم میں اُس کی پیروی کرے جس طرح آگ اگر پہلے گھر میں لکڑیاں اور تختے وغیرہ نہ پائے کہ جلائے تو دوسرے گھر میں اثر نہیں کر سکتی۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ سانپ اُس کے برادر مومن کی طرف جا رہا ہے کہ اس کو کاٹے اور وہ اُس کو آگاہ نہ کرے اور سانپ اُس مومن کو کاٹ لے تو وہ مطمئن نہ رہے کہ وہ اُس کے خون میں شریک نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی برادر مومن کو دیکھے کہ وہ گناہ کر رہا ہے اور اُس کو آگاہ نہ کرے تو اُس بات سے مطمئن نہ ہو جائے کہ وہ اُس کے گناہ میں شریک نہیں ہوا اور جو شخص اس بات پر قادر ہو کہ کسی ظالم کو ظلم کرنے سے روک دے اور نہ روکے تو ایسا ہے جیسے خود اُس نے ظلم کیا اور ظالم اپنے ظلم سے کیوں باز رہ سکتا ہے جبکہ اس کو اطمینان ہے کہ تمہارے درمیان کوئی اُس کو ملامت اور سرزنش کرنے والا نہیں اور کوئی اُس کا ہاتھ ستم کرنے سے پکڑنے والا نہیں تو وہ اپنے ہاتھ کو روکے کیوں پھر ظلم کرنے والے اپنے ظلم و ستم پر مغرور کیوں نہ ہوں۔ کیا اتنا ہی تمہارے لئے کافی ہے کہ کہتے رہو کہ ہم ظلم نہیں کرتے اور ظلم کرنے والوں کو ظلم کرتے ہوئے دیکھتے رہو اور منع نہ کرو اور

مظلوم سے اُن کے مظام دور کرنے کی کوشش نہ کرو اگرایسا ہی ہوتا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو تو خداوند عالم جس وقت عذاب ظالموں پر بھیجتا ہے چاہئے کہ اُس سے وہ لوگ محفوظ رہیں جنہوں نے ظلم نہیں کیا ہے اور ظالموں کو ظلم سے نہیں روکا ہے حالانکہ جب خدا نے کسی گروہ پر عذاب نازل کیا ہے (ظالم و غیر ظالم) دونوں گروہوں کو عذاب نے گھیر لیا۔ اے بد کردارو! وائے ہو تم پر امید رکھتے ہو کہ خدا تم کو قیامت کے روز کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا حالانکہ خدا کی اطاعت کرنے میں تم لوگوں سے ڈرتے ہو اور خدا کی معصیت میں لوگوں کی اطاعت کرتے ہو اور عہد و اقرار میں اُن کے ساتھ وفا کرتے ہو ایسے چند امور میں جو خدا کے عہد و اقرار کو توڑنے والے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اُس شخص کو قیامت کے بڑے سخت دن کے خوف سے مطمئن و محفوظ نہیں کرتا جو خدا کے بندوں کو خدا کے علاوہ خدا سمجھتے ہیں (یعنی جس طرح خدا کی خوشنودی میں کوشش کرنی چاہئیے۔ بندوں کی خوشنودی حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور خدا کی نافرنی کرتے ہیں) وائے ہو تم پر اے بداعمالو! دنیائے دنی اور لذات فانی کے حاصل کرنے کے لئے ابدی ملک بہشت کو چھوڑ بیٹھے ہو اور روز قیامت کی سختیوں کو بھولے ہوئے ہو۔ اے دنیا کے بندو! تم پر افسوس ہے کہ دُنیا کی زائل ہونے والی نعمتوں اور ختم ہو جانیوالی زندگی کے لئے اپنے خدا سے بھاگتے ہو اور اُس کے ہمیشہ باقی رہنے والے ثواب کو نہیں چاہتے۔ پھر خدا تمہاری بقا کیوں چاہے تم خدا کی ملاقات پسند نہیں کرتے (خدا بھی تم کو دیکھنا پسند نہیں کرتا) خدا تو اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے جو خدا سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور خدا کراہت کرتا ہے اُس کی ملاقات سے جو خدا کی ملاقات سے کراہت رکھتا ہے۔ تم کیونکر دعویٰ کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اوروں کے علاوہ تم خدا کے دوست ہو حالانکہ موت سے بھاگتے ہو اور دُنیا سے لپٹے ہوئے ہو۔ مرُوہ کو کیا فائدہ دے سکتی ہے اُس کے حنوط (کافور) کی خوشبو اور کفن کی سفیدی حالانکہ خاک میں اُس کو چھپا دیتے ہیں اسی طرح دُنیا کی خوشگواری جس نے تمہاری نگاہوں میں زنیت حاصل کر لی ہے۔ تم کو فائدہ نہیں دے سکتی حالانکہ تم سب کے سب فنا ہو جاؤگے اور مٹ

جاؤ گے۔ تمہیں کیا فائدہ دے سکتی ہے بدن کی صفائی اور خوش رنگی جبکہ تمہاری بازگشت موت کی جانب ہے اور مٹی میں مل جانے والے ہو اور قبر کی تاریکی میں بسر کرنیوالے ہو جس کو دلوں سے تم نے بھُلا رکھا ہے۔ اے دُنیا کے بندو! تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جو آفتاب کے سامنے چراغ جلائے حالانکہ اُس کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اور اندھیری رات میں چراغ نہ جلائے اور اندھیرے میں گذارے حالانکہ چراغ اس کو تاریکی دور کرنے کیلئے دیا گیا ہے اسی طرح نور علم کو (جو جہالت کو دور کرنے کیلئے اس کو دیا گیا ہے) دُنیا حاصل کرنے میں صرف کرتے ہو حالانکہ تمہاری دُنیا کی ضروریات کا متکفل خود خدا ہے اور تمہارا علم اُس میں فائدہ نہیں دے سکتا۔ نور علم کو تم حصول آخرت میں صرف نہیں کرتے حالانکہ اسی لئے تم کو علم دیا گیا ہے۔ اور بغیر نورِ علم راہ آخرت طے نہیں ہو سکتی۔ کہتے رہتے ہو کہ آخرت حق ہے اور ہمیشہ دُنیا میں مشغول رہتے ہو۔ کہتے رہتے ہو کہ موت حق ہے مگر موت سے بھاگتے رہتے ہو۔ کہتے اور سمجھتے ہو کہ خدا (ہر عمل کو) دیکھتا ہے اور جانتا ہے لیکن ڈرتے نہیں کہ وہ تمہارے اعمال بد کو گھیرے ہوئے ہے تو پھر تمہاری (مومنیت) کی تصدیق کوئی کیونکر کر سکتا ہے جو تمہارے ان اقوال کو سُنتا ہے اور وہ بداعمالیاں تم سے دیکھتا ہے بیشک جو (بغیر جانے ہوئے) بغیر علم کے جھوٹ بولتا ہے زیادہ معذور ہے بہ نسبت اس کے جو علم رکھتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اگرچہ کوئی جھوٹ قابل معافی نہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں جب تم چہار پایہ پر سواری نہ کرو گے اور اُس پر ریاضت اور محنت نہ کرو گے تو وہ بیکار ہو جائے گا اور اُس کی حلقت متغیر ہو جائے گی اسی طرح دل کو اگر موت کی یاد سے نرم نہ کرو گے اور اُس عبادت کی محنت سے اُسے ہموار نہ کرو گے تو وہ سخت اور سرکش ہو جائے گا۔ اندھیرے مکان کو وہ چراغ کیا فائدہ دے سکتا ہے جو اُس کی چھت پر جلایا جائے اور گھر کا اندرونی حصّہ اندھیرا اور وحشت انگیز ہو اسی طرح نورِ علم تم کو فائدہ نہیں دے سکتا جو تمہاری زبانوں سے تو باہر نکلتا ہے اور تمہارے قلوب اُس سے خالی اور بے بہرہ ہوں لہٰذا بہت جلد اپنے گھروں میں چراغ جلاؤ اور اپنے سخت اور تاریک دل کو نورِ علم و حکمت سے روشن کرو قبل اس کے کہ گناہوں کا زنگ

اُس پر بیٹھے اور وہ پتھر سے زیادہ سخت ہو جائے۔ کیونکر وہ بارہائے گراں کے اُٹھانے کی تاب لا سکتا ہے جو لوگوں سے اُس کے اُٹھانے میں مدد چاہتا ہو۔ کیونکر اُس کے گناہ ہلکے ہو سکتے ہیں جو خدا سے معافی نہ مانگے کیونکر اُس کے کپڑے صاف ہو سکتے ہیں جو پہنے رہے اور کبھی نہ دھوئے۔ اسی طرح کیونکر پاک ہو سکتا ہے گناہوں سے وہ شخص جو نیکیوں کے ذریعہ اپنے گناہوں کو نہ مٹائے اور کیونکر ڈوبنے سے وہ شخص نجات پا سکتا ہے جو دریا کو بغیر کشتی پار کرنا چاہے یا کیونکر نجات پا سکتا ہے وہ شخص دُنیا کے فتنوں سے جو عبادت الٰہی میں سعی واہتمام کے ذریعہ اُس کا علاج نہ کرے۔ اور کیونکر بغیر کسی راہبر کے مسافر منزل پر پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح بہشت میں کون جا سکتا ہے جو اپنے دین کے مسائل کو نہ جانے اور کیونکر خوشنودی خدا وہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو اس کی فرمانبرداری نہ کرے (اور) کیونکر اپنے چہرے کے عیبوں کو دیکھ سکتا ہے وہ شخص جو آئینہ نہ دیکھے اسی طرح کیونکر کامل کر سکتا ہے اپنے دوست اور محُب کی دوستی کو وہ شخص جو اپنی چیزوں میں سے اس کو نہ دے۔ سچ کہتا ہوں جس طرح دریا کا کچھ نقصان نہیں ہوتا اگر اُس میں کوئی کشتی ڈوب جائے۔ اسی طرح تمہارے گناہوں سے خدا کی بزرگی و برتری میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی اور نہ تمہاری نافرمانیاں اس کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہیں بلکہ خود تم کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ جس طرح آفتاب کی روشنی لوگوں کی زیادتی سے جو اُس میں گھومتے اور اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں کم نہیں ہوتی بلکہ سب کے سب اُس کی روشنی میں زندگی بسر کرتے اور اُس سے نفع حاصل کرتے ہیں اور اُس کا نور گھٹتا نہیں۔ اُسی طرح بے انتہا روزی جو وہ تم کو دیتا ہے جس سے تمہاری زندگی بسر ہوتی ہے اور تم عیش کرتے ہو کم نہیں ہوتی۔ لہٰذا جو شخص شکر کرتا ہے خدا اس کی نعمتیں زیادہ کرتا ہے اور وہ جزا دینے والا اور دانا ہے۔ وائے ہو تم پر اے مزدورو! بُری مزدوری کو پورا کر کے دم لیتے ہو اور اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاتے ہو اُس کے عطا کئے ہوئے کپڑے پہنتے ہو اس کی زمین میں مکانات بنا کر رہتے ہو اور جو عمل اُس خداوند جلیل نے تم کو بتایا ہے اس کو ضائع کرتے ہو عنقریب وہ تم سے عمل طلب کریگا جن کو تم خراب و برباد کر چکے ہو پھر تم پر وہ عذاب نازل کرے گا جو

تمہاری ذلت ورسوائی کا باعث ہوگا اور حکم فرمائیگا کہ تمہاری گردنیں جڑ سے کاٹ ڈالی جائیں اور تمہارے ہاتھ بند سے جدا کر دیئے جائیں اور تمہارے جسم راستوں میں پڑے رہیں تاکہ تمہاری حالت سے پرہیزگار لوگ نصیحت حاصل کریں اور تم ظالموں کے لئے عبرت کا سبب بنو۔ وائے ہو تم پر اے بدکردار عالمو! اپنے دلوں میں یہ مت جاگزیں کرلو کہ خدا نے تمہاری موت میں اس لئے تاخیر کر رکھی ہے کہ تمہارے واسطے کبھی موت بھیجے ہی گا نہیں۔ بہت جلد تم کو موت آئے گی اور تم کو تمہارے مکانوں سے نکال لے جائے گی لہٰذا آج ہی (اسی وقت) خدا کی دعوت کو اپنے کانوں میں جگہ دو اور اسی روز سے اپنی جانوں پر رونا شروع کردو اور اسی وقت سے اپنے گناہوں پر زاری کرنے لگو اور آج ہی اپنے سفر آخرت کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگو۔ تم سے سچ کہتا ہوں جس طرح بیمار لذیذ کھانوں کو دیکھتا ہے اور اس کی جانب رغبت نہیں کرتا اگر کھا بھی لیتا ہے تو اُس کے لئے اس کا مزہ خوشگوار نہیں ہوتا اُس درد و بیماری کے سبب سے جس میں وہ مبتلا ہوتا ہے اسی طرح جس کے دل میں دُنیا کی محبت کی بیماری ہوتی ہے عبادت سے لذت حاصل نہیں کرسکتا اور عبادت معبود کی شیرینی کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے کہ محبتِ دُنیا نے اس کو رنجور کر رکھا ہے جس طرح بیمار کو اس دوا کی تعریف شفا کی امید پر اچھی معلوم ہوتی ہے جو طبیب اس سے بیان کرتا ہے اور جب اس کی تلخی اور بدمزگی کا خیال آتا ہے تو (اس کے استعمال کو جی نہیں چاہتا اور پھر) شفا مکدر ہو جاتی ہے اُسی طرح اہل دُنیا کو اس کے حسن اور طرح طرح کی لذتوں سے مسرت حاصل ہوتی ہے اور جب اچانک موت آجانے کا خیال آجاتا ہے تو اُن کے عیش و آرام مکدر و بے مزہ ہو جاتے ہیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام انسان ستاروں کو دیکھتے ہیں لیکن اُن سے (ہر ایک) ہدایت (صحیح راستہ) نہیں پاتا سوائے اس کے جو اُس کی رفتار اور منزلوں اور حرکتوں سے واقف ہوتا ہے اُسی طرح تم علوم حق اور حکمت کا درس دیتے ہو لیکن ہدایت کوئی نہیں پاتا سوائے اس کے جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وائے ہو تم پر اے دُنیا کے بندو! گندم کو خوب صاف و پاک کرتے ہو اور اس کا آرد تیار کرتے ہو تاکہ اس کی لذت حاصل کرو اور اس

کا کھانا تمہارے لئے مفید و گوارا ہو اسی طرح اپنے ایمان کو ریا و شک و شبہ کے کوڑے کرکٹ سے پاک کر کے خالص کیوں نہیں کرتے اور اعمال صالحہ سے اس کو کامل کیوں نہیں کرتے تاکہ اس کی حلاوت تم کو حاصل ہو اور اس کا نتیجہ تم کو فائدہ بخشے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر چیڑ کا تیل جو نہایت بدبودار تیل ہوتا ہے اس کا چراغ تم کو اندھیری رات میں مل جائے تو بے شبہ تم اس کی روشنی (کو غنیمت سمجھو گے اور اس) سے فائدہ اُٹھاؤ گے اس وقت تک تم کو اس کے تیل کی بدبو نہ روکے گی اسی طرح سزاوار اور مناسب ہے کہ علم حق و حکمت (کی روشنی) حاصل کر لو جس کے پاس بھی تم کو مل جائے یہ امر تم کو مانع نہ ہونا چاہئے کہ وہ خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ وائے ہو تم پر اے بدکردار بندو! تم صاحبان حکمت کے مانند نہیں ہو کہ عقل سے حق سمجھو اور صاحبان تحمل کے مثل نہیں ہو کہ اپنے مسائل دین سے (خود غور و فکر کر کے) واقف ہو جاؤ اور صاحبان علم کے مانند نہیں ہو کہ علوم الٰہی سے دانا بن جاؤ۔ نہ پرہیزگار غلاموں کی طرح ہو نہ بزرگ آزادوں کے مانند جو بندگی کے سبب تعلقات نفسانی سے آزاد ہو چکے ہیں۔ بہت قریب ہے وہ وقت کہ دُنیا تم کو جڑ سے اُکھیڑ کر منہ کے بل گرا دے اور تمہاری ناک خاک مذلت پر رگڑ دے۔ اور تمہارے گناہ تمہارے سر کے بالوں کو پکڑ کے کھینچیں اور تمہارا علم تمہاری گردن پر ضرب لگائے یہاں تک کہ تم کو برہنہ اور اکیلے سزا و جزا دینے والے بادشاہ کے سامنے حاضر کریں اور وہ تم کو تمہاری بداعمالیوں کی سزا دے۔ اے دُنیا کے بندو! تم کو دانائی (و علم) کے سبب سے (جو تم کو دیدیا ہے) تمام خلائق پر بادشاہی نہیں دی گئی کیونکہ تم نے اپنے علم کو پس پشت ڈال دیا اور اُس پر عمل نہیں کرتے اور دُنیا کی جانب (ہمہ تن) مڑ گئے ہو اور دنیاوی اغراض کے واسطے حکم کرتے ہو اور دُنیا حاصل کرنے کے لئے ارادہ کرتے ہو اور آخرت کے عوض دُنیا اختیار کر رکھی ہے اور دُنیا آباد کرتے ہو تاکہ دُنیا والوں میں سے ایک تم بھی بن جاؤ اور خدا کا کوئی حق تمہارے اوپر (گویا) نہیں ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کی عزت اور مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک دُنیا کی وہ چیز نہ ترک کرو جس کو دوست رکھتے ہو لہٰذا توبہ و استغفار کو کل پر مت اُٹھا رکھو کیونکہ کل کے آنے میں ایک

رات اور ایک دن باقی ہیں اور خدا کا حکم (موت) اوّل و آخر روز ہی میں بندوں تک پہنچ جاتا ہے تو کیسے سمجھ سکتے ہو کہ کل زندہ رہو گے اور توبہ کا موقع تم کو مل جائے گا۔ سچ کہتا ہوں کہ چھوٹے گناہ جن کو لوگ حقیر سمجھتے ہیں شیطان کے جال اور کمند ہیں جو تم کو حقیر اور چھوٹا دکھاتا اور سمجھاتا ہے جس کی تم پروا نہیں کرتے اور جب وہ اکٹھا ہو جاتے ہیں تو وہی گناہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں اور تم کو پست اور ہلاک کر دیتے ہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اپنی غلط تعریف اور دین کے معاملہ میں اپنے نفس کو پاک سمجھنا اور اپنی مدح کرنا تمام برائیوں کی جڑ ہیں اور دُنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کے مدارج و بزرگی میں اور دُنیا کے حوادث اور بلاؤں (کے دور کرنے) میں مددگار نماز سے بہتر کوئی عمل نہیں جس پر مداومت کرو اور کوئی عمل انسان کو خدا سے نزدیک تر نہیں کرتا سوائے نماز کے، لٰہذا ہمیشہ پڑھتے رہو کیونکہ ہر عمل خیر سے جو بندہ کو خدا سے قریب کرتا ہے نماز بہتر ہے اور خدا کے نزدیک بلند تر ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ مظلوم جس نے اپنے قول و عمل سے اور دل میں اس کینہ کے سبب سے جو اپنے ظلم کرنے والے کی طرف سے رکھتا ہے۔ ظالم سے انتقام نہ لیا ہو اُس (مظلوم) کے ہر عمل کا ملکوت آسمان میں ثواب عظیم ہے۔ بتاؤ کہ تم میں سے کسی نے ایسی روشنی دیکھی ہے جس کا نام تاریکی ہو یا ایسی تاریکی دیکھی ہے جس کا نام روشنی ہو؟ اسی طرح کسی بندہ کے واسطے ممکن نہیں کہ وہ مومن بھی ہو اور کافر بھی ہو دُنیا بھی اختیار کرنے والا ہو اور دین بھی۔ کیا کسی کو تم نے دیکھا ہے کہ جو بوئے اور گندم کاٹے یا گندم بوئے اور جو کاٹے؟ اسی طرح ہر بندہ آخرت میں وہی پائے گا جو دُنیا میں بوئے گا۔ اُس کو اُسی کا بدلہ ملے گا جو دُنیا میں کئے ہو گا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ لوگ علم حکمت میں دو طرح کے ہیں ایک وہ جو حکمت کو اپنے قول سے مضبوط کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ضائع کرتے ہیں دوسرے وہ حکمت (عقل کی باتیں) اپنے اقوال سے محکم کرتے ہیں اور اپنے کردار و اعمال سے اپنے اقوال کی تصدیق کرتے ہیں ان دونوں کے درمیان کتنا زیادہ فرق ہے۔ کیا کہنا ہے علمائے باعمل کا اور کس قدر افسوس ہے علمائے گفتار (باتونی) پر۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو اپنے

کھیتوں سے بیکار گھاس وغیرہ صاف نہیں کرتا اور وہ بڑھتی رہتی ہے تو آخر اس کی زراعت کو برباد کر دیتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے دل سے دُنیا کی محبت نہیں نکالتا اُس کی جڑیں مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ آخر کار اُس کے تمام دل پر چھا جاتی ہیں پھر اس کو آخرت کی محبت کا مزہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اے دُنیا کے بندو! اپنے معبود کی مسجدوں کو اپنے بدنوں کا قید خانہ بنالو اور اپنے دلوں کو تقویٰ و پرہیزگاری کا مسکن قرار دے لو اپنے دلوں کو خواہشوں کا محل و ماوٰے مت بناؤ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص بلاؤں میں فریاد و فغاں بہت کرتا ہے اُس کے دل میں دُنیا کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو شخص بلاؤں میں صبر زیادہ کرتا ہے وہ بڑا زاہد ہے۔ اے علمائے بدکردار تم پر وائے ہو کیا تم مردہ نہ تھے اور خدا نے تم کو زندہ کیا جب اُس نے تم کو علم و کمال کے ذریعہ زندہ کیا تو تم اُس پر عمل کرنے کے لئے مردہ ہو گئے۔ تم پر پھٹکار ہو کیا تم جاہل اور ناکارہ نہ تھے اُس نے تم کو علم عطا فرمایا (اور بزرگ بنایا) جب اُس نے تم کو علم عطا فرمایا تو تم اُسی کو بھول گئے۔ کیا تم تہذیب و ادب سے بے بہرہ نہ تھے اُس نے تم کو نیک طریقے بتائے اور جب تم آداب حسنہ سیکھ گئے پھر اپنی جہالت و حماقت کی جانب پلٹ گئے۔ تم پر افسوس ہے کیا تم گمراہ نہ تھے اُس نے تمہاری ہدایت فرمائی اور جب اُس نے تمہاری ہدایت کر دی تو پھر تم گمراہ ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم اندھے نہ تھے اُس نے تمہاری ہدایت فرمائی اور جب اُس نے تمہاری ہدایت کر دی تو پھر تم گمراہ ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم اندھے نہ تھے اُس نے تم کو بینا کیا اور جب بینا ہو گئے پھر اندھے ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم بہرے نہ تھے اُس نے تم کو سُننے والا بنایا جب تم سُننے والے ہو گئے تو پھر بہرے بن گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم گونگے نہ تھے اُس نے تم کو گویا بنایا جب تم بولنے والے ہو گئے تو حق بولنے سے پھر گونگے بن گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم نے خدا سے فتح و نصرت طلب نہیں کی۔ جب اُس نے تمہاری مدد کی تو تم اُسی سے پھر گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم لوگوں کے درمیان ذلیل نہ تھے خدا نے تم کو عزت و بلندی عطا کی۔ پھر تو خود کمزوروں پر جبر و ظلم کرنے لگے اور حد سے بڑھ گئے اور خدا کی نافرمانی میں مشغول ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم زمین میں ضعیف و ناتواں نہ

تھے اور ڈرتے نہ تھے۔ اس بات سے کہ لوگ تم کو اپنا غلام بنالیں۔ خدا نے تمہاری مدد کی تم کو قوت عطا کی تو تم فخر و غرور کرنے لگے تو تم پر افسوس ہے قیامت کے روز تمہاری کیسی ذلت و خواری ہو گی۔ وائے ہو تم پر اے علمائے بد عمل کہ دہریوں کے سے اعمال کرتے ہو اور اُن کے مرتبہ کی امید رکھتے ہو خدا نے بہشت کو جن کی میراث قرار دے دی ہے اور مامون و مصئون لوگوں کی طرح خدا کی عقوبت سے مطمئن ہو رہے ہو گویا خدا کا حکم تمہاری مرضی و خواہش کے مطابق ہو گا۔ تم مرنے کے لئے دُنیا میں آئے ہو۔ مکانات برباد ہونے کے لئے بناتے ہو اور جو کچھ جمع کرتے ہو اپنے وارثوں کے لئے کرتے ہو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ (میرے بھائی) موسیٰؑ نے تم کو تاکید فرمائی تھی کہ خدا کی جھوٹی قسم مت کھایا کرو اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ خدا کی نہ جھوٹی قسم کھاؤ نہ سچی بلکہ جو کچھ کہو بغیر قسم کے سچ کہو۔ اے بنی اسرائیل ترکاریاں اور جو کی روٹیاں کھاؤ میں تم کو گیہوں کی روٹی سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں کہ تم سے اس کا شکر ادا نہ ہو سکے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو سخن بد (کسی کے حق میں) کہو گے اُس کا جواب قیامت میں (ضرور) تم کو سننا پڑے گا۔ اے بد کردارو! تم میں سے جو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہے اور اگر اس سے کوئی بندہ مومن ناراض ہو تو چاہئے کہ پہلے وہ اُس کو راضی کرے پھر آ کر قربانی کرے تاکہ اس کی قربانی مقبول ہو۔ اے بداعمالو! اگر کوئی تمہاری چادر چھین لے تو اپنا پیراہن بھی اُسی کو دیدو اگر کوئی شخص تمہارے رخسار پر ایک طرف طمانچہ مارے تو دوسرا رخسار بھی اُس کے سامنے کردو۔ اگر تم سے کوئی زبردستی ایک میل تک بوجھ ڈھلوائے تو اپنی خوشی سے ایک میل تک اور اُس کا بوجھ پہنچادو۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم کو تمہاری ظاہری بہتری اور صفائی کیا فائدہ دے سکتی ہے جبکہ تمہارا باطن فاسدہ گندہ ہو۔ اور تمہارے جسم کو خوشبو کیا نفع بخشے گی جبکہ تمہارا قلوب اخلاق ذمیمہ سے بدبودار ہو اور تم کو کیا فائدہ دے سکتی ہے جبکہ تمہارے جلدوں کی پاکیزگی جبکہ تمہارے دل گناہوں سے ملوث ہوں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم چھلنی کے مانند مت بنو جو باریک آٹے کو تو باہر نکال دیتی ہے اور بھوسی اور تنکے اپنے گھیرے میں محفوظ

رکھتی ہے اُسی طرح تم نیک باتیں اور کلمات عقل و حکمت زبان سے نکالتے ہو اور کینہ اور صفات ذمیمہ اور فاسد ارادے دل میں محفوظ رکھتے ہو۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ پہلے اپنے دلوں سے برائیاں دُور کرو اس کے بعد نیک اعمال بجالاؤ تاکہ تم کو فائدہ حاصل ہو کیونکہ جب خیر و شر کو یکجا جمع کرو گے خیر سے تم کو فائدہ نہیں ہو سکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو شخص دریا میں داخل ہوتا ہے اُس کے کپڑے ضرور تر ہو جاتے ہیں خواہ کتنی ہی کوشش کرے کہ پانی سے بچائے رکھے اسی طرح جو شخص دُنیا سے محبت کرتا ہے گناہ سے اپنے کو محفوظ نہیں کر سکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو راتوں کو بستر پر لیٹ کر نہیں سوتے بلکہ اپنے پروردگار کی عبادت میں اُٹھ کر مشغول ہو جاتے ہیں اُن کیلئے قیامت میں نور دائمی ہو گا اس لئے کہ تاریک راتوں میں اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر مسجدوں میں اپنے پروردگار سے گریہ وزاری کے ساتھ مناجات کرتے ہیں اس امید پر کہ قیامت کی سختیوں سے نجات ملے گی۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ دُنیا ایک کھیت ہے جس میں لوگ شیریں و تلخ اور خیر و شر بوتے ہیں۔ قیامت کے روز خیر کا انجام نفع بخش ہے اور شر کا نتیجہ سوائے درد و تکلیف و مصیبت کے کچھ نہ ہو گا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ عقلمند لوگ جاہلوں کے حالات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور جہلا اُسوقت سمجھتے ہیں جس وقت سمجھنا اور عبرت حاصل کرنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں اے دُنیا کے بندو! نہ تم دُنیا کو دوست رکھتے ہو نہ آخرت کو کیونکہ اگر دُنیا کو چاہتے تو وہ عمل کرتے جس سے دُنیا میں فلاح حاصل ہوتی اور اگر آخرت کو اچھا سمجھتے تو اُس شخص کے سے اعمال بجالاتے جو آخرت کو دوست رکھتا ہے۔ اے دُنیا کے بندو! جب تمہارے عیوب تم کو بتائے جاتے ہیں تو تم آزردہ ہوتے ہو اور بُرا مانتے ہو اور جب وہ چند اچھائیاں تمہاری طرف منسوب کی جاتی ہیں جو حقیقت میں تمہاری ذات میں نہیں ہیں تو خوش ہوتے ہو، یاد رکھو کہ شیطانوں نے کہیں ایسا گھر نہیں بنایا جیسا تمہارے دلوں میں گھر کر رکھا ہے، سمجھ لو کہ خدا نے تم کو دُنیا اس لئے دی ہے کہ اُس میں آخرت کے لئے عمل کرو اس لئے نہیں کہ آخرت سے تم کو بیگانہ کردے اور دُنیا کی نعمتیں اس لئے تم پر کھول رکھی ہیں

تاکہ تم سمجھو کہ خدا نے ان نعمتوں کے ذریعہ اپنی عبادت پر مدد دی ہے گناہوں پر اعانت کے لئے نہیں بخشی ہیں۔ دُنیا میں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے معصیت و نافرمانی کا نہیں۔ دُنیا میں حلال (روزی حاصل کرنے) کی تاکید فرمائی ہے حرام کی نہیں۔ اور روزی کشادہ کی ہے تاکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو۔ عداوت و دشمنی کے لئے نہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کا ثواب (اور نعمتیں) ہر شخص تم میں سے چاہتا ہے لیکن اُسی کو میسر ہو گا جو اُس کے لئے عمل کرے گا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ درخت اپنے عمدہ پھلوں کے سبب سے کامل ہوتا ہے اُسی طرح دین حرام امور کے ترک کرنے سے کامل ہوتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ دانہ نہیں اُگتا مگر پانی اور مٹی کے ساتھ۔ اُسی طرح ایمان نہیں قائم رہتا مگر علم و عمل کے ساتھ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح پانی آگ کو بُجھا دیتا ہے اسی طرح تحمل و برداشت آتش غضب کو مٹا دیتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آگ پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے اُسی طرح دانائی اور زبانی انکساری ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ بارش بغیر بادل کے نہیں ہوتی اُسی طرح وہ عمل جو خوشنودی خدا کا باعث ہے بغیر دل کی طہارت کے صادر نہیں ہوتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح آفتاب ہر شے کے لئے روشنی دیتا ہے۔ اُسی طرح حکمت دل کی روشنی کا باعث ہوتی ہے اور تقویٰ و پرہیز گاری حکمت کی جڑ ہے اور حق و راستی ہر شے کی درگاہ ہے اور رحمت خدا ہر حق و راستی کی درگاہ ہے اور رحمت خدا کی کنجی دعا و زاری و عمل ہے تو کیونکر بغیر کنجی کے کوئی دروازہ کھل سکتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ عقلمند آدمی وہی درخت بوتا ہے جو پسند کرتا ہے اور اُسی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے جسے اچھا سمجھتا ہے اسی طرح صاحب فہم مومن وہی عمل کرتا ہے جو اُس کا پروردگار پسند کرتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تلوار کی اصلاح اور اس پر جلا صیقل سے ہوتی ہے اُسی طرح کلام حکمت دل پر صیقل کرتا ہے اور اُس کو جلا دیتا ہے اور کلامِ حکمت سمجھدار دل کو زندہ کرتا ہے جس طرح پانی زمین مردہ کو زندہ کرتا ہے حکمت دلِ دانا کے لئے نور کے مانند ہے جس کے ذریعہ سے تاریکی میں لوگوں کے درمیان راستہ چلتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُس

شخص کو کلام حق سمجھانے سے جو نہیں سمجھتا ہے پہاڑوں سے پتھر نکال کر دوسری جگہ لے جانا زیادہ آسان ہے اور کوشش کرنا یہ کہ اُس پر کلام حق اثر کرے ایسا ہے جیسے پتھر کو پانی میں گھسنا کہ نرم ہو جائے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قبرستان والوں کے لئے (مرُدوں کے واسطے) کھانا لے جائے تا کہ وہ لوگ کھائیں۔ خوشا حال اُس شخص کا جو زیادہ بات کرنے سے جس میں فائدہ نہ ہو ڈرتا ہے اس لئے کہ خدا غضبناک نہ ہو اور اُن لوگوں کے نیک اقوال کی آرزو نہیں کرتا جب تک کہ اُن کے نیک اعمال کو نہیں سمجھتا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو علماء کی تعظیم ان کے علم کی وجہ سے کرتا ہے اور اُن کے ذاتی معاملات سے غرض نہیں رکھتا اور جاہلوں کو ان کی جہالت کے سبب سے حقیر سمجھتا ہے اور اُن کی ہمنشینی پسند نہیں کرتا لیکن اُن کو اپنے پاس اس لئے بٹھاتا ہے تا کہ ان کو علم سکھائے۔ تم سے سچ کہتا ہوں اے میرے حواریو! آج تم لوگوں میں مرُدوں کے درمیان زندوں کے مانند ہو تو مرتے ہو ایسی موت پر جو ایسے زندہ لوگوں کی ہوتی ہے جو خواہشات نفس کے سبب حق تعالیٰ سے دُور رہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ خداوند کریم فرمایا ہے کہ میرا مومن بندہ اس بات سے غمگیں ور نجیدہ ہوتا ہے کہ میں دُنیا کو اس کی طرف سے پھیر دیتا ہوں حالانکہ میرے نزدیک اُس کا یہ حال سب سے زیادہ پسندیدہ ہے اور اس حال میں وہ مجھ سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور وہ اُس وقت خوش ہوتا ہے جبکہ دُنیا اس پر کشادہ کر دیتا ہوں حالانکہ میں اس حال کو اور ایسے لوگوں کو دشمن رکھتا ہوں اور ایسے لوگ مجھ سے بہت دور رہتے ہیں۔

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے درمیان خطبہ پڑھا اور فرمایا اے بنی اسرائیل جاہلوں سے سخن حکمت مت کہو کیونکہ حکمت پر ظلم ہو گا اور جو لوگ اُس کے اہل اور سمجھنے کے لائق ہیں اُن سے کلام حکمت مت رو کو ورنہ اُن پر ظلم کرو گے اور ظالم کی اُس کے ظلم پر مددمت کرو ورنہ تمہارا فضل و شرف ضائع ہو جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کی کہ اے نیکیوں کے معلم بتایئے کہ کون سی چیز

سب سے زیادہ سخت ہے فرمایا زیادہ سخت بلکہ تمام شدائد سے بہت زیادہ شدید خدا کا غضب ہے پوچھا کس بات سے خدا کے غضب سے بچ سکتے ہیں فرمایا اس کے بندوں پر غضب نہ کرو پوچھا غضب کی ابتدا کیا ہے اور کس چیز سے پیدا ہوتا ہے فرمایا تکبر اور جبر اور لوگوں کو حقیر سمجھے سے۔ اسطرح ایک اور روایت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ اے فرزندان آدمؑ دُنیا سے خدا کی جانب بھاگو اور اپنے دلوں کو دُنیا کی محبت سے خالی کرو کیونکہ دُنیا تمہارے لئے مناسب نہیں اور سزاوار نہیں ہے اور نہ تم دُنیا کے لائق ہو نہ تم دُنیا کے لئے باقی رہوگے نہ دُنیا تمہارے واسطے باقی رہے گی۔ دُنیا فریب دینے والی اور مصائب میں مبتلا کرنے والی ہے اور فریب خوردہ وہ جو دُنیا کے دھوکے میں آجائے اور نقصان میں وہ ہے جو دُنیا سے مطمئن ہو جائے اور ہلاک وہ ہوا جس نے دُنیا کو دوست رکھا اور اُس کے حاصل کرنے کی خواہش کی۔ لٰہذا اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور اپنے پالنے والے کے عذاب سے پرہیز کرو اور اُس روز سے خوف کرو جس روز باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا فدیہ نہیں ہو سکتا۔ تمہارے آباؤ اجداد کہاں ہیں ۔ تمہاری مائیں کہاں ہیں۔ تمہارے بھائی اور بہنیں کہاں ہیں۔ تمہارے لڑکے بالے کہاں ہیں۔ کارکنانِ قضاد قدر نے ان کو آخرت کی جانب بلایا۔ انہوں نے ان کی دعوت قبول کی اور چلے گئے۔ لوگوں نے ان کو مٹی کے سپرد کر دیا۔ وہ سب مرُدوں کے ہمسایہ ہوگئے اور فنا ہونے والوں میں شامل ہوگئے اور دُنیا سے رخصت ہوگئے اپنے دوستوں سے جُدا ہوگئے اور محتاج ہوگئے سوائے اُس کے جو پہلے سے آخرت کو بھیج چکے تھے اور لاپرواہ ہوگئے اُس سے جو دُنیا میں چھوڑ گئے۔ ہر چند تم کو نصیحت کی جاتی ہے ملامت کی جاتی ہے مگر تم بھولے ہوئے ہو غفلت اور لہو و لعب میں مصروف ہو دُنیا میں تمہاری مثال حیوانوں کی سی ہے۔ تمہاری کوششیں شکم پُری اور نفس پروری میں مصروف ہیں کیا خدا سے شرم نہیں کرتے ہو جس نے تم کو پیدا کیا ہے حالانکہ اُس نے گنہگاروں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے اور تم جہنم کے عذاب کی تاب و طاقت نہیں رکھتے اور اُس نے اطاعت کرنے والوں سے اپنی بہشت اور ہمسائیگی کا وعدہ فرمایا ہے لٰہذا خدا کے وعدہ کی جانب رغبت

کرواور اپنے تئیں اس کی رحمت کے لائق بناؤ اپنے ساتھ انصاف کرو۔ دوسروں پر ظلم مت کرو۔ اپنے سے کمزوروں پر مہربانی کرو محتاجوں کی دستگیری کرو۔ خدا سے اپنے گناہوں سے توبہ کرو توبہ نصوح کہ پھر گناہوں کی طرف رُخ نہ کروگے۔ نیکوکار بندے بن جاؤ۔ بادشاہان جبّار مت بنو اور نہ ظالموں، سرکشوں اور فرعونوں کی طرح ہو جنہوں نے اُس پروردگار سے سرکشی کی جس نے موت کے ذریعہ اُن پر قہر فرمایا جو جباروں کا جبار اور آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار اور گذشتہ اور آئندہ لوگوں کا خدا اور روز قیامت کا بادشاہ ہے جس کا عذاب شدید اور عقاب دردناک ہے۔ اُس کے عذاب سے کوئی ظالم نجات نہیں پاسکتا اور اُس کے تحت قدرت سے کوئی شے باہر نہیں نکل سکتی اور اُس کے علم سے کوئی چیز پنہاں نہیں ہوسکتی اور اُس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اُس کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اُس نے ہر شخص کو اپنی منزل میں جگہ دے رکھی ہے یعنی یا بہشت میں یا درزخ میں۔ اے فرزند آدمؑ ناتواں اُس سے کہاں بھاگتا ہے جو تاریکی شب اور روز روشن میں تجھے بلالیتا ہے اور جس حال میں تو ہو تجھے گرفت کرلیتا ہے تو ہر آن اُس کے تحت قدرت میں ہے جس نے نصیحت کی اور جس نے نصیحت سُنی وہ دونوں رستگار ہیں۔

منقول ہے کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے فرمایا کہ لوگو تم نے سُنا جو کچھ گذرے ہوئے لوگوں سے کہا گیا کہ زنا مت کرو اور میں کہتا ہوں کہ جس شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اُس کے دل میں اُس عورت کی خواہش پیدا ہوئی تو گویا اُس نے اس کے ساتھ زنا کی۔ اور اگر تیری داہنی آنکھ خیانت کرے اور حرام کی جانب متوجہ ہو (کسی نامحرم کو دیکھے) تو آنکھوں کو نکال کر پھینک دے کیونکہ ایک عضو کا کم ہو جانا اُس سے بہتر ہے کہ تمام عضو جہنم میں جائے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اہتمام مت کرو کہ کیا کھائیں اور کیا پئیں کیا نفس بدن سے اور بدن لباس سے بہتر نہیں لہٰذا اپنے جسم اور جان کو عذاب جہنم سے نجات دلاؤ۔ پرندوں کو دیکھو جو نہ کھیتی کرتے ہیں نہ فصل کاٹتے ہیں نہ روزی کا غم کھاتے ہیں تمہارا بلند شان پروردگار ان کو روزی دیتا ہے کیا تم اُن سے بہتر نہیں ہو۔ تم میں سے کون ہے

جو ایک گز کپڑا اپنے جسم پر ڈال سکے لہٰذا اپنے پہننے کا غم کیوں کھاتے ہو جس نے تمہارے جسم کو بنایا ہے اُسی نے تمہارے لئے لباس بھی مقدر فرمایا ہے۔ایک جگہ حضرت نے فرمایا کہ جس کو اپنی فکریں زیادہ ہوتی (ہیں) اُس کا جسم بیمار ہوتا ہے جس کی عادتیں اُس کے نفس (خواہشات) کے اختیار میں ہوتی ہیں وہ اُس کے لئے وبال جان ہوتی ہیں جو باتیں زیادہ کرتا ہے اُس سے خطا اور لغزش بے انتہا ہوتی ہے۔ جو جھوٹ زیادہ بولتا ہے اُس کا حسن وجمال زائل ہو جاتا ہے اور جو شخص بحث و تکرار زیادہ کرتا ہے مروّت وہمّت مردانہ اُس کی مٹ جاتی ہے اور وہ عزّت و قار سے محروم ہو جاتا ہے۔

منقول ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ علم مت حاصل کرو جس پر عمل نہ کرو کیونکہ جب اُس پر عمل نہیں کیا جاتا تو خدا وہ علم صاحبِ علم سے برطرف وزائل کر دیتا ہے۔ ایک روز عیسیٰؑ نے حواریوں سے فرمایا کہ دُنیا ایک پُل ہے جس پر سے گذر جاؤ اس پر عمارتیں تعمیر مت کرو۔ منقول ہے کہ عیسیٰؑ نے کہا زرومال دین کا درد ہے اور عالم اس کا طبیب و معالج دین ہے جب دیکھو کہ عالم درد کو خود اپنی طرف کھینچتا ہے اس کو اپنا ہمدرد مت سمجھو اور جان لو کہ جب اس کو اپنا غم نہیں تو دوسروں کا خیر خواہ کب ہو سکتا ہے۔اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ کیا کہنا اُس کا جس کی خاموشی خدا کی صنعتوں میں غور وفکر کا باعث ہو اُس کی نگاہ عبرت سے دیکھنے والی ہو وہ خود اپنے گھر کا ملازم ہو اپنے گناہوں پر بہت روتا ہو اور لوگ اُس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہتے ہوں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے عیسیٰؑ اپنی آنکھوں کے آنسو اور اپنے دل کا خشوع مجھے دو اور جس وقت اہل باطل ہنس رہے ہوں تم (یاد آخرت سے) محزون و مغموم رہو اور قبروں پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکارو شاید تم کو اُن سے نصیحت حاصل ہو اور اُن سے کہو کہ میں بھی تم سے ملحق ہونے والا ہوں اور دوسری معتبر حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب کو موعظہ فرمایا کہ تم لوگ دُنیا کے لئے عمل کرتے ہو حالانکہ اس میں روزی بغیر عمل کے تم کو ملتی ہے (یعنی ضامن روزی خود خدا ہے) اور آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے حالانکہ وہاں بغیر عمل کے روزی نہیں مل سکتی (جو اسی دُنیا میں کرنا

ہو گا) وائے ہو تم پر اے علمائے بد، کام نہیں کرتے اور اُجرت لیتے ہو۔ بہت جلد صاحب عمل تم سے اپنے (پسندیدہ) اعمال طلب کرے گا اور بہت جلد دُنیا سے اندھیری قبر میں جاؤ گے۔ کیونکہ علم والا وہ شخص ہو سکتا ہے جس کی بازگشت آخرت کی جانب ہو اور وہ دُنیا میں مشغول ہو اور جو امور اُس کو نقصان پہنچانے والے ہیں اُنہی کو زیادہ پسند کرتا ہے اُن امور سے جو نفع بخش ہیں۔ ایک اور جگہ منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ سے لوگوں نے پوچھا اے روح اللہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا میں نے صبح کی ایسی حالت میں کہ میرا پروردگار میرا نگران و میرے حالات سے باخبر ہے جہنم کی آگ میرے سامنے ہے اور موت میری تاک میں ہے اور جو کچھ آرزو رکھتا ہوں اس کو حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوں اور جو باتیں میں پسند نہیں کرتا ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا کون فقیر مجھ سے زیادہ فقیر اور زیادہ بیچارہ ہو سکتا ہے۔ منقول ہے کہ خدا نے حضرت عیسٰیؑ کی جانب وحی کی کہ میری بندگی میں کوشش کرو اور میری عبادت ترک مت کرو کیونکہ میں نے تم کو بغیر باپ کے پیدا کیا تاکہ تمام عالم کے لئے تم میری ایک نشانی قرار پاؤ۔ بنی اسرائیل کو آگاہ کر دو جو مجھ پر اور میرے رسول امیؐ (پیغمبر آخرالزماں) پر ایمان لائے ہیں جس کی نسل اُن مبارک خاتون سے قائم ہو گی جو تمہاری ماں (مریمؑ) کے ساتھ ہو گی کہ بہشت میں طوبیٰ اُس کے لئے ہے جو اُس (رسول) کے زمانہ میں ہو اور اس کی باتیں سنے (اور عمل کرے) عیسٰیؑ نے عرض کی پالنے والے طوبیٰ کیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہوا کہ طوبیٰ بہشت میں وہ درخت ہے جس کے نیچے ایک چشمہ ہے جو شخص اُس سے ایک گھونٹ پی لے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسٰیؑ نے کہا پالنے والے اُس میں سے ایک گھونٹ مجھے عطا فرما۔ ارشاد ہوا، اے عیسٰیؑ جب تک وہ پیغمبرؐ (آخرالزماں) نہ پی لے تمام پیغمبروں پر اُس کا پینا حرام ہے اور تمام امتوں پر داخل بہشت ہونا حرام ہے جب تک اُس پیغمبر کی اُمت نہ داخل ہو جائے۔ ایک اور جگہ منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے جناب جبرئیلؑ سے پوچھا کہ قیامت کب برپا ہو گی تو جناب جبرئیلؑ قیامت کی دہشت سے کانپنے لگے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے روح اللہ میں بھی مثل آپ کے نہیں جانتا اور

قیامت کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ اچانک اور بے خبر آجائے گی۔ ایک اور حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ میں نے بیماروں کی دوا کی سب نے بقدرت خدا شفا پائی اور اندھے اور مبروص کا علاج کیا خدا کے حکم سے وہ اچھے ہوگئے اور مُردوں کو میں نے خدا کی مرضی سے زندہ کیا لیکن احمق کا علاج کیا اور ان کی اصلاح نہ کر سکا۔ لوگوں نے پوچھا احمق کون ہے فرمایا وہ جس کو اپنی رائے پسند آتی ہے اور اپنے اعمال کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے کو تمام لوگوں سے زیادہ صاحب فضل واحسان جانتا ہے اور اپنے اوپر کسی کا احسان نہیں مانتا اور اپنا حق تمام لوگوں پر سمجھتا ہے اور اپنے اوپر کسی کا حق لازم نہیں قرار دیتا۔ یہی وہ احمق ہے کہ جس کا علاج کسی طرح مجھ سے ممکن نہ ہوا اور دوسری معتبر حدیث میں آیا کہ جناب مسیحؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم میرے دوست اور بھائی ہو تو لوگوں کی دشمنی و کینہ اپنی نسبت قرار دو (یعنی لوگوں کے ساتھ دشمنی و عناد حقیقت میں اپنی ذات کے ساتھ دشمنی سمجھو) ورنہ میرے بھائی نہیں ہو خوشحال اس کا جو دُنیا کی مرغوب چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور خدا کی نافرمانی دل میں نہیں آنے دیتا جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور گذر جاتی ہے تو کس قدر دور ہو جاتی ہے اور جو شے ملنے والی ہوتی ہے وہ کس قدر نزدیک ہوتی ہے۔ وائے ہوا ان پر جو دُنیا پر مغرور ہوگئے ہیں جس وقت وہ امر اُن پر واقع ہوگا جس کی پسند نہیں کرتے (یعنی موت آئے گی) اور وہ چیزیں اُن سے جدا ہو جائیں گی جس کو وہ دوست رکھتے ہیں اور جو اُن سے وعدہ کیا گیا ہے وہ اُن کو دیا جائے گا (اُس وقت وہ پچھتائیں گے) یہی رات و دن کا آنا جانا عبرت کے لئے کافی ہے۔ وائے ہو اُس پر جو حصول دُنیا میں ہمہ تن مشغول ہے اور اُس کے کردار گناہ و خطا سے بھرے ہوں کیسا رسوا ہوگا وہ اپنے پروردگار کے سامنے۔ لوگوں خدا کی یاد اور ذکر کے سوا زیادہ مت بولا کرو جو لوگ ذکر معبود کے علاوہ بہت باتیں کیا کرتے ہیں اُن کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ لوگوں کے عیوب اس طرح دیکھتے ہیں گویا اُن کے خدا ہیں بلکہ اپنے نفس کی رہائی کے بارے میں غور کیا کرو کیونکہ تم خریدے ہوئے غلام ہو پہاڑ پر پانی جاری رہے گا تو وہ کب تک نرم نہ ہوگا (اسی طرح) عقل و دانائی کی باتیں

زبان پر جاری رکھوگے تو تمہارے قلوب کب تک نرم نہ ہوں گے تمہاری مثال تو دفلا (مولف فرماتے ہیں کہ دفلا ایک قسم کی گھاس ہے جو بہت خوش رنگ پھول کے مانند ہوتی ہے مگر اس کا مزہ بہت تلخ ہوتا ہے اور وہ زہرِ قاتل ہوتی ہے) کی سی ہے جو پھول کی طرح خوش رنگ ہوتا ہے لیکن جو اس کو چکھتا ہے تھوک دیتا ہے اگر کھالیتا ہے تو وہ مر جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ خدانے جناب عیسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ لوگوں کے درمیان حلم و بردباری میں زمین کے مانند رہو جو اُن کے پیروں کے نیچے رہتی ہے (اور اُف نہیں کرتی) اور سخاوت میں آب جاری کے مانند رہو اور رحم وشفقت میں چاند و سورج کی طرح رہو جو نیک و بد ہر ایک کو روشنی دیتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ دُنیا کو اپنا خدامت بنالو کہ وہ تم کو اپنا بندہ سمجھنے لگے اور اپنے خزانے اس کے پاس رکھو جو ضائع نہ کرے اور وہ تمہارا پروردگار ہے (جو کسی کے خزانہ عمل کو ضائع نہیں کرتا) اور دُنیا میں خزانے مت چھوڑ وجو آفتوں کا گھر ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں تمہارے واسطے دُنیا کو پست کئے دیتا ہوں تم اس کو میرے بعد بلند اور قائم مت کرنا۔ شبہ دُنیا کی خرابیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس میں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے اور اُس کی دوسری خباثت یہ ہے کہ کوئی بغیر اس کو ترک کئے ہوئے آخرت کو نہیں پہنچ سکتا۔ لٰہذا دُنیا سے گذر جاؤ اس کو آباد و معمور مت کرو اور سمجھ لو کہ گناہ کی جڑ دُنیا کی محبت ہے اور بہت سی خواہشیں ایسی ہیں جس کے ساتھ ملول وطویل تکلیفیں اور رنج و اندوہ ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تمہارے سامنے دُنیا کو ڈال دیا ہے اور تم اُس کے سامنے بیٹھے ہو تم سے امور دُنیا میں بادشاہوں اور عورتوں کے سوا کوئی جھگڑا نہیں کر سکتا۔ بادشاہوں سے دُنیا کے بارے میں مت اُلجھو اور دُنیا اُنہی کے واسطے چھوڑ دو تو وہ تم سے تعرض نہیں کریں گے لیکن عورتوں کے شر سے نماز و روزہ کے ذریعے بچتے رہو۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب عیسیٰؑ سے لوگوں نے کہا کہ اپنے واسطے گھر بنالیجئے، فرمایا گذرے ہوئے لوگوں کا انجام ہمارے لئے کافی ہے اور ہم اُسی کو بہتر سمجھتے ہیں۔ دُنیا کو دوست مت رکھو تا کہ خدا تم کو دوست رکھے۔ ایک اور جگہ منقول ہے کہ خدانے جناب عیسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ جب تمہارے

لئے کوئی نعمت بھیجوں تو اس کا استقبال کرو عاجزی اور فروتنی کے ساتھ تاکہ وہ نعمت تم پر پوری کردوں۔ مروی ہے کہ جناب عیسیٰ ؑ نے فرمایا اُس شخص نے اپنی ذات کو کیا نفع پہنچایا جس نے دُنیا کے لئے نفس کو فروخت کیا اور جو کچھ خرید کیا وہ دوسروں کے لئے میراث میں چھوڑ دیتا ہے اور خود ہلاک و برباد ہوتا ہے کیا کہنا ہے اُس کا جو اپنی ذات کو ہلاکت سے بچاتا ہے اور دُنیا کے بدلے اختیار کرتا ہے۔ اور مال کی مذمت میں فرمایا کہ اس کی تین صورتیں ہیں یا کمانے والے نے اس کو ناجائز طور پر کمایا تو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور حلال طریقہ سے حاصل کیا اور ناجائز کاموں میں صرف کیا تب بھی عذاب میں مبتلا ہوگا اور اگر بطور حلال کمایا اور صحیح مصرف میں لایا تو وہ مال صاحب مال کو اس کے پروردگار کی عبادت میں مشغول کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ ؑ کا گذر ایک مکان کی طرف ہوا جس کا مالک مر چکا تھا اور دوسرے لوگ اُس گھر میں بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ افسوس اُن لوگوں پر جنہوں نے یہ مکان میراث میں چھوڑا وہ لوگ کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے اُن کے حال سے جو اس سے پہلے اس میں آباد تھے۔ فرماتے تھے اے مکان تو خراب و برباد ہو جائے گا اور تیرے مکین فنا ہو جائیں گے نفس خدا کے لئے عمل کر تاکہ روزی تجھ کو حاصل ہو اور اے جسم مشقت اُٹھا تاکہ تجھ کو راحت ملے جناب عیسیٰ ؑ نے فرمایا اے آدم ؑ کی کمزور اولاد اپنے پروردگار کے عذاب سے پرہیز کر اور لالچ میں گرفتار مت ہو اور دُنیا میں کمزور رہ اور اپنے بدن کو محنت کی عادت ڈال اور روزی اپنی سرداری و بندگی کے لئے مہیا کر اور پریشانی کے عالم میں خدا کی حمد زیادہ کر کیونکہ گناہوں سے حفاظت کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ تجھے قدرت نہ ہو اُس پر جو تو چاہے۔ فرماتے تھے اے گروہ حواریان گناہگاروں اور خدا کے نافرمانوں سے دشمنی کر کے اپنے تیئں خدا کا دوست بناؤ اور اُن سے دور رہ کر خدا کا تقرب حاصل کرو اور اُن پر غضبناک ہو کر خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔ منقول ہے کہ جناب عیسیٰ ؑ کے لئے دُنیا ایک نیلی آنکھ والی عورت کی شکل میں متمثل ہوئی۔ آپ نے اُس سے پوچھا تو نے کتنے شوہر کئے

اُس نے کہا بیشمار آپ نے فرمایا کیا سب نے تجھ کو طلاق دے دی اُس نے کہا نہیں بلکہ میں نے سب کو مار ڈالا۔ فرمایا وائے تیرے باقیماندہ شوہروں پر جو تیرے شوہران کشتہ کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔ دوسری حدیث میں آیا کہ حضرت عیسٰیؑ فرماتے تھے کہ ہول قیامت کو تم نہیں جانتے کہ کب تم کو گرفت میں لے لیگا تو پھر قبل اس کے وہ اچانک آپڑے تم کو اس کے لئے تیار رہنے میں کونسا امر مانع ہے اور فرمایا کہ آخرت کا توشہ بہت دشوار ہو گیا ہے لیکن دُنیا کا توشہ تو جب تو اُس میں کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو کوئی فاجر تجھ سے پہلے اُسے اُچک لیتا ہے لیکن آخرت کے توشہ میں تیرا کوئی مددگار نہیں ملے گا جو تیری مدد کرے۔ یہ بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسٰیؑ کے حواری اُن کے پاس آئے اور عرض کی اے خیر کے سبق دینے والے مجھے راہ راست بتایئے۔ فرمایا کہ موسیٰؑ کلیم اللہ تم کو حکم دیتے تھے کہ خدا کی جھوٹی قسم مت کھاؤ اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ خدا کی قسم نہ جھوٹی کھاؤ نہ سچی۔ عرض کی اے روح اللہ اور کچھ فرمایئے، فرمایا کہ موسیٰؑ تم کو حکم دیتے تھے کہ زنا مت کرو اور میں تم سے کہتا ہوں کہ زنا کرنے کا کیا ذکر زنا کا خیال بھی نہ کرو کیونکہ جس دل میں زنا کا وسوسہ ہوتا ہے وہ اُس گھر کی مثال ہے جس کے نقش و نگار سنہرے ہوں اور اُس میں آگ جلائی جائے اگرچہ وہ گھر نہیں جلتا لیکن دھوان تمام نقش و نگار کو خراب کر دیتا ہے۔

منقول ہے کہ اُس نے بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت امیرالمومنین کے ساتھ شہر حیرہ میں جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہم ایک دیر میں پہنچے جس میں ناقوس (سنکھ) بجایا جا رہا تھا حضرت نے فرمایا اے حارث تو جانتا ہے کہ یہ ناقوس کیا کہتا ہے میں نے عرض کی خدا اور رسول اور رسول کے بھائی بہتر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا دُنیا اور اس کی خرابی کی مثل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کی یکتائی کی گواہی دیتا ہوں وہ حق ہے حق ہے سچا ہے سچا ہے بیشک دُنیا نے ہم کو فریب دیا اور آخرت سے بیگانہ کر دیا اور ہماری عقل ضائع کر دی اور ہم کو گمراہ کر دیا اے دُنیا کی اولاد دُنیا کے کاموں کو پیچھے ڈال اور ملتوی کر دے۔ اے فرزند دُنیا ہر روز مصیبتوں میں تو کچلا جاتا ہے دُنیا (کی دولت) جمع کرنے میں یا تم سب ایک دوسرے کو پامال کر دو گے یا تو

خود بہت جلد فنا ہو جائے گا۔ اے فرزند دُنیا تو مال دُنیا کب تک جمع کرتا رہے گا۔ دُنیا ایک قرن (قرن سو برس کی مدت یا کم سے کم تیس برس کی مدت کو کہتے ہیں) کے بعد دوسرے قرن کو فنا کرتی رہتی ہے ہماری عمر کا کوئی دن نہیں گذرتا مگر یہ کہ ارکان (جسم) میں سے ایک رکن کو کمزور و لاغر کرتا ہے۔ بے شک خانۂ باقی کو ہم نے ضائع کر دیا اور خانۂ فانی کو اپنا وطن بنا لیا دُنیا میں ہم اپنی اس تقصیر و کمی کا احساس نہیں کرتے مگر مرنے کے بعد (جس کا کچھ فائدہ نہیں) اس کے بعد امیر المومنینؑ نے فرمایا اے حارث کیا نصاریٰ ناقوس کے اس کلام کو سمجھتے ہیں اگر سمجھتے تو مسیحؑ کو خدا کا شریک نہ قرار دیتے۔ حارث بیان کرتے ہیں کہ میں دوسرے روز ایک نصرانی کے پاس گیا جو اُس دیر میں رہتا تھا اور اس سے کہا کہ تجھ کو مسیحؑ کا واسطہ اس ناقوس کو اُسی طرح بجا جس طرح پہلے بجا رہا تھا۔ اُس نے بجانا شروع کیا اور میں نے ہر فقرہ کو اس کی آواز کے ساتھ ملانا شروع کیا جو جناب امیرؑ نے فرمایا تھا تو ہر ہر لفظ کا آخر تک مطابق پایا۔ اُس نصرانی نے پوچھا تم کو تمہارے پیغمبر کے حق کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ کس نے یہ تم کو بتایا حارث نے کہا کہ جو بزرگ کل ہمارے ساتھ تھے انہوں نے (ناقوس کے اس کلام سے) مجھ کو آگاہ فرمایا اُس نے پوچھا تمہارے پیغمبر سے کوئی رشتہ ہے میں نے کہا وہ اُن کے چچازاد بھائی ہیں پوچھا کیا انہوں نے پیغمبر سے سُنا ہے؟ میں نے کہا ہاں یہ سُن کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ آخری پیغمبر وہ پیغمبر ہو گا جو ناقوس کے آواز کی تفسیر کرے گا۔

جناب عیسٰیؑ کا آسمان پر جانا اور پھر امام آخر الزم کے زمانے میں نازل ہونا:

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یاد کرو وہ وقت جبکہ خداوند جلیل نے فرمایا اے عیسٰیؑ میں تم کو تمہاری زندگی کی دُنیاوی مدت پوری کر کے اپنی جانب اُٹھا لونگا اور کافروں کے لوث سے پاک کر دوں گا کہ ان کے درمیان نہ رہو گے اور تم کو اُن سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا"۔ بعضوں

نے کہاہے کہ تَوَفِّیْ بمعنی مرگ اور یہ کہ خدا نے اُن کو پہلے مار ڈالا اور تین ساعت کے بعد زندہ کر دیا اور آسمان پر اُٹھالیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی موت زمین پر واپس آنے کے بعد آخر زمانہ میں واقع ہو گی اور ان کو جنہوں نے تمہاری متابعت کی اُن لوگوں پر قیامت تک غالب کر دوں گا جنہوں نے تمہاری رسالت سے انکار کیا چنانچہ عیسائی یہودیوں پر ہمیشہ غالب رہے اور امت پیغمبرؐ آخر الزمان بھی جو حضرت عیسٰیؑ پر ایمان رکھتی ہے یہودیوں پر ہمیشہ غالب رہی اور بادشاہی یہودیوں سے برطرف ہو گئی اور یہ بھی قرآن مجید کے معجزات میں سے ہے جس نے آئندہ کی خبر دی اور اُسی کے مطابق واقع ہو رہا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے اور یہودیوں کے کفر اور جناب مریمؑ پر بہتان عظیم لگانے کے سبب سے (خدا نے اُن پر عذاب کیا)۔ ایک روایت کے مطابق یہودیوں نے حضرت مریمؑ پر زنا کی تہمت لگائی۔ ایک اور جگہ یہ آیا ہے کہ حضرت کا گذر یہودیوں کے ایک گروہ کی طرف ہوا تو وہ کہنے لگے ساحر زن ساحرہ کا فرزند۔ زناکار اور زناکار عورت کا بیٹا آیا۔ جب جناب عیسٰیؑ نے اُن لوگوں کی یہ بیہودہ باتیں سُنیں بارگاہ الٰہی میں عرض کی خداوندا تو ہی میرا پروردگار ہے تو نے مجھے بغیر باپ کے پیدا کیا اسی سبب سے لوگ مجھے زنازادہ کہتے ہیں خداوندا تو ان لوگوں پر لعنت کر جو مجھے اور میری ماں کو گالی دیں پس اسی وقت وہ لوگ سوّر بن گئے اور اُن کا قول کہ ہم نے مریمؑ کے بیٹے مسیح خدا کے رسول کو قتل کر دیا (بالکل غلط ہے) انہوں نے نہ ان کو قتل کیا نہ سولی دی لیکن (یہ بات) اُن پر مشتبہ ہو گئی۔ شبہ کے بارے میں اختلاف ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ جب خدا نے ان کو سوّر کی شکل میں مسخ فرمایا جنہوں نے حضرت کو اور آپ کی مادر گرامی کو گالی دی تھی اور یہ خبر یہودیوں کے بادشاہ یہودا کو پہنچی کہ عیسٰیؑ نے اس پر بھی لعنت کی ہے تو اُس نے یہودیوں

ترجمہ، جب عیسیٰؑ نے ان کی طرف سے نافرمانی اور (نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرفدار اور میرا مددگار ہو حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں ﴿۵۲﴾ اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ ﴿۵۳﴾ سورۃ آل عمران

کو جمع کیا اور اُن سب نے حضرت کے مار ڈالنے پر اتفاق کیا۔ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کی مدد کے لئے حضرت جبرئیل کو بھیجا۔ اُس وقت یہودی حضرت کے گرد جمع تھے اور آپ سے سوالات کررہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اے گروہ یہود خدا تم کو دشمن رکھتا ہے یہ سننا تھا کہ وہ سب حضرت کے مار ڈالنے پر مستعد ہو گئے لیکن جناب جبرئیلؑ حضرت کو اُس کھڑکی پر اُٹھا لے گئے جو اُس مکان میں بلندی پر تھی اور اُسی سے نکال کر آسمان پر لے گئے۔ یہودا نے اپنے ایک مصاحب ططیانوس کو بھیجا کہ اُس کھڑکی سے اوپر جائے اور حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کر لائے چنانچہ وہ گیا اور وہاں حضرت عیسیٰؑ کو نہ پایا اور خدا نے جناب عیسیٰؑ کی شکل میں اُس کی صورت بدل دی کہ جو شخص اس کو دیکھتا سمجھتا تھا کہ جناب عیسیٰؑ ہیں۔ وہ جب مکان سے باہر آیا تاکہ لوگوں سے کہے کہ حضرت عیسیٰؑ وہاں نہیں ہیں لوگوں نے اسی کو پکڑ لیا اور مار ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا۔ غرضکہ جب ططیانوس کو مار ڈالا اور اُس مکان میں کسی اور کو نہ پایا کہنے لگے اگر جس کو ہم نے مار ڈالا وہ ططیانوس تھا تو عیسیٰؑ کیا ہو گئے اور اگر وہی عیسیٰؑ تھے تو ططیانوس کیا ہوا اس سبب سے اُن میں اشتباہ پیدا ہو گیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ یہودیوں کے خوف سے اپنے سترہ ساتھیوں کے ساتھ بھاگے اور ایک گھر میں داخل ہو گئے۔ یہودیوں نے اس مکان کو گھیر لیا اور جب وہ اُس میں داخل ہوئے تو خدا نے سب کو حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں تبدیل کر دیا یہودی کہنے لگے تم سب کے سب جادو کئے ہوئے ہو بتاؤ تم میں عیسیٰؑ کون ہے ورنہ تم سب کو مار ڈالیں کے حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو آج میری صورت بننا منظور کرے اور قتل ہو کر داخل بہشت ہو اُن میں سے ایک شخص سرجس نامی نے قبول کیا اور باہر آیا کہا میں عیسیٰؑ ہوں تو لوگوں نے اس کو قتل کیا اور دار پر کھینچا اور خدا نے اُسی روز حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور لوگوں کا اُن پر اختیار نہ چلا تو ایک شخص کو پکڑ کر ایک بلندی پر لے گئے اور سولی دے دی اور لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے کہنے لگے کہ وہی عیسیٰؑ ہے اور کسی کو اُس کے پاس جانے نہیں دیتے تھے۔ اس سبب سے لوگوں پر یہ بات مشتبہ ہو گئی۔

"جن لوگوں نے عیسیٰؑ کے بارے میں اختلاف کیا، یقیناً وہ شک میں گرفتار ہیں ان کو عیسیٰؑ کے بارے میں قطعی کوئی علم نہیں ہے وہ اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے عیسیٰؑ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اُن کو اپنی طرف اُٹھالیا اور خدا ہر شے پر غالب اور حکمت والا ہے"۔

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے ایک شب کے بارے میں وعدہ کیا کہ خدا ان کو (اُس رات) آسمان پر اُٹھالیگا تو وہ شام ہی سے آپؑ کے پاس جمع ہو گئے وہ لوگ بارہ اشخاص تھے حضرت نے ان کو ایک مکان میں داخل کیا جس کے ایک گوشہ میں ایک چشمہ تھا حضرت نے اس میں غسل کیا اور اُن کے پاس آئے پانی آپ کے سر سے ٹپک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ اسی وقت مجھے آسمان پر اُٹھالے گا اور یہودیوں کے شر سے بچالے گا۔ تم میں سے کون یہ منظور کرتا ہے کہ میری صورت وشباہت کا ہو جائے تاکہ اس کو لوگ مجھے سمجھ کر قتل کر دیں اور دار پر کھینچیں اور وہ روزِ قیامت میرے ساتھ بہشت میں میرے درجہ میں ہوگا۔ یہ سُن کر اُن میں سے ایک جوان بولا، اے روح اللہ مجھے قبول و منظور ہے عیسیٰؑ نے فرمایا ہاں تو کر سکتا ہے اور فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص میرے بارے میں صبح ہونے تک بارہ مرتبہ کافر ہو گا اُن میں ایک بولا میں وہ نہیں ہوں، حضرت

ترجمہ، اور ان کے کفر کے سبب اور مریم پر ایک بہتان عظیم باندھنے کے سبب ﴿۱۵۶﴾ اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو معلون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروئی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا ﴿۱۵۷﴾ بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے ﴿۱۵۸﴾ اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے ﴿۱۵۹﴾ سورۃ النساء

عیسیٰؑ نے فرمایا اگر تو اس امر کو اپنے نفس میں پاتا ہے تو تو ہی وہ شخص ہو گا۔ پھر فرمایا تم میرے بعد تین گروہ ہو جاؤ گے دو فرقے خدا پر جھوٹ باندھیں گے اور جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جو میرے وصی شمعونؑ کا مطیع ہو گا وہ خدا پر افترا نہ کرے گا اور داخل بہشت ہو گا۔ غرضکہ جناب عیسیٰؑ گھر کے ایک گوشہ سے آسمان پر لے جائے گئے اور وہ لوگ دیکھ رہے تھے اسی وقت یہودی حضرت عیسیٰؑ کی تلاش میں آئے اور جس شخص کو حضرت نے فرمایا تھا کہ کافر ہو جائے گا اس کو اور اس کو جس نے آپ کی شباہت منظور کی تھی گرفتار کر لیا اس کو تو پھانسی دے دی اور دوسرا بارہ مرتبہ حضرت کی رسالت سے منکر ہوا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا۔

روایت ہے کہ جبرئیلؑ ایک نامہ حضرت صلعمؐ کے لئے لائے جس میں بادشاہان دُنیا کے بارے میں خبر تھی اُس میں درج تھا کہ جب اشجّ ابن اشجان بادشاہ ہوا اور اس نے (۲۶۶) دو سو چھیاسٹھ سال بادشاہی کی اس کی حکومت کو اکیاون (۵۱) سال گذرے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ پیغمبر مبعوث ہوئے خدا نے نور و علم و حکمت اور گذشتہ تمام پیغمبروں کے علوم اُن کو عطا فرمائے تھے وہ اُن علوم کے ساتھ (تبلیغ کیلئے) نکلے۔ خدا نے ان کو انجیل عطا کی اور بیت المقدس کی جانب بھیجا اور بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا کہ ان کو خدا کی کتاب اور حکمت اور خدا اور رسول پر ایمان کی طرف دعوت دیں تو وہ باغی اور کافر ہو گئے۔ جب وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو حضرت نے خدا سے دُعا کی اور اُن سب پر لعنت کی تو ان میں سے بعض بصورت

ترجمہ، اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لیے) چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے ﴿۵۴﴾ اس وقت خدا نے فرمایا کہ عیسیٰ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تمہیں کافروں (کی صحبت) سے پاک کر دوں گا اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے ان کو کافروں پر قیامت تک فائق (وغالب) رکھوں گا پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں ان کا فیصلہ کر دوں گا ﴿۵۵﴾ یعنی جو کافر ہوئے ان کو دنیا اور آخرت (دونوں) میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا ﴿۵۶﴾ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خدا پورا پورا صلہ دے گا اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۵۷﴾

شیاطین مسخ ہوگئے اس لئے (لعنت و نفرین کی اور ان کو مسخ کرادیا) تاکہ ان لوگوں کو اپنی رسالت کی ایک نشانی دکھائیں جس سے اُن کو عبرت ہو غرضکہ تینتیس (۳۳) سال بیت المقدس میں دعوت دیتے رہے اور ثواب ہائے الٰہی کی ترغیب فرماتے رہے اور ان کی سرکشی بڑھتی رہی (آخر خدانے اُن کو آسمان پر اُٹھالیا) پھر لوگوں نے ان کی تلاش شروع کی تو بعضوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے اُن پر عذاب کیا اور زندہ زمین میں دفن کردیا اور بعضوں نے کہا کہ ہم نے ان کو قتل کرکے دار پر کھینچ دیا لیکن سب نے جھوٹ کہا خدانے اُن پر اُن لوگوں کو اختیار ہی نہیں دیا۔ اور یہ امر اُن پر مشتبہ ہوگیا۔ حضرت کو قتل کرنے یا زندہ دفن کرنے یا معذب کرنے کی اُن میں قوت نہ تھی لیکن جیسا کہ خدانے قرآن میں فرمایا ہے کہ اُن کی رُوح قبض کرنے کے بعد خدانے اُن کو آسمان پر اُٹھا لیا اور جب آسمان پر اُٹھانا چاہا اُن پر وحی کی کہ نور و حکمت و علم کتاب خدا کو شمعون بن حمون کو سپرد کردو جن کو صفا کہتے ہیں حضرت عیسٰیؑ نے مومنین پر اُن کو اپنا خلیفہ بنایا۔ پھر شمعون ہمیشہ خدا کے امر کی تبلیغ کرتے رہے اور حضرت عیسٰیؑ کے ارشادات کی اپنی قوم کو ہدایت کرتے رہے اور کافروں سے جہاد کرتے رہے تو جس شخص نے ان کی اطاعت کی اور اُن پر ایمان لایا اُن باتوں پر جو خدا کی جانب سے اُن کو حاصل تھیں مومن ہوا اور جس نے انکار کیا اور ان کی نافرنی کی وہ کافر ہوا یہاں تک کہ خدانے شمعون کو اپنی رحمت کی جانب بلالیا ان کے بعد اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے

صالحین میں سے ایک پیغمبر بھیجا اور وہ یحیٰیؑ کے پسرِ زکریاؑ تھے اور جب شمعون دُنیا سے رخصت ہوئے اردشیر فرزند اشکاٹش بادشاہ ہوا اُس نے چودہ سال دس مہینے بادشاہی کی جبکہ اس کی حکومت کو آٹھ سال گذرے یہودیوں نے یحیٰیؑ بن زکریاؑ کو شہید کردیا۔ جب حضرت یحیٰیؑ کی شہادت کا وقت آیا خدانے ان کو وحی کی کہ وصیت و امامت کو شمعون کی اولاد میں قرار دیں اور حواریوں اور اصحاب عیسٰیؑ کو حکم دیں کہ اُن کے ساتھ رہیں اور اُن کی اطاعت کریں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ منقول ہے کہ عیسٰیؑ اکیسویں ماہ رمضان کی شب میں آسمان پر گئے۔ ایک اور جگہ منقول ہے کہ جس شب حضرت عیسٰیؑ آسمان پر لے جائے گئے زمین سے

جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے صبح تک خون تازہ جوش مارتا تھا اور اسی طرح شہادت جناب امیر و حضرت امام حسینؑ کے روز ہوا۔

منقول ہے کہ جب جناب عیسیٰؑ نے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ اُن کے بازوں پر ایک دُعا لکھی ہوئی ہے تو جب حضرت عیسیٰؑ نے وہ دُعا پڑھی خدا نے حضرت جبرئیلؑ کو وحی کی کہ ان کو میرے محل کرامت کی جانب بلند کرو اور آسمان پر اُٹھا لو۔ تو حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے فرزندان عبدالمطلب اپنے پروردگار سے انہی کلمات کے ذریعہ دُعا مانگو میں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جو بندہ ان کلمات کے ذریعہ خلوص سے دُعا کرتا ہے اس کی دُعا سے عرش کانپنے لگتا ہے اور حق تعالیٰ فرشتوں کو وحی کرتا ہے کہ گواہ رہو کہ میں نے اس کی دُعا ان کلمات کی برکت سے قبول کی اور اُس کے حاجتیں دُنیا و آخرت میں پوری کر دیں۔ منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر گئے اُونی کرتا پہنے ہوئے تھے جس کے اُون کو مریمؑ نے کاتا اور بُنا تھا اور سیا تھا۔ جب حضرت آسمان پر پہنچے خدا کی جانب سے آواز آئی کہ اے عیسیٰؑ دُنیا کی زینت کو چھوڑ دو۔ ایک اور جگہ منقول ہے کہ کسی پیغمبر اور حجت خدا کا قتل ہونا یا مرنا سوائے حضرت عیسیٰؑ کے لوگوں پر مشتبہ نہیں ہوا کیونکہ وہ زندہ زمین سے اُٹھا لئے گئے اور اُن کی رُوح زمین و آسمان کے درمیان قبض کی گئی جب وہ آسمان پر پہنچے اُن کی روح پھر اُن کے بدن میں واپس کر دی گئی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے "میں نے تم کو وفات دی پھر اپنی طرف بلند کر لیا" یہ بھی منقول ہے

ترجمہ، اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰ (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ) خدا کے رسول اور کا کلمۂ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور (یہ) نہ کہو (کہ خدا) تین (ہیں۔ اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے ﴿۱۷۱﴾ مسیح اس بات سے عار نہیں رکھتے کہ خدا کے بندے ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں) اور جو شخص خدا کا بندہ ہونے کو موجب عار سمجھے اور سرکشی کرے تو خدا سب کو اپنے پاس جمع کر لے گا ﴿۱۷۲﴾ النساء

کہ جس وقت حضرت صاحب الامرؑ ظہور فرمائیں گے۔ نو ہزار (۹۰۰۰) فرشتے نازل ہوں گے اور تین سو تیرہ (۳۱۳) وہ فرشتے جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ بہت سی معتبر سندوں سے منقول ہے کہ حضرت صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی سنت ہے ایک حضرت عیسیٰؑ کی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مر گئے یا قتل کر دیئے گئے حالانکہ وہ نہ مرے ہیں نہ قتل کئے گئے۔ یہ بھی منقول ہے کہ جب یہودیوں نے چاہا کہ عیسیٰؑ کو قتل کریں انہوں نے خدا کو ہم اہلبیت کے حق کی قسم دی تو خدا نے اُن کو قتل سے نجات بخشی اور آسمان پر اُٹھا لیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کی امت بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوگئی اُن میں سے ایک فرقہ ناجی اور اکہتر (۷۱) جہنمی ہوئے۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ جناب امیرؑ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے سب سے بڑے عالموں کو طلب فرمایا اور کہا کہ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں جس کو تم سے بہتر میں خود جانتا ہوں لہٰذا حق کو پوشیدہ مت کرنا اور صحیح جواب دینا پھر عالم نصاریٰ کو نزدیک بلایا اور فرمایا تجھ کو اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے انجیل جناب عیسیٰؑ پر نازل فرمائی۔ اُن کے پیروں میں برکت عطا کی تھی اور اُن کے ہاتھوں سے کورو پیس (اندھے اور مبروص) کو شفا دیتا تھا اور مردہ کو ان کی خاطر سے زندہ کرتا تھا اور وہ مٹی سے پرندہ بناتے تھے اور اس میں روح پھونک دیتے تھے (اور وہ زندہ ہو کر اُڑ جاتا تھا) اور لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وہ کھاتے اور مال و دولت جمع رکھتے تھے بتا کہ جناب عیسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کے کتنے فرقے ہوئے اس نے کہا سوائے ایک اور کوئی فرقہ نہیں ہوا۔ فرمایا کہ تو نے غلط بیان کیا اُسی خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ بہتر (۷۲) فرقے ہوئے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی ہوئے۔

روایت ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کتنی مرتبہ اپنی قوم سے غیبت اختیار فرمائی کہ شہروں میں سیاحت کرتے اور گھومتے پھرتے رہتے تھے اور آپ کے شیعہ اور قوم کے لوگ نہیں جانتے تھے کہ کہاں ہیں۔ پھر ظاہر ہوئے اور شمعونؑ بن حمون کو اپنا وصی قرار دیا جب شمعونؑ نے رحلت فرمائی تو اُن کے بعد حجتہائے خدا غیبت میں رہے اور سرکش و جابر لوگ

ان کو تلاش کیا کرتے تھے اور مومنوں پر بلائیں اور سختیاں زیادہ ہوئیں اور خدا کا دین کہنہ و بوسیدہ ہوا۔ حقوق ضائع ہونے لگے واجبات و سنتیں لوگوں نے ترک کر دیں اور لوگ مذہب کے بارے میں پراگندہ ہوگئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی راہ الگ اختیار کی اور اکثر لوگوں پر امر دین مشتبہ ہوگیا اور اس غیبت کی مدت دو سو پچاس سال گذری۔ منقول ہے کہ لوگ عیسٰیؑ کے بعد دو سو پچاس (۲۵۰) سال تک اس حال میں رہے کہ بظاہر کوئی حجت خدا اور امام اُن کا نہ تھا اور اُن کا حجت وہادی غیبت میں تھا۔ اور دوسری صحیح حدیث میں انہی حضرت عیسٰیؑ اور حضرت محمد رسولؐ اللہ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا اور ان میں سے ڈھائی سو (۲۵۰) تک کوئی پیغمبر یا امام ظاہر نہ تھا راوی نے پوچھا پھر اُس زمانہ کے لوگ کس طرح عمل کرتے رہے فرمایا کہ دین عیسٰیؑ کے ساتھ متمسک تھے اور انہی کی شریعت پر عمل کرتے رہے جو لوگ مومن تھے۔ اور فرمایا کبھی زمین کسی پیغمبر یا امام سے خالی نہیں رہتی لیکن کبھی وہ ظاہر ہوتے ہیں کبھی (بحکم خدا) پوشیدہ رہتے ہیں (مولف فرماتے ہیں کہ خاصہ وعامہ کے طریقہ سے متواتر خبریں ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ مہدیؑ آل محمدؐ کے زمانہ میں آسمان سے نیچے زمین پر آئیں گے اور حضرت امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپ کے ناصروں میں سے ہوں گے)۔ اکثر مفسروں نے بیان کیا ہے کہ بیشک حضرت عیسٰیؑ کا نازل ہونا علامات قیامت سے ہے لہٰذا قیامت میں شک مت کرو اور اہل کتاب میں سے یعنی یہود و نصارٰی میں سے کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ حضرت عیسٰیؑ پر مرنے سے پہلے ایمان لائے گا جبکہ وہ حضرت امام آخر الزمان کے عہد میں آسمان سے زمین پر آئیں گے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ مخصوص ہے یہود و نصارٰی کے اُس گروہ سے جو اُس زمانہ میں ہوں گے اور ممکن ہے کہ سب ہی مردہ ہوں کیونکہ لفظ آیت عام ہے اور زمانہ رجعت میں سب ہی زندہ کئے جائیں گے اور دیکھیں گے کہ

ترجمہ، خدا کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسٰیؑ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ بھلا کون ہیں جو خدا کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار ہوں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہیں۔ تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر رہا۔ آخر الامر ہم نے ایمان لانے والوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی اور وہ غالب ہو گئے (۱۴) سورۃ الصف

جناب عیسٰیؑ دین جناب مصطفٰےؐ کا اقرار اور حضرت صاحب الامر کی متابعت کرتے ہیں حالانکہ اس وقت کا ایمان لانا اُن کو فائدہ نہ دے گا۔ جیسا کہ منقول ہے کہ حجاج نے شہر بن جوشب کو بلایا اور آیت کی تفسیر دریافت کی اور کہا کہ میں نے اکثر یہودی و نصرانی کو قتل کیا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ اپنے لبوں کو حرکت بھی نہیں دیتا اور مر جاتا ہے۔ پھر کیونکر ایمان لاتا ہے۔ میں تو اس آیت کی تفسیر میں عاجز رہا ہوں۔ شہر نے کہا کہ اے امیر اس آیت کے معنی وہ نہیں ہیں جو آپ نے سمجھا ہے بلکہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ قیامت سے پہلے آسمان سے زمین پر آئیں گے اور ہر دین والا خواہ وہ یہودی ہو گا یا کوئی اور آپ پر ایمان لائے گا۔ اور حضرت مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ حجاج نے پوچھا تو نے یہ تفسیر کس سے سُنی اُس نے کہا امام محمد باقرؑ سے اُس نے کہا تو نے یہ علم چشمۂ صافی سے حاصل کیا ہے۔ منقول ہے کہ اس کے بعد ہم اہلبیت میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو اپنے زمانہ کے ظالم کی بیعت (یہاں بیعت سے مراد ظلم و سختی ہے کیونکہ شہادت امام حسینؑ کے بعد پھر کسی بادشاہ و فرمانروا کو جرات ہی نہیں ہوئی کہ وہ کسی امام سے بیعت کی خواہش کرتا) میں مبتلا نہ ہو سوائے قائم آل محمد کے جو بارھویں امام ہیں اور جناب عیسٰیؑ بن مریمؑ روح اللہ کے جو اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے کہ یہ دونوں حضرات کسی ظالم کی بیعت نہ کریں گے۔ ایک اور روایت کے مطابق کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ نہ جانیں گے کہ خدا کیا ہے اور توحید الٰہی کس کو کہتے ہیں اُس وقت دجّال خروج کریگا اور جناب عیسٰیؑ آسمان سے نیچے آئیں گے اور دجّال کو قتل کریں گے۔ حضرت قائم کے پیچھے نماز پڑھیں گے اگر ہم (اہلبیتؑ رسول) پیغمبروں سے بہتر نہ ہوتے تو عیسٰیؑ علی نبینا و علیا السّلام ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔ حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا مہدیؑ میرے فرزندوں میں سے ہے جب وہ ظاہر ہو گا۔ عیسٰیؑ اُس کی نصرت و مدد کے لئے آسمان سے اُتریں گے اور اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت ارمیاؑ، دانیالؑ اور عزیر علیہ السّلام کے حالات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا تونے دیکھا ہے کسی کو اُس شخص کے مانند جو اُس گاؤں کی طرف گذرا جو خالی تھا اور اُس کی دیواریں اس کے چھتوں پر گری پڑی تھیں اور وہ گاؤں خراب و برباد ہو چکا تھا۔ بعض کہتے ہیں وہ جو گاؤں کی طرف گذرے تھے حضرت عُزیر تھے جیسا کہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ ارمیاؑ پیغمبر تھے چنانچہ حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ قریہ بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس تھا جسے بُختِ نصّر نے خراب و برباد کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہی گاؤں تھا جو مذکور ہوا جس میں سے کئی ہزار اشخاص موت کے خوف سے بھاگے تھے اور سب کے سب مر گئے تھے۔ وہ پیغمبر بولے کب یا کیونکر خدا اس شہر والوں کو زندہ کرے گا اور یہ بطور انکار نہیں بلکہ عظمت قدرت الٰہی کے اظہار کے لئے کہا۔ یا حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُن کے زندہ ہونے کی کیفیت جاننا چاہا اور چونکہ آیت کے ظاہری معنی ضعف اعتقاد کا گمان دلاتے ہیں اس لئے بعض مفسروں نے کہا ہے کہ وہ کہنے والے عزیرؑ و ارمیاؑ نہ تھے بلکہ ایک کافر تھا۔ لیکن یہ بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے۔ تو خدا نے ان کو سو سال تک کے لئے مردہ کر دیا پھر ان کو زندہ کیا۔ جب وہ زندہ ہوئے تو سمجھے کہ خواب میں تھے وہ بولے ایک روز اور دیکھا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا ہے اور شام ہو رہی ہے تو کہنے لگے بلکہ میں ایک روز سے بھی کم سویا۔ اور یہ سوال کرنے والا بعض کہتے ہیں کہ خدا تھا اور اُن کو آسمانی ندا پہنچی تھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ ایک فرشتہ ی یا کوئی پیغمبر یا ایک بوڑھا آدمی تھا جس نے اُن کو زندہ ہونے کے بعد پہنچانا تھا۔ اُس نے کہا بلکہ تم سو سال سے اُس جگہ مردہ پڑے تھے اور اب زندہ ہوئے ہو۔ تم اپنے آب و طعام کو دیکھو کہ اُن میں

ترجمہ، یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جسے ایک گاؤں میں جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا اتفاق گزر ہوا۔ تو اس نے کہا کہ خدا اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا۔ تو خدا نے اس کی روح قبض کر لی (اور) سو برس تک (اس کو مردہ رکھا) پھر اس کو جلا اٹھایا اور پوچھا تم کتنا عرصہ (مرے) رہے ہو اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ ﴿۲۵۹﴾ سورۃ البقرۃ

مطلق تغیر نہیں ہوا ہے۔ منقول ہے کہ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو اُن کے پاس انگور وانجیر اور عرق انگور تھا اور ان میں باد جود لطافت و نارک اشیاء ہونے کے کوئی تغیر نہیں ہوا اور خدا کی قدرت سے سو سال سے اُسی طرح تر و تازہ تھے۔ اور اپنے خچر کو دیکھو کہ اُس کی ہڈیاں سڑ گل گئی اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئی ہیں اور ہم نے تم کو اتنی مدت تک مردہ رکھنے کے بعد پھر اس لئے زندہ کیا تا کہ تم اسی طرح لوگوں کے قیامت میں زندہ ہونے کا ثبوت اور دلیل بنو اور ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھو ہم کس طرح ان کو بلند کر کے ایک دوسرے سے ملاتے ہیں اور پھر اُن پر گوشت کا لباس چڑھاتے ہیں اکثر مفسروں نے کہا ہے کہ خدا نے اُن کے خچر کو ان کی آنکھوں کے سامنے زندہ کیا کہ وہ دیکھیں کہ خدا مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے خدا نے اُن کو آنکھوں کو زندہ کیا انہوں نے اپنی پراگندہ اور بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھا کہ وہ جمع ہو کر ایک دوسرے سے متصل ہوئیں اور اُن پر گوشت پوست روئیدہ ہوئے۔ جب یہ کیفیت اُن پر ظاہر ہوئی بولے میں جانتا ہوں خدا ہر شے پر قادر ہے یعنی میں پہلے سے جانتا تھا یا اب میرا علم زیادہ ہو گیا۔

حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل سے بہت نافرمانیاں کیں اور خدا کے احکام کو بالکل پس پشت ڈال دیا اور خدا نے اُن پر کسی کو مسلط کرنا چاہا کہ ان کو ذلیل کرے اور قتل کرے (تو) حضرت ارمیاؑ کو وحیؑ کی کہ بنی اسرائیل سے پوچھا کہ وہ کونسا شہر ہے جس کو میں نے تمام شہروں میں سے انتخاب کیا اور بہتر بنایا ہے جس میں اچھے اچھے درخت لگائے ہیں اور اس کو ہر خراب درخت سے محفوظ رکھا ہے پھر اُس شہر کے حالات خراب

ترجمہ، خدا نے فرمایا (نہیں) بلکہ سو برس (مرے) رہے ہو۔ اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ (اتنی مدت میں مطلق) سڑی بسی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے) غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں اور (ہاں گدھے) کی ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کیونکر جوڑے دیتے اور ان پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں۔ جب یہ واقعات اس کے مشاہدے میں آئے تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۵۹﴾ سورۃ البقرۃ

ہوئے اور اچھے درختوں کے عوض خرنوب کا درخت جو تمام درختوں میں بدتر ہے اُگ آئے ہیں۔ جناب ارمیاؑ نے علمائے بنی اسرائیل سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم کو نہیں معلوم خدا سے ہمارے لئے معلوم کیجئے۔ جناب ارمیاؑ نے سات روزے رکھے پھر دُعا کی تو خدا نے وحی فرمائی کہ وہ شہر بیت المقدس ہے اور وہ درخت بنی اسرائیل ہیں جن کو میں نے اس شہر میں آباد کیا ہے لیکن چونکہ انہوں نے میری نافرمانی کی اور میرے دین کو اُلٹ پلٹ دیا اور ناشکری کی لہٰذا میں اپنے ذات مقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ ان کو ایسی سخت بلاؤں کے ذریعہ معرض امتحان میں لاؤں گا کہ صاحبان عقل و دانا حیران رہ جائیں گے اور اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو اُن پر مسلط کروں گا جو بدترین نطفہ سے پیدا ہوا ہوگا جس کی غذا بھی بدترین اشیاء ہوگی وہ اُن کے مردوں کو قتل کرے گا ان کی عورتوں کو اسیر کرے گا اور بیت المقدس کو خراب کرے گا جو اُن کا خانہ شرف و عزت ہے جس کے ذریعہ فخر کیا کرتے ہیں اور اُس پتھر کو جس پر تمام دُنیا میں ناز کرتے ہیں مزبلوں پر ڈال دے گا۔ سو سال تک یہی صورت رہے گی۔ جناب ارمیاؑ نے بنی اسرائیل کو اس امر سے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے دوبارہ درخواست کی کہ یا حضرت خدا سے پوچھئے کہ فقراء و مساکین اور غربا کا کیا گناہ ہے کہ وہ بھی اس بلا میں گرفتار ہونگے حضرت ارمیاؑ سات روز تک ایک لقمہ کھانے پر اکتفا کرتے رہے لیکن اُن کی وحی نہ ہوئی تو حضرت نے سات روزے رکھے اور سات روز کے بعد ایک لقمہ طعام تناول فرمایا پھر بھی ان کو وحی نہ پہنچی تو پھر سات روز اور روزے رکھے تو خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ ارے ارمیاؑ اس سوال سے باز آؤ ورنہ تمہارا منہ پشت کی جانب پھیر دوں گا کیا تم چاہتے ہو کہ اُس امر میں شفاعت کرو جو مقدر کر چکا ہوں اُن سے کہہ دو کہ تمہارا یہی گناہ ہے کہ تم (لوگوں کو) گناہ (کرتے ہوئے) دیکھتے تھے مگر انکار نہ کرتے تھے (اور نہ اُن لوگوں کو نصیحت کرتے تھے نہ اُن سے علیحدہ ہوتے تھے) پھر حضرت ارمیاؑ نے دُعا کی کے پالنے والے یہ تو بتادے کہ تو اُن پر کسے مسلط فرمائے گا تاکہ میں اُس کے پاس جا کر اپنے اور اپنے اہلبیت کے لئے امان طلب کرلوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں موضع میں جاؤ، وہاں ایک لڑکے کو دیکھو گے جس کو

امراض مزمن میں سب سے زیادہ مبتلا پاؤ گے۔ اس کی پیدائش سب سے زیادہ خبیث و بدتر ہے۔ یعنی ولدالزنا ہے اُس کا عذاب تمام لوگوں سے بدتر ہے۔ حضرت ارمیاؑ اُس مقام پر پہنچے۔ وہاں کارواں سرا میں ایک لڑکے کو دیکھا جسے لوگوں نے مزبلہ پر ڈال دیا ہے اور وہ زمین پر پڑا ہوا ہے صرف اس کی ایک ماں ہے جو ایک پیالہ میں سوکھی روٹی کے ٹکڑے توڑ رہی ہے اور اُس کے سامنے سور کا دودھ دوہ کر لاتی ہے اور وہ (روٹی کھالیتا ہے اور دودھ) پی لیتا ہے۔ حضرت ارمیاؑ سمجھ گئے کہ جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے وہ یہی لڑکا ہوسکتا ہے۔ حضرت اس کے پاس گئے اور اس کا نام پوچھا اُس نے بُخت نصّر بتایا۔ حضرت ارمیاؑ کو یقین ہوگیا۔ آپ نے اُس کا علاج کیا جب وہ تندرست ہوگیا تو آپ نے اُس سے فرمایا تو مجھے پہنچانتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں، ہاں اتنا سمجھتا ہوں کہ آپ ایک صالح اور نیک آدمی ہیں، فرمایا میں ارمیاؑ بنی اسرائیل کا رسول ہوں خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ تو بنی اسرائیل پر مسلط ہوگا اُن کے مردوں کو قتل کریگا اور ایسا اور ایسا کرے گا۔ بخُت نصّر نے یہ سُنا تو اس کے دل میں غرور پیدا ہوگیا۔ پھر جناب ارمیاؑ نے اُس سے کہا کہ میرے لئے ایک امان نامہ لکھ دے اُس نے امان نامہ لکھ کر ارمیاؑ کو دیدیا

وہ جنگوں اور پہاڑوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور فروخت کر کے اپنی زندگی گذارنے لگا۔ آخر لوگوں (کو) بنی اسرائیل سے جنگ پر آمادہ کیا جب ایک جماعت اُس کی ساتھی ہوگئی تو بنی اسرائیل کے مسکن وماوا بیت المقدس پر چڑھائی کی تو بیشمار لوگ چاروں طرف سے آکر اس کے ہمراہ ہوگئے۔ جب جناب ارمیاؑ کو معلوم ہوا کہ وہ بیت المقدس کی جانب آرہا ہے اُس کے راستہ پر آکر کھڑے ہوگئے لیکن لشکر کی کثرت کے سبب اُس کے پاس تک نہیں پہنچ سکے تو اُس امان نامہ کو ایک لکڑی میں باندھ کر بلند کیا۔ بخُت نصّر نے کہا آپ کون ہیں فرمایا میں ارمیاؑ پیغمبر ہوں جس نے تجھ کو بنی اسرائیل پر مسلّط ہونے کی خوشخبری دی

ترجمہ، اور یہود کہتے ہیں کہ عُزیر خدا کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی انہیں کی ریس کرنے میں لگے ہیں۔ خدا ان کو ہلاک کرے۔ یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں ﴿۳۰﴾

تھی۔اور یہ امان نامہ وہ ہے جو تو نے میرے لئے لکھ کر دیا تھا اُس نے کہا میں نے آپ کو امان دی لیکن آپ کے اہلبیت کی امان موقوف ہے اس پر کہ میں ایک تیر بیت المقدس کی جانب پھینکتا ہوں اگر وہ اتنی دور سے وہاں تک پہنچ جائیگا تو اُن کو امان نہ دونگا اور اگر وہ تیر نہ پہنچا تو ان کو بھی امان ہے۔ غرضکہ اُس نے تیر رہا کیا، ہوا نے (حکم خدا) بیت المقدس تک پہنچا دیا اُس نے کہا اُن کو امان نہیں دونگا ہے۔ الغرض اُس نے بیت المقدس کو فتح کیا جب وہاں پہنچا تو ایک ٹیلہ شہر کے درمیان میں دیکھا کہ اس میں سے تازہ خون جوش مار رہا تھا اور جس قدر خاک اُس پر ڈالتے ہیں اسی قدر زیادہ اُبلتا ہے اُس نے پوچھا یہ کیسا خون ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ ایک پیغمبر کا خون ہے جن کو بنی اسرائیل کے بادشاہوں نے قتل کیا تھا اسی روز سے اب تک یہ خون اسی طرح جوش مار رہا ہے۔ ہر چند اس پر خاک ڈالتے ہیں۔ وہ بند نہیں ہوتا وہ خون حضرت یحییٰؑ بن زکریاؑ کا تھا۔ اُن کے زمانہ میں ایک جبار بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کرتا تھا کبھی جب حضرت یحییٰؑ کی جانب اُس کا گذر ہوتا تو وہ حضرت اس کو نصیحت فرماتے کہ خدا سے خوف کر اے بادشاہ یہ کام تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ ایک مرتبہ جبکہ وہ ملعون شراب کے نشہ میں مست تھا، انہی زناکار عورتوں میں سے ایک عورت نے اُس سے کہا کہ یحییٰؑ کو قتل کر دے اُس ملعون نے حکم دیا کہ حضرت کا سر کاٹ لاؤ۔ چنانچہ حضرت کو شہید کیا اور آپ کا سر طشت میں رکھ کر اس کے سامنے لایا گیا وہ سر اُس لعین کو اُس وقت بھی نصیحت کرتا رہا کہ یہ فعل بد تیرے لئے حلال نہیں خدا سے ڈر اُسی وقت سر مبارک سے خون جوش مارتا ہوا نکلا اور ایک قطرہ زمین پر ٹپکا اور زمین سے اُبلنے لگا اور اُس وقت تک جوش مارتا رہا جبکہ بخت نصّر داخل بیت المقدس ہوا۔ حالانکہ سو سال گذر چکے تھے۔ غرضکہ بخت نصّر بنی اسرائیل کے شہروں میں پہنچا وہاں کی عورتوں مردوں بچوں اور جانوروں کو قتل کرتا رہا اور وہ خون اُسی طرح جوش مارتا رہا یہاں تک کہ سب کو فنا کر دیا پھر پوچھا کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اور باقی ہے لوگوں نے کہا ایک بہت بوڑھی عورت باقی ہے جو فلاں موضع میں رہتی ہے اس کو بُلایا اور اس کا سر بھی قطع کیا گیا تو خونِ حضرت یحییٰؑ کا جوش مارنا بند ہوا اور یہ بنی

اسرائیل کی آخری عورت تھی جو قتل کی گئی۔ بخت نصرّ وہاں سے بابل گیااور وہاں مقیم ہوااور ایک کنواں کھود وایااُس میں حضرت دانیالؑ کوایک شیرنی کے ساتھ ڈال دیا وہ اس کنویں کی مٹی کھاتی تھی اور حضرت دانیالؑ اس کا دودھ پیتے تھے اسی طرح ایک مدت گذر گئی تو خدا نے ایک پیغمبر پر وحی کی جو اُس وقت بیت المقدس میں تھے کہ کھانااور پانی دانیالؑ کے لئے لے جاؤ اور میرا اسلام اُن سے کہو پوچھا پالنے والے وہ کہاں ہیں۔ ارشاد ہوا کہ بابل کے فلاں موضع کے فلاں کنویں میں یہ سُن کر وہ پیغمبر اُس کنویں پر پہنچے اور پکارااے دانیالؑ، حضرت نے فرمایا لبیک آج تو ایک نئی آواز سن رہا ہوں۔ پیغمبر نے کہا تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور یہ آب وطعام تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اور وہ چیزیں جناب دانیالؑ کے پاس کنویں میں ڈال دیں۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا، میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جو کسی کو فراموش نہیں کرتا جو اُس کو پکارتا ہے۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کو کسی دوسرے پر نہیں چھوڑتا میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جو نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جو دُنیا و آخرت کے عذاب وعقاب سے صبر کے عوض نجات بخشتا ہے حمد اُس خدا کے لئے زیبا ہے جو ہماری تکلیف و نقصان کو دُور کرتا ہے۔ حمد سزاوار ہے اُس خدا کے لئے جو ہمارا محل اعتماد ہوتا ہے جبکہ تمام راستے (فلاح و نجات کے) منقطع ہو جاتے ہیں حمد کے لائق ہے وہ خدا جو ہماری بد اعمالیوں کے سبب ہماری بدگمانی کے وقت ہماری امید گاہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ روٹی کی قدر کرو کیونکہ اس کے لئے عرش سے زمین تک مخلوقات خدا نے عمل اور محنت کی ہے تب کہیں روٹی تیار ہوئی ہے پھر فرمایا کہ تم سے پہلے ایک پیغمبر حضرت دانیالؑ تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک کشتی بان کو ایک روٹی دی کہ مجھے دریا سے پار اُتار دے۔ اُس نے وہ روٹی پھینک دی اور کہا کہ میں اس روٹی کو لے کر کیا کروں گا؟ ایسی روٹیاں تو ہمارے چاروں طرف پڑی ہوئی پامال ہوتی رہتی ہیں۔ اُس کی یہ حرکت دیکھ کر حضرت دانیالؑ نے اپنے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کرکے کہا پالنے والے روٹی کی بیقدری نہ ہونے دے تو نے دیکھا کہ اس شخص نے روٹی کے ساتھ کیا کیااور

روٹی کے بارے میں کیا کہا؟ تو خدا نے آسمان کو وحی کی کہ بارش اُن پر بند کر دے اور زمین کو وحی فرمائی کہ پختہ انیٹ کے مانند ہو جا کہ تجھ میں گھاس تک نہ اُگے۔ غرض کہ پانی برسنا بند ہو گیا اور اُن میں ایسا قحط پڑا کہ ایک دوسرے کو کھانے لگے اور جب اُن پر سختی و تنگی اُس حد تک پہنچ گئی۔ جہاں تک خدا کو منظور تھی جس سے اُن کی تادیب ہو سکے تو ایک روز ایک عورت نے جس کے ایک لڑکا تھا دوسری ایک عورت سے جس کے بھی ایک لڑکا تھا کہا کہ آج میں اپنے لڑکے کو مار ڈالتی ہوں تاکہ میں اور تو ملکر کھائیں اور کل تو اپنے لڑکے کو قتل کرنا اور اس میں سے مجھے بھی حصّہ دینا، اُس نے کہا منظور ہے۔ غرض اس عورت نے اپنے لڑکے کو قتل کر دیا اور دونوں نے اس کا گوشت کھالیا۔ دوسرے روز جب دونوں کو بھوک معلوم ہوئی تو دوسری عورت نے اپنے بچے کو قتل کرنے سے منع کیا اس پر تکرار ہوئی۔ اور دونوں حضرت دانیالؑ کے پاس فیصلہ کے لئے آئیں حضرت دانیالؑ نے فرمایا کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنے لڑکوں کو تم لوگ کھانے لگے دونوں نے عرض کی ہاں، اے پیغمبر خدا بلکہ اس سے بدتر حالت ہے تو آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کئے اور مناجات کی کہ پالنے والے اپنے فضل و کرم کو پھر ہمارے شاملِ حال فرما اور کشتی بان اور اسکے مانند لوگوں کی نخوت و گناہ کے سبب جنہوں نے کفرانِ نعمت کیا ہے۔ بچوں اور کمزوروں کو عذاب میں مبتلا نہ رکھ۔ اُس وقت خدا نے آسمان کو بارش کو اور دانہ اُگانے کا حکم فرمایا کہ میری مخلوق کی کمی کو پورا کرے جو اتنی مدّت تک اُن کے لئے قائم رکھی گئی تھی اس لئے کہ میں نے کمسن بچوں کی وجہ سے اُن پر رحم کیا۔

منقول ہے کہ حضرت سیلمانؑ کی وفات کا وقت آیا (تو) آپ نے آصفؑ بن برخیا کو بحکم خدا اپنا خلیفہ بنایا، اُن کے شیعہ برابر حضرت آصفؑ کی خدمت میں آکر مسائل دین پوچھا کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت آصفؑ ایک طویل مدت تک اُن کے درمیان سے غائب ہو گئے۔ پھر ظاہر ہوئے اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر ان کو رخصت کیا۔ ان کے شیعوں نے پوچھا پھر کو اب ہم سے آپ کہا اور کب ملیں گے فرمایا صراط کے نزدیک۔ یہ

کہہ کر غائب ہو گئے اور بنی اسرائیل پر سختیاں اور تکلیفیں ہونے لگیں اور بختِ نصّر اُن پر مسلط ہوا جس کو پاتا، مار ڈالتا تھا اور جو بھاگ نکلتا تھا اُس کے تعاقب میں آدمی دوڑا دیتا۔ چنانچہ یہود کے بزرگ اشخاص میں سے چار شخصوں کو اپنے لئے انتخاب کیا جن میں ایک حضرت دانیالؑ تھے اور ہارونؑ کی اولاد میں سے حضرت عزیرؑ تھے اور یہ لوگ بہت خورد سال اور کمسن تھے۔ اُس نے ان کو قید کر لیا اور بنی اسرائیل اُس کے ہاتھوں انتہائی تکلیف، ذلّت اور عذاب میں تھے۔ اُس وقت اُن کے ہادی و رہبر حضرت دانیالؑ تھے جو نوّے سال تک بختِ نصّر کی قید میں رہے۔ آخر جب بختِ نصّر کو حضرت دانیالؑ کی عظمت و فضیلت معلوم ہوئی اور اُس نے یہ سُنا کہ بنی اسرائیل اُن کے انتظار میں ہیں اور اُن کے ذریعہ سے اپنی تکلیفوں اور سختیوں کے دُور کے زائل ہونے کی امید رکھتے ہیں تو اس نے حضرت دانیالؑ کو نہایت کشادہ اور گہرے کنویں میں قید کر دیا اور ایک شیر اُس میں چھوڑ دیا تاکہ حضرت کو ہلاک کر دے اور حکم دیا کہ کوئی حضرت کو آب و غذا نہ دے۔ شیر تو حضرت کے قریب بھی نہیں گیا اور خداوند عالم اپنے ایک پیغمبر کے ذریعہ اُن کو آب و طعام پہنچایا کرتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق جو شخص اپنی روزی کے بارے میں غمگیں ہوتا ہے اُس کے لئے ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب کسی درندے کو دیکھو تو کہو (اعوذ برب دانیال و الجب من شر کل اسد مستا) ترجمہ یعنی میں دانیالؑ کے اور اُس کنویں کے رَب سے جس میں وہ ڈالے گئے تھے پناہ مانگتا ہوں شیر اور ہر درندہ کے شر سے۔ الغرض بہ تحقیق کہ حضرت دانیالؑ ایک جبار و ظالم بادشاہ کے زمانہ میں تھے جس نے آپؑ کو پکڑ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا تھا تو خدا نے ایک دوسرے پیغمبر پر وحی فرمائی کہ دانیالؑ کے لئے کھانا لے جاؤ تو آپ نے وہ دُعا پڑھی۔ امام صادقؑ نے فرمایا، خدا مومنین کی روزی ایسی جگہ سے پہنچاتا ہے جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ غرض اسی اثناء میں ان کے دوستوں اور شیعوں پر بلائیں سخت ہوتی رہیں اور وہ سب آپؑ کے ظہور کا انتظار کرتے رہے اور اُن میں سے اکثر آپ کی غیبت کی طویل مدّت کے سبب دین میں شک و شبہ کرنے لگے۔ آخر جب حضرت دانیالؑ اور اُن کی قوم پر بلائیں اور

تکلیفیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں۔ بختِ نصّر نے خواب دیکھا کہ اُس کا سر گویا لوہے کا اور اس کے پیر تانبے اور سینہ سونے کا ہے منجموں کو بلا کر پوچھا بتاؤ میں نے کیا خواب میں دیکھا ہے انہوں نے لاعلمی ظاہر کی اور کہا بیان کیجئے کیا دیکھا ہے تو ہم لوگ اس کی تعبیر بیان کریں۔ بختِ نصّر نے کہا کہ اب تک اتنے روپے ماہانہ اتنے سال سے تم کو تنخواہیں دے رہا ہوں اور تم اتنا نہیں بتا سکتے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے۔ پھر سب کو قتل کر دیا۔ اس وقت بعض ارکان دولت نے کہا کہ آپ جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں اسے وہ شخص جانتا ہے جس کو آپ نے کنویں میں ڈال رکھا ہے کیونکہ وہ اُس وقت سے اب تک زندہ ہے شیرنی نے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا بلکہ وہ مٹی کھاتی ہے اور اُس کو اپنا دودھ پلاتی ہے۔ بختِ نصّر نے حضرت دانیالؑ کو طلب کیا اور پوچھا بتایئے میں نے کیا خواب دیکھا ہے۔ حضرتؑ نے اُس کا خواب اُس سے بیان کیا اُس نے کہا سچ ہے اب اس کی تعبیر بیان کیجئے فرمایا۔ تیری بادشاہی کی مدت تمام ہو چکی، تین روز کے بعد تو قتل کر دیا جائے گا۔ فارس کا ایک شخص تجھ کو قتل کرے گا۔ بختِ نصّر نے کہا کہ میں نے سات شہر ایک دوسرے کے گرد بنوائے ہیں اور ہر شہر میں بہت سے نگہبان مقرر کئے ہیں اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ تانبے کی مرغابیاں بنوا کر ہر شہر کے دروازہ پر کرا دی ہیں جو کسی اجنبی کو دیکھ کر چلانے لگتی ہیں تاکہ وہ گرفتار کر لیا جائے۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا ایسا ہی ہو گا جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ بختِ نصّر نے پھر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ گشت کرتے رہو اور جس کو (میری طرف آتے ہوئے) دیکھو قتل کر دو خواہ وہ کوئی ہو اور حضرت دانیالؑ کو اپنے پاس روک لیا اور کہا اگر تین روز گذر گئے اور میں قتل نہ کیا گیا تو آپ کو قتل کر دوں گا۔ جب تیسرا دن آیا اور شام ہونے لگی تو اُس کو انتشار و اضطراب لاحق ہوا اور گھبرا کر باہر نکلا اور اپنے ایک غلام کو جو اہل فارس سے تھا اپنی تلوار دے کر حکم دیا کہ جس کو بھی دیکھنا قتل کر دینا خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں غلام نے شمشیر اُس کے ہاتھ سے لے لی اور ایک ہی ضرب میں اُس کو واصل جہنم کر دیا۔ ایک اور روایت کے مطابق بختِ نصّر نے خواب میں دیکھا کہ ملائکہ فوج در فوج آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور کنوئیں پر جا رہے ہیں۔ جس

میں حضرت دانیالؑ قید تھے اور حضرت دانیالؑ کو سلام کرتے ہیں اور اُن کو تکلیفوں کے دُور ہونے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ صبح کو بیدار ہوا تو اپنے کیئے پر نادم و پشیمان ہوا۔ حضرت کو کنوئیں سے باہر نکلوایا اور آپ سے معذرت کی اور اپنی بادشاہی اور سلطنت کے تمام امور حضرت کے سپرد کر دیئے اور آپ کو اپنے ملک کا فرمانروا بنا دیا پھر بنی اسرائیل کے جو لوگ پوشیدہ ہو کر باقی رہ گئے تھے حضرت دانیالؑ کے پاس جمع ہونے لگے ان کو کشائش و راحت کا یقین ہو گیا۔ غرض کہ تھوڑے زمانہ تک اسی حال پر بسر ہوئی اور حضرت دانیالؑ رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اُن کے بعد امر نبوت و خلافت حضرت عزیرؑ کو پہنچا اور مومنین آپ کے تابع اور آپ سے مانوس ہوئے اور مسائل دین حضرت سے حاصل کرتے رہے۔ پھر خدا نے ان کو بھی پوشیدہ کر دیا اور سو سال تک اُن کی غیبت قائم رہی پھر دوبارہ اُن پر اُن کو مبعوث فرمایا پھر ان کے بعد حجتہائے خدا غیبت میں رہے اور بلائیں بنی اسرائیل پر سخت ہوتی رہیں یہاں تک کہ حضرت یحییٰؑ ظاہر ہوئے۔

ارمیاؑ بنی اسرائیل کے قتل کے بعد بیت المقدس سے نکلے اور اپنے خچر پر سوار ہوئے انجیر و عرق انگور اپنے کھانے پینے کے لئے ساتھ لیا اور چلے اور اُس مقام پر پہنچے جہاں بہت سے لوگ مرے ہوئے پڑے تھے اور جانور اُن صحرائی و دریائی اور پرندے اُن کے بدنوں کو کھا رہے تھے۔ وہاں حضرت ٹھہرے اور کچھ دیر سکوت کے بعد آپ کی زبان سے نکلا کیونکر ان کو خدا زندہ کرے گا جس کے اعضا کو جانوروں نے کھالیا ہے تو خدا نے ان کی روح کو قبض کر لیا اور تین سو سال کے بعد زندہ کیا۔ جب خدا نے بنی اسرائیل پر رحم فرمایا اور بختِ نصّر کو ہلاک کیا۔ پھر بنی اسرائیل کو دُنیا میں آباد کیا۔ اور وہ جو سو سال تک مردہ رہنے کے بعد زندہ ہونے وہ ارمیاؑ پیغمبر تھے۔ ایک روایت کے مطابق جو کہ حضرت عزیرؑ کے بارے میں ہے کہ جب بختِ نصّر بادشاہ ہوا اور بنی اسرائیل پر مسلط ہوا وہ حضرت اُس کے شر سے بچ کر نکلے اور ایک چشمہ آب میں جا کر غائب ہو گئے، خدا نے حضرت ارمیاؑ کے جسم میں سے جس عضو کو سب سے پہلے زندہ کیا وہ اُن کی آنکھیں تھیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں پُتلی

انڈے کی سفیدی کے مانند متحرک تھی اور دیکھ رہی تھی۔اس وقت خدانے اُن پر وحی کی کہ کتنے دنوں اس مقام پر تم ٹھہرے، عرض کی ایک روز پھر جب دیکھا کہ آفتاب بلند ہوا ہے تو کہاایک دن سے بھی کم۔ خدانے فرمایانہیں بلکہ سوسال تم کواس جگہ گذر گئے۔انجیر وآب انگور کودیکھو کہ اس مدت میں وہ سب اُسی طرح تروتازہ ہیںاوراپنے خچر کودیکھو کہ کس طرح سڑ گل کر ڈھیر ہورہاہے اب دیکھو کہ میں ان کو کیونکر زندہ کرتاہوں۔ حضرت عزیرؑ نے دیکھاکہ بوسیدہ ہڈیاں ایک دوسرے کے قریب ہو کر آپس میں مِلتی جارہی ہیں یہاں تک کہ حضرت ارمیاؑ کا تمام جسم اوراُن کے خچر کے تمام اعضادرست ہوگئے اور دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ارمیاؑ نے کہاکہ میں جانتاہوں کہ خداہر شے پر قادر ہے۔روایت معتبر میں گذرچکاہے کہ دوکافر بادشاہ تمام روئے زمین پر قابض ہوئے (ایک) نمرود اور (دوسرا) بختِ نصّر

روایت ہے کہ بخت نصر نے ایک سوستاسی (۱۸۷) سال تک حکومت کی جب اس کی باشاہی کے سینتالیس (۴۷) سال گذرے حق تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو اُن کے شہر والوں کی جانب مبعوث فرمایا جن پر موت طاری کرنے کے سوسال بعد زندہ کیا تھا وہ متفرق شہروں کے رہنے والے تھااور موت کے خوف سے شہر سے بھاگے تھے اور حضرت عزیرؑ کے قریب وجوار میں آکر بسے تھے وہ سب صاحبانِ ایمان تھے۔ حضرت عزیرؑ اُن کی دلجوئی کرتے،ان کی باتوں کو سنتے اوران کے ایمان کے سبب اُن کو دوست رکھتے تھے اوراُن کے ساتھ ایمانی برادری قائم کرلی تھی۔ایک روزان کے درمیان سے کہیں چلے گئے تھے۔ دوسرے روزجب واپس آئے دیکھاکہ سب کے سب مرے ہوئے ہیں۔بہت رنجیدہ ہوئے اور تعجّب سے کہاکہ خداان کو کب زندہ کرے گاتو خدانے اُن کی روح بھی اُسی وقت قبض کرلی۔ غرضکہ وہ سب لوگ سوسال تک اسی حال میں پڑے رہے بعد سوسال کے خدانے حضرت عزیرؑ کو مع ان لوگوں کے زندہ کیاوہ لوگ ایک لاکھ لڑنے والے سپاہی تھے۔اُس کے بعد بخت نصراُن پر مسلط ہوا۔جب بخت نصر فوت ہوااوراُس کا بیٹامہرویہ بادشاہ ہوااوراُس نے

سترہ سال بیس روز بادشاہی کرنے کے بعد حکم دیا کہ ایک بہت بڑا غار کھود کر حضرت دانیالؑ اوران کے شیعون کو اُس میں ڈالو اور ہر طرح کے عذاب سے ان کو معذب کیا یہاں تک کہ خدانے اُن کو اُس کے ہاتھ سے نجات دی۔ اور اصحاب الاخدود جو خدانے قرآن میں فرمایا ہے یہی لوگ ہیں جب خدانے حضرت دانیالؑ کو اپنے جوار رحمت میں طلب کرنا چاہاتوان کو حکم دیا کہ نور وحکمت خدا اپنے فرزند یکجا کو سپرد کریں اوراس کواپنا خلیفہ بنائیں۔

منقول ہے کہ حضرت دانیالؑ یتیم تھے ان کے ماں باپ نہ تھے، بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت نے ان کی پرورش کی تھی اُس زمانہ کے بادشاہ نے دو قاضی مقرر کر رکھے تھے ان دونوں کا ایک دوست نہایت نیک شخص تھا جس کی زوجہ بہت حسین و جمیل اور نہایت عبادت گزار تھی۔ وہ مرد صالح بادشاہ کے پاس بھی آتا جاتا تھا۔ بادشاہ کوایک روزایک کام درپیش ہوا۔ اُن دونوں قاضیوں سے کہا کہ مجھے ایک معتبر شخص کی ضرورت ہے جسے فلاں کام سپرد کرناچاہتاہوں۔ اُن قاضیوں نے اُسی مرد صالح کے بارے میں رائے دی۔ بادشاہ نے اُس کو اُس کام کے لئے کہیں باہر بھیج دیاجب وہ شخص جانے لگاتو دونوں قاضیوں سے کہتا گیاکہ میرے زوجہ کی خبر گیری کرتے رہیں۔ اُس کے جانے کے بعد وہ دونوں قاضی اپنے دوست کے گھر آئے تاکہ اُس کی عورت کاحال دریافت کریں۔ چونکہ وہ وہ بہت حسین و جمیل تھی دونوں اس کو دیکھتے ہی عاشق ہوگئے اور اس کو بدکاری پر راضی کرناچاہا۔ مگر وہ راضی نہیں ہوئی اُن دونوں نے کہاکہ اگر تو راضی نہ ہوگی تو ہم دونوں بادشاہ کے سامنے گواہی دیں گے کہ تونے زنا کی ہے وہ تجھ کو سنگسار کردے گا۔ اُس عورت نے کہاجو چاہو کرو لیکن اس فعل بد کو گوارانہیں کرسکتی۔ وہ دونوں خائن (وہاں سے مجبور ہوکر) بادشاہ کے پاس آئے اور گواہی دی کہ اُس عورت نے زنا کی ہے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت گراں گذری اور بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ اُس عورت کی پارسائی کا بہت معتقد تھااور قاضیوں کی گواہی بھی رد نہیں کرسکتا تھا۔ آخر سوچ کر کہاکہ تمہاری گواہی منظور ہے لیکن تین روز کے بعد اس کو سنگسار کروں گااور شہر میں منادی کراوی کہ فلاں روز سب لوگ جمع ہوں تاکہ فلاں عابدہ وصالحہ کو

سنگسار کریں۔ کیونکہ اس نے زنا کی ہے اور دو قاضیوں نے اس کی زنا کی گواہی دی ہے۔ یہ سُن کر عام طور پر لوگوں کو یقین نہ آیا کہ وہ عورت ایسا کر سکتی ہے اور بادشاہ سے اُس کے بارے میں بحث کرتے رہے۔ بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ تمہارے ذہن میں بھی کوئی تدبیر ایسی نہیں آتی ہے جس سے اُس زن عابدہ کی نجات ہو سکے اُس نے کہا نہیں۔ جب تیسرا روز آیا جس روز عابدہ کو سنگسار کرنا تھا وزیر اپنے گھر سے نکل کر بادشاہ کے پاس چلا راستہ میں چند لڑکوں کو کھیلتے دیکھا جن میں حضرت دانیالؑ بھی تھے وزیر حضرت کو نہیں پہچانتا تھا جب وزیر ان لڑکوں کے پاس پہنچا، حضرت دانیالؑ نے لڑکوں سے کہا، لڑکو آؤ میں بادشاہ بنتا ہوں، فلاں لڑکا عابدہ بنے اور فلاں دو قاضی بنیں اور کچھ مٹی جمع کر کے (چبوترہ بنایا اور دانیالؑ بیٹھے) اور نے کی تلوار اپنے واسطے بنائی اور دوسرے لڑکوں کو حکم دیا کہ ایک گواہ کو پکڑ کے فلاں مقام پر دُور لے جا کر کھڑا کرو اور دوسرے گواہ کا ہاتھ پکڑ کے دوسری طرف لے جا کر کھڑا کرو۔ پھر ان گواہوں میں ایک کو اپنے پاس بُلایا اور کہا جو حق بات ہو وہی کہنا ورنہ تیری گردن اس تلوار سے اُڑا دوں گا۔ وزیر وہاں ایک طرف کھڑا ہو کر یہ تمام ماجرا دیکھ رہا تھا۔ غرض وہ لڑکا جو گواہ بنا تھا بولا کہ عابدہ نے زنا کی، حضرت دانیالؑ نے پوچھا کس وقت؟ کہا فلاں روز فلاں وقت، پوچھا کس کے ساتھ؟ کہا فلاں ولد فلاں کے ساتھ۔ پوچھا کس جگہ؟ کہا فلاں جگہ، تو حضرت دانیالؑ نے فرمایا، اچھا اس کو لے جاؤ اور دوسرے گواہ کو لاؤ۔ لڑکوں نے اُس کو اُسی کی جگہ پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ پھر دوسرے گواہ کو بلایا اور پوچھا کس بارے میں تو گواہی دیتا ہے؟ اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عابدہ نے زنا کی، پوچھا کس وقت؟ کہا فلاں وقت، پوچھا کس کے ساتھ؟ کہا فلاں ولد فلاں کے ساتھ۔ پوچھا کس مقام پر؟ غرض ان دونوں گواہوں کے بیانات ایک دوسرے سے مختلف ثابت ہوئے تو حضرت دانیالؑ نے کہا، اللہ اکبر ان لوگوں نے ناحق گواہی دی ہے اے فلاں شخص منادی کر دے کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے لوگ جمع ہوں تا کہ ان دونوں کو قتل کیا جائے۔ جب وزیر نے حضرت دانیالؑ کا یہ عجیب فیصلہ ملاحظہ کیا جلدی جلدی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا

بیان کیا، تو بادشاہ نے بھی دونوں قاضیوں کو طلب کیا اور ایک دوسرے کو جدا کر کے ٹھہرایا۔ پھر ان میں سے ایک کو بُلایا اور عابدہ کے بارے میں اسی طرح سوالات کئے۔ پھر دوسرے کو طلب کیا اور سوالات کئے دونوں کے بیانات ایک دوسرے کے مخالف تھے تو بادشاہ نے منادی کرائی کہ لوگ ان دونوں قاضیوں کے قتل کے لئے جمع ہوں کہ ان دونوں نے عابدہ بیگناہ پر افترا کیا ہے۔ پھر اُن دونوں کے قتل کا حکم دیا۔

منقول ہے کہ خدا نے حضرت دانیالؑ کو وحی فرمائی کہ میرے تمام بندوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ دشمن وہ جاہل و نادان ہے جو حق اہل علم کو سُبک سمجھتا ہے اور اُس کی پیروی نہیں کرتا اور میرے تمام بندوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ دوست وہ پرہیزگار ہے جو میرے ثواب عظیم کا طالب ہوتا ہے اور علما کی خدمت میں رہتا ہے۔ اُن سے جُدا نہیں ہوتا اور بردباروں کی متابعت کرتا ہے اور عقلمندوں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز عزیرؑ نے مناجات کی کہ پالنے والے میں نے تیرے تمام امور احکام میں غور کیا اور اپنی عقل سے آثار عدالت کو مکمل پایا، ایک بات ضرور ہے جس میں میری عقل حیران ہے اور وہ یہ کہ تو ایک گنہگار جماعت پر غضبناک ہوتا ہے اور عذاب بھیجتا ہے تو سب پر جس میں بے گناہ بچے بھی ہوتے ہیں۔ حکم ہوا کہ شہر سے نکل کر صحرا میں چلے جاؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور صحرا میں نکل گئے جب ہوا کی گرمی شدید ہوئی ایک درخت کے سائے میں پناہ لی اور سو گئے۔ ایک چیونٹی نے ان کے پیر میں کاٹ لیا، انہوں نے جھنجھلا کے پیر زمین پر مارا، وہاں کی سینکڑوں چیونٹیاں مر گئیں اُس وقت وہ سمجھے کہ خدا نے اُن کو اس مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔ پھر خدا نے ان کو وحی کی کہ اے عزیرؑ جب کوئی گروہ میرے عذاب کا مستحق ہوتا ہے تو عذاب کا ایک وقت میں مقرر کرتا ہوں جبکہ لڑکوں اور بچوں کی عمر پوری ہو چکی ہوتی ہے تو لڑکے بچے تو اپنی موت سے مرتے ہیں اور گناہ گار لوگ میرے عذاب کے سبب ہلاک ہوتے ہیں

منقول ہے کہ ابن کوا نے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ

آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک لڑکا ایسا گذرا ہے جو اپنے باپ سے (بظاہر) عمر میں بہت بڑا تھا حالانکہ میری عقل اس کو قبول نہیں کرتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب عُزیرؑ اپنے گھر سے نکلے اُن کی زوجہ حاملہ تھی اور اُسی وقت اُن کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس وقت حضرت کی عمر پچاس سال کی تھی خدا نے ان کی روح قبض کر لی جب وہ سو سال کے بعد زندہ ہوئے تو خدا نے ان کو اُسی ہیئت و حالت میں زندہ کیا جیسا کہ پچاس سال کی عمر میں تھے۔ جب وہ اپنے گھر واپس آئے تو اُن کی عمر پچاس کی تھی اور آپ کے لڑکے آپ سے عمر میں بہت بڑے تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق منقول ہے کہ جب ہشام بن عبدالملک حضرت امام محمد باقرؑ کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ عیسائیوں کے ایک بہت بڑے عالم نے جو اُس وقت شام میں تھا حضرت سے چند سوالات کئے اور جواب سُن کر مسلمان ہو گیا۔ اُس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ مجھے آگاہ فرمائیں اُس مرد کے حال سے جس نے اپنی زوجہ سے مقاربت کی اور وہ دو لڑکوں سے حاملہ ہوئی اور دونوں ایک وقت پیدا ہوئے اور ایک ہی وقت مرے اور ایک ہی قبر میں دفن ہوئے لیکن ایک کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔ اور ایک کی عمر صرف پچاس برس کی۔ حضرت نے فرمایا یہ دونوں بھائی عزیرؑ و عزرہ تھے جو ایک ساعت میں پیدا ہوئے جب تیس سال ان کی عمریں ہوئیں تو خدا نے حضرت عزیرؑ کو سو سال تک کے لئے مردہ کر دیا جب ان کو زندہ کیا بیس سال عزرہ کے ساتھ زندہ رہے اور پھر دونوں ایک ہی وقت رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ عزیرؑ کی مدت زندگانی پچاس سال تھی اور عزرہ کی ڈیڑھ سو سال۔

(مولف فرماتے ہیں چونکہ جو حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا نے جس کو سو سال تک مردہ رکھا وہ حضرت ارمیاؑ تھے زیادہ صحیح اور زیادہ تعداد میں ہیں ممکن ہے جو حدیثیں حضرت عزیرؑ کے بارے میں ہیں۔ تقیہ پر محمول ہوں کہ حضرت نے اہل کتاب کی موافقت میں فرمایا ہو تا کہ ان کی ہدایت کا سبب ہو اور وہ انکار نہ کر سکیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں حضرت کے لئے ایسا واقع ہوا ہو اور آیہ مبارکہ میں جو کچھ واقع ہوا ہے اُس میں حضرت ارمیاؑ کی طرف اشارہ ہے اور واضع ہو کہ یہ قصّہ بھی رجعت پر دلالت کرتا ہے

حضرت یونسؑ بن متی اور انکے پدر بزرگوار علیہ السّلام کے حالات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کوئی آبادی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اس کو فائدہ دیتا ہاں یونسؑ کی قوم جب (عذاب ظاہر ہونے پر) ایمان لائی تو ہم نے دنیاوی زندگی میں اُن سے رسوائی کا عذاب ٹال دیا اور ہم نے انہیں ایک وقت تک چین و آرام دے دیا۔ اور دُوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ صاحب ماہی یعنی یونسؑ یاد کرو جس وقت کہ وہ اپنی قوم کے درمیان سے اُن پر غضبناک ہو کر نکلے اور یہ گمان کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے۔ امام رضاؑ سے منقول ہے یعنی ان کو یقین ہو گیا تھا کہ ہم اُن پر روزی تنگ نہ کریں گے اور بعض کا قول ہے یعنی انہی کا گمان تھا کہ ترک اولیٰ جو اُن سے صادر ہوا ہم اس پر کوئی عقوبت مقرر نہ کریں گے چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ انہوں نے تاریکیوں اور ظلمتوں میں ندا کی اور امام رضاؑ نے فرمایا یعنی ظلمت شب و ظلمت دریا اور تاریکی شکم ماہی میں (انہوں نے ندا کی) کہ معبود تیرے سوا کوئی خدا نہیں میں تیری تنزیہہ کرتا ہوں اُن تمام امور سے جو تیری ذات و صفات کے لائق نہیں ہیں (تو ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے) بیشک میں قصوروار ہوں یا یہ کہ میں قوم کے درمیان سے چلا آیا حالانکہ اُن کے ساتھ رہنا بہتر تھا یا یہ الفاظ عاجزی و شکستگی کے طور پر کہا بغیر اس کے کہ کوئی گناہ یا امر ناپسندیدہ صادر ہوا ہو۔ حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب مچھلی کے پیٹ میں ایسے اطمینان قلب کے ساتھ خدا کا ذکر کیا کہ میں کبھی خدا کی ایسی عبادت نہیں کی تو (خدا فرماتا ہے کہ) ہم نے ان کی دعا قبول کی اور غم واندوہ سے ان کو نجات عطا کی اور ہم یوں ہی مومنوں کو غم و رنج سے نجات دیتے ہیں۔ جبکہ وہ ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے، بیشک یونس پیغمبروں میں سے تھے۔ جس وقت

ترجمہ، اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی۔ یہ سب نیکوکار تھے ﴿۸۵﴾ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی ﴿۸۶﴾ الأنعام

قوم کے درمیان سے نکلے اور سامان واسباب اور لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کی جانب آئے، تو اہلِ کشتی کے درمیان قرعہ ڈالا گیا جبکہ مچھلی کشتی کی راہ میں حائل ہوئی تو وہ مغلوبوں میں سے ہوئے اور قرعہ ان کے نام نکلا، تو مچھلی ان کو نگل گئی۔ اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ تو اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو بے شبہ قیامت تک مچھلی کے شکم میں رہتے پھر ہم نے ان کو شکم ماہی سے نکال کر ایک صحرا میں ڈال دیا جہاں نہ کوئی درخت تھا نہ سبزہ حالانکہ وہ بیمار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اُن کا جسم اس بچے کے مانند (نرم ونازک) ہوگیا تھا۔ جس وقت کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور ہم نے کدو کا درخت ان کے لئے اگا دیا جو اُن پر سایہ فگن ہوگیا۔ اور ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں پر مبعوث کیا یعنی زمین نینوا پر جو موصل کے شہروں میں سے ہے۔ بعض کہتے ہیں اَوْ (یا) بمعنی واؤ ہے یعنی ایک لاکھ اور زیادہ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے ان کو بہت سی جماعتوں کی طرف بھیجا کہ اگر ان کو کوئی دیکھتا تو کہتا ایک لاکھ اشخاص ہیں یا زیادہ اور زیادتی کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ بیس ہزار تھے اور بعض تیس ہزار کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار تھے۔ وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے ان کو کچھ مدت تک مستفید ہونے دیا (یعنی) ان کی آخر عمر تک (دُنیا میں اُن سے عذاب ٹال دیا) اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ اور صاحب حوت مانند مت ہونا یعنی یونس کی طرح جبکہ انہوں نے مچھلی کے شکم میں سے پکارا حالانکہ وہ اس میں مقید تھے یا رنج واندوہ سے بھرے ہوئے تھے۔ اگر یہ نہ ہوتا کہ خدا اُن کا تدارک کرتا اور اس کی نعمتیں اُن کو نہ پہنچتیں تو وہ خالی بیابان میں جو محل مذمت و ملامت تھا پڑے رہتے پھر اُن کے پروردگار نے ان کو برگزیدہ کیا اور ان کو نیکوں میں سے قرار دیا۔ ایک روایت کے مطابق جب یونسؑ صبح کو گئے اور کوہستان روحا کی طرف سے گذرے تو کہتے تھے، تیری خدمت میں آیا ہوں اور میں نے تیری دعوت کو قبول کیا ہے اے غموں اور بڑی سختیوں کے دور کرنے والے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی قوم پر سے عذاب کو اس

کے آثار ظاہر ہو جانے کے بعد نہیں ٹالا سوائے یونسؑ کی قوم کے۔ حضرت یونسؑ اُن کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور ہو انکار کرتے رہے تو اُن پر بددعا کرنے کا ارادہ کیا۔ اُن میں دو اشخاص تھے ایک عابد تنوخا نامی اور دوسرا عالم تھا جس کو روبیل کہتے تھے۔ عابد کہتا تھا بددعا کیجئے اور عالم اُن پر بدُعا کیا جانا نہیں چاہتا تھا (اور) کہتا تھا کہ خدا آپ کی بدُعا رد نہیں کریگا لیکن اپنے بندوں کو ہلاک کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ یونسؑ نے عابد کی بات مان لی اور اُن کے لئے بدُعا فرمائی۔ خدا نے ان کو وحی کی فلان سال فلاں مہینے میں فلاں روز ان پر عذاب نازل کرونگا۔ جب اس وعدہ کا وقت قریب آیا حضرت یونسؑ عابد کو لے کر اُن کے درمیان سے نکل گئے مگر عالم اُنہی کے ساتھ رہا۔ آثار عذاب دیکھ کر عالم نے کہا خدا سے فریاد و استغاثہ کرو ۔ شاید وہ تم پر رحم فرمائے اور عذاب کو ٹال دے لوگوں نے پوچھا کس طرح الحاح وزاری کریں، اُس نے کہا گھروں سے نکل پڑو جنگل میں چلو۔ بچوں کو اُن کی ماؤں سے جدا کردو۔ اونٹوں، گایوں اور بھڑ بکریوں کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کردو، اور بارگاہ الٰہی میں گڑگڑاؤ کر توبہ کرو۔ یہ سُن کر سب نے ایسا ہی کیا۔ بیابان میں نکل گئے اور نالہ و فریاد اور بیحد گریہ و زاری کی۔ تو خدا نے ان پر رحم فرمایا اور عذاب ملتوی کردیا جبکہ اُن کے قریب ہو چکا تھا۔ اس کے بعد حضرت یونسؑ آئے تاکہ دیکھیں کہ وہ کس طرح ہلاک ہوئے ہیں۔ تو دیکھا کہ ہل چلانے والے ہل چلا رہے ہیں اُن سے پوچھا کہ یونسؑ کی قوم کا معاملہ کیا رہا۔ اُس نے حضرت کو نہیں پہچانا اور کہا کہ یونسؑ نے اُن پر نفرین کی اُن کی دُعا قبول ہوئی اُن پر عذاب نازل ہوا اور قوم کے لوگ جمع ہو کر روئے چلاّئے خدا کی بارگاہ میں توبہ کی خدا نے اُن پر رحم

ترجمہ، تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا ہاں یونس کی قوم۔ جب ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کردیا اور ایک مدت تک (فوائد دنیاوی سے) ان کو بہرہ مند رکھا ﴿۹۸﴾ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں ﴿۹۹﴾ حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ خدا کے حکم کے بغیر ایمان لائے۔ اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ (کفر و ذلت کی) نجاست ڈالتا ہے ﴿۱۰۰﴾

فرمایااور عذاب اُن سے روکے کر پہاڑوں پر منتشر کر دیا۔اب وہ لوگ حضرت یونسؑ کی تلاش میں ہیں تاکہ اُن پر ایمان لائیں۔ حضرت یونسؑ یہ سُن کر غضبناک ہوئے اور غصّہ میں بھرے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے۔ایک کشتی دیکھی جس پر سامان وغیرہ بار تھااور روانہ ہونے والی تھی۔ حضرت اجازت لے کر اُس پر سوار ہوگئے جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی خدانے ایک بڑی مچھلی بھیجی جس نے کشتی کا راستہ بند کر دیا۔ حضرت یونسؑ نے جب اُس مچھلی کو دیکھا بہت ڈرے اور کشتی کے دوسرے لوگوں پر بھی خوف طاری ہوااور بولے کہ ضرور کوئی گنہگار ہماری کشتی پر ہے دیکھنا چاہئے وہ کون ہے جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت یونسؑ کے نام نکلا تو آپؑ کو مچھلی کے مُنہ میں ڈال دیا مچھلی پانی میں چلی گئی۔ایک روایت کے مطابق سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا وہ جناب مریمؑ تھیں اُن کے بعد حضرت یونسؑ کے لئے قرعہ ڈالا گیا جبکہ وہ کشتی میں اُس جماعت کے ساتھ سوار ہوئے اور کشتی دریا کے بیچ میں رُک گئی۔ تین مرتبہ اُس وقت قرعہ ڈالا گیااور ہر مرتبہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا۔ غرضکہ خدانے مچھلی کو وحی فرمائی کہ میں نے یونسؑ کو تیرا رزق نہیں قرار دیا ہے۔اُن کی ہڈی نہ توڑنااور ان کا گوشت مت کھانا ۔ مچھلی آپ کو دریاؤں میں گھماتی رہی۔ آپؑ مچھلی کے پیٹ میں نو گھنٹے رہے اور کسی جگہ آیا ہے کہ آپؑ تین روز رہے۔اور وہ خدا کو تاریکیوں میں ندا دیتے تھے۔ جب مچھلی اُس دریا میں پہنچی جس میں قارون تھا اُس نے ایسی آواز سنی کہ پہلے کبھی نہ سنی تھی تو اس نے اُس فرشتے سے پوچھا جو اُس پر موکل تھا کہ یہ کیسی آواز ہے اُس نے کہا یہ یونسؑ پیغمبر ہیں (جو) مچھلی کے پیٹ میں ذکر خدا کر رہے ہیں۔اُس نے کہا کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں اُن سے کچھ کلام کروں کہا، ہاں۔ قارون نے کہا اے یونسؑ ہارونؑ کیا ہوئے ؟ فرمایا وہ مر گئے تو قارون رویا پھر پوچھا

ترجمہ، اور ذوالنون (کو یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ آخر اندھیرے میں (خدا کو) پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصوروار ہوں ﴿۸۷﴾ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں ﴿۸۸﴾

سورة الأنبياء

موسیٰؑ کیا ہوئے؟ فرمایا وہ بھی گئے، قارون پھر رویا تو خدا نے اُس فرشتے پر وحی کی جو موکل تھا کہ عزیزوں کے لئے رقت کے سبب اُس پر عذاب میں تخفیف کردے اور دوسری روایت کے بموجب وحی فرمائی کہ بقیہ ایام دُنیا تک عذاب کو ملتوی کردے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا فرماتے تھے کہ کسی کو زیبا نہیں ہے کہ یہ کہے کہ میں آسمان پر جانے سے خدا سے بہ نسبت یونسؑ کے جو دریا میں تھے نزدیک ہو گیا تھا کیونکہ خدا کے لئے آسمان و دریا سب ایک ہے۔ خدا مجھے آسمان پر اس واسطے لے گیا تھا کہ وہاں کے عجائب دکھلائے اور یونسؑ کو دریا میں لے گیا تاکہ دریاؤں کے عجائب دکھلائے۔

علمائے یہود میں کسی نے حضرت امیرالمومنینؑ سے سوال کیا کہ وہ کون سا قید خانہ ہے جو اپنے قیدی کو لئے ہوئے زمین کے اطراف میں چکر لگاتا تھا فرمایا وہ مچھلی ہے جس کے شکم میں خدا نے حضرت یونسؑ کو قید کر دیا تھا وہ مچھلی دریائے قلزم میں چلی گئی وہاں سے دریائے مصر میں آئی پھر وہاں سے دریائے طبرستان میں پہنچی پھر بغداد کے دجلہ میں داخل ہوئی وہاں سے زمین کے نیچے چلی گئی یہاں تک کہ قارون کے پاس پہنچی۔ شکم ماہی میں حضرت یونسؑ نے جو ندا کی وہ یہ تھی "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" خدا نے

ترجمہ، اور ان سے گاؤں والوں کا قصہ بیان کرو جب ان کے پاس پیغمبر آئے ﴿۱۳﴾ (یعنی) جب ہم نے ان کی طرف دو (پیغمبر) بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں ﴿۱۴﴾ وہ بولے کہ تم (اور کچھ) نہیں مگر ہماری طرح کے آدمی (ہو) اور خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم محض جھوٹ بولتے ہو ﴿۱۵﴾ انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف (پیغام دے کر) بھیجے گئے ہیں ﴿۱۶﴾ اور ہمارے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہے اور بس ﴿۱۷﴾ وہ بولے کہ ہم تم کو نامبارک سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہم سے دکھ دینے والا عذاب پہنچے گا ﴿۱۸﴾ انہوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اس لئے کہ تم کو نصیحت کی گئی۔ بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو ﴿۱۹﴾ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم پیغمبروں کے پیچھے چلو ﴿۲۰﴾ ایسوں کے جو تم سے صلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے رستے پر ہیں ﴿۲۱﴾ سورۃ یس

ان کی دُعا مستجاب فرمائی اور مچھلی کو حکم دیا تو اُس نے آپؑ کو دریا کے کنارے پر اُگل دیا۔ آپؑ کا گوشت و پوست گل گیا تھا جسم کا بال گر گئے تھے، پھر خدا نے درخت کدو آپؑ کے پاس اُگا دیا جس کو وہ مثل پستان مادر کے چوستے رہے اور اُس کے سایہ میں گذر کرتے تھے اور جس نے آپ کے جسم پر سایہ کیا تاکہ آفتاب کی حرارت سے تکلیف نہ ہو۔ وہ تسبیح خدا کرتے رہے اور شب و روز یاد خدا میں بسر کرتے تھے جب طاقت آگئی اور جسم مضبوط ہو گیا تو خدا نے ایک کیڑا پیدا کر دیا جس نے درخت کدو کی جڑ کھالی اور درخت خشک ہو گیا۔ ایک روایت کے مطابق درخت کو حضرتؑ کے پاس سے دُور کر دیا۔ غرض جب آپؑ کے جسم پر آفتاب کی شعاعیں پڑیں (اور دھوپ سے اذیت پہنچی) تو آپؑ بیچین ہو کر فریاد کرنے لگے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اے یونسؑ ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں پر تم کو رحم نہ آیا اور اپنے لئے ایک ساعت کی تکلیف میں فریاد کرتے ہو عرض کی پالنے والے معاف کر اور میری خطا سے درگذر فرما۔ آخر خدا نے ان کو صحت بخشی اور کہا کہ اپنی قوم کے پاس جاؤ۔ یہ سُن کر حضرت یونسؑ اپنی قوم کے پاس آئے۔ جب شہر نینوا کے قریب پہنچے۔ شہر میں داخل ہونے سے شرمانے لگے ایک چرواہے کو دیکھا تو اس سے فرمایا کہ شہر میں جا کر ندا دے دو کہ یونسؑ یہاں آئے ہیں۔ چرواہے نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو شرم نہیں آتی کہ ایسا دعوےٰ کرتے ہو۔ یونسؑ تو دریا میں ڈوب گئے اور ختم ہو گئے۔ حضرت یونسؑ نے فرمایا تیری یہ گوسفند گواہی دے گی کہ میں یونسؑ ہوں۔ غرضکہ اس کی ایک گوسفند بقدرت خدا گویا ہوئی اور کہا کہ یہی یونسؑ ہیں۔

ترجمہ، اور یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے ﴿۱۳۹﴾ جب بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے ﴿۱۴۰﴾ اس وقت قرعہ ڈالا تو انہوں نے زک اُٹھائی ﴿۱۴۱﴾ پھر مچھلی نے ان کو نگل لیا اور وہ (قابل) ملامت (کام) کرنے والے تھے ﴿۱۴۲﴾ پھر اگر وہ (خدا کی) پاکی بیان نہ کرتے ﴿۱۴۳﴾ تو اس روز تک کہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اسی کے پیٹ میں رہتے ﴿۱۴۴﴾ پھر ہم نے ان کو جب کہ وہ بیمار تھے فراخ میدان میں ڈال دیا ﴿۱۴۵﴾ اور ان پر کدو کا درخت اُگایا ﴿۱۴۶﴾ اور ان کو لاکھ یا اس سے زیادہ (لوگوں) کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا ﴿۱۴۷﴾ تو وہ ایمان لے آئے سو ہم نے بھی ان کو (دنیا میں) ایک وقت (مقرر) تک فائدے دیتے رہے ﴿۱۴۸﴾ سورۃ الصافات

چرواہے نے اس گوسفند کو اٹھالیا اور شہر کی جانب دوڑا ہوا گیا اور جب قوم سے پکار کر کہا کہ حضرت یونسؑ آئے ہیں تو لوگ مذاق سمجھ کر اس کو مارنے دوڑے، اس نے کہا یہ گوسفند گواہی دے رہی ہے کہ یونسؑ آئے ہیں۔ پھر وہ گوسفند گویا ہوئی اور بولی کہ چرواہا سچ کہتا ہے خدا نے یونسؑ کو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ یہ سُن کر قوم حضرت یونسؑ کی طرف دوڑی اور لوگ ان کو شہر میں لائے اور سب ان پر ایمان لائے۔ اُن کا ایمان بہتر و نیک تھا خدا نے ان کو زندہ رکھا جب تک کہ ان کی حیات مقدر کر چکا تھا اور اپنے عذاب سے ان کو امان بخشی۔ روایت کے مطابق حضرت یونسؑ اپنی قوم کے درمیان سے نکل گئے اور اپنے پروردگار سے اُنس اختیار کیا اور جب پھر اپنی قوم کی جانب واپس آئے تو اُن کے مونس بن گئے۔

دوسری روایت کے مطابق (خدا نے) یونسؑ بن متا کو ان کی قوم پر مبعوث فرمایا جس وقت کہ ان کی عمر تیس سال تھی وہ بہت تنومند شخص تھے لیکن صبر کا حوصلہ بہت نہ رکھتے تھے اور قوم جانب التفات زیادہ نہ تھی اور پیغمبری کے بار گراں کی برداشت نہ رکھتے تھے اور بار نبوت اُٹھانے میں مشغول نہ ہوتے تھے بلکہ اس سے دور رہنا چاہتے تھے جیسے کہ شتر جوان بار اٹھانے سے بھاگتا ہے۔ غرض کہ تینتیس سال اپنی قوم میں رہے اور ان کو خدا پر ایمان اور اپنی پیغمبری و اطاعت کی جانب دعوت دیتے رہے لیکن وہ نہ ایمان لائے نہ آپ کی متابعت کی سوائے دو شخصوں کے جن میں سے ایک روبیل تھے اور ایک کا نام تنوخا تھا۔ روبیل صاحب علم و پیغمبری و حکمت والے خاندان سے تھے اور یونسؑ کے ساتھ مدت سے رہتے تھے۔ قبل اس کے کہ وہ مبعوث ہوں اور تنوخا ضعیف العقل عابد و زاہد تھا جو خدا کی عبادت میں بہت کوشش و مبالغہ کرتا تھا لیکن علم و حکمت سے محروم تھا۔ روبیل گوسفند

ترجمہ، تو اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو اور مچھلی (کا لقمہ ہونے) والے یونس کی طرح رہو نا کہ انہوں نے (خدا) کو پکارا اور وہ (غم و) غصے میں بھرے ہوئے تھے ﴿۴۸﴾ اگر تمہارے پروردگار کی مہربانی ان کی یاوری نہ کرتی تو وہ چٹیل میدان میں ڈال دیئے جاتے اور ان کا حال ابتر ہو جاتا ﴿۴۹﴾ پھر پروردگار نے ان کو برگزیدہ کر کے نیکو کاروں میں کر لیا ﴿۵۰﴾ القلم

چراتے اور اسی پر زندگی گذارتے۔ تنوخا لکڑیاں سر پر جنگل سے لاتا اور فروخت کر کے روزی حاصل کرتا تھا۔ روبیل کی عزت یونسؑ کے نزدیک تنوخا سے زیادہ تھی۔ اس سبب سے کہ وہ صاحب علم و حکمت تھے اور مدت سے حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ جب یونسؑ نے دیکھا کہ ان کی قوم اُن پر ایمان نہیں لاتی تو بہت مکدر ہوئے اور صبر و اضطراب نفس میں پیدا ہوا تو خدا سے اس حال کی شکایت کی اور کہا پروردگارا تو نے مجھے قوم پر مبعوث فرمایا جبکہ میں تیس سال کا تھا اور تینتیس سال اُن میں رہا اور ان کو تیری وحدانیت اور اپنی رسالت کی تصدیق کی دعوت دیتا رہا اور تیرے غضب اور عذاب سے ڈراتا رہا لیکن انہوں نے میری تکذیب کی اور میری رسالت سے انکار کیا اور ایمان نہ لائے اور میری پیغمبری کا مذاق اُڑاتے رہے اور مجھ کو ڈراتے و دھمکاتے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے لہٰذا ان پر عذاب نازل فرما، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائیں گے خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ اُن کے درمیان حاملہ عورتیں، نابالغ بچے، ضیف مرد، کمزور عورتیں اور کمزور عقل کے لوگ ہیں۔ اور میں عدل کے ساتھ حکم کرنے والا خدا ہوں، میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ میں چھوٹوں پر قوم کے بزرگوں کے گناہ کے سبب عذاب نہیں کیا کرتا۔ اے یونسؑ وہ سب میرے بندے ہیں میرے پیدا کئے ہوئے اور بنائے ہوئے ہیں میرے شہر میں رہتے ہیں میری روزی کھاتے ہیں، چاہتا ہوں کہ ان کے عذاب میں ترقی و دلجوئی کے ساتھ تاخیر کروں انتظار کرتا ہوں کہ شاید وہ لوگ توبہ کرلیں۔ میں نے تم کو اُن پر مبعوث کیا ہے اس لئے کہ تم اُن کے محافظ و نگران رہو اور اُن پر مہربانی کرو اس قرابت کے سبب سے جو تم کو اُن سے ہے اور پیغمبری کی رافت و رحمت کے لئے شفقت و کرم کے ساتھ اُن سے پیش آؤ اور رسالت کے تحمل کے سبب اُن کی برائیوں پر صبر کرو اور اُن پر بیماروں پر شفقت کرنے والے دانا طبیب کے مانند اُن پر مہربان رہو لیکن تم نے اُن پر سختی کی اور رفق و مدارات سے پیش نہ آئے اور پیغمبروں کے طریقہ سے محبت و شفقت کے ساتھ اُن سے برتاؤ نہ کیا اور اب جبکہ تمہارا صبر زائل ہو گیا اور تمہارا خُلق تنگ ہو گیا اور بس تامّل اُن کے لئے عذاب کے طالب

ہو گئے میرے بندے نوحؑ کا صبر تم سے زیادہ تھا اور اُن کا اپنی قوم کے ساتھ برتاؤ بہت اچھا تھا اور صبر وانتظار بہت زیادہ تھا اور اُن کا عذر مکمل تھا لہٰذا میں نے اُن کے لئے اُن کی قوم پر قہر و غضب کیا جبکہ وہ خود قوم پر غضبناک ہوئے اور میں نے ان کی دُعا قبول کی جب انہوں نے دُعا کی۔ یونسؑ نے عرض کی خداوندا میں اُن پر غضبناک نہیں ہوا مگر اس لئے کہ انہوں نے تیری مخالفت کی اور ان کے لئے میں نے بددُعا نہیں کی مگر جب کہ انہوں نے تیری نافرمانی کی لہٰذا تیرے عزت و جلال کی قسم میں اُن پر مہربان نہیں ہو سکتا اور اب ہر گز ان کو مشفقانہ نصیحت نہ کروں گا اُس کے بعد جبکہ وہ اس مدت میں کافر ہو گئے اور تیری وحدانیت سے انکار کرنے لگے اور میری رسالت کی تکذیب کرنے لگے لہٰذا اُن پر عذاب نازل فرما کیونکہ وہ ہر گز ایمان نہیں لائیں گے پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اے یونسؑ وہ ایک لاکھ سے زیادہ مخلوق ہیں۔ میرے شہروں کو آباد کرتے ہیں اور بندے اُن سے پیدا ہوں گے۔ یہ پسند کرتا ہوں کہ انتظار کروں اور اُن کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤں اس سبب سے کہ تمہارے اور اُن کے بارے میں میرے علم میں گذر چکا ہے اور میری تقدیر و تدبیر تمہاری تقدیر و تدبیر سے علیحٰدہ ہے تم پیغمبر مرسل ہو اور میں پروردگار حکیم ہوں اُن کے حالات کے بارے میں میرا علم باطنی اور پوشیدہ ہے۔ غیبی علوم جو میں جانتا ہوں۔ اس کی انتہا کسی کو نہیں معلوم۔ اور تمہارا علم ان کے ظاہری حالات سے متعلق ہے تم ان کے باطن اور انجام سے آگاہ نہیں ہو، اے یونسؑ میں نے اُن کے حق میں تمہاری دُعا قبول کی اور اُن پر عذاب بھیجوں گا لیکن تمہاری دُعا کا قبول ہونا میری جانب سے تمہارے ثواب کے حصّہ میں زیادتی کا سبب نہ ہو گا اور تمہارے قرب و منزلت کے درجہ کے لئے بہتر ہو گا۔ اور ماہ شوال کے روز چہار شنبہ کو طلوع آفتاب کے بعد اُن پر عذاب نازل ہو گا، لہٰذا اُن کو آگاہ کر دو کہ ایسا ہی ہو گا۔ یہ سن کر یونسؑ بہت خوش ہوئے نہ رنجیدہ ہوئے نہ یہ سمجھے کہ اس کا انجام کیا ہو گا پھر تنوخا عابد کے پاس آئے اور اپنی قوم پر عذاب کا حال اُن سے بیان کیا کہ فلاں روز عذاب نازل ہو گا اور کہا آؤ قوم کو آگاہ کر دیں۔ تنوخا نے کہا کہ چھوڑیئے کیا ضرورت ہے ان کو اطلاع دینے کی اچھا ہے کفر و معصیت کے

سبب بے خبری میں اُن پر عذاب نازل ہو جائے۔ حضرت یونسؑ نے کہا ہم روبیل کے پاس چل کر مشورہ کریں کیونکہ وہ ایک مرد عالم و دانا ہیں اور پیغمبر کے خاندان سے ہیں۔ غرض کہ روبیل کے پاس پہنچے۔ یونسؑ نے کہا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ فلاں وقت میری قوم پر عذاب نازل فرمائے گا تمہاری کیا رائے میں جا کر قوم کو آگاہ کر دوں۔ روبیل نے کہا واپس جایئے اور اپنے معبود سے پیغمبر بردبار و رسول صاحب کرم و بزرگ کے مانند ان کی شفاعت کیجئے اور التجا کیجئے کہ خدا اُن سے عذاب کو روک دے کیونکہ خدا اُن پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے۔ اور اپنے بندوں کے لئے نرمی و شفقت زیادہ پسند فرماتا ہے اور یہ آپ کے لئے زیادہ نفع کا باعث ہے اور اس کی بارگاہ میں آپ کے قرب و منزلت کی زیادتی کا سبب ہوگا۔ شاید آپ کی قوم کفر و انکار سے باز آئے اور ایمان لائے لہٰذا صبر کیجئے اور تاخیر کیجئے۔ تب تنوخا نے کہا، وائے ہو تم پر اے روبیل یہ کیا مصلحت ہے جو یونسؑ کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ ان کی سفارش کریں بعد اس کے کہ وہ خدا کے منکر ہو گئے اور یونسؑ کی پیغمبری سے منحرف ہیں اور ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا اور ان کو سنگسار کرنا چاہا تھا۔ روبیل نے کہا خاموش تو ایک مرد عابد ہے تجھ کو علم نہیں پھر حضرت یونسؑ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ فرمایئے کہ اگر خدا عذاب بھیجے گا تو سب کو ہلاک کرے گا یا بعض کو فرمایا سب کو۔ میں نے خدا سے ایسا ہی طلب کیا ہے اور مجھے اُن پر مطلق رحم نہیں آتا کہ پھر ان کی شفاعت کروں کہ عذاب اُن سے برطرف کر دے روبیل نے کہا اے یونسؑ جس وقت اُن پر عذاب نازل ہو اور وہ آثار عذاب مشاہدہ کریں اور خدا سے توبہ و استغفار کریں تو شاید خدا اُن پر رحم فرمائے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے اور شاید عذاب اُن سے زائل کر دے تو پھر آپ کو وہ سب دروغ گو سمجھیں گے تنوخا نے کہا وائے ہو تم پر اے روبیل تم نے بہت بُری بات کہی پیغمبر مرسل تم کو خبر دے رہے ہیں کہ خدا نے اُن پر وحی فرمائی ہے کہ عذاب اُن پر نازل ہوگا اور تم ایسی بات کرتے ہو بلکہ خدا کے قول کو تم نے رد کیا اور سخن خدا اور رسول میں شک کیا۔ جاؤ تمہارے اعمال ضائع ہو گئے روبیل نے کہا کہ اے تنوخا، تیری رائے ضعیف ہے پھر حضرت یونسؑ سے کہا جب

آپ کی قوم پر عذاب نازل ہوگا اور سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اُن کے شہر برباد و ویران ہو جائیں گے تو کیا ایسا نہیں ہے کہ خدا آپ کا نام دفتر انبیا سے محو کر دے گا اور آپ کی رسالت برطرف ہو جائے۔ اور آپ بعض ضعیف انسانوں کے مانند ہو جائیں کیونکہ آپ کے ہاتھ سے ایک لاکھ بندے ہلاک ہوئے ہوں گے۔ آخر یونسؑ نے روبیل کی نصیحت قبول نہ فرمائی اور تنوخا کو لے کر شہر سے دور نکل گئے پھر یونسؑ واپس آئے اور اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ فلاں روز بعد طلوع آفتاب تم پر عذاب نازل ہوگا یہ سُن کر لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو سختی اور اہانت کے ساتھ شہر سے نکال دیا تو یونسؑ اور تنوخا شہر سے دور نکل گئے اور انتظار کرنے لگے کہ اُن پر عذاب نازل ہو۔ روبیل قوم کے درمیان موجود رہے اور جب ماہ شوال کی پہلی تاریخ آئی روبیل ایک بلند پہاڑ پر چڑھ گئے اور قوم کو آواز دی کہ میں روبیل ہوں تم پر مشفق و مہربان۔ ماہ شوال داخل ہو گیا اور تمہارے پیغمبر خدا کے رسولِ یونسؑ نے تم کو خبر دی ہے کہ خدا نے اُن کو وحی فرمائی ہے کہ عذاب اس مہینے کے درمیانی چہار شنبہ کو طلوع آفتاب کے بعد نازل ہوگا اور خدا اپنے رسولوں سے جو وعدہ کرتا ہے اُس کے خلاف نہیں کرتا لہٰذا سوچو کہ تم کو کیا کرنا چاہیئے۔ روبیل کی اس بات سے وہ لوگ خوفزدہ ہوئے اور نزول عذاب کا ان کو یقین ہو گیا اور روبیل کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور بولے آپ کی اب ہمارے متعلق کیا رائے ہے۔ آپ حکیم و دانا ہیں اور آپ ہمیشہ ہمارے حال پر مہربان رہے ہیں اور ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے حضرت یونسؑ سے بہت کچھ ہماری سفارش کی ہے لہٰذا جیسا آپ فرمایئے ہم اُس پر عمل کریں۔ روبیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ جب درمیانی چہار شنبہ کی صبح نمودار ہو جس میں نزول عذاب کا وعدہ ہے تو عورتوں اور شیر خوار اور غیر شیر خوار بچوں کو ایک دوسرے سے جدا کرو اور عورتوں کو پہاڑ کے دامن میں ٹھہراؤ اور بچوں کو دریا کے سیلاب کے راستہ میں کھڑا کرو۔ اور حیوانات کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کر دو اور یہ سب آفتاب نکلنے سے پہلے ہونا چاہیے اور جب دیکھو کہ زرد ہوا مشرق سے آ رہی ہے چھوٹے اور بڑے سب کے سب آواز گریہ و استغاثہ بلند کرو اور خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاوی اور توبہ

واستغفار کرنا شروع کرو اور سروں کو آسمان کی جانب بلند کر کے کہو خداوندا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور تیرے پیغمبر کی تکذیب کی ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم عذاب میں مبتلا ہوں گے اور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ اے خدا ہماری توبہ قبول فرما اور ہم پر رحم کر، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اور تم کو گریہ وزاوی اور توبہ وانابت سے دل تنگ نہ ہونا چاہیے جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو یا تم سے عذاب برطرف نہ ہو جائے۔ غرضکہ روبیل کی رائے پر سب متفق ہوئے۔ جب وعدہ کا دن آیا یونسؑ شہر سے باہر نکلے اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے ان کی آوازیں سُن سکیں۔ اور اگر عذاب نازل ہو جائے تو دیکھ سکیں۔ اور وہ لوگ بھی صبح ہوتے ہی روبیل کے ارشاد کے بموجب عمل میں لائے جب آفتاب طلوع ہوا۔ نہایت سخت و تند زود و سیاہ ہوا چلنا شروع ہوئی جس میں ایک مہیب آواز ظاہر تھی۔ جب ان لوگوں نے اس ہوا کو دیکھا سب کے سب یکبارگی رونے چلانے اور فریاد کرنے لگے اور توبہ واستغفار میں مشغول ہو گئے اور بچے اپنی ماؤں کی تلاش میں رونے لگے اور جانوروں کے بچے اپنی ماؤں کے دودھ نہ ملنے سے بے چین ہو کر چلانے لگے اور حیوانات اپنے چارہ و گھاس کے لئے شور کرنے لگے۔ یونسؑ اور تنوخا اُن کے رونے چلاّنے کی آوازیں سنتے تھے اور بد دُعا کرتے تھے کہ خدا اُن پر عذاب کو زیادہ سخت کرے اور روبیل اُن کی آوازیں سُنتے تھے اور دُعا کرتے تھے خداوندا عذاب اُن سے برطرف کر دے جب ظہر کا وقت آیا آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے خدا کا غضب ٹھنڈا ہوا، اُن پر خدا نے رحم فرمایا اور بخش دیا اور اُن کی دعائیں مستجاب فرمائیں اور اُن کی توبہ قبول کی اور ان کے گناہوں کو بخش دیا اور اسرافیلؑ پر وحی فرمائی کہ قوم یونسؑ نے نالہ و فریاد اور توبہ واستغفار کی لہٰذا میں نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی اور میں تو توبہ کا بہت قبول کرنے والا ہوں اور اپنے بندوں پر بہت مہربان ہوں اور ان بندوں کی توبہ بہت جلد قبول کر لیتا ہوں جو اپنے گناہوں سے پشیمان ہوتے ہیں۔ چونکہ میرے بندہ یونسؑ نے مجھ سے اپنی قوم پر عذاب کی خواہش کی تھی اور یہ شرط نہیں کی تھی کہ میں ان کو ہلاک

بھی کر دوں تو میں نے اُن پر عذاب نازل کر دیا۔ اور اب تم جاؤ اور عذاب اُن سے بر طرف کر دو۔ اسرافیلؑ نے عرض کی، پالنے والے تیرا عذاب اُن کے کاندھوں تک پہنچ چکا ہے اور قریب ہے کہ ان کو ہلاک کر دے جب تک پہنچوں گا وہ ہلاک ہو چکے ہوں گے خدا نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ عذاب کو اُن کے سروں پر روکے رہیں جب تک میرا حکم نہ پہنچے اُن پر نازل نہ ہونے دیں تو اے اسرافیلؑ تم جاؤ اور اُن سے عذاب کو بر طرف کر کے اُن پہاڑوں پر نازل کر دو جو اُس شہر کے گرد چشموں اور دریاؤں سے متصل ہیں اور دوسرے پہاڑوں پر اپنی بلندی کے سبب فخر و ناز کرتے ہیں اُن کو ذلیل و نرم کر دو کہ وہ لوہے بن جائیں۔ جناب اسرافیلؑ نازل ہوئے اور اپنے پروں کو کھولا اور عذاب اُن سے بر طرف کر دیا اور پہاڑوں پر نازل کر دیا جن کے لئے خدا نے حکم دیا تھا وہ تمام پہاڑ موصل کے نواح میں ہیں اور وہ سب کے سب قیامت تک کے لئے آہن بن گے۔ غرض کہ جب قوم یونسؑ نے دیکھا کہ عذاب اُن سے ٹال دیا گیا، پہاڑوں سے نیچے اُترے اور اپنے گھروں میں داخل ہوئے اور اپنے زن و فرزند مال و متاع کو واپس لائے۔ دوسرے روز شنبہ کے دن جناب یونسؑ اور تنوخا نے ان کی آوازیں نہیں سنیں یقین کر لیا کہ عذاب اُن پر نازل ہو گیا اور چاہا کہ چل کر اُن کا حال دیکھیں کہ وہ کیونکہ ہلاک ہوئے ہیں۔ جب وہ شہر کے قریب آئے دیکھا کہ لکڑ ہارے اور چرواہے آرہے ہیں اور اہل شہر بدستور اپنے کاموں میں مشغول ہیں یونسؑ نے تنوخا سے کہا کہ جو کچھ (عذاب کے بارے میں) مجھ پر وحی ہوئی تھی اس کے خلاف واقع ہوا اس لئے میری قوم والے مجھے دردغ گو کہیں گے اور آئیدہ اُن کے نزدیک میری عزت و منزلت کچھ نہ رہے گی اور اُسی جگہ سے غضبناک ہو کر دریا کی طرف چلے اس طرح کہ کوئی شخص اُن کو نہ پہچانے اور کوشش کر رہے تھے کہ ان کی قوم کا کوئی شخص نہ دیکھے کہ اُن کو جھوٹا کہے۔ تنوخا شہر میں داخل ہوا روبیل نے اس سے کہا کہ کس کی رائے زیادہ مناسب اور زیادہ قابل عمل تھی تیری رائے یا میری تنوخا نے کہا آپ کی رائے زیادہ بہتر تھی اور آپ نے جو کچھ کہا وہ علماء و حکماء کی رائے تھی اور میں ہمیشہ گمان کیا کرتا تھا کہ میں آپ سے بہتر ہوں اس سبب سے کہ میرا زہد

اور میری عبادت آپ سے زیادہ تھی اب آپ کا فضل و شرف اُس علم کے سبب سے جو آپ کو خدا نے عطا فرمایا ہے مجھ ظاہر ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ حکمت تقویٰ کے ساتھ زہد سے بہتر ہے۔ اور عبادت بغیر علم کے کامل نہیں ہوتی۔ پھر وہ دونوں ایک دُوسرے کے مصاحب ہو گئے اور اپنی قوم کے ساتھ رہنے لگے۔ حضرت یونسؑ پنجشنبہ کو دریا کے کنارے پر پہنچے۔ سات روز تک جنگل میں درخت کدو کے نیچے پڑے رہے اور دوسرے ہفتہ میں واپس ہُوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ وہ لوگ اُن حضرت پر ایمان لائے اُن کی تصدیق کی اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہوئے۔ حضرت یونسؑ کے حالات جو مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے اور بعد کے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت امّ سلمہؓ نے سرور کائناتؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے معبود سے مناجات کر رہے ہیں۔ خداوندا مجھ کو کبھی ایک چشم زدن کے لئے بھی میرے حال پر مت چھوڑیو۔ امّ سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ بھی ایسا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیونکر مطمئن ہوں حالانکہ یونسؑ بن متّا کو یک چشم زدن کے لئے اُن کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے (یہ ترک اولیٰ) صادر ہوا۔ ایک اور روایت کے مطابق ایک روز حضرت صادقؑ نے آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھا کر فرمایا کہ پروردگار مجھ کو میرے حال پر ایک چشم زدن کے لئے بھی نہ چھوڑ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ، یہ کہتے تھے اور آنسو آپؑ کی آنکھوں سے ریش مبارک پر جاری تھے۔ پھر میری جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ اے پسر ابی یعفور خدا نے حضرت یونسؑ کو ایک چشم زدن سے بہت زیادہ کم اُن کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے وہ ترک اولیٰ صادر ہوا کہ اگر اسی حال میں وہ مر جاتے تو اُن کے مرتبہ میں بہت کمی واقع ہو جاتی۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ ابو بصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ کس سبب سے خدا نے عذاب کو قوم یونسؑ سے ٹال دیا حالانکہ اُنکے سروں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ کسی دوسری اُمّت کے بارے میں ایسا نہیں ہوا، فرمایا اس لئے کہ علم الٰہی میں گذر چکا تھا کہ اُن کے توبہ کرنے کے سبب سے عذاب اُن سے برطرف کر دے گا۔ اور یونسؑ کو اس کی خبر نہ دی تھی اس لئے

کہ چاہتا تھا کہ ان کو اپنی بندگی کے لئے مچھلی کے شکم میں فارغ کردے تاکہ خدا کے کرم و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ خدا نے جب کسی قوم پر عذاب بھیجا تو پھر واپس نہ کیا سوائے قوم یونسؑ کے، لوگوں نے پوچھا کیا عذاب اُن کے سروں کے قریب پہنچ چکا تھا فرمایا ہاں اس قدر نزدیک ہو چکا تھا کہ ہاتھ وہاں تک پہنچ سکتا تھا۔ پوچھا کہ پھر خدا نے کیوں ٹال دیا اور یکبارگی اُن کی بے خبری میں کیوں نہ نازل کر دیا جیسا کہ دوسروں اُمّتوں پر نازل کیا، فرمایا اس لئے کہ خدا کے علم مکنون (پوشیدہ علم) میں گذر چکا تھا کہ وہ توبہ کریں گے اور عذاب ان سے برطرف کر دیا جائے گا اور یہ دوسروں پر ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خدا نے میری ولایت اہل آسمان و زمین پر پیش کی (تو) جس نے قبول کیا قبول کیا اور جس نے انکار کیا (تو) انکار کیا اور حضرت یونسؑ نے بھی جیسا کہ چاہئے (تھا) قبول نہیں کیا یہاں تک کہ خدا نے اُن کو شکم ماہی میں محبوس کر دیا تب انہوں نے قبول کیا جو حق تھا قبول کرنے کا۔ ابو حمزہ ثمالی سے بھی روایت ہے کہ ایک روز عبد اللہ بن عمر نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں آکر کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حضرت علیؑ کی ولایت حضرت یونسؑ پر پیش کی گئی (تو) انہوں نے اقرار کرنے میں توقف کیا اس لئے خدا نے ان کو شکم ماہی میں ڈالا۔ اُن حضرت نے فرمایا، بیشک میں نے کہا ہے تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے۔ عبد اللہ نے کہا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو سچائی کی کچھ علامت دکھلایئے، (ابو حمزہ کہتے ہیں کہ) حضرتؑ نے اس کی اور میری آنکھوں پر پٹی باندھی اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو۔ جب ہم نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے کو دریا کے کنارے پایا جس کی موجیں بلند ہو رہی تھیں۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا اے میرے سردار میرا خون آپ کی گردن پر ہو گا حضرت نے فرمایا اضطراب مت کر اپنی سچائی کی علامت تجھے دکھلانا چاہتا ہوں پھر مچھلی کو آواز دی ایک مچھلی نے کوہ عظیم کے مانند لبیک لبیک اے ولی خدا کہتی ہوئی دریا سے سر نکالا۔ حضرت نے فرمایا تو کون ہے؟ عرض کی اے میرے سردار ماہی یونسؑ ہوں، فرمایا کہ مجھے خبر دے کہ یونسؑ کا قصّہ کیا تھا، عرض کی اے میرے

سر دار خداوند عالم نے آدمؑ سے آپ کے جد حضرت محمدؐ تک کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ آپ اہلبیتؑ کی ولایت اُن پر پیش کی جس نے قبول کی وہ محفوظ رہا اور جس نے انکار کیا وہ مبتلا کیا گیا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے یونسؑ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اُن کو وحی فرمائی کہ امیر المومنین علیؑ اور اُن کے بعد ائمہ راشدینؑ کی ولایت قبول کرو جو علیؑ کے صلب سے ہوں گے اور دُوسرے امور جو اُن پر وحی کے ذریعہ نازل کئے گئے یونسؑ نے کہا کیونکہ ان کی ولایت قبول کروں جن کو دیکھا نہیں اور نہ پہچانتا ہوں اور دریا کے کنارے آئے تو خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ یونسؑ کو نِگل لوں مگر اُن کی ہڈیاں سالم رہیں۔ وہ میرے شکم میں چالیس روز رہے ہیں، اُن کو دریاؤں اور تاریکیوں میں گھماتی رہی اور وہ ندا کرتے رہے "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" (اور بارگاہ خدا میں عرض کرتے رہے کہ) میں نے امیر المومنینؑ اور اُن کی اولاد میں سے ائمہ راشدینؑ کی ولایت قبول و منظور کی۔ جب وہ آپ حضرات کی ولایت پر ایمان لائے تو مجھے خدا نے حکم دیا اور میں نے ان کو دریا کے کنارے اُگل دیا۔ یہ سُن کر امام نے حکم فرمایا کہ اے مچھلی اپنے مقام پر واپس جا، تو وہ مچھلی چلی گئی اور موجیں زائل ہو گئیں پانی ساکن ہو گیا۔ (نوٹ: مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ خداوند عالم نے انبیاء پر ولایت ائمہ طاہرین کا قبول کرنا حتمی طور پر واجب نہ فرمایا ہو جس کا ترک کرنا موجب گناہ ہو یا یہ کہ سب نے قبول کیا اور بعض نے قبول کرنے میں اہتمام نہ کیا۔ واللہ اعلم)۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ داؤدؑ پیغمبر نے مناجات کی کہ پالنے والے بہشت میں میرے قریب میری منزلوں میں میرا مثل و نظیر کون ہو گا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ متیّ علیہ السلام (جو کہ) حضرت یونسؑ کے پدر بزرگوار ہوں گے حضرت داؤدؑ نے اجازت چاہی کہ ان کی زیارت کو جائیں۔ خدا نے اجازت دے دی تو وہ اپنے فرزند سلیمانؑ کے ہمراہ اُن کے گھر گئے۔ دیکھا کہ لیف خرما کا گھر ہے جب ان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا

کہ وہ بازار گئے ہوئے ہیں، وہاں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ لکڑہاروں کے بازار میں ہیں، وہاں پہنچ کر جستجو کی تو لوگوں نے کہا ابھی آتے ہیں، وہاں ان کے انتظار میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں اُن کو آتے ہوئے دیکھا اس طرح کہ لکڑی کا گٹھا سر پر رکھے ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر لوگ ان کی تعظیم کو اُٹھے اور ان کا استقبال کیا۔ متّا نے لکڑی زمین پر رکھ دی اور شکر خدا بجالائے اور فرمایا کون ہے جو مال طیب و حلال کو مال طیب و حلال سے خرید کرے۔ یہ سُن کر ایک شخص نے کچھ قیمت لگائی دوسرے نے کچھ اور زیادہ دام کہا یہاں تک کہ ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اس کے بعد داؤدؑ و سلیمانؑ ان کے سامنے آئے اور اُن کو سلام کیا آپ نے جواب سلام دے کر گھر چلنے کی تکلیف دی اور لکڑی کی قیمت جو ملی تھی اُس سے گیہوں یا جَو خرید فرمایا، گھر لا کر اُس کو پیسا اور اُس کے آٹے کو گوندھا اور آگ روشن کر کے روٹیاں بنا کر اس میں ڈال دیں اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ پھر اُٹھے دیکھا کہ روٹیاں تیار ہیں ان کو ایک لکڑی کے ظرف میں توڑ کر ڈال دیا اور اُس پر نمک چھڑک دیا اور لوٹا اپنے پاس رکھ لیا اور دو زانو بیٹھے اور بسم اللہ کہا کر لقمہ مُنہ میں رکھا اور خوب چبا کر کھایا تو الحمدللہ کہا پھر دوسرا لقمہ اُٹھایا اور اسی طرح کھایا پھر پانی بسم اللہ کہہ کر اُٹھایا اور پی کر الحمدللہ کہا اور کہا کہ خداوندا کون ہے جسے تو نے کوئی نعمت عطا کی ہو جیسی مجھے عطا فرمائی ہے۔ میری آنکھیں کان اور جسم کو صحیح وسالم قرار دیا ہے اور اتنی قوت عطا کی ہے کہ اُس درخت کے پاس جاتا ہوں جسے خود نہیں اُگایا ہے اور نہ اُس کی حفاظت میں کوئی محنت و تکلیف اُٹھائی ہے اس کو تو نے میری روزی قرار دی اور تو میرے پاس خریدار بھیج دیتا ہے جو اُس لکڑی کو خریدتا ہے اور میں اس کی قیمت سے غذا خریدتا ہوں جس کو خود نہیں بویا اور تو نے آگ کو میرے لئے مسخر کیا جس سے میں نے روٹیاں پکائیں اور اس کو تو نے ایسا بنا دیا کہ میں نے خواہش کے ساتھ اس کو کھایا تاکہ تیری عبادت کی قوت حاصل کروں لہٰذا حمد تیرے ہی لئے سزاوار ہے۔ اُس کے بعد روئے پھر داؤدؑ نے سلیمانؑ سے کہا اے فرزند اُٹھو اور چلو ہم نے کسی بندے کو اس مرد سے زیادہ شکر گذار نہیں دیکھا۔

اصحاب کہف ورقیم کے حالات

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے "کیا تم نے گمان کیا کہ اصحاب غار ورقیم ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے عجیب تھے" بعض کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم وہی اصحاب کہف ہیں اور رقیم اُس وادی یا اُس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا یا اُس شہر کا نام تھا جہاں سے وہ لوگ بھاگے تھے یا اُس تختی کا نام تھا جس پر اُن کا قصّہ نقش کر کے غار کے دروازہ پر لٹکا دیا تھا یا ان کے کتّے کا نام تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم ایک دوسرا گروہ ہے جن کا قصّہ مذکور ہو گا۔

حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ایک گروہ تھا جو ناپید ہو گئے اور اس زمانہ کے بادشاہ نے اُن کے اور اُن کے باپ دادا کے اور عزیز واقربا کے نام سیسے کی تختیوں پر نقش کر کے (غار کے سرے پر لٹکا دیا) "جس وقت غار میں اُن جوانوں نے پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے پالنے والے ہم کو اپنی جانب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے وہ امر مہیا کر جو ہماری رشد و اصلاح کا باعث ہو۔" منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور پر فدا ہوں ہم لوگ نوجوان کو فتٰی کہتے ہیں فرمایا شاید تم نہیں جانتے کہ اصحاب کہف بوڑھے تھے اور خدا نے ان کو فِتیَہ (جوان) کہا ہے اس سبب سے کہ انہوں نے جوانمردی کی اور ایمان لائے اور جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے وہ پرہیز گار ہے اور فتٰی ہے اگرچہ بوڑھا ہو۔ "تو ہم نے اُن کے کانوں پر پردہ خواب قائم کر دیا تاکہ آوازوں سے بیدار نہ ہو سکیں (اسی طرح) غار میں چند سال گذرے۔ پھر ہم نے انہیں بیدار کیا تاکہ ہم دیکھیں کہ دو گردہوں میں سے کسی کو (غار میں) ٹھہرنے کی مدّت خوب یاد ہے۔ (اے رسولؐ) ہم اُن کا

ترجمہ، کیا تم خیال کرتے ہو کہ غار اور لوح والے ہمارے نشانیوں میں سے عجیب تھے ﴿۹﴾ جب وہ جوان غار میں جا رہے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما۔ اور ہمارے کام درستی (کے سامان) مہیا کر ﴿۱۰﴾ تو ہم نے غار میں کئی سال تک ان کے کانوں پر (نیند کا) پردہ ڈالے (یعنی ان کو سلائے) رکھا ﴿۱۱﴾ سورۃ الکھف

حال تم سے بالکل ٹھیک بیان کرتے ہیں وہ چند جوان تھے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت اور زیادہ کردی اور ہم نے ان کے دلوں کو صبر کرنے کے لئے مضبوط بنا دیا۔ جب وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا پروردگار تو بس سارے آسمان وزمین کا مالک ہے ہم اُس کے سوا کسی کی ہرگز عبادت نہ کریں گے اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم نے عقل سے دور بات کی۔ یہ ہماری قوم والے ہیں جنھوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لئے ہیں تو یہ لوگ اس کی کوئی صریح دلیل کیوں نہیں پیش کرتے اور جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔ پھر وہ آپس میں کہنے لگے کہ جب تم نے اُن سے علیٰحدگی اختیار کی جن کی خدا کے سوا یہ لوگ پرستش کرتے ہیں تو چلو غار میں جا بیٹھو تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت وسیع کردے گا اور تمہارے کام میں تمہارے لئے آسانی کے سامان فراہم کردے گا اور تم آفتاب کو دیکھتے ہو جب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار کی داہنی جانب جھک کر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا کر چلا جاتا ہے اور وہ لوگ غار میں ایک کشادہ جگہ لیٹے ہیں۔ یہ اُن کا قصہ یا آفتاب کا اُن پر چمکنا خدا کی نشانیوں میں سے ہے خدا جس کی ہدایت کرتا ہے تو وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرتا ہے یعنی اس سے اپنا لطف و کرم روک دیتا ہے تو اس کے لئے تم کسی کو مددگار وراہ نما نہ پاؤ گے۔ اور تم گمان کرتے ہو کہ وہ جاگ رہے ہیں اس لئے کہ اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم اُن کو داہنی کروٹ سے بائیں کروٹ بدل دیتے ہیں تاکہ زمین اُن کے پہلوؤں کو زخمی و خراب نہ کردے اور اُن کا کُتّا اپنے ہاتھوں کو غار کے سامنے پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے۔ ایک روایت کے مطابق کہ خداوند عالم سال میں دو مرتبہ ان کو ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدل دیتا ہے، "اگر تم کو ان کا حال معلوم ہو اور تم ان کو دیکھو تو اُن کے پاس سے بھاگ کھڑے ہو اور بلاشبہ اُن کے خوف سے تمہارا دل کانپ جائے اُس رعب کے سبب سے جو خدا

ترجمہ، پھر ان کو جگا اُٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ جتنی مدّت وہ (غار میں) رہے دونوں جماعتوں میں سے اس کی مقدار کس کو خوب یاد ہے ﴿۱۲﴾

نے اُن کے لئے قرار فرمایا ہے یا اُن کے عظیم اجسام یا اُن کی آنکھیں کھُلی ہونے کے سبب سے یا اُس مقام کی وحشت کے سبب سے۔" حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان خطابوں سے حضرت رسول مراد نہیں ہیں بلکہ اُن کے حال کے بیان اور اُن کے معاملہ کی دہشت کے سلسلہ میں عام خطاب ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اُن کو بیدار کیا تاکہ بعض اُن میں بعض سے سوال کریں اور اپنے حال سے آگاہ ہوں اُن میں سے کسی نے کہا کہ کتنی دیر یہاں ٹھہرے اور سوئے وہ بولے ایک روز یا اس سے بھی کم۔ انہوں نے کہا تمہارا پروردگار زیادہ جانتا ہے کہ تم کس قدر سوئے اچھا اب اپنے میں سے کسی کو شہر کی جانب روپے دیکر بھیجو کہ تمہارے واسطے پاکیزہ غذا لائے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اذکی غذا سے مراد غذا حلال ہے، اور کوشش کر کے غذائے پاکیزہ حاصل کرے یا اس کو کوئی نہ پہچانے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اہل شہر تمہارے حال سے آگاہ ہو جائیں۔ کیونکہ اگر وہ تم پر قابو پالیں گے تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا اپنے دین پر واپس کریں گے اور اگر اُن کے دین کو قبول کرو گے تو کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اور ہم نے اسی طرح لوگوں کو اُن کے حال سے مطلع کیا تاکہ وُہ جان لیں کہ مردوں کو زندہ کرنے کا وعدہ حق ہے۔ اور یہ کہ قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ جب لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ قیامت میں مردے زندہ ہوں گے یا نہیں یا اصحاب کہف کے بارے میں اختلاف کیا کہ کتنے دن سوئے یا اُن کے سو جانے کے متعلق اختلاف کیا کہ مر گئے یا سو رہے ہیں اور یہ کہ ہم ایک شہر اُن کے گرد آباد کر دیں یا ایک مسجد تعمیر کر دیں جیسا کہ فرمایا ہے کہ ایک بنیاد ڈالو خدا اُن کے حال سے آگاہ ہے، اُن لوگوں نے کہا جو اُن کے

ترجمہ، ہم اُن کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ وہ کئی جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی تھی ﴿۱۳﴾ اور ان کے دلوں کو مربوط (یعنی مضبوط) کر دیا۔ جب وہ (اُٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ ہم اس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی ﴿۱۴﴾ ان ہماری قوم کے لوگوں نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ بھلا یہ ان (کے خدا ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے ﴿۱۵﴾

معاملہ پر حاوی ہو چکے تھے کہ ہم ایک مسجد اُن کے قریب تعمیر کریں گے جس میں لوگ نماز پڑھیں۔ عنقریب لوگ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین اشخاص تھے اور چوتھا اُن کا کتّا تھا اور بعض کہیں گے کہ وہ پانچ افراد تھے چھٹا کتّا حالانکہ اُن کا صحیح علم ان کو نہیں اور بعض لوگ کہیں گے کہ وہ سات افراد تھے آٹھواں کتّا تھا۔ اے رسولؐ کہہ دو کہ ان کی تعداد میرا پروردگار بہتر جانتا ہے اور اُن کے حال سے (کوئی) واقف نہیں ہیں مگر تھوڑے لوگ لہٰذا اُن کے بارے میں لوگوں سے بحث مت کرو سوائے اس قدر جتنا کہ تمہارے پاس وحی آئی ہے اور نہ لوگوں سے اُن کے بارے میں کچھ پوچھ گچھ کرو یعنی یہود و نصارٰے سے، پھر فرمایا ہے" اور وہ لوگ غار میں تین سو سال رہے یعنی تین سو نو سال (سوتے) رہے "اے رسولؐ تم کہہ دو کہ خدا زیادہ جانتا ہے کہ وہ کتنے دن سوتے رہے اور وہی زمین و آسمان کی پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے۔ علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد کا خدا نے جو ذکر کیا ہے وہ اہل کتاب کا قول نقل فرمایا ہے لہٰذا اس کے بعد فرمایا ہے کہ کہہ دو کہ خدا زیادہ جانتا ہے اور روایت کی ہے کہ وہ لوگ حضرت عیسٰیؑ اور پیغمبر آخر الزمان کے زمانہ کے درمیان تھے اور رقیم دو تختیاں تانبے کی تھیں جن پر ان کے حالات نقش تھے ان کا مسلمان ہونا اور دقیانوس بادشاہ کا اُن کو مار ڈالنے کا ارادہ کرنا اور ان کا غار میں جانا سب درج تھا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ سورہ کہف کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ کفار قریش نے نفر بن حارث، عقبہ بن ابی میسط اور عامر بن وائل کو علمائے یہود کے پاس بھیجا جو نجران میں تھے تاکہ اُن سے چند باتیں ایسی حاصل کریں جن کے متعلق

ترجمہ، اور جب تم نے ان (مشرکوں) سے اور جن کی یہ خدا کے سوا عبادت کرتے ہیں ان سے کنارہ کر لیا ہے تو غار میں چل رہو تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت وسیع کر دے گا اور تمہارے کاموں میں آسانی (کے سامان) مہیا کرے گا ﴿۱۶﴾ اور جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ (دھوپ) ان کے غار سے داہنی طرف سمٹ جائے اور جب غروب ہو تو ان سے بائیں طرف کترا جائے اور وہ اس کے میدان میں تھے۔ یہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جس کو خدا ہدایت دے یا وہ ہدایت یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست راہ بتانے والا نہ پاؤ گے ﴿۱۷﴾ سورۃ الکھف

رسولؐ خدا سے سوال کریں۔ انہوں نے کہا کہ تین سوالات اُن سے کرو اگر وہ وہی جواب دیں جو ہم جانتے ہیں تو وہ سچے ہیں اور ایک مسئلہ ایسا دریافت کرو جس کے بارے میں وہ کہیں کہ جانتے ہیں تو وہ (معاذاللہ) دروغگو ہیں۔ اُن لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون کون سے سوالات ہیں کہا یہ کہ پہلے زمانہ میں وہ کتنے جوان تھے جو شہر سے باہر نکلے اور غائب ہو گئے اور سو رہے۔ کتنے دنوں تک سوتے رہے اور اُن کے ساتھ غیر جنس اور کون تھا اور اُن کا قصہ کیونکر ہے۔ دوسرا سوال یہ کہ جس وقت خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ فلاں عالم کے پاس جا کر اُس سے کچھ علم حاصل کرو تو وہ عالم کون تھا اور موسیٰؑ کس طرح اُن کے پاس پہنچے۔ تیسرا سوال یہ کہ وہ کون شخص تھا جس نے تمام مشرق و مغرب کی سیاحت کی اور طلوع و غروب آفتاب کے مقام تک پہنچا یہاں تک کہ یاجوج وماجوج کی دیوار تک گیا اور اُس کا حال اور قصہ کیا ہے اور یہ تینوں باتیں جس طرح خود جانتے تھے اُن سے بیان کر دیا اور کہا کہ اگر وہ ان کا جواب اسی طرح دیں جیسا کہ ہم نے تم کو بتادیا ہے تو وہ اپنے دعوٰی پیغمبری میں سچے ہیں اور اگر اس کے خلاف بیان کریں تو اُن کی تصدیق مت کرو۔ ان لوگوں سے پوچھا وہ چوتھا مسئلہ کیا ہے اُنہوں نے کہا اُن سے پوچھنا کہ قیامت کب آئے گی۔ اگر وہ دعوٰی کریں کہ میں جانتا ہوں کہ کب آئے گی تو وہ جھوٹے ہیں اس لئے کہ قیامت کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ غرضکہ وہ لوگ وہاں سے واپس آکر حضرت ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کا برادر زادہ دعوٰی کرتا ہے کہ آسمانی خبریں اُس کو پہنچتی ہیں۔ لہٰذا ہم چند سوالات اُس سے کرنا چاہتے ہیں اگر وہ اُن کے صحیح جوابات سے ہم کو آگاہ کرے تو سچا ہے۔ ورنہ ہم سمجھیں گے کہ اس کا دعوٰی غلط ہے۔ حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا کہ جو چاہے پوچھو انہوں نے وہ تینوں مسئلے دریافت کئے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کل جواب دوں گا اور انشاءاللہ نہ فرمایا اس سبب سے چالیس روز وحی نازل نہیں ہوئی جس سے حضرت بہت مغموم ہوئے اور جو لوگ ایمان لائے تھے ان کو

ترجمہ، اور تم ان کو خیال کرو کہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں۔ اور ہم ان کو دائیں اور بائیں کروٹ بدلاتے تھے۔ اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر تم ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور ان سے دہشت میں آجاتے ﴿۱۸﴾

بھی آپ کی نبوّت میں شک ہونے لگا اور کفار قریش بہت خوش ہو ہو کر مذاق اڑانے لگے اور حضرت ابو طالبؑ بھی بہت رنجیدہ ہوئے۔ چالیس روز کے بعد جبرئیل سورۃ کہف لے کر نازل ہوئے حضرت نے پوچھا اے جبرئیل اس مرتبہ تو میرے پاس بہت دیر سے آئے۔ عرض کی ہم بغیر اذن خدا نازل ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر قصّہ اصحاب کہف کی آیتیں حضرت کے سامنے پڑھیں اور اُن کا مفصل قصّہ بیان کیا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اصحاب کہف و رقیم ایک جبار ظالم بادشاہ کے زمانہ میں تھے جو اپنے ملک والوں کو بتوں کی پرستش کی دعوت دیتا جو قبول نہ کرتا اُس کو مار ڈالتا اور یہ (اصحاب کہف) مومن تھے اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔ بادشاہ سے شہر کے دروازہ پر ایک جماعت نگہبانوں کی مقرر کر رکھی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ کسی کو شہر سے باہر نہ نکلنے دیں جب تک بتوں کو سجدہ نہ کرے۔ یہ لوگ شکار کے بہانے سے شہر کے باہر نکلے۔ اثنائے راہ میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اس کو اسلام کی دعوت دی اور اپنے ساتھ لینا چاہا اُس نے قبول نہ کیا بلکہ اُس کا کتّا ان کے ساتھ ہو لیا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ حیوانوں میں سے سوائے بلعم باعور کے خچر اور اصحاب کہف کے کتّے اور یوسف علیہ السلام کے بھیڑیئے کے کوئی داخل جنت نہ ہوگا۔ غرضکہ اصحاب کہف بادشاہ کے دین سے منحرف ہو کہ شہر سے چلے جب شام ہوئی تو اسی غار میں داخل ہو گئے۔ کتّا اُن کے ہمراہ تھا۔ خدا نے اُن پر نیند مسلط کر دی اور وہ سوتے رہے یہاں تک کہ خدا نے اُس کی جماعت کو ہلاک کر دیا وہ زمانہ گزرا اور دوسرا زمانہ آیا دوسرے لوگ پیدا ہوئے (غرض بعد مدّت کے) وہ لوگ بیدار ہوئے اور ایک نے دوسرے کو دیکھا اور کہا ہم کتنا سوئے اور آفتاب کو دیکھا کہ بلند ہو چکا ہے تو کہنے گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے کچھ کم

ترجمہ، اور اس طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ انہوں نے کہا کہ جتنی مدت تم رہے ہو تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے۔ تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کو بھیجو وہ دیکھے کہ نفیس کھانا کون سا ہے تو اس میں سے کھانا لے آئے اور آہستہ آہستہ آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے ﴿۱۹﴾

سوئے پھر ایک شخص کو کچھ روپے دے کر کہا بازار جاؤ اس طرح کہ کوئی تم کو نہ پہچانے اور
ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ اگر ہم کو وہ لوگ پہچان لیں گے تو یا تو مار ڈالیں گے یا اپنے دین پر واپس
لے جائیں گے۔ وہ شخص جب شہر میں داخل ہوا شہر کو پہلے سے بالکل بدلا ہوا پایا اور ان
لوگوں کو دیکھا جن کو کبھی نہ دیکھا تھا نہ پہچانتا تھا۔ اور نہ وہ لوگ اس کی زبان سمجھ سکتے
تھے اور نہ وہ ان لوگوں کی باتیں سمجھ سکتا تھا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں
سے آئے ہو اُس نے تمام حالات بیان کئے۔ تو اس شہر کا بادشاہ اور اس کے اصحاب غار تک
آئے اور غار میں نظر کی اُن میں سے بعض نے کہا کہ غار میں تین اشخاص ہیں اور ان کا چوتھا کتّا
ہے اور بعض نے کہا کہ پانچ نفر ہیں اور چھٹا کتّا ہے بعضوں نے کہا سات افراد ہیں آٹھواں کتّا
ہے اور خدا نے ان کو رعب و خوف کے پردہ میں پوشیدہ کرر کھا تھا کسی کو جرات نہ تھی کہ غار
میں داخل ہو کر اُن کے نزدیک جائے۔ آخر اُن کا ساتھی جو بازار گیا تھا اُن کے پاس آیا وہ لوگ
بہت خوفزدہ ہو چکے تھے یہ سمجھ کر کہ جو لوگ غار کے اوپر شہر سے آئے ہیں دقیانوس کے
آدمی ہیں۔ پھر اُن کے ساتھی نے اُن کو آگاہ کیا کہ دقیانوس کو مرے ہوئے بہت عرصہ گذر
چکا اور ہم لوگ مدّت سے سو رہے ہیں ہم لوگ تو لوگوں کے لئے ایک معمہ ہو گئے ہیں۔ جو
سنتا ہے تعجب کرتا ہے۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے بارگاہ الٰہی میں تضرع وزاری کے ساتھ دُعا کی
کہ اُن پر پھر نیند کو مسلط کر دے۔ مختصر یہ کہ اُس وقت کے بادشاہ نے کہا کہ مناسب ہے کہ
اس غار کے باہر ہم ایک مسجد تعمیر کریں اور اس مقام کی زیارت کیا کریں کیونکہ یہ مومنوں کی
جماعت تھی۔ خداوند عالم ان کو سال میں دو مرتبہ کروٹ بدلواتا ہے چھ مہینے داہنی کروٹ اور

ترجمہ، اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا پھر اپنے مذہب میں داخل کر لیں
گے اور اس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے ﴿۲۰﴾ اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان (کے حال)
سے خبردار کر دیا تاکہ وہ جانیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (جس کا وعدہ کیا جاتا ہے) اس
میں کچھ شک نہیں۔ اس وقت لوگ ان کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان (کے
غار) پر عمارت بنا دو۔ ان کا پروردگار ان (کے حال) سے خوب واقف ہے۔ جو لوگ ان کے معاملے
میں غلبہ رکھتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم ان (کے غار) پر مسجد بنائیں گے ﴿۲۱﴾ سورۃ الکھف

چھ مہینے بائیں کروٹ سویا کرتے ہیں اور اُن کا کتّا غار کے دروازے پر ہاتھ پیر پھیلائے بیٹھا ہے۔

دوسری حدیثوں میں منقول ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم اُس بات کی تم کو تکلیف دے جس کی اصحاب کہف کو ان کی قوم سے دی تھی تو عمل میں لاؤ۔ پوچھا وہ کیا تھی فرمایا کہ خدا کے ساتھ شرک۔ وہ لوگ تقیہ کے طور پر اظہار شرک کرتے تھے لیکن ایمان اُن کے دلوں میں پوشیدہ تھا یہاں تک کہ خدا کی طرف سے ان کو (قوم کے) نجات ملی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے بادشاہ کی تکذیب کی خدا نے ان کو اس کا ثواب عطا فرمایا اور از روئے تقیہ تصدیق کی تو خدا نے ثواب عطا فرمایا اور وہ صراف تھے۔ دوسری چند حدیثوں میں ہے کہ وہ صراف (تاجر) سیم وزر کے نہ تھے بلکہ صراف سخن تھے کہ حق و باطل کی کسوٹی جانتے تھے۔ اور فرمایا کہ بلا مشورہ وہ فرداً شہر سے نکلے تھے اور ایک صحرا میں اکٹھے ہوئے اور ایک نے دوسرے سے ملاقات کی پھر ہر ایک نے ایک دوسرے سے عہد و پیمان کئے اور حلف و قسم کے بعد ایک دوسرے سے اپنے دلوں کے راز بیان کئے اُس وقت ظاہر ہوا کہ وہ سب مومن تھے اور سب کے سب ایک فرض سے شہر سے نکلے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ انہوں نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا تھا اور کفر بطور تقیہ ظاہر کیا کرتے تھے لہٰذا اُن کے کفر کا ثواب ایمان کے پوشیدہ کرنے سے زیادہ تھا اور دوسری چند معتبر حدیثوں میں فرمایا کہ کسی کا تقیہ اصحاب کہف کے تقیہ کے برابر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اُنہوں نے زنار باندھا اور مشرکوں کے عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے تو خدا نے ان کے ثواب کو بڑھا دیا۔

ترجمہ، (بعض لوگ) اٹکل پچو کہیں گے کہ وہ تین تھے (اور) چوتھا ان کا کتّا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتّا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتّا تھا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار ہی ان کے شمار سے خوب واقف ہے ان کو جانتے بھی ہیں تو تھوڑے ہی لوگ (جانتے ہیں) تو تم ان (کے معاملے) میں گفتگو نہ کرنا مگر سرسری سی گفتگو۔ اور نہ ان کے بارے میں ان میں کسی سے کچھ دریافت ہی کرنا ﴿۲۲﴾

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خلیفہ دوم کی خلافت کے زمانہ میں علمائے یہود کا ایک گروہ ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ فرمایئے آسمانوں کے تالے کیا ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے اپنی قوم کو (عذاب خدا سے) ڈرایا حالانکہ نہ وہ انسان تھا نہ جن تھا۔ اور وہ پانچ جانور کون کون سے ہیں جو رحم مادر سے پیدا نہیں ہوئے مگر زمین پر چلتے پھرتے تھے۔ اور درّاج اور مرغ اور گھوڑے اور خچّر اور مینڈک اور ہوچہ جب بولتے ہیں تو کیا کہتے ہیں۔ خلیفہ ان سوالات کے جوابات سے عاجز رہے اور سر جھکالیا۔ پھر امیر المومنین حضرت علیؑ کی جانب رُخ کر کے کہا اے ابوالحسن مجھے نہیں معلوم کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا ان سوالات کے جوابات جانتا ہو۔ تو جناب امیرؑ نے علمائے یہود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہارے مسائل کے جوابات دیتا ہوں لیکن شرطیہ ہے کہ اگر توریت کے مطابق میرے جوابات ہوں تو تم ایمان لاؤ اور ہمارے دین کو قبول کرو انہوں نے کہا منظور ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ آسمان کے تالے ہیں خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ یعنی مرد یا عورت جو مشرک ہوتا ہے اُس کا عمل آسمانوں تک نہیں جاتا۔ ان لوگوں نے پوچھا آسمانوں کی کنجی کیا ہے فرمایا کلمہ "لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ" کا اقرار۔ پوچھا وہ قبر کون سی ہے جو صاحب قبر کو لئے پھرتی تھی۔ فرمایا کہ وہ مچھلی تھی جس نے حضرت یونس کو نگل لیا تھا اور سات دریاؤں میں لئے پھرتی تھی۔ پوچھا وہ کون ڈرانیوالا ہے جو نہ جن ہے نہ انسان فرمایا وہ، وہ چیونٹی ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کے لشکر سے اپنی قوم کو ڈرایا تھا یہ کہہ کر کہ تم سب اپنی اپنی سوراخوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تم کو پامال کر دے۔ ان لوگوں نے کہا اچھا اب ہمیں آگاہ کیجئے کہ وہ کون پانچ مخلوق ہیں جو رحم مادر سے پیدا نہیں ہوئے اور چلتے پھرتے تھے حضرت نے فرمایا۔ وہ آدمؑ و حواؑ اور ناقۂ صالحؑ اور گوسفند ابراہیمؑ (جو فدیۂ اسمٰعیلؑ کیلئے آیا تھا) اور عصائے موسیٰؑ علیٰ نبینا و علیہم السّلام ہیں۔ پھر اُن حیوانوں کی

ترجمہ، اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کر دوں گا ﴿۲۳﴾ مگر (انشاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) خدا چاہے تو (کر دوں گا) اور جب خدا کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر لے لو۔ اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے ﴿۲۴﴾

آواز کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا درّاج کہتا ہے "الرحمٰن علی العرش استویٰ" خروس کہتا ہے۔ اُذْکُرُوا اللهَ یَاقَوْمَ الْغٰفِلِیْن۔ اے غافل لوگو خدا کو یاد کرو، گھوڑا کہتا ہے "اَللّٰھُمَّ انْصُرْ عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی عِبَادِکَ الْکَافِرِیْنَ" خداوند کافروں پر اپنے مومن بندوں کو نصرت عطا فرما۔ اور خچّر غلّہ پر ٹیکس لینے والوں پر لعنت کرتا ہے اور مینڈک۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْمَعْبُوْدِ الْمُسَبَّحِ فِی اللُّجِّیِّ الْبِحَارِ یعنی پاک ہے میرا معبود اور اُس کی تسبیح پڑھتے ہیں دریاؤں میں رہنے والے مخلوق۔ اور ہوچہ کہتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ مَبْغَضِیْ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ خداوند العنت کر دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

سوالات کرنے والے تین علماء تھے اُن میں سے دو عالموں نے تو شہادت دی اور مسلمان ہو گئے اور تیسرا عالم کھڑا ہو کر کہنے لگا یا علیؑ نور اسلام جو میرے ساتھیوں کے دلوں میں ظاہر ہوا میرے دل میں بھی اس کی روشنی آچکی ہے لیکن ایک مسئلہ اور رہ گیا ہے اگر آپ اس کا جواب ارشاد فرمائیں تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا، پوچھو عرض کی مجھے اُس جماعت سے آگاہ کیجئے جو گذشتہ زمانہ میں تھی اور وہ تین سو نو (۳۰۹) برس تک مرُدہ تھے۔ پھر خدا نے اُن کو زندہ کیا اُن کا قصّہ کیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے سورۂ کہف پڑھنا شروع کیا اُس نے کہا میں آپ کے قرآن کو بہت سُن چکا ہوں اگر آپ عالم ہیں تو تفصیل سے اُس جماعت کے حالات اُن کے نام اور اُن کی مدّت، اُن کے کتّے کا نام اور اُن کے غار اور اُن کے بادشاہ اور شہر کے نام سے آگاہ کیجئے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ملک روم میں ایک شہر تھا افسوس نامی وہاں کا بادشاہ ایک صالح و نیک شخص تھا اس کا انتقال ہو گیا تو ان میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا۔ فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ دقیانوس کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ایک لاکھ کا

ترجمہ، اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو سال رہے ﴿۲۵﴾ کہہ دو کہ جتنی مدّت وہ رہے اسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اسی کو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں (معلوم) ہیں۔ وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے۔ اس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی شریک کو کرتا ہے ﴿۲۶﴾

سورۃ الکھف

لشکر لے کر اُن پر حملہ آور ہوا اور ان کے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر افسوس کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا اُس شہر میں ایک قصر بنوایا جس کی لمبائی چوڑائی ایک فرسخ تھی اور اُس قصر میں ایک جلسہ گاہ تیار کرائی جس کی چھت شفاف شیشہ کی ہزار ہاتھ لابنی چوڑی تھی اور اُس میں چار ہزار ستون سونے کے بنوائے اور سونے کی ہزار قندیلیں چاندی کی زنجیروں سے لٹکائیں جن کو خوشبو ترین تیل سے روشن کیا جاتا تھا اور مشرق کی جانب ہزار روشندان کھولے گئے تھے جن میں سے سورج کی روشنی تا وقت غروب آتی تھی اور ایک تخت سونے کا بنوایا تھا جس کے پائے چاندی کے تھے جس کو طرح طرح کے جواہرات سے مرصع کیا تھا اور اُس پر نہایت عمدہ فرش بچھایا گیا تھا تخت کی داہنی جانب سونے کی ہزار کرسیاں رکھی تھیں جن کو سبز زبرجد سے مرصع کیا تھا۔ جن پر اُس کے لشکر کے افسران اور اُمرا بیٹھتے تھے۔ اور تخت کی بائیں جانب بھی ہزار کرسیاں تھیں جو چاندی کی بنوائی گئی تھیں اور ان کو یاقوت سُرخ سے مرصع کیا تھا جن پر بادشاہان روم بیٹھا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ دقیانوس تخت پر بیٹھا اپنے سر پر تاج رکھا۔ اسی اثناء میں ایک یہودی کھڑا ہو گیا اور اس نے پوچھا کہ یا علیؑ یہ تو فرمایئے کہ اُس کا تاج کس چیز کا بنایا گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا اُس کا تاج طلائے مشبک سے بنایا گیا تھا جس کے سات گوشے تھے اور ہر گوشہ میں سفید مروارید ٹنگے ہوئے تھے جو اندھیری رات میں چراغ کے مانند روشن ہوتے تھے اور بادشاہوں کے اولاد میں سے پچاس غلام تھے جو دیبائے سرخ کی قبا اور حریر کے پاجامے سیتے تھے ان کے سروں پر تاج بھی ہوتے ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کڑے پڑے رہتے۔ سونے کے عصا ان کے ہاتھوں میں ہوتے۔ اور وہ اُس کی پشت کی جانب کھڑے رہتے تھے ان میں سے چھ غلاموں کو اپنا وزیر بنایا تھا جن میں سے تین اُس کی داہنی جانب اور تین اس کی بائیں جانب کھڑے رہتے تھے۔ یہودی نے پوچھا اُن غلاموں کے نام کیا تھے۔ فرمایا اُن تینوں کے نام جو داہنی جانب کھڑے رہتے تھے۔ تملیخا مکتلمینا اور منشلمینا اور وہ تین جو بائیں طرف کھڑے ہوتے تھے اُن کے نام مرنوس اور ویرنوس اور شاذریوس تھے۔ بادشاہ اپنے تمام امور میں اُن سے مشورہ کرتا تھا۔ وہ ہر روز اپنے دربار میں بیٹھتا امراو

سلاطین اس کے داہنے و بائیں طرف بیٹھتے پھر تین غلام مجلس میں داخل ہوتے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سونے کا ایک جام ہوتا جو پسے ہوئے مشک سے لبریز ہوتا تھا اور دُوسرے کے ہاتھ میں ایک جام چاندی کا ہوتا جو گلاب سے بھرا ہوتا اور تیسرے کے ہاتھ میں ایک سفید چڑیا ہوتی جس کی منقار سُرخ ہوتی۔ جب بادشاہ کی نظر اُس پر پڑتی اور وہ اس کو پکارتا تو وہ اُڑ کر پہلے جام گلاب میں غوطہ لگاتی'' پھر مشک کے جام میں پہنچ کر تمام مشک اپنے بال و پر میں لپیٹ لیتی۔ بادشاہ پھر اُس کو آواز دیتا تو وہ آکر اُس کے تاج پر بیٹھ جاتی اور جو کچھ اس کے پروں میں بھرا ہوتا سب بادشاہ کے سر پر چھڑک دیتی۔ غرضکہ بادشاہ اس عیش و عشرت میں نہایت مغرور و سرکش ہو گیا یہاں تک کہ خدائی کا دعویٰ کرنے لگا اور اپنی رعایا میں سے بڑے بڑے لوگوں کو بلاتا کہ اس کو سجدہ کریں اور اس کی ربوبیت کا اقرار کریں۔ ان میں جو شخص اس کی اطاعت کرتا اُسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیتا اور جو انکار کرتا اُس کو قتل کرا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ تمام رعایا اس کی مطیع و فرمانبردار ہو گئی۔ اُس نے سال میں ایک دن عید کا مقرر کیا تھا۔ ایک مرتبہ عید کے روز وہ تخت پر بیٹھا تھا اور امرا و سلاطین داہنے د بائیں بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک سلطان آیا اور خبر دی کہ فارس کا لشکر اُس سے جنگ کے لئے آرہا ہے اور قریب پہنچ چکا ہے۔ یہ سُنتے ہی دقیانوس نہایت غمگیں و مضطرب ہوا اس حد تک کہ تاج اُس کے سر سے گر پڑا۔ تملیخا نے جو ایک مسّن آدمی تھے اُس کو دیکھا اور اپنے دل سے کہا کہ اگر یہ خدا ہوتا جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے تو غمگیں و پریشان نہ ہوتا اور نہ ڈرتا اور نہ پاخانہ پیشاب اس سے خارج ہوتا نہ اس کو نیند آتی۔ یہ صفیتں خدا کی نہیں ہیں، وہ چھ اشخاص ہر روز آپس میں کسی ایک کے گھر میں جمع ہوتے (ہنستے بولتے اپنے دل بہلاتے) جس روز تملیخا کی باری تھی اُس نے اپنے ساتھیوں کے لئے اچھے اچھے کھانے پکوائے جب اُس کے رفقاء جمع ہوئے تو (کھانے پینے کے بعد اُس نے کہا) بھائیو ایک فکر میرے دل کو بیچین کئے ہوئے ہے جس سے میری بھوک پیاس اُڑ گئی اور نیند حرام ہو گئی ہے ان لوگوں نے پوچھا وہ کیا فکر ہے۔ تملیخا نے کہا میں نے اس آسمان کے بارے میں بہت غور کیا کہ کس نے اُس کی چھت ایسی بلند کی ہے جس میں

کوئی ستون نہیں اور کس نے آفتاب وماہتاب دو روشنی بخشنے والی (قندیلوں کو) دونشانیاں قرار دی ہیں اور کس نے اس کو ستاروں سے زینت بخشی ہے پھر میں نے زمین کے متعلق بہت غور و فکر کیا کہ کس نے اس کو لہریں لینے والے پانی پر اس قدر کشادہ طور سے پھیلا رکھا ہے اور اس کو پہاڑوں کے ذریعہ سے مستحکم و برقرار رکھا ہے تاکہ لوگوں کو غرق نہ کر سکے اور خود اپنی ذات پر غور کیا کہ کس نے مجھ کو ماں کے شکم سے پیدا کیا مجھے غذا دی اور میری نشو و نما فرمائی لہٰذا چاہیئے کہ وہ کوئی اور ہے دقیانوس کے علاوہ، وہی ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور ان کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اور دقیانوس تو زمین کے جبار و ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔ یہ سُن کو دوسرے ساتھی تملیخا کے پیروں پر گرپڑے اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدا نے آپ کے ذریعہ سے گمراہی سے ہماری ہدایت کی لہٰذا فرمائیے کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ یہ سُنتے ہی تملیخا جلدی سے اُٹھے اور اپنے خرمے کے باغوں میں سے باغ تین ہزار درہم کے عوض فروخت کر کے درہموں کو اپنی آستین کے درمیان باندھ لیا اور وہ سب (چھ اشخاص) اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر سے باہر آئے جب تین میل دور جا چکے تملیخا نے اُن سے کہا بھائیو اب تو دنیا کی بادشاہی سے درگذر و اور آخرت کے لئے فقر و فاقہ تکلیف و مصیبت کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ گھوڑوں سے اُترو اور پیدل چلو شاید خدا تم کو اس بلا و مصیبت سے جس میں تم مبتلا ہو نجات بخشے۔ پھر وہ لوگ گھوڑوں سے اُتر کر سات فرسخ تک پیدل چلتے رہے یہاں تک کہ اُن کے نازک پیروں سے خون جاری ہو گیا۔ اتفاقاً ایک چرواہے سے ملاقات ہوگئی اُس سے کہا کیا تم دودھ یا پانی ہم کو پلا سکتے ہو اس نے جواب دیا جو کچھ آپ لوگ چاہیں موجود ہے لیکن آپ لوگ مجھ کو شہزادے معلوم ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ بادشاہ کے پاس سے بھاگے ہیں انہوں نے کہا ہمارے لئے جھوٹ بولنا تو جائز نہیں بے شبہ سچائی تیرے شر سے ہم کو نجات دلوائیگی۔ پھر اپنا مفصل حال اس سے بیان کیا۔ چرواہا اُن کے قدموں پر گرپڑا اور پیروں کو چوم کر کہا کہ جو آپ کے دلوں میں گذرا ہے وہی میرے دل میں بھی ہے لیکن مجھے مہلت دیجئے کہ ان گوسفندوں کو ان کے مالک کے پاس واپس

پہنچادوں تو آپ کے ساتھ میں بھی چلوں یہ سُن کر وہ لوگ ٹھہر گئے۔ چرواہا گیا اور گوسفندوں کو اُن کے مالک کے حوالہ کر کے واپس آیا ساتھ میں اُس کا کتّا بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا۔۔(یہ تمام ماجرا سنکر) یہودی اُچھل پڑا اور بولا یا علیؑ بتایئے اُس کتّے کا نام کیا تھا اس کا رنگ کیا تھا فرمایا اُس کا رنگ سیاہ و سفید تھا اور نام قِطمیر تھا۔ جب ان لوگوں نے اُس کتّے کو دیکھا ڈرے کہ کہیں یہ بھونکنا شروع نہ کر دے اور ہمارا راز فاش نہ ہو جائے اس لئے اس کو ڈھیلے مار مار کر بھگانا چاہا آخر وہ کتّا بقدرتِ خدا گویا ہوا اور کہا مجھے چھوڑ دو میں دشمنوں سے تمہاری حفاظت کروں گا۔ غرضکہ وہ چرواہا ان لوگوں کو پہاڑ پر چڑھا لے گیا اور وہ سب اُس غار میں جو پہاڑ پر تھا پوشیدہ ہو گئے اُس غار کو وصید کہتے تھے اُس کے قریب پانی کا ایک چشمہ تھا اور میوہ وار درخت تھے۔ ان لوگوں نے ان درختوں کے پھل کھائے اور چشمہ کا پانی پیا۔ رات ہوئی تو غار میں سو رہے۔ خداوند عالم نے ملک الموت کو وحی فرمائی اُس نے ان کی روحیں قبض کر لیں۔ اور خدا نے اُن میں سے ہر ایک پر دو فرشتوں کو موکل فرمادیا ہے جو ان کو ایک پہلو سے دُوسرے پہلو کی جانب پھیرتے رہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سال میں ایک مرتبہ اور دوسری روایت کے موافق سال میں دو مرتبہ۔ اور آفتاب کے خزینہ داروں کو وحی فرمائی کہ آفتاب کی شعاع وقت طلوع سے وقت غروب تک اُن پر نہ پڑنے پائے۔ دقیانوس جب عید گاہ سے واپس آیا اور اُن جوانوں کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فرار کر گئے۔ اسی (۸۰) ہزار سواروں کو لے کر اُن کے تعاقب میں چلا اور غار تک پہنچا۔ وہاں ان کو دیکھا کہ باحال خستہ و پریشان سو رہے ہیں کہنے لگا کہ اگر میں ان کو سزا دینا چاہتا تو اس سے زیادہ اذیت نہ پہنچا سکتا جس قدر انہوں نے اپنے آپ اپنے لئے اذیت حاصل کر لی ہے پھر مزدوروں کو بُلا کر چونے اور پتھر سے غار کا دہانہ بند کرا دیا اور اپنے ساتھیوں سے بولا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنے اُس خدا سے کہیں جو آسمان میں ہے کہ ان کو اس مصیبت سے نجات بخشے۔ اور اس غار سے ان کو باہر نکالے۔ اس کے بعد وہ لوگ تین سو (۳۰۹) نو سال تک اُسی غار میں پڑے رہے۔ پھر خدا نے چاہا کہ ان کو زندہ کرے تو اسرافیلؑ کو حکم دیا کہ ان کی رُوحیں ان کے جسموں میں داخل

کردیں۔ غرضکہ وُہ بیدار ہوئے اور آفتاب طلوع ہوا تو بولے کہ آج رات اپنے پروردگار کی عبادت سے ہم غافل رہے۔ پھر غار سے باہر نکلے دیکھا کہ پانی کے چشمے خشک ہیں درخت سوکھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا ہمارے معاملات بھی عجیب ہیں۔ ایک رات میں یہ چشمے باوجود اس قدر افراط آب کے اور تمام درخت خشک ہو گئے۔ آخر بھوک سے بے چین ہوئے تو مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک شخص بازار سے کھانا لائے۔ لیکن اس طرح کہ کوئی پہچان نہ سکے تملیخا نے کہا میں جاتا ہوں۔ انہوں نے چرواہے کے بوسیدہ کپڑے پہنے اور شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب پہنچے تو وضع قطع بدلی ہوئی دیکھی جب شہر کے دروازہ پر پہنچے تو ایک سبز علم دیکھا جس پر "لا الہ الا اللہ عیسےٰ رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ اپنی آنکھیں مل مل کے علم کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ گویا ان مقامات کو خواب میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ دیکھ کر شہر میں داخل ہونا پسند نہ کیا بلکہ بیرون شہر ایک بازار میں آئے اور ایک نانبائی کی دوکان پر پہنچے اس سے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے۔ اُس نے کہا "افسوس" پوچھا تمہارے بادشاہ کا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا عبدالرحمٰن۔ پھر روٹیاں خریدنے کے لئے ایک درہم نکال کر اس کو دیا۔ روٹی والے نے جب درہم کو دیکھا کہ وہ خاصا وزنی اور بڑا ہے تو اس کو بڑی حیرت ہوئی۔ اسی اثنا میں ایک یہودی نے کہا یا علیؑ یہ تو بتایئے کہ اُن درہموں کا وزن کتنا تھا فرمایا کہ ہر درہم دس اور دو تہائی (۱۰ -۲/۳) درہم کے برابر تھا۔ پھر حضرت نے اپنا بیان جاری فرمایا کہ روٹی والے نے تملیخا سے کہا کہ شاید تم کو کہیں سے خزانہ ملا ہے تملیخا نے کہا یہ اُن درہموں میں سے ہے خرموں کی قیمت میں ملے ہیں جن کو تین روز پہلے میں نے اس شہر میں فروخت کیا تھا اور اس شہر سے چلا گیا تھا کیونکہ لوگ دقیانوس کی پرستش کرتے تھے۔ وہ نانبائی تملیخا کو بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ کہیں سے اس شخص کو خزانہ مل گیا ہے۔ باشادہ نے تملیخا سے کہا کہ ڈرو نہیں (صاف صاف کہہ دو) کیونکہ ہمارے پیغمبر عیسےٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ خزانوں میں سے خمس سے زیادہ ہم نہ لیں لہٰذا اُس کا پانچواں حصّہ ہم کو دے دو اور اطمینان سے خزانہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تملیخا نے کہا۔ آپ میرا واقعہ غور سے

سُنئے میں نے کوئی خزانہ نہیں پایا ہے میں تو اسی شہر کا رہنے والا ہوں۔ بادشاہ نے تعجّب سے پوچھا تم اسی شہر کے باشندے ہو؟ کہا ہاں پوچھا کوئی تم کو اس شہر میں پہچانتا ہے کہا ہاں پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ کہا تملیخا، بادشاہ نے کہا ایسا نام تو ہمارے زمانہ کے لوگوں کا نہیں ہوتا۔ پھر پوچھا اس شہر میں تمہارا مکان بھی ہوگا کہا ہاں، میرے ساتھ چلئے میں اپنا مکان دکھادوں بادشاہ یہ سُن کر سوار ہوا اُس کے ساتھ لوگوں کا ایک ہم غفیر چلا۔ تملیخا سب کو ایک عالیشان مکان کے دروازہ پر لے گئے جو اُس شہر میں سب مکانوں سے بلند اور بہتر تھا اور کہا یہ ہے میرا مکان۔ لوگوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے ایک پیر مرد برآمد ہوا جس کے ابرو آنکھوں پر لٹکے ہوئے تھے۔ اُس نے پوچھا آپ لوگ کیوں میرے پاس آئے ہیں؟ بادشاہ نے کہا یہ جوان (تملیخا) نووارد ہے اور عجیب عجیب باتیں بیان کرتا ہے اور اس کا دعوٰی ہے کہ یہ گھر اسی کا ہے۔ اُس پیر مرد نے تملیخا سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہا میں قسطلیلین کا فرزند تملیخا ہوں یہ سُنتے ہی وہ مرد پیر تملیخا کے پیروں پر گر کر چومنے لگا اور کہا رب کعبہ کی قسم یہ تو ہمارے دادا ہیں۔ پھر بیان کرنا شروع کیا۔ اے بادشاہ یہ چھ اشخاص تھے جو دقیانوس کے خوف سے اس شہر سے نکل گئے تھے، یہ سُنتے ہی بادشاہ گھوڑے سے کود پڑا اور تملیخا کو اپنے کاندھے پر اُٹھالیا۔ لوگ اُس کے ہاتھ پیروں کو بوسہ دینے لگے۔ پھر پوچھا اے تملیخا تمہارے ساتھی کیا ہوئے اُس نے کہا غار میں ہیں۔ اُس زمانہ میں اُس شہر میں دو بادشاہ تھے ایک یہودیوں کا ایک مسلمانوں کا۔ یہ خبر سُن کر دونوں بادشاہ مع اہالیان شہر غار کے جانب چلے۔ جب غار کے قریب پہنچے تملیخا نے کہا آپ لوگ یہیں ٹھہریں میں پہلے جاکر ان کو اطلاع دیتا ہوں ورنہ مجھے خوف ہے کہ وہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سُنیں گے تو ڈریں گے کہ کہیں دقیانوس تو ان کو گرفتار کرنے نہیں آگیا۔ غرض تملیخا غار میں پہنچے ان کے ہمراہی ان سے لپٹ گئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ دقیانوس کے شر سے اُس کو بچالیا۔ تملیخا نے کہا دقیانوس کا ذکر چھوڑو یہ بتاؤ کہ اس جگہ کتنی مدّت تک سوئے۔ انہوں نے کہا ایک روز یا اس سے بھی کم۔ تملیخا نے کہا نہیں بلکہ تین سو نو (۳۰۹) سال سوتے رہے ہو۔ دقیانوس مر چکا۔ اس کو مرے

ہوئے بھی صدیاں گذر گئیں۔ خدانے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جن کا نام عیسیٰؑ ہے اُن کو مسیح بھی کہتے ہیں۔ وہ مریمؑ کے فرزند ہیں۔ خدانے ان کو آسمان پر اُٹھالیا۔ میرے ساتھ اس وقت یہاں کے بادشاہ اور شہر کے باشندے تم لوگوں کو دیکھنے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا اے تملیخا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا ہم کو عالمین کے لئے ذریعہ آزمائش قرار دے تملیخا نے پوچھا پھر کیا مطلب ہے کہا آؤ خدا سے دعا کریں کہ پھر ہماری روحیں قبض کرلے۔ غرضکہ ان لوگوں نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور خدا نے ان کی روحیں قبض کرنے کا حکم دے دیا۔ دونوں بادشاہ اور ان کے ہمراہی سات روز تک غار کا چکر لگاتے رہے لیکن اُس کا دروازہ نہ پاسکے۔ آخر مسلمان بادشاہ نے کہا یہ لوگ ہمارے دین پر مرے ہیں لہٰذا میں یہاں مسجد بنوادونگا۔ یہودیوں کا بادشاہ کہتا تھا کہ وہ ہمارے دین کے پیرو تھے میں کلیسہ بنواؤں گا۔ آخر دونوں بادشاہوں میں جنگ ہوئی مسلمان بادشاہ غالب ہوا اور غار کے دروازہ پر مسجد بنوائی۔ یہ فرما کر امیر المومنینؑ نے فرمایا اے یہودی بتا یہ تمام واقعات توریت کے موافق ہیں یا نہیں اُس نے عرض کیا بیشک اس میں ایک حرف زیادہ ہے نہ کم۔ اور میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفٰےؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔

چند سندوں کے ساتھ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ تین اشخاص ساتھ جارہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ وہ لوگ ایک غار میں پناہ گزیں ہوگئے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا پتھر پہاڑ سے گرا جس سے غار کا دروازہ بند ہو گیا۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا اے خدا کے بندو تم کو بغیر سچائی کے اس بلا سے نجات ممکن نہیں۔ تم میں سے ہر ایک نے جو کام محض خدا کی خوشنودی کے لئے کیا ہو، اُس کو بیان کرے شاید خدا اس پتھر کو دور کردے یہ سُن کر اُن میں سے ایک شخص نے بیان کرنا شروع کیا۔ پالنے والے میرے بوڑھے ماں باپ موجود تھے اور میرے اہل وعیال اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چراتا تھا اور رات کو پہلے اپنے ماں باپ کو کھانا کھلاتا اُس کے بعد اپنے بچوں کو دیتا تھا۔ ایک روز گھر دیر سے واپس آیا اُس وقت میرے والدین سو گئے تھے۔ میں نے پہلے ایک برتن میں دودھ لیا اور اپنے

والدین کے سرہانے جاکر کھڑا ہو گیا میرے بچے کھانے کے لئے بیچین تھے اور بھوک سے رو رہے تھے میں نے والدین کو بیدار کر کے اُن کے آرام میں خلل ڈالنا پسند نہ کیا اور نہ اپنے بچوں کو کھانا دیا۔ اسی طرح تمام رات والدین کے سرہانے کھڑا رہا (تاکہ وہ خود سے بیدار ہوں) یہاں تک کہ صبح ہو گئی خداوندا اگر میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی کے لئے کیا تھا تو ہم کو اس بلا سے نجات دے۔ اُس کے بیان کے بعد دروازہ کا ایک حصّہ کھل گیا اور آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر دوسرے شخص نے کہا۔ خداوندا تو عالم ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی۔ جسے میں بہت دوست رکھتا تھا۔ ایک روز میں نے اُس سے ارادۂ فعل حرام کیا اس نے کہا جب تک سو اشرفیاں میرے لئے نہ لائے گا میں راضی نہ ہوں گی۔ آخر میں نے سو اشرفیاں اس کو لا کر دیں۔ پھر جب فعل بد کا ارادہ کیا تو اُس نے کہا خدا سے خوف کر اور خدا کی مہر کو حرام کے ذریعہ مت توڑ۔ میں یہ سُن کر باز آیا خداوندا تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے۔ لہٰذا ہم کو اس بلا سے نجات دے اس کے کہنے کے بعد دروازہ کا ایک حصّہ اور کھل گیا اور پتھر زیادہ ہٹ گیا۔ اس کے بعد تیسرے شخص نے اپنا ایک واقعہ یوں بیان کر کے خدا سے مناجات کی کہ میں نے ایک مزدور کو ایک کام سپرد کیا۔ جب وہ کر چکا تو مزدوری لینے میں اُس نے تکرار کی اور جو کچھ میں دے رہا تھا اُس نے نہیں لیا اور چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری زراعت میں صرف کر دی اُس میں کچھ اضافہ ہوا تو میں نے گائیں خریدی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُس کی مزدودی نصف درم تھی میں نے اس کو دس ہزار درم تک ترقی کرتے کرتے پہنچا دیا۔ ایک مدت کے بعد وہ مزدور پھر آیا تو میں نے سب اُس کو دے دیا۔ خداوندا اگر میں نے صرف تیری خوشنودی کے لئے یہ کام کیا ہے تو دروازہ بالکل کھول دے اور پتھر ہٹا دے اس کے اس بیان کے ساتھ ہی پتھر دور ہٹ گیا اور وہ تینوں اشخاص غار سے باہر نکل آئے۔ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کے ساتھ سچائی عمل میں لاتا ہے نجات پاتا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اصحاب رقیم یہی جماعت تھی۔

اصحاب اخدود کے حالات

خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ "مارے گئے یا ملعون ہوئے اصحاب اُخدود جنہوں نے ایک بہت بڑا غار زمین میں کھودا تھا اور وہ غار آگ سے بھرا ہوا تھا جس کے شعلے بلند تھے جس وقت کہ وہ اُس آگ کے گرد بیٹھے تھے اور جو سلوک ایمانداروں کے ساتھ انہوں نے کئے تھے۔ اس کے گواہ ہیں کہ اپنے بادشاہ کے سامنے گواہی دیں گے یا قیامت میں گواہی دیں گے اور ان کے اعضاو جوارح خود اُن پر گواہ ہوں گے۔ (ان مومنین کے بارے میں) جنہوں نے اُن کے ساتھ کچھ بُرائی نہ کی تھی نہ اُن کے عیوب بیان کئے تھے، سوائے اس کے کہ وہ خدائے عزیز اور مستحق حمد و ثنا پر ایمان لائے تھے۔"

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جس نے اہل حبشہ کو یمن والوں سے جنگ پر اُبھارا تھا وہ ذونواس تھا جو بادشاہاں حمیر میں سے آخری بادشاہ تھا جس نے دینِ یہود اختیار کر لیا تھا اور حمیر کا قبیلہ بھی یہودی ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا نام یوسف رکھ لیا تھا۔ ایک زمانہ تک وہ سب اُسی دین پر عمل کرتے رہے۔ لوگوں نے اس کو اطلاع دی کہ ایک گروہ نجران میں ہے جو دین عیسیٰؑ پر عمل کرتا ہے اور وہ حقیقتاً دینِ عیسیٰؑ پر باقی تھے اور انجیل کے احکام پر عمل کرتے تھے۔ اُن کا سردار عبداللہ بن یامن تھا۔ دونواس کے خوشامدیوں نے ذونواس کے نجران پر حملہ کرنے پر اُبھارا تاکہ وہ ان کو برباد کر دے یا وہ لوگ دین یہود قبول کریں۔ غرض ذونواس داخل نجران ہوا اور وہاں کے لوگوں کو جمع کر کے دینِ یہود قبول کرنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس نے بہت مجبور کیا۔ مگر وہ لوگ کسی طرح راضی نہ ہوئے آخر ذونواس نے زمین میں خندقیں کھودوائیں اور ان کو لکڑیوں سے بھر کر آگ لگا دی۔ بہتوں کو اُس آگ میں ڈال دیا اور بہتوں کو تلوار سے قتل کیا اور بعضوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا کر مار ڈالا یہاں تک کہ قریب ایک ہزار اشخاص ہلاک کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک شخص دوس نامی گھوڑے پر سوار ہو کر فرار ہو گیا لوگ اُس کے پیچھے دوڑے مگر اُس کو نہ پا سکے۔ پھر

ذونواس مع اپنے لشکر کے صفا کی طرف واپس چلا گیا۔ چنانچہ اِن آیتوں سے اِسی قصّہ کی طرف اشارہ ہے۔

منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے ایک نصرانی عالم کو نجران سے طلب فرمایا اور اصحاب اخدود کا قصّہ اُس سے دریافت فرمایا اُس نے بیان کیا۔ حضرت نے سُن کر فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ میں تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ سُن خداوند عالم نے اہل حبشہ پر انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا۔ ان لوگوں نے اس رسول کی تکذیب کی اور اُس سے جنگ کی۔ پیغمبر کے اکثر ساتھیوں کو قتل کرڈالا اور خود پیغمبر کو مع باقی ساتھیوں کے قید کرلیا۔ پھر زمین میں خندقیں کھودیں۔ اور اس کو آگ سے بھر دیا اور اعلان کیا کہ جو اس پیغمبر کے دین سے منکر ہو کر اس سے جدا ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص اُس کے دین سے نہ پھرے گا اُس کو ہم آگ میں ڈال دیں گے۔ یہ سُن کر کثرت سے لوگ اپنے پیغمبر سے پھر گئے باقی بہت سے لوگوں کو آگ میں ڈال دیا۔ آخر میں ایک عورت لائی گئی جس کی گود میں ایک مہینہ کا بچہ بحکم خدا بولا، اے مادر مہربان مجھ کو لے کر آگ میں داخل ہو جا خدا کی قسم یہ جلنا رضائے معبود کا سبب ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ عورت بھی مع فرزند کے آگ میں کود پڑی۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ مجوسیوں کا ایمان ایک کتاب پر تھا اور اُن کا ایک بادشاہ بھی تھا ایک روز وہ بادشاہ مست ہوا اور اپنی ماں بہنوں سے زنا کی جب ہوش آیا تو اپنا یہ عمل ناگوار معلوم ہوا۔ لیکن لوگوں سے کہا یہ فعل میرا جائز و حلال ہے۔ لوگوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کیا تو اُس نے گڑھے کھدوا کر اُن میں آگ روشن کرادی اور لوگوں کو اُن میں ڈال کر جلادیا۔

میثم تمار نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ اصحاب اخدود دس اشخاص تھے جو

ترجمہ، کہ خندقوں (کے کھودنے) والے ہلاک کر دیئے گئے ﴿۴﴾ (یعنی) آگ (کی خندقیں) جس میں ایندھن (جھونک رکھا) تھا ﴿۵﴾ جب کہ وہ ان (کے کناروں) پر بیٹھے ہوئے تھے ﴿۶﴾ اور جو (سختیاں) اہل ایمان پر کر رہے تھے ان کو سامنے دیکھ رہے تھے ﴿۷﴾ ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب (اور) قابل ستائش ہے ﴿۸﴾ وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ﴿۹﴾ سورۃ البروج

آگ میں جلائے گئے اور اسی طرح دس شخصوں اِسی بازارِ کوفہ میں لوگ قتل کریں گے۔ حضرت کی غرض گویا یہ تھی کہ اشارہ فرمائیں اُس کی طرف جو ابن زیاد ملعون نے کوفہ وار ہونے کے بعد ایک جماعت کو حضرت المومنینؑ سے بیزاری اختیار کرنے کی تکلیف دی تھی اور اُن میں سے جس جس نے اس کی یہ خواہش پُوری نہ کی ان سب کو اُس ملعون نے قتل کراویا اور اسی جماعت میں سے میثم تمار اور رشید ہجری بھی تھے جیسا کہ اس کے بعد انشاءاللہ ان کا ذکر کیا جائے گا۔

منقول ہے کہ عمر نے ایک شخص کو ایک لشکر کا سردار بنا کر شام کے ایک شہر کی جانب بھیجا۔ وہ شہر فتح ہوا اور وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے تو ان کے لئے ایک مسجد تیار کی گئی جب وہ مکمل ہو گئی تو خود بخود منہدم ہو گئی۔ دوبارہ پھر اس کی تعمیر کی پھر وہ گر گئی تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو اس کی اطلاع عمر کو بھیجی گئی۔ انہوں نے اصحاب رسول کو جمع کر کے اس کا سبب دریافت کیا کوئی نہ بنا سکا آخر حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند عالم نے وہاں ایک گروہ پر ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا تھا ان لوگوں نے اس پیغمبر کو مار ڈالا اور اسی مسجد کی جگہ پر دفن کر دیا تھا۔ جو اب تک اپنے خون میں تر ہیں سردار لشکر کو لکھا کہ وہاں کی زمین کھود کر پیغمبر کے جسد مبارک کو نکالیں جسم اقدس تازہ پائیں گے اُن پر نماز پڑھیں اور فلاں مقام پر ان کو دفن کریں پھر مسجد تعمیر کریں وہ مُنہدم نہ ہو گی۔ جب حضرتؑ کی ہدایت کے بموجب عمل کیا گیا مسجد قائم و باقی رہی۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کو اس کو لکھ دو کہ داہنی جانب مسجد تعمیر کریں وہاں ایک شخص ملے گا جو بیٹھا ہوا ہے اور اپنا ہاتھ اپنی ناک پر رکھے ہوئے ہے عمر نے پوچھا وہ کون ہے حضرت نے فرمایا میں جس طرح کہتا ہوں اسی طرح جواب لکھ دو اُس کے بعد جبکہ میرے بیان کے مطابق وہ شخص ظاہر ہو جائے گا تو میں بتا دوں گا کہ وہ کون ہے۔ غرض حضرت کے ارشاد کے بموجب اُس سردار لشکر کو لکھا گیا اور کچھ عرصہ کے بعد اُس کا جواب آیا کہ سب ہدایت میں نے عمل کیا۔ اور مسجد تیار کی اور وہ منہدم نہیں ہوئی۔ عمر نے اس وقت حضرت امیر المومنینؑ سے

دریافت کیا کہ اب فرمایئے کہ وہ کون ہے فرمایا کہ وہ اُخدود والوں کے پیغمبر ہیں اور اُن کا حال قرآن مجید کی تفسیر میں بہت واضح طور پر درج ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنینؑ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھ لو، قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ اشعث بن قیس منافق علیہ اللعن اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یا امیر المومنینؑ مجوس سے جزیہ کیوں لیا جاتا ہے حالانکہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں اور نہ کوئی پیغمبر ان پر مبعوث ہوا حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اہل کتاب ہیں اور خدا نے ان پر ایک پیغمبر بھی مبعوث فرمایا تھا۔ ان کا ایک بادشاہ تھا جس نے ایک رات عالم مستی میں اپنی لڑکی کو اپنے بستر پر طلب کیا اور اس سے زنا کی صبح کو اس کی قوم کو اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو لوگ اس کی ڈیوڑھی پر جمع ہوئے اور کہا اے بادشاہ تو نے ہمارے دین کو گندہ اور باطل کر دیا آ تجھ کو ہم صحرا میں لے چل کر سنگسار کریں گے بادشاہ نے کہا تم تمام اہل شہر جمع ہو کہ میری بات سنو اور اگر میرا عذر اس امر میں قابل قبول ہو تو منظور کر لو ورنہ جو چاہو کرو۔ یہ سُن کر شہر کے تمام لوگ آئے بادشاہ نے کہا خدا نے کسی مخلوق کو نہیں پیدا کیا جو بابا آدمؑ اور اماں حوّا سے زیادہ اُس کے نزدیک گرامی ہو۔ لوگوں نے کہا سچ ہے بادشاہ نے کہا کیا آدمؑ نے اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج نہیں کیا۔ (ضرور کیا) تو میں نے بھی حضرت آدمؑ کی سنت پر عمل کیا لوگوں نے کہا اے بادشاہ تو نے سچ کہا دین حق یہی ہے اور اس پر راضی ہو گئے اور آپس میں عہد کیا کہ نکاح محارم سب حلال ہیں۔ تو خدا نے ہر علم کو جوان کے سینہ میں تھا محو کر دیا اور ان کے درمیان سے کتاب اٹھالی۔ غرضکہ یہ لوگ کافر ہیں اور بے حساب جہنم میں جائیں گے۔ بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ مجوس کا ایک پیغمبر تھا جس کو جاماسپ کہتے تھے وہ ان کے لئے ایک کتاب بھی خدا کی جانب سے لایا تھا اور وہ بارہ ہزار گایوں کی کھال پر مرقوم تھی۔ ان سب نے اپنے پیغمبر کو مار ڈالا اور کتاب جلا ڈالی۔

منقول ہے کہ ایک زندیق نے حضرت صادقؑ سے چند سوالات کئے اور مسلمان ہوا اُس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا مجوس پر بھی کوئی پیغمبر مبعوث ہوا تھا اس لئے کہ میں

دیکھتا ہوں کہ بیشک وہ محکم کتابیں اور بلیغ موعظے اور شافی مثالیں رکھتے ہیں اور ثواب وعذاب کا اعتقاد رکھتے ہیں اور چند شریعتیں بھی ان کی ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس پر کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو اور خدا نے مجوس کے لئے بھی ایک پیغمبر بھیجا اور ایک کتاب نازل فرمائی لیکن ان لوگوں نے نہ پیغمبر کو مانا نہ کتاب پر عمل کیا۔ اُس نے پوچھا کون پیغمبر تھے لوگ کہتے ہیں کہ خالد بن سنان تھے فرمایا خالد بدوی عرب تھا وہ پیغمبر نہ تھا۔ لوگ ایسی ہی بے کار باتیں کرتے ہیں اس نے کہا کیا زردشت ان کا پیغمبر تھا، فرمایا زردشت نے چند امور باطل ان میں رائج کئے اور پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا۔ بعض اس پر ایمان لائے اور بہتوں نے انکار کیا تو ان کو لوگوں نے جنگل میں چھوڑ دیا جن کو صحرائی جانوروں نے ہلاک کر ڈالا۔ اُس نے پوچھا ایام کفر و جاہلیت میں مجوس حق سے نزدیک تر تھے یا اہل عرب، فرمایا جاہلیت کے زمانہ میں عرب دین حنیف ابراہیم سے نزدیک تر تھے بہ نسبت مجوس کے، کیونکہ وہ تمام پیغمبروں کے منکر تھے اور سب کتابوں اور معجزات سے انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کے آثار و سنت میں سے کسی پر عمل نہیں کرتے تھے اور کیخسرو جو مجوس کا بادشاہ تھا اُس نے زمانہ گذشتہ میں تین سو بادشاہوں کو قتل کیا تھا۔ مجوس غسل جنابت نہیں کرتے تھے اہل عرب کرتے تھے اور غسل جنابت خاص طور سے شرائع حنیفۂ ابراہیم سے ہے۔ مجوسی ختنہ نہیں کرتے تھے اور عرب کرتے تھے اور وہ پیغمبروں کی سُنت سے ہے اور سب سے پہلے جس نے ختنہ کیا وہ حضرت ابراہیمؑ پیغمبر تھے۔ مجوسی اپنے مُردوں کو غسل و کفن نہیں دیتے تھے اہل عرب دیتے تھے۔ مجوسی اپنے مُردوں کو جنگوں، غاروں اور تالاب وغیرہ میں ڈال دیتے تھے اور عرب دفن کرتے تھے اور لحد ان کے لئے تیار کرتے تھے اور پیغمبروں کی سُنت یہی تھی۔ اور سب سے پہلے جس کے لئے قبر کھودی اور تیار کی گئی وہ حضرت آدمؑ تھے۔ مجوسی ماں بہنوں بیٹیوں کے ساتھ نکاح حلال جانتے ہیں اور کفار عرب حرام سمجھتے رہے ہیں۔ مجوسی کعبہ کے منکر تھے اور اہل عرب حج کرتے تھے اور کعبہ کو اپنے خدا کا گھر سمجھتے تھے۔ اور توریت و انجیل کو کتاب خدا سمجھتے تھے اور اہل کتاب سے مسائل دریافت کیا

کرتے تھے غرضکہ عرب تمام طریق زندگی میں دین حق سے نزدیک تر تھے۔اُس نے کہا کہ وہ ماں بہنوں کے ساتھ نکاح جائز سمجھتے تھے اس لئے کہ سُنت آدمؑ ہے۔ فرمایا کہ ماں بہنوں کے ساتھ نکاح میں کس طرح آدمؑ سے متمسک ہوئے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ آدمؑ ونوحؑ وابراہیمؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ اور تمام پیغمبروں نے حرام کیا ہے۔

حضرت جرجیس علیہ السّلام کے حالات

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت جرجیسؑ کو پیغمبر بنا کر شام کے ایک بادشاہ پر مبعوث فرمایا۔ جس کو رازانہ کہتے تھے۔ وہ بُت کی پرستش کرتا تھا۔ حضرت جرجیسؑ نے اُس سے فرمایا کہ اے بادشاہ میری نصیحت قبول کر۔ زیبا نہیں کہ ہم کسی غیر کی عبادت کریں اور اپنی حاجتیں اُس کے علاوہ کسی اور سے طلب کریں۔ بادشاہ نے پُوچھا، کہاں کے رہنے والے ہو؟ فرمایا کہ میں رومی ہوں اور فلسطین میں رہتا ہوں۔ اُس نے حکم دیا تو آپ قید کر لے گئے اور آپ کے جسم مبارک کو لوہے کی کنگھی سے مجروح کیا گیا یہاں تک کہ تمام گوشت بدن کا الگ ہو گیا پھر اُس پر سرکہ ڈالا گیا اور موٹے سخت کپڑے سے جسم اقدس کو رگڑا گیا۔ پھر حکم دیا تو لوہے کی سلاخیں آگ میں لال کر کے آپ کے جسم کو داغتے رہے لیکن حضرت اس اذیت رسانی پر بھی زندہ رہے تو اس کے حکم سے لوہے کی بڑی بڑی میخیں تیار کی گئیں۔ پھر ان کو حضرت کے سر اقدس میں ٹھونکیں جس سے تمام بھیجا سر کا بہہ گیا۔ پھر سیسہ پگھلا کر آپ کے بدن پر ڈالا گیا۔ اُس کے قید خانہ میں ایک آہنی ستون تھا جس کو اٹھارہ آدمی مل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتے تھے اُس نے حکم دیا تو وہ ستون حضرت کے شکم مبارک پر رکھ دیا گیا جب رات ہوئی اور تماشائی اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے تو اہل زندان نے دیکھا کہ ایک فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور کہا اے جرجیسؑ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرو اور خوش رہو اور خوف مت کرو کیونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم کو اُس کے ظلم سے نجات بخش گا۔ وہ ظالم تم کو چار مرتبہ ہلاک کریں گے اور تمہاری تکلیفیں اور اذتیں رفع کروں گا۔ دوسرے روز صبح اُس بادشاہ ظالم نے آپ کو قید خانہ سے بُلوایا اور حکم دیا کہ آپ کو تازیانے لگانے جائیں۔ حضرت کے پشت و شکم پر بیشمار تازیانے مارے گئے پھر اُس نے آپ کو قید خانہ میں بھیجدیا اور اپنی سلطنت کے عمال کو فرمان بھیجے کہ تمہارے شہروں میں جس قدر جادوگر و ساحر ہوں سب کو بھیجیں۔ اُن

میں سے ایک ایسا جادو گر آیا جو سب سے زیادہ ماہر تھا۔ لیکن وہ جو سحر کرتا حضرت پر مطلق اثر نہ ہوتا۔ آخر زہر قاتل لا کر حضرت کو کھلایا حضرت جرجیسؑ نے اُس وقت یہ دُعا پڑھی "بسم اللہ الذی یضل عنہ صدقہ کذب الفجرۃ وسحر السحرہ" تو اس زہر کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اُس وقت اُس جادو گر نے کہا کہ اگر یہی اتنا زہر میں تمام اہل زمین کو کھلا دیتا تو بے شبہ ہر ایک کی قوت زائل ہو جاتی اور اُن کے بند جُدا ہو جاتے اور ان کی خلقت بدل جاتی ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتیں۔ لہذا اسے جرجیسؑ آپ بیشک راہِ ہدایت کے نور ہیں اور ظلمات ضلالت کے چراغ اور حق ویقین ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا معبود برحق ہے اور اُس کے سوا جتنے خدا ہیں سب باطل ہیں میں آپ کے خدا پر ایمان لاتا ہوں اور اُس کے پیغمبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور جو کچھ میں نے اب تک گناہ کئے ہیں اُن سب سے توبہ کرتا ہوں۔ بادشاہ نے اُس کو قتل کرا دیا۔ اور پھر حضرت جرجیسؑ کو قید خانہ میں بھیج دیا اور حضرت کو طرح طرح کے عذاب سے معذب کرتا رہا۔ پھر اُس کے حکم سے حضرت کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور ایک کنویں میں ڈال دیا اور بادشاہ مجلس عیش و سرور آراستہ کر کے شراب و کباب میں مشغول ہوا۔ اُس وقت خلاق عالم نے ہوا کو حکم دیا جس نے ایک سیاہ ابر اٹھایا اور بجلیاں چمکنے لگیں اور زمین و پہاڑ لرزنے لگے۔ یہ دیکھ کر لوگ ڈرے کہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ پھر خدا نے میکائیل کو حکم دیا وہ اُس کنویں کے اوپر آئے اور پکار کر کہا اے جرجیسؑ اُٹھ کھڑے ہو اُس خدا کی قوت کے ساتھ جس نے تم کو پیدا کیا اور مستوی الخلقت بنایا۔ یہ سُنتے ہی حضرت جرجیسؑ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے حضرت میکائیلؑ نے ان کو کنوئیں سے نکالا اور کہا صبر کرو تم کو ثواب ہائے الٰہی کی خوشخبری ہو۔ حضرت پھر اُس بادشاہ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے کہ میرے ذریعہ سے تجھ پر اپنی حجت تمام کرے یہ دیکھ کر بادشاہ کے لشکر کے سپہ سالار نے کہا میں تمہارے خدا پر ایمان لاتا ہوں جس نے تم کو مرنے کے بعد زندہ کیا اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ حق ہے اور اُس کے علاوہ جتنے خدا ہیں باطل ہیں۔ اُس کے ساتھ چار ہزار اشخاص اور ایمان لائے اور حضرت جرجیسؑ کی تصدیق کی۔ بادشاہ نے سب کو قہر و غضب میں

ہلاک کر دیا اور حکم دیا کہ پیتل کی بڑی تختی تیار کر کے اس کو آگ سے لال کرو۔ پھر اُس پر حضرت جرجیسؑ کو لٹایا اور پگھلا ہوا سیسہ حضرت کے حلق میں ڈالا اور لوہے کی میخیں حضرت کی آنکھ اور سر میں پیوست کرائیں پھر اُن میخوں کو نکال کر اُن کی جگہوں میں سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ اس پر بھی حضرت ہلاک نہ ہوئے تو حکم دیا کہ آگ حضرت کے جسم پر جلائی جائے۔ یہاں تک حضرت جل کر راکھ ہو گئے تو اُس کے حکم سے وہ راکھ ہوُا میں اُڑا دی گئی۔ پھر خدا کے حکیم سے حضرت میکائیلؑ نے ان کو پکارا اور وہ زندہ ہو کر موجود ہو گئے اور بحکم خدا پھر اُس بادشاہ کے پاس گئے جبکہ وہ دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا حضرت نے رسالت الٰہی کی تبلیغ فرمائی اُس وقت اُس گمراہ کے اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا ہمارے پاس چودہ منبر اور ایک لکڑی کا خوان ہے اُن کی لکڑیاں مختلف درختوں کی ہیں جن میں سے بعض میوہ دار ہیں اور بعض بغیر پھل کی۔ اپنے خدا سے دُعا کرو کہ اگر وہ ان تمام لکڑیوں کے درخت بنا دے اور ان میں شاخیں اور پتیاں پیدا کر دے اور پھل لگا دے تو میں تمہاری تصدیق کروں۔ یہ سُن کر حضرت جرجیسؑ دو زانو ہو کر بیٹھے اور دعا کی اُسی وقت سب لکڑیاں درخت بن گئیں اور شاخیں پتیاں پھول اور پھل پیدا ہو گئے۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر حکم دیا تو حضرت کو دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر آرہ سے چیرا گیا اور ایک بڑے دیگ میں تیل، گندھک اور سیسہ ڈال کر پگھلایا اور حضرت کے جسم اقدس کو اس دیگ میں ڈال دیا اور آگ اُس کے نیچے تیز کر دی گئی یہاں تک کہ حضرت کا تمام جسم پگھل کر ان چیروں میں مل کر ایک ہو گیا۔ اس ظلم سے زمین تاریک ہو گئی خدا نے حضرت اسرافیلؑ کو بھیجا۔ انہوں نے ان کے درمیان ایک نعرہ مارا جس سے سب کے سب منہ کے بل گر پڑے اور دیگ الٹ کر حضرت اسرافیلؑ نے کہا اے جرجیسؑ بحکم خدا اُٹھ کھڑے ہو اور وہ خدا کی قدرت سے صحیح و سالم ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پھر اُس بادشاہ ظالم و گمراہ کے پاس پہنچے اور تبلیغ رسالت فرمائی لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو حیرت ہوئی۔ اُس وقت حضرت کے پاس ایک عورت آئی اور کہا اے خدا کے خاص بندے میرے پاس ایک گائے تھی جس کے دُودھ پر ہماری گذر اوقات ہوا کرتی

تھی۔ وہ مر گئی ہے چاہتی ہوں کہ آپ اُسے زندہ کر دیجئے حضرت نے اپنا عصا اس کو دے کر فرمایا۔ اس کو لے جا کر گائے کے جسم پر رکھ دو اور کہو جرجیس ؑ کہتا ہے کہ بحکم خدا اُٹھ کھڑی ہو اُس عورت نے ایسا ہی کیا اور وہ گائے زندہ ہو گئی تو وہ عورت ایمان لائی۔ بادشاہ ملعون نے کہا اگر میں اس ساحر کو چھوڑ دوں تو یہ میری ساری قوم کو ہلاک کر دے گا۔ غرض بادشاہ اور اس کی تمام گمراہ رعایا نے حضرت کے قتل پر اتفاق کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن کو شہر کے باہر لے جاؤ اور ان کی گردن اُڑا دو جب اُن حضرت کو شہر کے باہر لے گئے تو آپ نے مناجات کی پالنے والے اگر ان گمراہوں کو تو ہلاک کرے تو میری التجا یہ ہے کہ مجھ کو اور میری یاد کو ان لوگوں کے لئے صبر و شکیبائی کا سبب قرار دے جو ہر بلاو مصیبت میں صبر کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں غرضکہ حضرت کا سر جُدا کر کے وُہ سب شہر میں واپس آئے اور سب کے سب یکبارگی عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے۔

حضرت خالد بن سنان علیہ السّلام کے حالات

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی حضرت نے خوش آمدید فرمایا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی چادر پر اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ یہ ایک پیغمبر کی بیٹی ہے کہ جن کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا اُن کا نام خالد بن سنان تھا وہ بنی عیس کے قبیلہ سے تھے۔ وہ ان لوگوں کو خدا کی جانب بلاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ سال میں ایک مرتبہ ایک آگ پیدا ہوتی اور ان میں سے بعض کو جلا دیتی تھی اور ایک روایت کے مطابق آگ روزانہ ظاہر ہوتی اور جو چیز اس کے قریب ہوتی مثل حیوانات وغیرہ کے سب کو جلا دیتی۔ اُس آگ کو نار الحرمین کہتے تھے۔ اور وہ اُس غار سے وقت معینہ پر نکلتی جو ان کی آبادی کے قریب تھا۔ حضرت خالد بن سنان نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ اگر میں اس آگ کو تم سے برطرف کر دوں تو کیا تم ایمان لاؤ گے لوگوں نے اقرار کیا۔ پھر جب وہ آگ پیدا ہوئی حضرت خالد اُس کی طرف بڑھے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو پلٹایا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ اس غار میں داخل ہو گئے اور آپ کی قوم غار کے کنارے جمع ہوئی اور سب نے سمجھا کہ آگ نے حضرت کو جلا ڈالا اور اب غار سے وہ باہر نہ آئیں گے لیکن وہ حضرت کچھ دیر بعد غار سے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ میرے کام اور میرے امور سب خدا کی جانب سے ہیں اور اُس کی قدرت کے سبب سے ہیں بنو عیس نے گمان کیا تھا کہ میں غار سے باہر نہ آؤں گا مگر میں اب آ گیا۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے اور فرمایا کہ میں فلاں روز مر جاؤں گا۔ جب مر جاؤں تو مجھے دفن کر دینا چند دنوں کے بعد جانورانِ صحرائی کا ایک گلہ آئے گا۔ ان میں ایک دم بریدہ ہو گا جو میری قبر پر کھڑا ہو گا اُس وقت میری قبر کھول کر مجھے نکال لینا پھر جو کچھ مجھ سے پوچھو گے جو کچھ ہو چکا اور قیامت تک جو کچھ ہو گا میں سب بتا دوں گا۔ غرضکہ

جب وہ فوت ہوئے لوگوں نے ان کو دفن کردیا اور وہ معینہ وقت آیا جس کا حضرت نے وعدہ کیا تھا اُسی طرح سے جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا وحشیان صحرا کا گلہ آیا اور ان کے قبر کے نزدیک کھڑا ہوا لوگوں نے چاہا کہ حضرت کو قبر سے باہر نکالیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جب ان کی زندگی میں تم ایمان نہ لائے تو ان کے مرنے کے بعد کیونکر ایمان لاؤ گے اگر ان کو قبر سے نکالو گے تو عرب میں بدنام ہو جاؤ گے۔ غرضکہ ان کو اُسی حال میں چھوڑ کر واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔ وہ حضرت عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیانی زمانہ میں گذرے ہیں۔ اُس لڑکی کا نام محیاہ تھا۔

ہاروت وماروت کا تذکرہ

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہاروت وماروت کا قصّہ بیان کیا ہے اور ان کے بارے میں کئی روایتیں بھی ملتی ہیں مگران روایتوں کے بارے میں عائمہ میں اختلاف ہے۔ بعض موتف فرماتے ہیں کہ عام مسلمان نے بھی اسی طرح اپنی تفسیروں میں بیان کیا ہے اور اکثر علمائے خاصہ وعامہ نے اس قصّہ سے انکار کیا ہے۔ اس سبب سے کہ جو کچھ اس قصّہ میں مذکور ہے عصمت ملائکہ کے خلاف ہے۔ جو آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے بلکہ وہ دو فرشتے تھے جن کو خدا نے لوگوں کے امتحان کے لئے زمین پر بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو سحر و معجزہ کا فرق بتائیں تاکہ وہ سحر کو سمجھ لیں اور اُس سے پرہیز کریں۔ وہ کہتے تھے کہ ہم تم کو اس واسطے یہ تعلیم نہیں دے رہے ہیں کہ تم اس کو حصول دُنیا کا ذریعہ قرار دو اور سحر کر کے کافر ہو جاؤ۔ اُن فرشتوں سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا۔ وہ مدتوں دُنیا میں رہے اُس کے بعد آسمان پر چلے گئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ فرشتے نہ تھے بلکہ بابل کے باشندوں میں سے دو اشخاص تھے جو اصلاح و نیکی میں مشہور تھے اس سبب سے ان کو ملک کہتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قصّہ ملائکہ کی عصمت کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ جب تک فرشتوں کے اوصاف کے ساتھ متصف تھے ملک اور معصُوم تھے اور جب خدا نے ان کو صورت و حالت بشریت میں قرار دے دیا وہ ملک نہیں رہ گئے۔ ممکن ہے کہ ان کی عصمت زائل ہو گئی ہو اور یہ باتیں اگرچہ قوت سے خالی نہیں ہیں لیکن حدیثیں اس کی رو میں وارد ہوئی ہیں اور یہ سب روایایت عائمہ اور تواریخ یہود کے موافق ہیں اور مذہب شیعہ کے خلاف، لہٰذا اس بارے میں توقف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ تفسیر امام حسن عسکری میں اس آیت کی تاویل میں وارد ہوا ہے۔ غرض میں یہاں پر تمام روایتیں بیان کر رہا ہوں جو کہ حیاتِ قلوب میں بیان کی گئی ہیں۔

روایت ہے کہ ہر دن اور ہر رات فرشتے اہل زمین کے درمیانی لوگوں کے اعمال کو آسمان پر لے جانے کیلئے نازل ہوتے تھے اور ان کے اعمال لکھتے تھے جن کو دیکھ کر اہل آسمان زمین کے خدا پر افترا کرنے اور اس کی نافرنی جیسے شدید گناہوں سے پناہ مانگنے لگے اور وہ خدا کو اہل زمین کے اُن افترا و بہتان سے جو وہ اس کی نسبت کرتے تھے پاک و منزہ کہتے تھے۔ آخر فرشتوں کے ایک گروہ نے خدا سے عرض کی کہ پالنے والے تو غضناک نہیں ہوتا اُن باتوں سے جو تیری مخلوق زمین میں تیرے میں افترا کرتی ہے اور تیری طرف نسبت دیتی ہے اور تیری نافرنی کرتی ہے حالانکہ تو ان کو ان باتوں سے منع فرما چکا ہے معبود تو ان کی سرکشیوں کو برداشت کرتا ہے حالانکہ وہ سب تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں اور تیری نعمتوں کے سبب چین کے ساتھ بسر کر رہے ہیں تو خدا نے چاہا کہ فرشتوں کو اپنی قدرت کاملہ اور اپنے احکام کا اپنی مخلوق میں جاری کرنا دکھلائے۔ اور اپنی نعمتیں ملائکہ کو پہنچوائے کیونکہ اُن کو معصوم خلق فرمایا ہے اور ان کی خلقت کو تمام مخلوق سے ممتاز و برتر قرار دیا ہے اور ان کو فرمانبردار پیدا کیا ہے اور گناہوں کی طاقت اُن کو دی ہی نہیں ہے۔ اس لئے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت سے دو افراد کو چُنو جن کو میں زمین پر بھیجوں اُن کو انسانوں کی طبیعت عطا کروں اور ان میں کھانے پینے وغیرہ کی خواہشیں اور اُن کے مزاج میں لالچ اور بڑی بڑی امیّدیں پیدا کردوں جس طرح اولادِ آدم میں پیدا کی ہے پھر میں اپنی اطاعت و عبادت کے بارے میں اُن کا امتحان کروں گا۔ فرشتوں نے ہاروت و ماروت کو اپنی جماعت سے اختیار کیا جو تمام فرشتوں سے زیادہ انسانوں میں عیب نکالتے اور اُن پر نزول عذاب کے خواہشمند تھے۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ میں نے تمہاری طبیعت و مزاج میں بھی وہ تمام خواہشیں اور ضرورتیں پیدا کردیں جو آدمؑ کے اولاد میں خلق کی ہیں تو میرے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ شراب مت پینا۔ آسمانوں کے حجابات ہٹا دیئے تاکہ فرشتوں پر اپنی قدرت ظاہر فرمائے اور ان دونوں فرشتوں کو بصورت انسان زمین پر بھیجا اور شہر بابل میں اُتارا۔ جب وہ زمین پر آئے۔ ایک حسین و جمیل عورت کر دیکھا۔ جو خوشبوں سے معطر اور ہر طرح کی زینتوں سے آراستہ

منہ کھولے ہوئے اُن کی طرف آرہی ہے جب اس کو دیکھا۔اور گفتگو کی تو اُن خواہشات کے سبب جو اُن میں (مثل انسانوں کے) موجود تھیں اس پر عاشق ہو گئے۔اور اس کے بارے میں دونوں فرشتوں نے آپس میں مشورہ کیا پھر خدا نے جو ممانعت کی تھی اُس کا خیال آیا اور اُس سے درگذرے۔ تھوڑی دُور چلے تھے کہ شہوت اُن پر غالب ہوئی جس نے اُن کو پلٹایا اور وہ اُسکے پاس واپس آئے نہایت بیچین و بیقرار۔اور اُس سے زنا کی خواہش کی اُس عورت نے کہا مجھے اپنے دین واعتقاد کے مطابق جائز نہیں ہے کہ تمہارے پاس آؤں جب تک کہ تم میرا دین اختیار نہ کرو۔ انہوں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے اُس نے کہا۔ جو شخص میرے خدا کی پرستش کرے اور اس کو سجدہ کرے میں اس کی خواہش منظور کرسکتی ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تیرا خدا کون ہے اُس نے ایک بُت کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ میرا خدا ہے فرشتوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا اب تو دو گناہ سامنے آگئے جن کی خدا نے ممانعت فرمائی ہے اوّل شرک دُوسرے زنا۔ پھر آپس میں مشورہ کیا اور شہوت اُن پر غالب آئی تو کہا ہم نے تیری شرط منظور کی اُس نے کہا اگر تم دونوں بُت کو سجدہ کرنے پر راضی ہو تو پہلے شراب پیو پھر سجدہ کرو ورنہ تمہارا سجدہ قبول نہ ہو گا۔ فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اب تین گناہ ہو گئے جن کی خدا نے ممانعت کی ہے۔ شراب پینا، زنا نہ کرنا اور بُت کو سجدہ کرنا پھر اُس عورت سے کہا تو بلائے عظیم ہمارے واسطے ثابت ہوئی ہے جو کچھ تو کہتی ہے اُس کے لئے ہم تیار ہیں۔ غرضکہ اُن دونوں نے شراب پی اور بُت کو سجدہ کیا اور جب اُس عورت کے ساتھ زنا پر آمادہ ہوئے، ناگاہ ایک سائل دروازے سے داخل ہوا۔ ان لوگوں نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے کس لئے آیا ہے اُس نے کہا تمہاری وضع اور حالت سے شک ہوتا ہے کہ اس قدر خائف اور ڈرے ہوئے اور ایک حسین و خوبصورت عورت کو خلوت میں لائے ہو یقیناً تم دونوں بدکار ہو۔ وُہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ پھر تو اُس عورت نے کہا میں اپنے خدا کی قسم کھاتی ہوں کہ یہ مرد تمہارے جائے قیام سے واقف ہے اور تم کو جانتا ہے، اب جارہا ہے تو تم کو اور مجھ کو ضرور رسوا کرے گا لہٰذا میں تمہارے نزدیک نہیں آؤں گی۔ پہلے اس کو قتل کرو تاکہ

یہ ہم کو رسوانہ کرے اُس کے بعد اطمینان سے آؤ اور جو چاہو کرو۔ یہ سُنتے ہی وہ دونوں اُس سائل کے پیچھے دوڑے اور جا کر اُسے قتل کر دیا جب واپس آئے تو وہاں اُس عورت کو نہیں پایا۔ اُسی وقت ان کے لباس اُن کے بدنوں سے گر گئے اور وہ عُریاں ہو گئے اور حسرت و افسوس کے ساتھ اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹنے لگے۔ اُس وقت خدا نے اُن پر وحی کی کہ میں نے تم کو ایک گھڑی کے واسطے زمین پر بھیجا کہ میرے بندوں کے ساتھ رہو تم نے اسی معمولی سی دیر میں چار گناہ کئے جن سے میں نے تم کو منع کیا تھا تم کو مجھ سے شرم نہ آئی حالانکہ تم ہی تمام فرشتوں سے زیادہ اہل زمین کی نافرنی کے سبب اُن کے خلاف تھے اور اُن پر نزول عذاب کے خواہاں تھے اس سبب سے کہ تم کو ایسی خلقت میں نے عطا کی تھی کہ تم میں گناہ کی خواہش نہ تھی اور میں نے تم کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھا تھا۔ اب جبکہ میں نے اپنی عصمت تم سے روک دی اور تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا تو تم نے ایسا کیا لہٰذا اب تم عذاب دُنیا چاہو تو اختیار کرو، یا عذاب آخرت کو۔ یہ سُن کر ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا۔ ہم چونکہ دُنیا میں آ گئے ہیں لہٰذا اپنی خواہشوں سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں گے یہاں تک کہ آخرت کے عذاب کو پہنچیں۔ دوسرے نے کہا عذاب دُنیا کی ایک مدت ہے وہ ختم ہو جائے گی لیکن عذاب آخرت دائمی ہے جو کبھی زائل نہ ہو گا۔ لہٰذا عذاب آخرت بہت سخت ہے ہم پسند نہیں کریں گے۔ غرض عذاب دُنیا کو اختیار کیا اور مدتوں لوگوں کو جادو سکھاتے رہے۔ جب انہوں نے پُورے طور سے تعلیم دے دی تو ہَوا میں اُلٹے لٹکا دیئے گئے اور اسی طرح قیامت تک معذّب رہیں گے۔

ایک اور روایت کے مطابق ایک روز حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ مسجد کوفہ میں منبر پر مصروفِ وعظ تھے کہ عبداللہ بن الکوا نے پوچھا کہ یا حضرت مجھے اس ستارہ سُرخ یعنی زہرہ کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خدا نے بنی آدم کے حالات فرشتوں کو دکھائے، جو معصیت میں مشغول تھے تو ہاروت و ماروت نے کہا یہ لوگ ہیں جن کے باپ آدمؑ کو تو نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور فرشتوں کو ان کی جانب

سجدہ کا حکم دیا اور یہ اس طرح تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ خدا نے فرمایا اگر اُنہی کی طرح میں تم کو بھی گناہوں کے مخزن میں بھیج دوں تو تم بھی اسی طرح میری نافرمانی کروگے انہوں نے کہا نہیں تیری عزّت و جلال کی قسم ہر گز معصیت نہ کریں گے تو خدا نے ان کو شہوتوں اور خواہشوں میں مثل بنی آدم مبتلا کیا اور ان کو ہدایت کیا کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا، کسی کو ناحق قتل نہ کرنا، زنا مت کرنا اور نہ شراب پینا، پھر زمین پر بھیجا۔ دونوں الگ الگ زمین میں حکم و ہدایت کرنے لگے۔ یہ ستارہ جو ایک عورت تھی نہایت حسین و جمیل، ان میں سے ایک فرشتے کے پاس کسی فیصلہ کے لئے آئی۔ اس کو دیکھتے ہی وہ فرشتہ اُس پر عاشق ہو گیا اور کہا حق تیرے ساتھ ہے (اور فیصلہ تیرے موافق کروں گا) لیکن جب تک تو اپنے اُوپر مجھے اختیار نہ دے گی۔ اُس عورت نے اُس سے وعدہ کیا پھر دُوسرے کے پاس آئی اُس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا اس سے بھی وعدہ اُسی وقت کا کیا۔ وقتِ مقررہ پر دونوں فرشتے اس کے پاس پہنچے ایک نے دوسرے کو دیکھا اور شرم سے گردنیں جھکالیں۔ پھر حیا ان کے درمیان سے زائل ہو گئی تو آپس میں کہنے لگے کہ جس غرض سے تم یہاں آئے میں بھی اُسی لئے آیا ہوں اور دونوں نے اس عورت سے زنا کی خواہش کی (اس عورت نے اُن سے وہی گناہ کروائے جو اُوپر بیان ہو چکے ہیں)۔ غرضکہ اُس نے کہا کہ اُس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تم وہ تعلیم نہ کروگے جس کے ذریعہ سے آسمان پر جاتے ہو۔ وہ دونوں فرشتے دن کے وقت تو لوگوں کے درمیان ان کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے اور رات کو آسمان پر چلے جایا کرتے تھے۔ فرشتوں نے اس تعلیم سے انکار کیا تو وہ عورت بھی اُن کی خواہش پر راضی نہ ہوئی آخر کار وہ راضی ہو گئے اور وہ بھی سکھا دیا۔ اُس عورت نے انہی الفاظ کو دوہرایا کہ تجربہ کرے کہ وہ صحیح کہتے ہیں یا نہیں۔ غرض اُن الفاظ کو زبان پر لاتے ہی آسمان پر پہنچ گئی اور وہ دونوں حسرت سے دیکھتے رہ گئے۔ ان تمام حالات کو آسمان سے فرشتے دیکھتے رہے اور عبرت حاصل کرتے رہے۔ جب وہ عورت آسمان پر پہنچی تو خدا نے اس کو ستارہ کی شکل میں مسخ کر دیا۔

ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت نوحؑ کے بعد سحر کرنیوالے اور (جادو وغیرہ کے ذریعے) مکر وفریب کرنے والے بہت زیادہ ہوئے تو خدا نے دو فرشتوں کو (اس زمانے) کے پیغمبر کے پاس بھیجا کہ ساحروں کے سحر کو اور اُن چیزوں کو بیان کریں جن سے سحر کو باطل اور ان کے سبب سے جادو کرنے سے لوگوں کو منع کیا جس طرح کوئی طبیت کسی کو بتائے کہ فلاں چیز زہر ہے اور مار ڈالنے والی ہے اُس کا ضرر فلاں دوا سے دور کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی اُس پیغمبر نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بصورت انسان ظاہر ہوں اور لوگوں کو تعلیم دیں جو کچھ خدا نے اُن کو بتایا ہے اور وہ دونوں فرشتے جس کو جادو کی حقیقت اور اُس کے رد کرنے کی تعلیم دیتے تھے اُس سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم خدا کے بندوں کے واسطے ذریعہ امتحان و آزمائش ہیں تا کہ خدا کی اطاعت کریں اُس میں جو وہ سیکھتے ہیں اور اُس کے ذریعہ سے سحر کو باطل کریں لیکن خود جادو نہ کریں اور لوگوں پر سحر کر کے اور نقصان پہنچا کے کافر مت ہو جاؤ حالانکہ تم لوگوں کو ترغیب دیتے ہو کہ تم جادو کے سبب سے مارنے اور جلانے پر خدا کے مقابلہ میں قادر ہو اور جو کچھ چاہتے ہو کر سکتے ہو کہ یہ باتیں کفر ہیں۔ طالبان سحر شیطانوں کے اُس جادو میں سے سیکھتے تھے جو انہوں نے ملک سلیمانؑ میں اُن حضرت کے تخت کے نیچے لکھ کر دفن کر دیا تھا اور حضرت سلیمانؑ کی طرف اُن کی نسبت دیتے تھے اور وہ جو کچھ ہاروت و ماروت پر نازل ہُوا تھا۔ اور دونوں طرح کے افسوں سے چند چیزیں حاصل کرتے تھے جن کے ذریعہ سے مکر و فریب اور حیلوں سے لوگوں میں جدائی ڈلواتے تھے۔ اور چغلخوری کرتے تھے اور جو کچھ لکھتے ان کو متفرق جگہوں میں دفن کر دیتے تھے تا کہ دو اشخاص کے درمیان اُس سے دوستی یا جدائی پیدا کر دیں۔ سیکھنے والے کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے سوائے اس کے جس کے بارے میں خدا کی مرضی ہوتی۔ جس کو

ترجمہ، اور وہ (یہود تو) اس چیز (یعنی جادو) کے پیچھے (بھی) لگ گئے تھے جو سلیمان (علیہ السلام) کے عہدِ حکومت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے حالانکہ سلیمان (علیہ السلام) نے (کوئی) کفر نہیں کیا بلکہ کفر تو شیطانوں نے کیا جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اس (جادو کے علم) کے پیچھے (بھی) لگ گئے جو شہر بابل میں ہاروت اور ماروت (نامی) دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا، ﴿102﴾ سورۃ البقرۃ

خدااس کی حالت پر چھوڑ دیتااور اس کے بُرے اعمال کے سبب اپنی رحمت اُس سے روک لیتااور اگروہ چاہتا تواُن کو جبراً قہراًان باتوں سے روک دیتااور وہ لوگ وہ چیریں سیکھتے تھے جو لوگوں کو بجائے نفع کے نقصان پہنچاتی تھیں۔ جب وہ لوگ سحر وافسوں یاد کر لیتے تھے اُن کے ذریعہ سے نقصان پہنچاتے تھے۔ اسی سبب سے وہ یاد ہی کرتے تھے ایسی چیز کو جو اُن کے دین کو تباہ کرتی اور آخرت کا جس میں کوئی فائدہ نہ تھابلکہ اس کے سبب سے وہ دین خدا سے باہر ہو جاتے تھے۔ اور جو کچھ وہ لوگ سیکھتے تھے اس کے بارے میں جانتے تھے کہ جو کچھ خرید کیا ہے اُس کے سبب سے دین سے باہر ہو چکے ہیں اور آخرت میں ان کا ثواب بہشت سے کچھ نہیں ہے۔ یقیناً اپنی جانوں کے عوض جو کچھ اُنہوں نے خرید کیا ہے اگروہ سمجھتے تو بہت بُری چیز ہے یعنی انہوں نے آخرت کو فروخت کردیااور بہشت سے اپنا حق ترک کر دیا اس لئے کہ اُن کا اعتقاد تھا کہ نہ کوئی خدا ہے نہ آخرت نہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہوگی۔

راویان حدیث نے حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے جس کو خدانے ملائکہ میں سے اختیار کیا تھا جبکہ انسانوں نے بے انتہا سرکشی وطغیان ظاہر کی اور خدانے ان کو اور فرشتوں کے ساتھ زمین پر بھیجا وہ دونوں فرشتے زہرہ پر عاشق ہوئے اُس کے ساتھ زنا کا ارادہ کیا، شراب پی اور ایک شخص کو ناحق قتل کیا تو خدانے ان کو بابل میں معذب کر رکھا ہے اور جادو گراُن فرشتوں سے

ترجمہ، وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے یہاں تک کہ کہہ دیتے کہ ہم تو محض آزمائش (کے لئے) ہیں سو تم (اس پر اعتقاد رکھ کر) کافر نہ بنو، اس کے باوجود وہ (یہودی) ان دونوں سے ایسا (منتر) سیکھتے تھے جس کے ذریعے شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے، حالانکہ وہ اس کے ذریعے کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ ہی کے حکم سے اور یہ لوگ وہی چیزیں سیکھتے ہیں جو ان کے لئے ضرر رساں ہیں اور انہیں نفع نہیں پہنچاتیں اور انہیں (یہ بھی) یقینا معلوم تھا کہ جو کوئی اس (کفر یا جادو ٹونے) کا خریدار بنا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں (ہوگا)، اور وہ بہت ہی بری چیز ہے جس کے بدلے میں انہوں نے اپنی جانوں (کی حقیقی بہتری یعنی اُخروی فلاح) کو بیچ ڈالا، کاش! وہ اس (سودے کی حقیقت) کو جانتے ﴿102﴾

جادو سیکھتے تھے۔اور خدانے اُس عورت کو مسخ کر کے ستارہ زہرہ بنادیا ہے۔ حضرت نے فرمایا، اس قول سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کیونکہ فرشتے معصوم ہیں اور کُفر و بدکاریوں سے بلطف خدا محفوظ ہیں جیسا کہ خداوند عالم اُن کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے،اُس میں جو خدا ان کو حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے دوسری جگہ فرماتا ہے کہ وہ جو خدا کے نزدیک ہیں یعنی ملائکہ خدا کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے ہیں اور شب و روز تسبیح و تقدیس کرتے ہیں جس سے ان کو سُستی عارض نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا ہے کہ میرے چند گرامی بندے ہیں جو خدا پر کلام میں زیادتی نہیں کرتے اور جو کچھ خدا ان کو حکم دیتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اگر جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ویسا ہی ہوتا تو بے شبہ خداوند عالم ان فرشتوں کو زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کرتا اور وہ بمنزلۂ پیغمبران وائمہ علیہما السّلام دُنیا میں ہوتے۔ کیا انبیاء وائمہ صلوات علیہم سے ممکن ہے کہ کسی کو ناحق قتل کریں اور زنا کریں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدانے آدمؑ کی اولاد میں سے کسی پیغمبر یا کسی امام سے دُنیا کبھی خالی نہیں چھوڑی۔ کیا تم نے نہیں سُنا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے تم سے پہلے ان کی طرف کسی کو نہیں بھیجا مگر اہلِ شہر میں سے چند لوگوں کو جن پر ہم وحی بھیجتے تھے۔ لہٰذا یہ دلیل ہے اس پر ملائکہ کو زمین پر نہیں بھیجا ہے کہ وہ (بنی آدم کے) پیشوا اور حکم کرنے والے ہوں بلکہ ان کو اپنے پیغمبروں پر نازل فرمایا ہے۔ راوی نے عرض کی کہ پھر اس بنا پر شیطان بھی چاہیے کہ فرشتہ نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی فرشتہ نہ تھا بلکہ جنّوں میں سے تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الْجِنِّ"۔ یقیناً میرے پدر بزرگوار نے میرے اجداد کے واسطے حضرت رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدانے تمام عالمین سے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو برگزیدہ کیا اور اُن کو پیغمبر بنایا اور برگزیدہ کیا۔ ملائکہ مقربین کو اور اُن کو اُن کاموں پر مامور نہیں کیا جن کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ وہ نہیں کر سکتے بلکہ اُن کے سبب سے ولایت و دوستی خدا سے دور ہو جائیں گے اور عصمت الٰہی سے نکل جائیں گے اور اس گروہ میں شامل ہو جائیں گے جو عذاب خدا کے مستحق ہیں۔

راویان حدیث کہتے ہیں کہ ہم کو روایت پہنچی ہے جب حضرت رسُولِ خدا نے امیر المومنین ؑ کو نص امامت کی خداوند عالم نے ان کی ولایت فرشتوں پر پیش کی اور ان میں سے بہتوں نے قبول نہ کی۔ خدا نے اُن سب کو بشکل غوک مسخ کر دیا۔ حضرت نے فرمایا معاذ اللہ لوگوں نے اُن پر افترا کیا ہے۔ فرشتے خدا کے رسول ہیں جس طرح پیغمبروں پر کفر جائز نہیں اُن پر بھی جائز نہیں اور فرشتوں کی شان بہت بلند ہے۔ ان باتوں سے وہ پاک ہیں۔

اُن پیغمبروں کے حالات جن کے ناموں کی تصریح نہیں ہے

حدیث معتبر میں حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے ایک پیغمبر کو ان کی قوم پر مبعوث فرمایا جو چالیس برس تک تبلیغ کرتے رہے مگر لوگ ان پر ایمان نہ لائے۔ وہ لوگ ایک دن اپنے عبادت خانے میں عید منایا کرتے تھے وہ دن آیا تو سب اپنے معبد میں جمع ہوئے ان کے پیغمبر بھی وہاں آئے اور فرمایا کہ خدا پر ایمان لاؤ ان لوگوں نے کہا کہ اگر سچّے رسول ہو تو خدا سے کہو کہ وہ ہمارے لئے کپڑوں کے رنگ کے میوے بھیجے ان کے کپڑے زرد رنگ کے تھے۔ پیغمبر نے ایک خشک لکڑی لے کر زمین میں گاڑ دی اور دعا کی وہ لکڑی سبز ہوئی اس میں زرد آلو پیدا ہوئے ان لوگوں نے پھلوں کو کھایا تو جس کی نیت تھی کہ مسلمان ہو جائیگا اس نے ان پھلوں کے بیج جو اپنے دہن سے پھینکے اُن کا مغز شیریں ہوا اور جن کی نیتیں اس کے خلاف تھیں ان کے پھلوں کے بیج کے مغز تلخ ہو گئے۔

منقول ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبروں میں سے کسی پر وحی فرمائی کہ صبح کو سب سے پہلے جو چیز تمہارے پاس آئے اُسے کھالو، دُوسری چیز کو پوشیدہ کردو، تیسری کو قبول کرلو، چوتھی کو ناامید مت کرو اور پانچویں سے گریز کرو۔ وہ پیغمبر صبح کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے اُن کے سامنے ایک بڑا کوہ سیاہ آیا وہاں کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ میرے معبود نے حکم دیا کہ میں اس کو کھالوں تو کیونکر کھا سکتا ہوں۔ پھر خیال ہوا کہ میرا پروردگار اس کام کا حکم نہیں دیتا جس کے کرنے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ غرض اُس پہاڑ کی طرف رُخ کرکے روانہ ہوئے۔ جوں جوں اُس کے نزدیک ہوتے گئے وہ پہاڑ چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ جب اُس کے پاس پہنچ گئے تو وہ مانند لقمہ کے ہو گیا اُس کو آپ نے تناول فرمایا جس کی لذت اتنی بہتر تھی کہ اُس سے بہتر کسی چیز میں لذت نہ ملی تھی۔ پھر آگے بڑھے اور کچھ راہ طے کی تھی کہ ایک سونے کا طشت ملا۔ پیغمبر نے کہا میرے خدا نے فرمایا ہے کہ اس کو

پوشیدہ کردوں یہ سوچ کر ایک گڑھا کھودا اور اس میں اُس طشت کو چھپادیا اور روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ طشت ظاہر ہو گیا ہے دل میں کہا کہ میرے خدا نے اُس کو پوشیدہ کرنے کا حکم دیا تھا میں نے پوشیدہ کر دیا تھا اب وہ نکل آیا تو مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ پھر آگے بڑھے تھوڑی دُور گئے تھے کہ ایک پرندہ کو دیکھا جس کے تعاقب میں باز آرہا تھا اور وہ پرندہ بھاگتا ہوا پیغمبر کے پاس پہنچا اور حضرت کے گرد پھرنے لگا۔ حضرت نے کہا کہ میرے مالک کا حکم ہے کہ اس کو قبول کرلوں یہ سوچ کر اپنی آستین کشادہ کر دی وہ پرندہ اُس میں چھُپ گیا۔ اتنے میں باز بھی پہنچ گیا اور پیغمبر سے عرض کی کہ آپ نے میرے شکار کو پکڑ لیا ہے حالانکہ چند روز سے اُس کے تعاقب میں ہوں پیغمبر نے سوچا کہ میرے خدا کا حکم ہے کہ اس کو ناامید نہ کروں۔ اس لئے اپنی ران سے ایک ٹکڑا گوشت کاٹ کر اس کو دے دیا اور آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک مُردار کے پاس پہنچے جو سڑ کر متعفن ہو چکا تھا اور اُس میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ کہا کہ میرے پالنے والے کا حکم ہے کہ اس سے گریز کرو۔ لہٰذا وہاں سے بھاگ کر اپنے مکان پر واپس آئے۔ رات کو جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ جو کچھ خدا نے تم کو حکم دیا تھا اُس کی تم نے تعمیل کی کیا تم کو معلوم ہے کہ وہ کون چیزیں تھیں کہا نہیں اُس شخص نے کہا وہ پہاڑ دراصل غضب (غصّہ) تھا اس لئے کہ بندہ جس وقت غصّہ میں ہوتا ہے تو اپنے کو نہیں پہچانتا جب وہ اپنے جانب نظر کرتا ہے اور اپنی قدر پہچانتا ہے اپنے غصّہ کو ساکن کرلیتا ہے آخر وہ ایک لقمہ طیّب کے مانند ہو جاتا ہے جیسا کہ تم نے کھایا (اور اس کی لذّت وخوشگواری کا اندازہ تم کو ہوا) اور وہ طشت عمل صالح ہے جب بندہ اپنے نیک عمل کو چھپاتا اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے بلاشبہ خدا اس کو ظاہر کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں دُنیا میں اس کو زینت دے جو کچھ ثواب آخرت اُس کے لئے ذخیرہ فرمایا ہے اور وہ پرندہ وہ شخص ہے جو تمہاری نصیحت کرتا ہے تمہارے لئے مناسب ہے کہ نصیحت کرنیوالے کی نصیحت قبول کرو اور وہ باز اُس شخص کے مانند ہے جو تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہو لہٰذا اس کو نااُمید مت کرو اور وہ گوشت گندہ وکرم افتادہ صورت غیبت

تھی لہٰذا غیبت سے گریز کرو۔

حضرت صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر پر وحی فرمائی کہ اگر تو خطیرہ قدس میں قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو دُنیا میں تنہا، غریب واندوہناک رہو اور اُس تنہا طائر کے مانند لوگوں سے وحشت زدہ رہو جو رات کے وقت دوسرے پرندوں سے وحشت زدہ ہو کر تنہائی اختیار کرتا ہے اور اپنے پروردگار سے لو لگاتا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا نے کسی پیغمبر کو ایک قوم پر مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ کوئی اہل شہر اور کوئی گروہ ایسا نہیں کہ وہ میرے اطاعت گذار ہوں اور کوئی حالت ایسی رونما ہو جس میں وہ نعمت و سرد میں ہوں اور ان امور کی جانب سے جن کو میں پسند کرتا ہوں اُن باتوں کی طرف پلٹ جائیں جن کو میں نہیں پسند کرتا تو میں بھی اُن امور کی طرف سے جن کو وہ پسند کرتے ہیں اُن باتوں کی طرف پلٹ جاتا ہوں جن کو وہ نہیں چاہتے یعنی اُن کی نعمتوں کو بلاؤں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ اور کوئی اہل شہر یا اہل خانہ نہیں جو میری نافرمانی کر رہے ہوں اور اُس معصیت کے سبب سے اُن پر کوئی بلا نازل ہوئی ہو تو وہ اُن باتوں سے روگردانی کر کے جن کو میں نہیں چاہتا اُن امور کی جانب رُخ کرتے ہیں جن کو میں پسند کرتا ہوں تو میں بھی اُن امور سے روگروانی کر کے جن کو وہ ناپسند کرتے ہیں ان باتوں کی طرف رجوع ہو جاتا ہوں جن کو وہ چاہتے ہیں اور ان پر واضح کر دو کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے لہٰذا میری رحمت سے ناامید مت ہو اس لئے کہ مجھ پر گناہوں کا بخش دینا کچھ دشوار نہیں ہے۔ اور ان کو بتادو کہ اپنی شقاوت و عداوت کے سبب میرے غضب کے درپے نہ ہوں اور میرے دوستوں کے حق کو سُبک سمجھ کر حقیر نہ سمجھیں کیونکہ میرے چند عذاب ہیں کہ میرے غضب کے وقت خلق میں کسی کو اُن کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں اور نہ کسی میں اُن کے برداشت کی قوت ہے۔

منقول ہے کہ خدا نے اپنے کسی پیغمبر کو وحی فرمائی کہ جب میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں اُن سے میں خوش ہوتا ہوں اور جب خوش ہوتا ہوں اُن پر برکت نازل

کرتا ہوں اور میری رحمت و برکتوں کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے اور جب وہ میری نافرمانی کرتے ہیں میں غضبناک ہوتا ہوں اور جب غضب میں آتا ہوں تو اُن پر لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اُن کے فرزندوں میں سات پشت تک اثرانداز رہتی ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق کسی پیغمبر نے خدا سے کمزوری کی شکایت کی اُن پر وحی نازل ہوئی کہ گوشت کو مٹھے کے ساتھ پکائیں اور کھائیں کہ بدن کو مضبوط کرتا ہے اور کسی دوسرے پیغمبر نے کمزوری اور کئی مجامعت کی شکایت کی تو خدا نے ان کو ہریسہ کھانے کا حکم دیا اور کسی دوسرے پیغمبر نے نسل کی کمی اور فرزندوں کی قلت کی شکایت کی تو ان کو وحی فرمائی کہ گوشت انڈے (یا بیج) کے ساتھ کھائیں۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ کسی پیغمبر نے دل کی سختی اور کمی گریہ کی شکایت کی خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ مسور کھائیں۔ انہوں نے اس کا کھانا جاری رکھا ان کا دل نرم ہوگیا اور (خوف خدا سے) ان کا گریہ زیادہ ہونے لگا۔ اور کسی پیغمبر نے غم واندوہ کی شکایت کی تو خدا نے ان کو انگور کھانے کا حکم دیا۔

ایک جگہ اور منقول ہے کہ امتہائے گذشتہ میں سے ایک گروہ نے اپنے پیغمبر سے سوال کیا کہ دعا کریں کہ خداوند عالم موت ہم سے اُٹھالے۔ پیغمبر نے دُعا کی خدا نے قبول فرمائی، پھر تو ان کا گروہ اس قدر زیادہ ہوا کہ مکانات تنگ ہوگئے اور ان کی نسل اس قدر بڑھی کہ ہر شخص صبح ہوتے ہی مصروف ہو جاتا اور اپنے ماں باپ اور اُن کے آباؤاجداد اور آباؤاجداد کے باپ دادوں کو کھلانے نہلانے اور پاخانے پیشاب سے فارغ کرانے میں تمام دن گذار دیتے روزی حاصل کرنا اور کمانا ہر ایک کے لئے ناممکن ہوگیا اس طرح اُن کے حالات پریشانیوں میں تبدیل ہوگئے آخر پھر اپنے پیغمبر سے التجا کی کہ دعا کریں کہ خداوند عالم ہم کو اُسی حال واپس کردے جس پر پہلے تھے۔ غرض پیغمبر نے دُعا کی اور ان کی حالت اسی سابقہ صورت پر قائم ہوگئی۔ منقول ہے کہ خدا نے گذشتہ اُمتوں میں سے کسی اُمت پر عذاب نہیں بھیجا مگر روز شنبہ کو جو مہینے کے درمیان میں ہوتا تھا۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ خدا نے کسی پیغمبر پر وحی کی کہ خُلق حسنہ گناہ کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح آفتاب برف کو

پگھلادیتاہے۔

منقول ہے کہ خدانے کسی پیغمبر پر وحی فرمائی جو ایک بادشاہ جبار کی سلطنت میں تھے کہ جاؤ اُس ظالم و جابر کے پاس اور کہو کہ میں نے تجھ کو اپنے بندوں پر اس لئے تسلط نہیں دیاہے کہ تو اُن کے خون بہانے اور ان کے مال چھین لے بلکہ تجھ کو اس لئے اُن پر طاقت و قدرت بخشی ہے کہ مظلوموں کی آواز گریہ میری بارگاہ تک پہنچنے سے روکے کیونکہ میں اپنے بندوں کی فریادرسی ترک نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔

امام علی نقیؑ سے منقول ہے کہ ابتدا میں انسان خواب نہیں دیکھتا تھا۔ خدانے اپنے کسی پیغمبر کو بھیجا جو اپنے زمانہ کے لوگوں کو خدا کی اطاعت و عبادت کی تبلیغ فرماتے تھے اُن لوگوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا اور یقیناً ہم سے زیادہ نہ تمہارے پاس مال ہے نہ کنبہ کے لوگ کہ تم سے ہم کو کچھ نفع یا نقصانات کے دفعیہ کی امید ہو۔ پیغمبر نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری اطاعت کروگے تو خدا تم کو بہشت میں داخل کرے گا اور اگر نافرمانی کروگے تو جہنم میں ڈال دیئے جاؤگے ان لوگوں نے پوچھا کہ بہشت و دوزخ کیا ہے حضرت نے ان کو سمجھایا تو پوچھا کہ ہم کب اُن میں پہنچیں گے کہا مرنے کے بعد وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے مرُدوں کو دیکھا ہے کہ وہ گل سڑ کر صرف ہڈی ہی ہڈی رہ گئے ہیں اور بوسیدہ ہوچکے ہیں۔ پھر تو حضرت کی زیادہ سے زیادہ تکذیب کرنے لگے اور مضحکہ اُڑانے لگے۔ تو خدانے اُن کے لئے خواب دیکھنا مقرر فرمایا۔ پھر وہ لوگ اُس پیغمبر کے پاس آئے اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا حضرت سے بیان کیا۔ پیغمبر نے اُن سے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس طرح تم پر حجت تمام کرناچاہتاہے کہ جس طرح خواب میں چند امور تمہاری روحوں پر وارد ہوتے ہیں مثل راحت والم کے اور تمہارے بدن کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور دوسرے لوگ بھی اس سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اسی طرح قیامت تک مرنے کے بعد تمہاری روحوں کو ثواب و عذاب پہنچے گا اگرچہ بدن بوسیدہ ہوکر ہڈیاں آپس سے جُدا ہوچکی ہوں۔ پھر روحیں بدن کی جانب رجوع ہوں گی اور ثواب و عذاب اس جسم سے متعلق ہوگا۔

بعض بادشاہان زمین کے حالات

خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "آیا دُنیاوی لحاظ سے کفار قریش بہتر ہیں یا قوم تبّع اور وہ لوگ جواُن سے پہلے تھے۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا کیونکہ وہ گناہگار تھے" اس میں اختلاف ہے کہ آیا تبّع ایمان لایا تھا یا اُس کی موت کفر پر واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آیہ کریمہ سے مراد تبّع ایمان لایا تھا اور اُس کی قوم کفر پر قائم رہی اور عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی اور یہی قول زیادہ قوی ہے چنانچہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تبّع نے اوس و خزرج سے کہا کہ تم لوگ یہیں مدینہ میں ٹھہرو یہاں تک کہ پیغمبر آخرالزمانؐ کا ظہور ہو، اگر میرے سامنے وہ حضرت مبعوث ہوئے تو میں ضرور اُن کی خدمت میں رہ کر اُن کے دشمنوں پر خروج کروں گا۔ اور عامہّ نے حضرت رسُولؐ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تبّع کو گالی مت دو کیونکہ وہ مسلمان تھا۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد صالح تھا خدا نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے اسکی مذمت نہیں کی ہے۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین سے دریافت کیا کہ تبع کو تبّع کس سبب سے کہتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ وہ جبکہ لڑکا تھا وہ بادشاہ وقت کا کاتب و منشی تھا جب وہ بادشاہ کا کوئی خط (وغیرہ) لکھتا تو سرنامہ پر لکھتا "بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ صُبۡحاً وَّرِیۡحاً" یعنی شروع کرتا اور برکت واستعانت چاہتا ہوں اُس خدا کے نام سے جس نے صبح کو اور ہوا کو پیدا کیا ہے۔ بادشاہ اس سے کہتا تھا کہ خط کی ابتدا بادشاہ رعد کے نام سے کیا کر لیکن وہ یہی کہتا کہ میں تو اپنے خدا کے نام سے ابتدا کروں گا اُس کے بعد جو مطلب لکھوانا چاہو لکھ دوں گا۔ اسی عمل کے صلہ میں خدا نے اس بادشاہ کی بادشاہی اس کی طرف منتقل فرمادی اور لوگوں نے اس کی متابعت کی یا داس کی پیروی کی۔ اسی سبب سے اسکو تبّع کہنے لگے۔

حدیث حسن میں اسمٰعیل بن جابر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہّ و مدینہ

کے درمیان اپنے دوستوں کے ہمراہ ہم سفر تھا۔ انصار کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ بعض کہتے تھے کہ مختلف قبیلوں کے لوگ آکر جمع ہو گئے ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ اہل یمن سے ہیں۔ آخر ہم لوگ حضرت صادقؑ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت ایک درخت کے سائیہ میں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ بھی بیٹھ گئے۔ حضرت نے ہمارے سوال کرنے سے پہلے باعجاز فرمایا کہ تبّع عراق کی جانب سے آئے اور علما اور پیغمبروں کی اولاد سے لوگ ان کے ساتھ تھے اور اس وادی میں پہنچے جو قبیلۂ ہذیل سے تعلق رکھتی تھی۔ چند قبیلوں کے آدمیوں نے اُن کے پاس آکر کہا تم اُن اہل شہر کی جانب جارہے ہو جو مدتوں سے لوگوں کو بیوقوف بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے شہر کا نام حرم رکھا ہے اور ایک مکان وہاں بنا کر اس کو اپنا پروردگار قرار دیا ہے۔ ان کی مراد شہر مکہ و خانہ کعبہ سے تھی۔ تبّع نے کہا اگر ایسا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو میں ان کے مردوں کو قتل کروں گا۔ اُن کے لڑکوں کو قید کروں گا اور اُن کے گھر کو برباد کر دوں گا (یہ کہتے ہی) اُن کی آنکھیں نکل پڑیں اور چہرے لٹک آئیں۔ پھر علماء اور پیغمبروں کی اولاد کو طلب کیا اور کہا کہ اس معاملہ میں غور و فکر کرو اور بتاؤ کہ یہ بلا کس سبب سے مجھ پر نازل ہوئی ان لوگوں نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے دل میں کیا قصد کیا تھا تبّع نے کہا میں نے سوچا کہ جب مکّہ میں وارد ہوں گا وہاں کے مردوں کو مار ڈالوں گا اور ان کی اولاد کو قید کر لوں گا اور ان کا گھر (خانہ کعبہ) مٹا دوں گا۔ ان لوگوں نے (یہ سُنکر) کہا کہ تمہارے اس ارادہ کے سوا اس بلا کا سبب ہم کچھ اور نہیں سمجھ سکتے پوچھا کیوں؟ لوگوں نے کہا کیونکہ وہ شہر حرمِ خدا ہے اور وہ گھر خانۂ خدا ہے اور اس شہر کے رہنے والے ابراہیمؑ خلیل کی اولاد سے ہیں۔ تبّع نے کہا سچ کہتے ہو اب بتاؤ کیا کروں کہ اس گناہ کی تلافی ہو اور یہ مصیبت مجھ سے زائل ہو اُن لوگوں نے کہا اب اس ارادہ کے خلاف نیّت کرو۔ شاید یہ بلا دفع ہو جائے یعنی ان لوگوں کا مطلب یہ تھا کہ کعبہ اور مکّہ کی تعظیم اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ احسان کا ارادہ کرو۔ (اس نیّت و ارادہ کے ساتھ ہی) اُن کی آنکھیں اپنی جگہ پر واپس آگئیں۔ پھر اُس جماعت کو طلب کیا جس نے خانہ کعبہ کے برباد کرنے پر ان کو اُبھارا تھا اور اُن سب کو قتل کرا دیا۔ پھر مکّہ میں آئے

اور کعبہ پر خلاف چڑھایا اور تیس روز تک اہل شہر کی دعوت کی۔ ہر روز سو اونٹ ذبح کئے جاتے تھے اور بڑے بڑے پیالے گوشت سے بھر بھر کے پہاڑوں پر درندوں تک کیلئے رکھوا دیئے جاتے تھے اور دانہ و گھاس میدانوں اور صحراؤں میں چوپالوں کے لئے ڈلوا دیتے تھے۔ پھر مکّہ سے مدینہ میں آئے اور اہل یمن کے ایک گروہ کو وہاں آباد کیا جو قبیلہ غسان سے تھے تاکہ وہ پیغمبر آخرالزمانؐ کے مبعوث ہونے کا انتظاو کریں۔ انصار اُنہی کی اولاد ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ کعبہ پر لباس قطع کر کے چڑھایا اور اس کو خوشبو سے معطر کیا۔ ایک اور روایت کے مطابق تبع بن حسان جب مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چاہا کہ مدینہ کو برباد کریں تو ایک یہودی نے جس کی عمر ڈھائی سو برس کی تھی کہا اے بادشاہ تیرے ایسا (ظالم کوئی) نہ ہوگا کہ امور باطل کو قبول کرتا ہے اور غضب میں لوگوں کو قتل کرتا ہے تو اس شہر کو برباد نہیں کر سکتا۔ تبع نے پوچھا کیوں نہیں کر سکتا۔ یہودی نے کہا اس لئے کے اولاد اسمٰعیلؑ میں سے ایک پیغمبر ہوگا جو ہجرت کر کے اس شہر میں آئے گا۔ یہ سُنکر وہ لوگوں کے قتل سے باز آئے اور مکہّ میں آئے اور کعبہ کو لباس پہنایا اور لوگوں کو کھانے کھلائے اور چند اشعار پڑھے جس کا مضمون یہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں احمدؐ کے لئے کہ وہ اُس خدا کی جانب سے پیغمبر ہیں جو خلق کا پیدا کرنے والا ہے اگر میں ان کے زمانہ تک باقی رہا تو ان کا وزیر ہو کر اُن کی مدد کروں گا۔

روایت ہے کہ تبّع اُن پانچ بادشاہوں میں سے ایک ہیں جو تمام روئے زمین کے مالک ہوئے اور زمین کے ہر حصّہ پر پہنچے اور ہر شہر سے دس عقلمندوں اور عالموں کو ہمراہ لیا۔ جب مکّہ آئے وہاں کے لوگوں نے تبّع کی تعظیم نہ کی ان کو اُن پر غصّہ آیا۔ اُس کا وزیر عیاریسا نامی تھا اُس سے مشورہ کیا اُس نے کہا کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور خانہ کعبہ پر ان کو گھمنڈ ہے یہ سُن کر بادشاہ نے اپنے دل میں کعبہ کو ڈھا دینے اور اہل مکّہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا خدا نے ایک قسم کا درد اُن کے سر دماغ میں پیدا کر دیا جس سے اُن کی آنکھوں، کانوں اور ناک سے آب گندہ جاری ہونے لگا جس کے علاج سے اطبّا عاجز رہے اور کہا یہ آسمانی بلا ہے اس

کا علاج نہیں کر سکتے یہ کہہ کر وُہ لوگ رخصت ہوئے۔ رات کے وقت ایک عالم ان کے وزیر کے پاس آیا اور آہستہ سے کہا کہ اگر بادشاہ سچ سچ بیان کر دے کہ اُس نے دل میں کیا ارادہ کیا ہے تو میں اس کا علاج کروں۔ وزیر نے (یہ بات بادشاہ سے بیان کی اور اس سے) اجازت لے کر عالم کو تنہائی میں بادشاہ کے پاس طلب کیا۔ عالم نے بادشاہ سے کہا کیا آپ نے کعبہ کے بارے میں کوئی بُرا ارادہ کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا ہاں، میں قصد کیا ہے کہ کعبہ کو مسمار اور اہل مکّہ کو ہلاک کر دونگا۔ عالم نے کہا اس ارادہ سے توبہ کیجئے تاکہ دُنیا و آخرت کی بھلائی آپ کا حاصل ہو۔ تبّع سے کہا میں نے توبہ کی اور اس ارادہ سے باز آیا تو اُسی وقت اُس بلا سے نجات پائی اور خدا اور ابراہیمؑ خلیل پر ایمان لایا۔ پھر کعبہ پر سات پارچے لباس کے چڑھائے اور وہاں سے مدینہ کی طرف آئے۔ مدینہ ایسی زمین پر واقع ہے جہاں ایک چشمہ تھا جب اُس مقام پر پہنچے ان چار ہزار عالموں میں سے چار سو علماء بادشاہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہم اپنے شہروں سے نکلے اور مدتوں آپ کے ساتھ گھومتے رہے یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے ہم چاہتے ہیں کہ اب آپ ہم کو اسی مقام پر آباد ہونے کی اجازت دے دیجئے۔ وزیر نے ان لوگوں سے پوچھا اس میں کیا مصلحت ہے کہ آپ لوگوں نے یہاں آباد ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ ان عالموں نے کہا اے وزیر خانۂ کعبہ کا شرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہے جو صاحب قرآن و قبلہ ہیں اور علم و منبر والے ہیں۔ ان کی ولادت مکّہ میں ہوگی اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے اس مقام پر آئیں گے آرزو ہے کہ ہم یا ہماری اولادیں اُن کی خدمت کا شرف حاصل کریں۔ تبّع نے ان کی یہ خواہش معلوم کی تو خود بھی ایک سال تک اُن کے ساتھ قیام کا ارادہ کیا کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی سعادت حاصل ہو جائے اور وہاں اُن چار سو عالموں کے لئے چار سو مکانات تعمیر کرائے اور ہر ایک کے ساتھ اپنی آزاد کردہ کنیزوں کی تزویج کی اور ہر ایک کو مال و سامان عطا فرمایا اور ایک خط حضرت رسالتمآبؐ کی خدمت میں لکھا جس میں اپنے ایمان و اسلام کا ذکر کیا اور التجا کی کہ خدا سے میری شفاعت فرمائیں گے۔ اُس خط کا عنوان اس طرح قرار دیا کہ یہ نامہ ہے تبّع اوّل کا محمدؐ بن عبداللہ کی طرف جو خاتم المرسلین ہیں۔ تمام

عالموں کے پروردگار اور رسولؐ ہیں۔ اس خط کو اُسی عالم کو دیدیا جس نے اس کو نصیحت کی تھی (اور کعبہ و اہلِ مکّہ کی بربادی سے باز رکھا تھا) پھر مدینہ سے روانہ ہو کر بلاوہند کی جانب متوجہ ہوئے اور شہر غلسان میں رحلت کی۔ ان کی وفات کی تاریخ سے حضرت ختمی مرتبتؐ کی ولادت تک ہزار سال کی مدت گذری۔ غرض جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور اکثر اہلِ مدینہ ایمان لائے تو انہوں نے تبع کا خط ابولیلیٰ کو دے کر خدمت میں بھیجا۔ جس وقت وہ خط لے کر حضرتؐ کے پاس پہنچے حضرتؐ بنی سلیم کے قبیلہ کے ساتھ تھے۔ جب حضرتؐ کی نظر مبارک اُن پر پڑی فرمایا تم ابولیلیٰ ہو۔ عرض کی ہاں، فرمایا کہ تبع اوّل کا خط لائے ہو، عرض کی ہاں یارسولؐ اللہ اور ابولیلیٰ کو (حضرت کے اس کلام سے) بہت حیرت ہوئی۔ حضرتؐ نے وہ خط لے کر امیر المومنینؑ کو پڑھنے کے لئے دیا۔ آپ نے پڑھ کر سُنایا۔ حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ مرحبا اے میرے برادر صالح اور ابولیلیٰ سے فرمایا کہ مدینہ واپس جاؤ۔

منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے بیان کیا ہے کہ فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا جس کو روزین کہتے تھے وہ بہت جبار، دشمن حق اور ظالم تھا۔ جب اُس نے اپنی حکومت کے سبب بہت بہت ظلم و ستم کیا تو خدا نے اس کو درد سر میں مبتلا کیا جو اس قدر شدید و سخت ہوا کرتا کہ اس کا کھانا پینا دشوار ہو گیا۔ وہ نہایت بیچین و بیقرار ہوا۔ اپنے وزیرون سے اپنی تکلیف بیان کی اور علاج ہوتا رہا کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ ناامیّد ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ میرے بندۂ جابر و ظالم روزین کے پاس طبیب کی صورت میں جاؤ۔ پہلے اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور نرمی و محبت سے اُس کو اطمینان دلانا کہ شفا سے ناامید نہ ہو بغیر کسی دوا و علاج کے تم کو صحت ہو سکتی ہے۔ جب مہ تمہاری طرف ملتفت و متوجہ ہو جائے اور تمہاری بات مان لے تو کہنا کہ تمہارے اس درد کی دوا شیر خوار بچّہ کا خون ہے جس کے ماں باپ بلا جبر و تشدد خوشی سے اُس کو مر جانے اور اس کے خون دینے پر راضی ہوں۔ اُس کا تین قطرہ ناک کے داہنے سوراخ میں ڈالنے سے فوراً درد زائل ہو جائے گا۔ پیغمبر نے خدا کے حکم کے بموجب عمل کیا اور بادشاہ کو وہ دوا بتلائی۔ بادشاہ

نے کہا مجھے امیّد نہیں کہ دُنیا میں کوئی اپنی خوشی سے اس پر راضی ہوگا۔ پیغمبر نے کہا اگر کافی مال و دولت خرچ کروگے تو ضرور کامیابی ہوگی۔ بادشاہ نے ہر طرف ایسے والدین کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ بہت تلاش و جستجو کے بعد ایک نوزائیدہ بچّہ ملا جس کے والدین بہت پریشان حال اور غریب و محتاج تھے اور مال و دولت کی لالچ میں تیار ہوگئے کہ لڑکے کو مار کر اُس کا خون دے دیں۔ جب اس کو بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے ایک چاندی کا طشت اور چھری منگائی۔ بچّہ کی ماں سے کہا بچّہ کو گود میں مضبوطی سے لئے رہے اور اس کے باپ سے کہا کہ اس کو ذبح کرے۔ جب اس کے والدین آمادہ ہوئے تو خدا نے اُس بچّہ کو قوت گویائی عطا کی اُس نے کہا، اے بادشاہ میرے ماں باپ کو میرے قتل سے روک دے۔ یہ میرے لئے بُرے والدین ہیں۔ اے بادشاہ کمزور بچّہ پر جب کوئی دوسرا ظلم کرتا ہے تو وہ اُس کو بچاتے ہیں اور یہ خود مجھے پر ستم کررہے ہیں۔ لہٰذا میرے ظلم پر ان کی ہرگز مددمت کر، یہ سُنتے بادشاہ کے دل میں سخت خوف پیدا ہُوا اور اسی وقت اُس کا درد زائل ہوگیا اور اس کو نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ خداوندِ بزرگ نے اُس بچّہ کو اس لئے گویا کردیا اور وہ تجھ کو اور اپنے والدین کو اپنے قتل سے مانع کرے اور تجھ کو اس لئے دردِ شقیقہ میں مبتلا کیا تاکہ تو نصیحت حاصل کرے اور ظلم و ستم ترک کرکے اپنی رعایا پر مہربانی کیا کرے۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوا اور سمجھا کہ یہ تمام امور خدا کی جانب سے تھے اور آئندہ اپنی حالت تبدیل کردی اور باقی تمام زندگی عدل و انصاف میں بسر کی۔

روایت ہے کہ جبرئیلؑ خدا کی جانب سے ایک کتاب حضرت سرورِ کائناتؐ کے پاس لائے جس میں تمام گذشتہ پیغمبروں اور بادشاہوں کے حالات درج تھے۔ پیغمبرؐ خدا نے اُن احوال کو مجمل طور سے بیان فرمایا۔ جب شیخ بن شجان بادشاہ ہُوا جس کو کیس کہتے تھے۔ اُس نے دو سو چھیاسٹھ (۲۶۶) سال حکومت کی۔ اس کی بادشاہی کے اکیاون (۵۱) سال گذرے تھے کہ حضرت عیسےٰؑ مبعوث ہُوئے۔ جب حضرت عیسٰیؑ آسمان پر اُٹھالئے گئے۔ شمعون بن حمون صفا اُن کے خلیفہ ہوئے۔ شمعونؑ کے بعد حضرت یحیٰیؑ بن زکریاؑ پیغمبری پر

مبعوث ہوئے اس وقت اردشیر ابن اشکان بادشاہ ہوا۔ اُس نے چودہ (۱۴) سال دو مہینے بادشاہی کی اُس کی حکومت کے آٹھویں سال یہودیوں نے حضرت یحیٰیؑ کو شہید کیا۔ یحیٰیؑ نے شمعونؑ کے فرزند کو اپنا وصی بنایا۔ اردشیر اکے بعد اُس کا لڑکا شاپور بادشاہ ہوا اور تیس برس بادشاہ رہا آخر مار ڈالا گیا۔ اُس زمانہ میں علوم الٰہی کے خزینہ دار اور احکام خداوندی کے پیغامبر یعقوبؑ کی اولاد میں سے شمعون کے بیٹے تھے۔ حضرت عیسٰیؑ کے حوارئین ان کے ہمراہ تھے اس وقت بُختِ نصّرَ بادشاہ ہُوا۔ اُس نے ایک سوستاسی (۱۸۷) سال بادشاہی کی اور اسی (۸۰) ہزار آدمیوں کو حضرت یحیٰیؑ کے قصاص میں قتل کیا اور اُسی نے بیت المقدس کو خراب کیا۔ یہودی اس کے زمانہ میں مختلف شہروں میں پراگندہ و متفرق ہوئے۔ جب اُس کی سلطنت کو سینتالیس (۴۷) سال گذر گئے خدا نے اُن شہروں کے باشندوں پر حضرت عُزیر کو مبعوث فرمایا جو موت کے خوف سے اپنے شہروں سے بھاگ تھے۔ خدا نے انہیں میں حضرت عُزیر کو بھی شامل کر دیا (یعنی اُن کی بھی وفات ہوگئی) پھر سو (۱۰۰) سال کے بعد ان کو اور ان تمام آدمیوں کو جو ایک لاکھ تھے زندہ کیا۔ پھر وہ بخت نصّر کے ہاتھوں مارے گئے۔ بخت نصّر کے بعد اس کا لڑکا مہرویہ بادشاہ ہُوا اور سولہ سال چھبیس (۲۶) روز بادشاہی کی۔ اُس نے حضرت دانیالؑ پیغمبر کو کنویں میں قید کیا اور گڑھے کھود کر ان کے اصحاب کو ان میں ڈالا اور جلا دیا۔ یہی اصحاب اخدود ہیں جن کا ذکر قرآن میں خداوند عالم نے فرمایا ہے پھر خدا نے حضرت دانیالؑ کی رُوح قبض کرنا چاہا تو انکو حکم دیا کہ وہ اپنے فرزند ملیخاؑ کو حکمت وعلوم الٰہی (جو ان کو دیئے گئے تھے) سپرد کریں اور ان کو اپنا خلیفہ قرار دیں۔ اُس وقت ہرمز بادشاہ تھا اُس نے تینتیس (۳۳) سال تین مہینے چار روز بادشاہی کی۔ اس کے بعد بہرام نے چھبیس (۲۶) سال بادشاہی کی۔ اس وقت حافظ دین و شریعت خدا ملیخاؑ تھے۔ انکے اصحاب مومنین اور تصدیق کرنے والوں میں سے تھے۔ لیکن اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور اس بات پر قادر نہ تھے کہ سخن حق علانیہ کہہ سکیں۔ بہرام کے بعد اُس کے لڑکے نے سات برس تک بادشاہی کی اس کے بعد سلسلہ نبوت منقطع ہو گیا اور زمانۂ فترت شروع ہوا اور ولی امر امامت و

وصیایت ملیخاؑ ہی تھے اور اُن کے اصحاب ان کے ساتھ تھے۔ جب ان کی وفات کا زمانہ آیا تو خدا نے وحی فرمائی کہ نور حکمتِ خدا کو انشوؑ کے سپرد کریں اور ان کو اپنا وصی بنائیں اور اس کے بعد انشوؑ کے اولاد میں یکے بعد دیگرے جس کو خدا چاہتا وہ وصی و پیشوا ہوتا رہا۔ بہرام کے بعد ہرمز کا بیٹا شاپور بادشاہ ہوا اُس نے بانوے (۹۲) سال بادشاہی کی۔ وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے تاج بنایا اور سر پر رکھا۔ اُس زمانہ میں بھی وصی انشوؑ تھے۔ شاپور کے بعد اُس کا بھائی اردشیر نے دو (۲) سال تک بادشاہی کی۔ اسی زمانے میں خدا نے اصحاب کہف و رقیم کو زندہ کیا۔ اس زمانہ میں خلیفہ خدا وسیحاؑ پسر انشوؑ تھے۔ اردشیر کے بعد شاپور اُس کا فرزند بادشاہ ہوا اور پچاس (۵۰) سال تک حکومت کرتا رہا۔ اُس کے زمانہ میں بھی وسیحاؑ پیشوائے خلق تھے۔ شاپور کے بعد اس کا لڑکا یزد جزد بادشاہ ہوا۔ اُس نے اکیس (۲۱) برس پانچ مہینے انیس (۱۹) روز سلطنت کی۔ اس کے زمانہ میں بھی وسیحاؑ خلیفۂ خدا تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ وسیحاؑ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کو خواب میں وحی فرمائی کہ نور و علمِ خدا اور احکام و حکمتیں اپنے فرزند نسطورسؑ کو سپرد کریں۔ یزوجرد کے بعد بہرام نے چھبیس (۲۶) سال اٹھارہ روز بادشاہی کی۔ اُس وقت بھی نسطورسؑ ہی حجت خدا تھے۔ بہرام کے بعد یزوجرد کے لڑکا فیروز کو بادشاہی ملی۔ وہ ستر (۷۰) سال تک بادشاہ رہا۔ اُس کے زمانہ میں بھی نسطورسؑ ہی خلیفہ خدا رہے۔ اُس زمانہ کے مومنین بھی اُنہی کے ساتھ تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ نسطورسؑ کو اپنے جوارِ رحمت میں طلب کرے اُن کو خواب میں وحی کی کہ مرعیداؑ کو اپنا وصی قرار دیں اور علوم و حکمت ان کے سپرد کریں۔ پھر فیروز کے بعد اس کے لڑکے فلاس نے چالیس (۴۰) سال حکومت کی اُس کے زمانہ میں بھی خلیفۂ خدا مرعیداؑ تھے۔ اس کے بعد اُس کے بھائی قباد نے تینتالیس (۴۳) سال بادشاہی کی۔ اس کے بعد اُس کے بھائی جاماسف نے چھیاسٹھ (۶۶) یا چھیالیس (۴۶) سال بادشاہی کی۔ اُس وقت بھی خلیفۂ خدا مرعیداؑ تھے۔ جاماسف کے بعد کسرائے فرزندِ قباد بادشاہ ہُوا اور چھیالیس (۴۶) سال آٹھ مہینے بادشاہ رہا۔ اُس کے زمانہ میں بھی حافظ دین و شریعت مرعیداؑ تھے۔ جب خدا نے ان کو جوار قدس میں طلب کرنا چاہا تو

خواب میں ان کو وحی کی کہ نور و حکمت الٰہی بحیرؑا راہب کے سپرد کریں اور ان کو خلیفہ بنائیں۔
کسرے کے بعد اُس کا بیٹا ہُرمز بادشاہ ہوا۔ اس کی سلطنت کی مدت اڑتیس (۳۸) سال ہے۔
اُس کے زمانہ میں بھی دین خدا کے محافظ بحیرؑا تھے۔ ان پر ایمان رکھنے والے اور ان کی تصدیق کرنے والے مومنین بھی تھے۔ ہُرمُز کے بعد کسرٰی پرویز بادشاہ ہوا۔ اس وقت بھی خلیفۂ خدا بحیرؑا ہی تھے۔ یہاں تک کہ جب حجتہائے خدا کی غیبت کی مدت طویل ہوئی اور وحی الٰہی منقطع ہوئی اور لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناقدری کی اور حقیر سمجھا تو غضب خدا کے سزاوار ہوئے۔ دین کو کمزور کر دیا۔ نماز کو ترک کیا اور قیامت نزدیک آگئی۔ مذہب پارہ پارہ ہو گیا اُس وقت لوگ جہالت و تاریکی اور حیرت میں مبتلا ہوئے۔ مختلف دین اختیار کیا حق مشتبہ ہو گیا۔ حالات پراگندہ ہوئے اور پیغمبروں کو گذرے ہوئے مدتیں گذر گئیں۔ کچھ لوگ تو اپنے پیغمبر کے دین پر باقی رہے اور بہتوں نے کفرانِ نعمت کی۔ خدا کی اطاعت کے بدلے ظلم و سرکشی اختیار کی اُس وقت خدا نے پیغمبری اور اپنی رسالت کے لئے شجرہ مشرفہ طیبہ سے اُس کو چُنا جس کو اپنے علم سابق میں تمام قبیلوں پر اختیار کیا تھا اور اس سلسلہ کو پاک ہستیوں کا مقام اور اپنے برگزیدہ نفوس کا معدن قرار دیا۔ یعنی محمد مصطفٰےؐ کو اپنی پیغمبری کے لئے مخصوص فرمایا اور آنحضرتؐ کو اپنی رسالت کے واسطے چنا اور ان کے دین کے ذریعہ سے حق کو ظاہر فرمایا تاکہ وہ اس کے بندوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کریں اور اُس کے دشمنوں سے جہاد کریں اور تمام گذشتہ پیغمبروں اور ان کے اوصیا کے علوم آنحضرتؐ کو ودیعت فرمائے۔ مزید برآں زبان عربی (فصیح) میں ان کو قرآن عطا فرمایا جس میں کسی طرف سے باطل کا گذر نہیں اور اُس میں خبرہائے گذشتہ و آئندہ بیان فرمایا۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ابراہیم طوسی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنی ستانوے (۹۷) سال کی عمر میں یحیٰی بن منصور کے مکان میں بیان کیا کہ میں نے ہندوستان کے ایک شہر میں جس کو صوع کہتے ہیں وہاں کے بادشاہ سرباتک سے مُلاقات کی۔ اُس سے پُوچھا کہ تمہاری عمُر کس قدر ہو گی۔ اُس نے کہا نوسو پچیس (۹۲۵) سال کی۔ وُہ مسلمان تھا۔

اُس نے بیان کیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے دس اشخاص حذیفہ بن الیمان، عمر عاص، اسامہ بن زید، ابو موسیٰ اشعری، صیب رومی، اور سفینہ وغیرہ کو میرے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے مجھ کو اسلام کی دعوت دی۔ (ابراہیم طوسی کہتے ہیں کہ) میں نے اُس سے پوچھا کہ اس ضعف و پیری کی حالت میں تم نماز کیونکر پڑھتے ہو۔ اُس نے کہا (ترجمہ "وہ لوگ جو خدا کو کھڑے ہو کر اور اپنے پہلو کے بل ہو کر، (لیٹے ہوئے) یاد کرتے ہیں") میں نے پوچھا تمہاری خوراک کیا ہے کہا لہسن سے بگھاری ہوئی یخنی (گوشت کا عرق، لہسن مِلا ہوا) پوچھا اجابت بھی ہوتی ہے؟ وہ بولا ہاں ہفتہ میں ایک مرتبہ بہت مختصر۔ پھر اُسکے دانتوں کے بارے میں دریافت کیا اُس نے کہا بیس مرتبہ میرے دانت گر چکے اور از سر نو نکل چکے ہیں۔ میں نے اُس کے اصطبل میں ایک چوپایہ ہاتھی سے بڑا دیکھا جس کو ژندہ فیل کہتے تھے۔ میں نے پوچھا اس سے کیا کام لیتے ہو، اُس نے بتایا کہ خادموں کے کپڑے اس پر لاد کر دھوبیوں کے یہاں دھونے کے واسطے لے جاتے ہیں۔ اُس کا ملک طول و عرض میں چار چار سال کی مسافت میں تھا اور وہ شہر جس میں اُسکا پائیہ تحت تھا پچاس فرسخ مربع کی مسافت میں تھا اور شہر کے ہر دروازہ پر ایک لاکھ بیس ہزار لشکر موجود رہتا تاکہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو کسی کی مدد کے محتاج نہ رہے۔ اُس کا محل وسط شہر میں تھا۔ میں نے سُنا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ میں ایک مرتبہ بلاد مغرب میں پہنچا اور ایک لق ودق میدان میں داخل ہوا اور قوم موسیٰؑ کے شہر میں یعنی جابلقا میں آیا جن مکانوں کے کوٹھے ہموار تھے ان کے جو اور گندم وغیرہ کے کھلیان شہر کے باہر تھے۔ جس قدر ضرورت ہوتی غلّہ لا کر گھروں میں رکھ لیا کرتے باقی وہیں رہنے دیتے انکی قبریں ان کے مکانوں ہی میں تھیں اُن کے باغات شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھے۔ اُن میں نہ مرد بوڑھا ہوتا نہ عورت اور نہ مرنے کے وقت تک کوئی بیمار ہوتا۔ اُن کے بازار کُھلے رہتے جس کو جس چیز کی ضرورت ہوتی خود ہی لے لیتا اور قیمت رکھ دیتا تھا کیونکہ دوکانوں پر کوئی شخص موجود نہ رہتا۔ نماز کے وقت سب مسجد میں حاضر ہوتے اور نماز پڑھتے اور واپس چلے جاتے اُن میں باہم لڑائی جھگڑا نہیں ہُوا کرتا تھا۔ اور وہ موت کی یاد کے سوا کوئی اور گفتگو نہیں کرتے تھے۔

بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ غیر پیغمبروں کے حالات نادرہ و عجیبہ

اس کتاب کو شروع کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں کئی مختلف بادشاہوں اور غیر پیغمبروں کے واقعات ہیں جو شاہید پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہو کہ ایک ہی واقعہ مختلف طرح سے بیان کیا گیا ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ کئی دفعہ کئی قوموں میں ایک جیسے واقعات وجودہ میں آئے جو کہ مختلف دُور میں واقع ہوئے ہیں۔ مثلاً دولت کے حوالے سے کئی ظلم بادشاہ گزرے ہیں جنہوں نے اپنی قوم پر ایک ہی جیسے ظلم کئے جس میں مردوں کو قتل کر دینا اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ یہ ایک ہی بادشاہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اسی لئے ہم یہاں پر ہر روایت کو اس کے مکمل حوالے سے پیش کر رہے ہیں جس سے پڑھنے والے کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس دُور کی بات ہو رہی ہے۔

شیخ طبری علیہ الرحمہ اور دوسرے مفسرین نے عباس سے روایت کی ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد برصیصا نامی تھا جس نے اپنے معبُود کی اس درجہ عبادت کی کہ مستجاب الدعوات ہو گیا۔ لوگ بیماروں اور دیوانوں کو اس کے پاس لاتے وہ دُعا کرتا اور وہ شفا پاتے۔ اتفاقاً اس زمانہ کے شرفا میں سے کوئی عورت دیوانگی میں مبتلا ہوئی لوگ اُس کو اُس عابد کے پاس لائے۔ اُس عورت کے کئی بھائی تھے۔ انہوں نے عورت کو علاج کے لئے اُس عابد کے پاس چھوڑ دیا۔ عابد کو شیطان نے ورغلایا اور اُس نے اُس عورت سے زنا کی۔ وہ حاملہ ہوئی تو رسوائی کے خوف سے اُس نے عورت کو مار ڈالا اور دفن کر دیا۔ اُدھر شیطان اُس کے بھائیوں کے پاس پہنچا اور ہر ایک سے سب ماجرا بیان کر دیا اور بتایا کہ عابد نے عورت کو فلاں مقام پر دفن کیا ہے۔ بھائیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس کا ذکر کیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی

اور بادشاہ وقت تک پہنچی۔ بادشاہ اور تمام لوگ اُس کے عبادت خانہ میں پہنچے دریافت کیا تو اُس نے جُرم کا اقبال کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو دار پر کھینچ دیا جائے۔ جب لوگ اس کو سُولی دینے کے واسطے لائے تو شیطان بصورت انسان اُس کے سامنے آیا اور کہا میں نے تجھ کو اس بلا میں گرفتار کیا ہے۔ میں نے تجھ کو رسوا کیا ہے اب اگر تو میری اطاعت کرے تو میں تجھے سولی سے نجات دلا دوں۔ عابد نے پوچھا کس معاملہ میں اطاعت کروں اُس نے کہا تو مجھے سجدہ کر۔ عابد نے پوچھا اس حال میں (جبکہ بندھا ہوا ہوں) کیونکر سجدہ کروں اُس نے کہا اشارہ ہی سے تیرے سجدہ کرنے کو قبول کر لوں گا۔ آخر اُس نے شیطان کو اشارہ سے سجدہ کیا تو شیطان نے اُس سے بیزاری اختیار کی (اور چھوڑ کر چلا گیا) اور وہ مار ڈالا گیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وہ مثل شیطان کے ہے جس وقت کہ اُس نے کہا کافر ہو جا تو جب وہ کافر ہو گیا تو شیطان نے کہا میں تو یقیناً تجھ سے بیزار ہوں میں تو سارے جہاں کے پالنے والے خدا سے ڈرتا ہوں"

حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کو جرُیح کہتے تھے وہ اپنے عبادت خانہ میں عبادتِ معبود میں مشغول رہتا۔ ایک مرتبہ اس کی ماں اُس کے پاس آئی اور اُس کو پکارا وہ نماز میں محو تھا وہ چلی گئی۔ دوسری اور تیسری مرتبہ آئی اور اس نے جریح کو بلایا، لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا آخر وہ بولی کہ میں بنی اسرائیل کے خدا سے التجا کرتی ہوں کہ وہ تیری مدد نہ کرے۔ دُوسرے ہی زور ایک زانی عورت اُس کے عبادت خانہ کے پاس آئی اس کو دردِ زہ شروع ہوا، وہیں اُس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ لڑکا جرُیح کا ہے۔ یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جو دوسرں کو تو زنا پر ملامت کرتا تھا اور خود زنا کرتا ہے۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو وار پر کھینچیں۔ یہ سُن کر اُس کی ماں اُس کے پاس اپنا مُنہ پیٹتی، روتی اور چلاتی آئی۔ جرُیح نے کہا، اماں جان اب کیا روتی ہو، خاموش رہو یہ بلا تو تمہاری ہی بد دُعا سے میرے سر پر ٹوٹی ہے۔ لوگوں

نے جرُیح سے (یہ بات سُنی تو ماجرا دریافت کیا، حقیقت معلوم ہونے پر) کہا ہم کو تمہاری بات کا یقین کیونکر ہو۔ جرُیح نے کہا اُسی لڑکے کو لاؤ (وہ خود بتائے گا) آخر وہ لڑکا لایا گیا۔ جرُیح نے اس کو گود میں لے کر دُعا کی۔ پھر اُس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ وُہ بچّہ خدا کی قدرت سے گویا ہوا کہ فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔ جو فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ غرض خدا نے ان لوگوں کا افترا ظاہر کر دیا اور جرُیح کو نجات بخشی۔ پھر جرُیح نے قسم کھائی کہ کبھی ماں سے جُدا نہ ہو گا اور ہمیشہ اُس کی خدمت کرے گا۔

ایک اور روایت کے مطابق بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا شہر تیار کرے جس میں کوئی شخص کسی طرح کا عیب نہ ثابت کر سکے۔ چنانچہ وہ شہر تیار ہوا اور لوگوں نے باتفاق رائے کہا کہ اس سے بہتر اور بے عیب کوئی شہر نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن ایک شخص نے عرض کی اگر میری جان بخشی ہو تو اس کا عیب بیان کروں۔ بادشاہ نے کہا بتلاؤ میں نے تم کو امان دی۔ اُس شخص نے کہا کہ اس شہر میں دو عیوب ہیں اوّل یہ کہ اے بادشاہ تو مر جائے گا اور یہ شہر دوسروں کے قبضہ میں چلا جائیگا۔ دوسرے یہ کہ تیرے بعد یہ شہر خراب ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا ان عیبوں سے بدتر اور عیوب کیا ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ عیوب کیونکر دُور ہو سکتے ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ ایسا مکان تعمیر کرو جو ہمیشہ باقی رہے اور کبھی فنا نہ ہو اور تم ہمیشہ اس مکان میں جوان رہو کبھی بوڑھے نہ ہو۔ بادشاہ نے جب اس مرد کی یہ بات اپنی لڑکی سے بیان کی تو اُس لڑکی نے کہا کہ مرد کے علاوہ آپ کی سلطنت میں کسی سے اُس سے زیادہ سچی بات آپ سے نہیں بیان کی۔

حدیث حسن میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی دو لڑکیاں تھیں اُس نے ایک لڑکی کی شادی ایک کسان نے کی اور دوسری کی ایک کمہارے ایک مرتبہ دونوں سے ملنے کا ارادہ کر کے گھر سے چلا پہلے اُس لڑکی کے پاس آیا جس کو کسان نے بیاہا تھا اُس سے حال دریافت کیا۔ لڑکی نے کہا اس سال میرے شوہر نے بہت کچھ زراعت کی ہے اگر پانی برس جائے تو تمام بنی اسرائیل سے ہماری حالت بہتر ہو جائے گی۔

وہاں سے دوسری لڑکی کے پاس پہنچا جس کی شادی کمہارے کی تھی اُس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا میرے شوہر نے بہت سے کوزے بنائے ہیں اگر بارش نہ ہوئی تو سب برتن محفوظ رہیں گے اور ہم تمام بنی اسرائیل سے زیادہ فارغ البال ہو جائیں گے۔ وہاں سے وہ شخص یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ اے معبود تو ہی خوب جانتا ہے کہ دونوں کی بہتری کس میں ہے لہذا وہ کر جس میں دونوں کی بھلائی ہو۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کا وظیفہ تھا یعنی ہر طرح کی تعریف مخصوص ہے تمام عالمین کے پروردگار کے لئے اور بہتر انجام ہے پرہیز گاروں کے لئے۔ اُس کے اس وظیفہ سے ابلیس کو بہت تکلیف ہوتی تھی اُس نے ایک شیطان کو بھیجا کہ جا کر سمجھائے کہ نیک انجام امیروں اور دولت والوں کے واسطے ہے۔ وہ ملعون عابد کے پاس آیا اور یہی سمجھانے کی کوشش کی۔ عابد نے انکار کیا اور دونوں میں نزاع ہوئی اور طے یہ پایا کہ پہلے جس سے ملاقات ہو جائے اُسی سے فیصلہ کرایا جائے وہ جس کے حق میں فیصلہ کرے وہ اپنے فریق کا ایک ہاتھ کاٹ لے۔ غرض ایک شخص کے پاس پہنچے اور صورت واقعہ بیان کی ، اُس نے کہا، انجام بہتر تونگروں کے لئے ہے۔ یہ سُن کر شیطان نے عابد کا ایک ہاتھ کاٹ لیا اور دونوں واپس ہوئے۔ لیکن عابد نے پھر وہی وظیفہ جاری رکھا۔ شیطان نے کہا پھر وہی کہتے ہو پھر معاملہ ثالث پر قرار پایا۔ اس مرتبہ دوسرے شخص کے پاس پہنچے اُس نے بھی وہی فیصلہ کیا، اور شیطان نے عابد کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا لیکن عابد نے اپنا وظیفہ جاری رکھا شیطان نے کہا اچھا اب کسی اور سے فیصلہ کراؤ۔ وہ جس کے خلاف فیصلہ کرے اُس کی گردن کاٹ لی جائے۔ یہ طے کر کے دونوں چلے خداوند عالم نے اب کے ایک فرشتہ کو انسان کی صورت میں بھیجا۔ جب اُس سے اپنا قصّہ دونوں نے بیان کیا۔ اُس فرشتے نے عابد کے دونوں ہاتھ اُن کی جگہ پر رکھے اور اپنا ہاتھ پھیرا دونوں ہاتھ درست ہو گئے اور اس شیطان کی گردن اُڑا دی۔ اور کہا اس طرح پرہیز گاروں کا نیک انجام ہوتا ہے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک قاضی تھا جو

ہمیشہ حق کے ساتھ فیصلہ کیا کرتا تھا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ آیا اپنی زوجہ کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا مگر کفن نہ پہنانا اور میرے منہ کو چھپا دینا اور تخت پر میری لاش رکھ دینا، انشاءاللہ کوئی بڑا عمل مجھ سے سرزد نہ ہوگا۔ قاضی کے مرنے کے بعد اس کی زوجہ نے وصیت کے مطابق عمل کیا اور کچھ دنوں انتظار کرتی رہی۔ ایک روز اُس کا چہرہ کھول کر دیکھا تو ایک کیڑا نظر آیا جو اُس کے دماغ کو کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ ڈری۔ رات کو خواب میں شوہر کو دیکھا جو اُس سے کہہ رہا تھا کہ تو اس حال کو دیکھ کر ڈر گئی۔ زوجہ نے کہا ہاں قاضی نے کہا واللہ یہ حالت میری اس خواہش کے سبب سے ہوئی ہے جو تیرے بھائی کے بارے میں لاحق ہوئی تھی جبکہ وہ ایک شخص کے ساتھ جھگڑتا ہوا میرے پاس فیصلہ کے لئے آیا تھا۔ میں نے اُس وقت آرزو کی تھی کہ خداوندا ایسا ہو کہ حق اسی کے ساتھ ہو۔ جب دونوں کے بیانات میں نے سُنے تو حق پر تیرا بھائی ہی ثابت ہوا مجھے اس سبب سے خوشی ہوئی لہذا میرا یہ حال اسی تمنائے بد کے سبب ہو رہا ہے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کے پاس آیا اور التجا کی کہ دعا کیجئے کہ جس وقت ہم چاہیں حق تعالیٰ ہمارے لئے بارش کرے پیغمبر نے اُن کی خواہش بارگاہ احدیت میں پیش کی خدا نے منظور فرمائی۔ غرض جس وقت وہ لوگ جس قدر بارش طلب کرتے ہو جاتی تھی۔ اس طرح اُن کی زراعت گذشتہ تمام سالوں سے بہتر ہوئی لیکن جب انہوں نے کھیتی کاٹنا شروع کی گھاس کے سوا ایک دانہ بھی پیدا نہ ہوا تھا وہ لوگ دوڑے ہوئے اپنے پیغمبر کے پاس آئے اور بولے کہ ہم نے بارش اپنے فائدہ کے لئے طلب کی تھی اُس سے تو اور نقصان ہو گیا (کہ ایک دانہ بھی پیدا نہ ہُوا) اُس وقت خداوند عالم نے پیغمبر کو وحی فرمائی کہ وہ لوگ اپنے لئے میری تدبیر سے راضی نہ ہوئے۔ اُن کی تدبیر کا نتیجہ یہی ہے جو وہ دیکھ رہے ہیں۔ اُنہی حضرت نے بیان فرمایا کہ ایک کبوتر نے ایک درخت پر گھونسلا لگا رکھا تھا جب اُس کے بچے کچھ بڑے ہوتے تو ایک شخص پکڑ لے جاتا۔ کبوتر نے خدا سے شکایت کی خدا نے اُس کو وحی کی کہ اب میں اُس کے شر سے

تجھ کو محفوظ رکھوں گا۔ پھر اُس کبوتر نے انڈے دیئے اور بچے نکلے۔ وہی شخص آیا اُس کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک سائل نے اُس سے سوال کیا۔ اُس نے ایک روٹی دیدی۔ پھر درخت پر چڑھ کر بچے نکال لایا خداوند عالم نے اُس تصدق کے سبب اُس کو محفوظ رکھا۔

دیگر ایک شخص بنی اسرائیل میں تھا جس نے تینتیس (۳۳) سال تک طلب فرزند کے لئے دُعا کی مگر دُعا مقبول نہ ہوئی۔ ایک روز اُس نے مناجات میں کہا پالنے والے کیا تو مجھ سے بہت دُور ہے کہ میری آواز نہیں سنتا یا مجھ سے قریب ہے مگر میری دُعا قبول نہیں فرماتا؟ آخر ایک شخص کو بوقت شب اُس نے خواب میں دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ تو خدا سے دُعا کرتا ہے فحش بکنے والی زبان اور دُنیا میں لگے ہوئے ناپاک دل کے ساتھ اور تیری نیت خالص نہیں۔ فحش اور مہمل باتیں ترک کر اپنے قلب کو پاک و پرہیز گار بنا۔ اور نیت کو خالص کر (پھر خدا تیری دُعا ضرور قبول فرمائیگا) اُس نے ایسا ہی کیا پھر اُس کی دُعا مقبول ہوئی اور خدا نے اس کو ایک فرزند کرامت فرمایا۔

بسند صحیح حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد عاقل تھا بہت مالدار اُس کے ایک لڑکا تھا زن عفیفہ سے جو اُسی کی صورت و سیرت میں ہم شبیہ تھا۔ اُس مرد کے دو لڑکے ایک زن غیر عفیفہ سے بھی تھے جب اس کی وفات کا وقت آیا۔ اُس نے لڑکوں سے کہا کہ میرا تمام مال تم میں سے ایک کے لئے ہے۔ اُس کے مرنے کے بعد سب سے بڑے لڑکے نے کہا میں ہی وہ ہوں۔ منجھلے لڑکے نے کہا میں ہوں۔ سب سے چھوٹے لڑکے نے کہا میں ہوں۔ جس کے بارے میں باپ نے وصیت کی ہے۔ آخر تینوں لڑکے قاضی کے پاس فیصلہ کے لئے گئے۔ قاضی نے کہا میں تمہارے معاملہ کا حکم نہیں جانتا، تم ان تینوں بھائیوں کے پاس جاؤ جو غنام کے لڑکے ہیں۔ وہ اُن میں سے ایک کے پاس گئے جو ایک مرد پیر تھا اس سے اپنا معاملہ بیان کیا اُس نے کہا میرے بڑے بھائی کے پاس جاؤ وہ اس کے پاس گئے وہ ایک ادھیڑ آدمی تھا اُس سے اپنا قصّہ بیان کیا اُس نے کہا مجھ سے بڑے بھائی کے پاس جاؤ وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس کو جوان پایا تو ان لوگوں نے حیرت سے کہا

پہلے تو یہ بتایئے کہ آپ اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں سے جوان معلوم ہوتے ہیں اور آپ کے منجھلے بھائی سب سے چھوٹے بھائی سے جوان نظر آتے ہیں اور جو سب سے چھوٹے ہیں وہ آپ دونوں سے زیادہ بوڑھے معلوم ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے اُس کے بعد ہم اپنا قضیہ بیان کریں گے؟ اُس نے کہا تم لوگوں نے جس کو سب سے پہلے دیکھا وہ ہم دونوں سے چھوٹا ہے لیکن اس کی زوجہ بدمزاج ہے جو ہمیشہ اُس کو آزردہ رکھتی ہے اور وہ اس کی بداخلاقی پر صبر کرتا رہتا ہے تاکہ کوئی ایسی بلا نازل نہ ہو جس پر صبر نہ ہوسکے اس سبب سے وہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ اور دوسرا بھائی جو ادھیڑ معلوم ہوتا ہے اس کی زوجہ ایسی ہے جو کبھی اس کو غمگیں و رنجیدہ کر دیتی ہے اور کبھی شاد و مسرور کرتی ہے اس سبب سے وہ جوانی اور پیری کے درمیان میں ہے لیکن میری زوجہ ہمیشہ مجھ کو شاد و خرم رکھتی ہے اور اب تک اُس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اس سبب سے میں اب تک جوان ہوں۔ پھر اُن کا قصّہ سُن کر کہا کہ تمہارے مُعاملہ کا تصفیہ یوں ہو سکتا ہے کہ پہلے جاؤ اور اپنے باپ کی قبر کھود کر اس کی ہڈیاں نکالو اور آگ میں جلا دو پھر واپس آؤ تو فیصلہ کروں۔ غرض وہ دونوں لڑکے جو زن غیر عفیفہ سے تھے، باپ کی قبر کھودنے کے لئے روانہ ہوئے اور سب سے چھوٹا لڑکا جو پاک نفس بیوی سے تھا تلوار پکڑ کر بولا کہ میں اپنے حصّہ سے درگذرا، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے باپ کی قبر کھودی جائے۔ آخر وہ تینوں بھائی پھر اُس کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ اُس شخص نے کہا بس اتنا ہی کافی ہے تمام مال متروکہ میرے پاس لے آؤ۔ غرض وہ سارا مال لایا گیا۔ قاضی نے سب سے چھوٹے لڑکے کو دے دیا اور اُن دونوں سے کہا اگر تم اسی شخص کے لڑکے ہوتے تو تمہارے دل بھی اسی طرح بیچین ہو جاتے جس طرح اس چھوٹے کا دل بیقرار ہو گیا اور تم بھی ہرگز اُس کے جلانے پر راضی نہ ہوتے۔

بسند صحیح حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا اس کی زوجہ بھی صالحہ تھی اس شخص نے ایک رات خواب دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے کہ) خداوند عالم نے تیری عمر اس قدر مقرر کی ہے اور نصف عمر فراخی اور اطمینان میں

بسر ہو گی اور نصف تنگی اور پریشانی میں اور تجھے اختیار دیا ہے کہ تو جس حصّہ عمر کو چاہے پہلے واقع ہو اور جس کو چاہے بعد میں گذرے، بتا تو کس کو مقدم رکھنا چاہتا ہے؟ اُس شخص نے کہا میں اپنی نیک نفس بیوی سے مشورہ کر کے بتاؤں گا کیونکہ وہ میری زندگی میں شریک ہے صبح کو اُس نے اپنی زوجہ سے خواب بیان کیا اُس نے مشورہ دیا کہ پہلے فارغ البالی کی زندگی اختیار کرو اور حصول عافیت میں جلدی کرو شاید حق تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہم پر نعمتیں تمام کرے۔ دوسری رات پھر خواب میں وہی شخص نظر آیا اور پوچھا کیا طے کیا اُس نے کہا کہ فراخی و فارغ البالی پہلے چاہتا ہوں۔ غرض پھر تو دُنیا کی نعمتیں اور آسائشیں ہر طرف سے اُن پر اُمنڈ پڑیں۔ اُس کی زوجہ نے کہا کہ جو کچھ خدا نے تجھ کو دیا ہے اپنے غریب عزیزوں اور رشتہ داروں کو محتاج لوگوں اور ہمسایوں اور اپنے فلاں فلاں بھائی پر صرف کر اسی طرح ہمیشہ اس کو مشورہ دیا کرتی تھی کہ خدا کی نعمتوں کو نیک امور میں خرچ کرتا رہے۔ آخر اس کی نصف زندگی گذر گئی اور اس نصف عمر کا زمانہ آیا جو تنگی میں گذرنے والی تھی تو خواب میں پھر وہی شخص نظر آیا اور اُس نے کہا کہ خداوند رحیم و کریم نے ان احسانوں اور نیکیوں کے صلہ میں جو تو نے کئے ہیں تیری باقی عمر کو بھی نعمتوں کی زیادتی و فراوانی میں بسر ہونا مقدر فرما دیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت پریشان حال تھا۔ اس کی زوجہ اُس کو کمانے اور روزی طلب کرنے کی سختی سے بہت تاکید کیا کرتی تھی اُس شخص نے خدا سے گڑگڑا کر روزی کی دُعا مانگی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پوچھتا ہے کہ تو دو درہم حلال کے چاہتا ہے یا حرام کے دو ہزار درہم پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا دو درہم حلال کے تو اُس کو بتایا کہ تیری دیوار کے نیچے دو درہم رکھے ہیں لے لے۔ وہ شخص خواب سے بیدار ہوا تو اپنے سرہانے دو درہم رکھے ہوئے پائے۔ اُس نے دو درہم لے لئے اور ایک درہم کے عوض ایک مچھلی خرید کر گھر لایا تو اس کی زوجہ نے ملامت کرنا شروع کیا اور کہا میں تو اس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤنگی، اُس مرد نے خود اس کو صاف کرنا شروع کیا جب اُس کا پیٹ چاک کیا تو دو بڑے موتی اُس میں سے نکلے جن کو اُس نے چالیس ہزار

درہم میں فروخت گئے۔

بسند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے عالموں میں سے ایک عالم کا انتقال ہوا، دفن کے بعد جب اس کو فرشتوں نے اُس کی روح اُس کے جسم میں داخل کر کے قبر میں بیٹھایا اور کہا کہ ہم سو (۱۰۰) کوڑے عذاب کے ماریں گے اُس نے کہا مجھ میں سو (۱۰۰) تازیانوں کی برداشت کی طاقت نہیں ہے، کہا اچھا ایک تازیانہ کم کر دیں گے اس نے کہا اتنے تازیانوں کی بھی تاب نہیں۔ غرض اسی طرح کم کرتے کرتے ایک تازیانے پر بات ٹھہری۔ اُس عالم نے کہا میں ایک تازیانہ کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ فرشتوں نے کہا بغیر اس کے چارہ نہیں۔ عالم نے پوچھا آخر کس خطا پر مجھے یہ سزا دی جارہی ہے فرشتوں نے کہا ایک روز بغیر وضو کے تو نے نماز پڑھی تھی اور دوسرے روز ایک طرف تو جارہا تھا جہاں ایک کمزور مظلوم پر ظلم کیا جارہا تھا وہ فریاد کر رہا تھا تو نے اس کی پروانہ کی اور اس کو ظالموں سے نہ چھوڑایا۔ آخر ایک تازیانہ اس کو مارا کہ تمام قبر آگ سے بھر گئی۔

وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ایک عالیشان اور نہایت مستحکم محل تعمیر کیا اس کی تکمیل کے بعد امیروں اور رئیسوں کی دعوت کی لیکن اگر کوئی غریب اور مسکین مہمان خانہ میں داخل ہونا چاہتا تو اُس منع کر دیتا اور کہتا کہ یہ عمدہ اور لذیذ کھانے تم لوگوں کے واسطے نہیں تیار کئے گئے ہیں۔ اُس وقت خداوند تعالیٰ نے وہ فرشتوں کو فقیروں کے لباس وصورت میں بھیجا اُس شخص نے ان کو بھی داخل نہ ہونے دیا اور اُسی طرح جھڑک دیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ امیرانہ شان و شوکت اختیار کر کے جائیں۔ تب تو ان کا بڑا اکرام کیا گیا اور ان کو صدر مجلس میں جگہ دی گئی۔ آخر خدا نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ اُس شہر کو اور جو لوگ اُس میں ہیں۔ سب کو زمین میں دھنسا دو۔ فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی اُس کے بعد دوسری روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے چھوٹے بڑے عصا لے کر راستہ چلتے تھے تا کہ راہ میں اکڑ کر اور غرور کے ساتھ نہ چلیں۔

حدیث معتبر میں امام باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا۔ وہ جو

کام کرتا اُس میں نقصان ہی ہوتا۔ کارہائے دنیا اُس پر بند ہو چکے تھے۔ اُس کی زوجہ اُس کے اخراجات کی کفیل تھی یہاں تک کہ اُس کے پاس بھی کچھ باقی نہ رہا ایک دن وہ دونوں بھوک سے بیچین ہوئے۔ عورت کے پاس بھی کوئی چیز نہ تھی سوائے ایک ریسمان کے جس کو خود اُس نے کات کر بنُوائی تھی۔ اُس نے شوہر کو دیا کہ بازار میں جاکر فروخت کرے اور کچھ کھانے کو لائے وہ بازار پہنچا تو بازار بند ہو چکا تھا اور خرید و فروخت کرنے والے جا چکے تھے وہاں سے واپس ہو کر دریا پر آیا تاکہ وضو کرے اور کچھ پانی اپنے اوپر چھڑک لے وہاں ایک ماہی گیر کو دیکھا جس نے دریا میں جال ڈال رکھا تھا۔ جب اُس نے جال نکالا تو سوائے ایک سڑی ہوئی مچھلی کے کچھ نہ تھا۔ عالم نے کہا کہ یہ مچھلی میرے ہاتھ اس رسی کے عوض فروخت کردے اُس نے غنیمت سمجھا اور مچھلی دے دی۔ وہ عالم مچھلی لئے ہوئے اپنے گھر آیا اور زوجہ سے تمام حالات بیان کئے۔ زوجہ نے مچھلی کا شکم چاک کیا تو اُس میں سے ایک بڑا موتی برآمد ہوا۔ اُس نے شوہر کو دکھلایا۔ جب وہ بازار میں لایا تو اس کو بیس ہزار درہم کے عوض فروخت کیا اور لاکر گھر میں رکھ دیا۔ اسی اثنا میں ایک سائل اس کے دروازہ پر آکر پکارا کہ اے اہل خانہ محتاج کو کچھ تصدق دو تاکہ خدا تم پر رحم کرے۔ اُس عالم نے اُس کو گھر میں بلا لیا اور نصف مال دے دیا۔ زوجہ نے یہ دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایک ہی مرتبہ میں اپنی اپنی آدھی تونگری مٹادی۔ تھوڑی مدت کے بعد پھر وہی سائل آیا اور روپوں کی تھیلی اُسی جگہ رکھ دی جو لے گیا تھا اور کہا اپنے مصرف میں لا، خدا تجھ کو مبارک کرے میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھ کو تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا کہ تو اس کا شکر کیونکر بجالاتا ہے۔ اور خدا نے یہ تیرا عمل پسند فرمایا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حمران نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ آپ کی دولت و حکومت کب ظاہر ہوگی۔ حضرت نے فرمایا، اے حمران تم دوست احباب بھائی بند رکھتے ہو اور اُن کے احوال اور اس زمانہ کے لوگوں کے حالات سمجھ سکتے ہو (کہ کیسے کامل الایمان اور وفادار لوگ ہیں) یہ وہ زمانہ نہیں ہے۔ کہ امام خروج کرسکے ازمان سابق میں ایک عالم تھا

اُس کے ایک لڑکا تھا جو حصول علم میں راغب نہیں ہوتا تھا اور نہ اپنے باپ سے کچھ سیکھتا تھا لیکن اس کے ہمسایوں میں سے ایک شخص اُس عالم سے دریافت کرتا اور علم حاصل کیا کرتا تھا یہاں تک کہ علم میں وہ کامل ہو گیا اُس عالم کا جب آخری وقت آیا تو لڑکے سے کہا اے فرزند تو نے مجھ سے کچھ علم حاصل نہ کیا لیکن فلاں ہمسایہ سے بہت کچھ سیکھ لیا ہے اگر تجھ کو میرے علم کی احتیاج ہو تو اسی کے پاس جا کر میرا علم حاصل کرنا اور اپنے کو پہنچوا دینا۔ یہ وصیت کر کے اُس عالم نے رحلت کی۔ اس کے بعد ایک مرتبہ بادشاہ وقت نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر دریافت کرنے کے واسطے اُسی عالم کو طلب کیا معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا کوئی لڑکا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک فرزند ہے تو اس کو بلانے کے لئے ملازم بھیجے، لڑکے نے سوچا کہ واللہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ بادشاہ مجھ سے کیا پوچھے گا۔ میں علم سے بے بہرہ ہوں اگر وہ مجھ سے کچھ دریافت کرے تو میں جواب نہ دے سکوں گا اور رسوا ہوں گا۔ اُسی وقت اُس کو باپ کی وصیت یاد آگئی اور وہ اُس شخص کے گھر گیا جس نے اُس عالم سے حاصل کیا تھا اور کہا کہ بادشاہ نے مجھے طلب کیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا پوچھے گا اور کس غرض سے مجھے بلایا ہے۔ میرے پدر نے وصیت کی تھی کہ اگر کبھی علم کے بارے میں مجھ کو کوئی ضرورت در پیش ہو تو تمہارے پاس آکر معلوم کروں اُس شخص نے کہا میں جانتا ہوں، بادشاہ نے کیوں طلب کیا ہے میں تم کو اس شرط پر بتلا سکتا ہوں کہ بادشاہ سے جو کچھ انعام ملے اس میں سے نصف مجھ کو بھی دو گے۔ لڑکے نے کہا ضرور دونگا۔ اُس شخص نے اُس کو قسم دی اور ایک تحریر لکھوائی۔ پھر اس کو بتلایا کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہے اور اس لئے تم کو بُلایا ہے اگر دریافت کرے کہ یہ زمانہ کیسا زمانہ ہے تم اُس سے کہدینا کہ یہ زمانہ بھیڑیا (کی مثال) ہے۔ غرض وہ لڑکا بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ میں نے تم کو کس غرض سے بلایا ہے اُس نے کہا اس واسطے کہ آپ نے ایک خواب دیکھا ہے اور چاہتے ہیں کہ میں بتاؤں کہ یہ کونسا زمانہ ہے۔ بادشاہ نے کہا سچ ہے تو بتاؤ کہ یہ کیسا زمانہ ہے؟ لڑکے نے کہا بھیڑیئے کی مانند، یہ سُن کر بادشاہ نے لڑکے کو انعام دینے کا

حکم دیا۔ غرض وہ انعام شاہی لے کر گھر آیا اور اُس میں سے اُس عالم کو کچھ نہ دیا اُس نے سوچا کہ شاید یہ مال میری زندگی تک کافی ہو اور آئندہ اُس شخص کا محتاج نہ ہوں۔ پھر تھوڑے زمانہ کے بعد بادشاہ نے دوسرا خواب دیکھا اور اُس لڑکے کو بلوایا۔ اب لڑکا پشیمان ہوا کہ میں نے وعدہ تو پورا نہیں کیا اب اُس عالم کے پاس کیونکر جاؤں اور معلوم کروں میں علم سے عاری ہوں بادشاہ کو کیا جواب دوں گا۔ خیر اُس عالم کے پاس چلتا ہوں اور وعدہ کرلوں گا اور پھر قسم کھالوں گا کہ اس مرتبہ وعدہ خلافی نہ کرونگا۔ شاید وہ پھر مجھے بادشاہ کے سوال کا جواب بتادے یہ سوچ کر وہ عالم کے پاس آیا مجھ سے وعدہ خلافی تو ضرور ہوئی کیونکہ جو کچھ مجھے بادشاہ سے ملا تھا وہ ضائع ہوگیا کچھ باقی نہیں ہے آپکا محتاج ہوں اور آپکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے محروم نہ کیجئے میں عہد کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ اس مرتبہ جو کچھ ملے گا اُس میں ضرور آدھا آپکو دونگا۔ اب پھر بادشاہ نے مجھے بُلایا ہے میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے کیا پوچھے گا اُس عالم نے بتایا کہ اُس نے پھر ایک خواب دیکھا ہے اور تم سے دریافت کریگا کہ اب کونسا زمانہ ہے تم کہدینا کہ یہ زمانہ بھیڑ (کی مثال) ہے۔ غرض لڑکا بادشاہ کے دربار میں آیا اُس نے پوچھا کہ بتاؤ میں نے تم کو کس لئے طلب کیا ہے۔ لڑکے نے جواب دیا کہ آپ نے پھر ایک خواب دیکھا ہے اور مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کونسا زمانہ ہے بادشاہ نے کہا درست ہے۔ بتاؤ یہ کونسا زمانہ ہے جواب دیا یہ زمانہ بھیڑ (کی طرح) ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اس مرتبہ اور زیادہ انعام دیا۔ لڑکا وہ سب لیکر گھر آیا اور سوچنے لگا کہ اس میں سے اُس عالم کو حصّہ دے یا نہ دے۔ آخر یہ طے کیا کہ میں اس کے بعد ہرگز محتاج نہ ہوں گا اور نہ اس میں سے کچھ اُس عالم کو دونگا۔ تھوڑی مدت کے بعد بادشاہ نے پھر خواب دیکھا اور لڑکے کو پھر طلب کیا وہ بہت نادم ہوا اور دل میں کہا کہ دو مرتبہ تو میں اس سے مکرو فریب کرچکا ہوں اور میں نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ اب کس مُنہ سے اُس کے پاس جاؤں اور خود کچھ جانتا نہیں ہوں کہ بادشاہ کو جاکر کیا بتاؤں آخر یہ سوچا کہ اُسی کے پاس پھر چلنا چاہیئے۔ اُسکے پاس آیا اور خدا کی قسم دی اور پھر جواب تعلیم کرنے کی التجا کی اور عہد و پیمان کیا کہ اس مرتبہ اپنا وعدہ ضرور وفا

کروں گااور ہر گز مکر و فریب نہ کرونگا۔ مجھ پر رحم کیجئے اور بادشاہ کے سوال کا جواب بتادیجئے۔
اُس عالم نے اس لڑکے سے عہد و پیمان لیکر تحریر لکھوالی۔ پھر بتایا کہ اس مرتبہ بادشاہ نے پھر تجھ کو اپنے خواب کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے بُلایا ہے اور پوچھے گا کہ اب کونسا زمانہ آیا ہے۔ اُس سے کہنا کہ اس زمانہ کا نام ترازو ہے۔ لڑکا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عالم کے بیان کے مطابق اس کو زمانہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس مرتبہ بہت زیادہ انعام عطا فرمایا۔ لڑکا وہ تمام مال لئے عالم کے پاس آیا کہ یہ سب کچھ جو ملا ہے آپکی خدمت میں لایا ہوں آپ خود میرے اور اپنے درمیان تقسیم کر دیجئے۔ عالم نے کہا، پہلا زمانہ چونکہ بھیڑیئے کے مانند تھا لہذا تم میں بھی بھیڑیئے کی سی خصلت تھی اور تم نے بھی یہ عہد کر لیا تھا کہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کرو گے۔ دوسرا زمانہ بھی بھیڑ کی طرح تھا اور بھیڑ کی ہر کام کے بارے میں یہ حالت ہوتی ہے کہ کرے یا نہ کرے تم نے بھی ایسا ہی کیا اور یہ زمانہ ترازو یعنی عدل و انصاف کا ہے لہذا تم نے بھی انصاف کا ہے اور اپنے وعدے کو پورا کیا۔ یہ تمام مال تم ہی لے جاؤ مجھے اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

بسند موثق حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے چالیس برس تک عبادت کی اس کے بعد قربانی بارگاہِ الٰہی میں لایا تاکہ معلوم ہو کہ اس کی عبادت مقبول ہوئی یا نہیں مگر قربانی مقبول نہ ہوئی تو اس نے سمجھا کہ کوئی گناہ و تقصیر سرزد ہو گئی جس کے سبب عبادت مقبول نہیں ہوئی اُس وقت اُس پر خدا نے وحی فرمائی کہ تو نے جو اپنے نفس کی مذمت کی وہ تیری چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک بادشاہ تھا جس نے ایک شہر کی بناء کی جس سے بہتر کسی نے نہ دیکھا تھا پھر اُس نے کھانا پکوا کر عام لوگوں کی دعوت کی اور شہر کے دروازہ پر کسی کو مقرر کر دیا تھا تاکہ وہ واپس جانے والوں سے پوچھے کہ اُس شہر میں کیا کیا عیوب ہیں۔ کسی نے کوئی عیب نہ بیان کیا مگر تین شخصوں نے جو عابدوں میں سے تھے اور موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہم دو عیب اس میں دیکھتے ہیں

اوّل یہ کہ یہ خراب ہو جائے گا دوسرے یہ کہ اس کا مالک مر جائیگا۔ بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ تم کو ایسے مکان کا پتہ بھی معلوم ہے جس میں یہ عیوب نہ ہوں۔ انہوں نے کہاہاں خانہ آخرت نہ کبھی خراب ہو گا نہ اُس کا مالک کبھی مرے گا ان کی یہ نصیحت بادشاہ کے دل پر اثر کر گئی اُس نے بادشاہی ترک کر کے اُن کی مصاحبت اختیار کر لی اور ایک مدّت تک ان کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا پھر اُن سے جدا ہونا چاہا۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہم سے کوئی بدی تم نے دیکھی یا آداب کے خلاف کوئی بات ہم سے سرزد ہوئی کہ ہم سے علیٰحدہ ہونا چاہتے ہو؟ بادشاہ نے کہا نہیں بلکہ تم لوگ مجھے پہچانتے ہو اور میری عزت کرتے ہو اب میں ان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جو مجھے نہ پہنچانتے ہوں۔

بسند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زمان سابق میں بادشاہوں کی اولاد میں سے کچھ جوان ترک دنیا کر کے عبادت میں مشغول تھے اور روئے زمین میں سیاحت کرتے پھرتے تھے تاکہ دُنیا اور دُنیا والوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں۔ اُن کا گذر ایک قبر کی طرف ہوا جس پر بہت سی مٹی لوگوں نے جمع کر رکھی تھی کہ اُس کے نشان کے سوا اور کچھ ظاہر نہ تھا۔ انہوں نے آپس میں صلاح کی کہ آؤ خدا سے دُعا کریں شاید وہ اس صاحب قبر کو زندہ کر دے تاکہ اُس سے ہم یہ معلوم کریں کہ انہوں نے موت کا مزہ کیسا پایا ہے۔ پھر یوں مناجات کی کہ اے ہمارے پالنے والے تو ہی ہمارا مالک و خالق ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ تجھ کو فنا نہیں تو کسی شے سے غافل نہیں ہوتا اور زندہ ہے کہ جس کو کبھی موت نہیں، تو ہر روز (بندوں کے کسی نہ کسی) کام، تقدیر اور تدبیر میں مشغول رہتا ہے اور ہر چیز کو تو جانتا ہے۔ بغیر اس کے کہ کسی نے تجھ کو بتایا اور سکھایا ہو ہمارے لئے اس مردہ کو زندہ کر دے۔ اس دُعا کے ساتھ ہی اس قبر سے ایک شخص باہر آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ وہ اپنے سر سے خاک جھاڑ رہا تھا۔ ڈرتا ہوا خوف کھاتا ہوا آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر ان سے کہا کہ میری قبر پر کیوں کھڑے ہو انہوں نے کہا ہم نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ بتائیں کہ آپ کے نزدیک

موت کا مزہ کیسا تھا۔ اُس مر بزرگ نے کہا ننانوے سال سے میں اس قبر میں دفن ہوں لیکن اب تک موت کی سختی اور تکلیف زائل نہیں ہوئی اور موت کی تلخی میرے حلق سے نہیں مٹی ہے۔ انہوں نے پوچھا جس روز آپ کی وفات ہوئی تھی کیا۔ آپ کے سر اور داڑھی کے بال اسی طرح سفید تھے، اُس نے کہا نہیں بلکہ ابھی جبکہ ایک آواز میں نے سنی کہ باہر آؤ اور میری تمام بوسیدہ ہڈیاں ایک دوسرے سے متصل ہوئیں اور میں زندہ ہوا تو اس دہشت اور خوف سے کہ (شاید) قیامت برپا ہوگئی ہے۔ میرے بال سفید ہوگئے اور میری آنکھیں یوں ہی کھلی کی کھلی رہ گئی ہیں۔

بسند موثق حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کوئی فرزند نہ تھا۔ خدا نے اس کو ایک لڑکا کرامت فرمایا اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ لڑکا شادی کے وقت مر جائیگا۔ آخر (وہ وقت آیا اور) اس کی شادی کی رات نمودار ہوئی تو لڑکے نے ایک مرد پیر اور کمزور کو دیکھا اُس پر رحم کیا اور کھانا کھلایا اُس وقت اُس مرد پیر نے کہا اے شخص تو نے مجھے زندہ کیا خدا تجھے زندہ کرے پھر اُس شخص نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے کہ) اپنے لڑکے سے معلوم کرو کہ شادی کی رات اُس نے کون سا عمل کیا۔ صبح کو لڑکے سے معلوم کیا۔ دوسری رات پھر خواب میں دیکھا کہ اُس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا نے تیرے فرزند کو اس احسان کے سبب سے زندہ رکھا جو اُس نے (اُس مرد پیر کے ساتھ) کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عبادت گذار تھا جو ایک مرتبہ نماز میں مشغول تھا اسی حالت میں اُس نے دو لڑکوں کو دیکھا جو ایک مرُغ کو پکڑے ہوئے اُس کے پر اُکھیڑ رہے تھے۔ وہ اپنی عبادت میں مشغول رہا اور اُن لڑکوں کو اُس نے منع نہ کیا اُس وقت خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اُس عابد کو نگل لے وہ اسی وقت زمین میں دھنس گیا اور قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے دو فرشتوں کو ایک شہر کے رہنے والوں

کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا فرشتوں نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اندھیری رات میں کھڑا ہوا عبادت میں مشغول تھا اور خدا کی بارگاہ میں گڑ گڑا رہا تھا اُن میں سے ایک فرشتہ نے کہا واپس چلو معبود سے اس شخص کا ذکر کریں شاید خداوند کریم اس کو یا اس کی برکت سے اہل شہر کو (بھی) بخش دے، دوسرے فرشتے نے کہا نہیں بلکہ خدا نے ہم کو جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے ہمارے لئے زیبا نہیں کہ ہم واپس جائیں۔ غرض وہ فرشتہ اپنے مقام پر واپس گیا اور بارگاہ احدیت میں اُس شخص کا حال عرض کیا خداوند عالم نے التفات نہ کی اور اُس دوسرے فرشتے کو جو وہاں موجود تھا وحی فرمائی کہ اہل شہر کو اُس مرد سمیت ہلاک کر دے کیونکہ میرا غضب اُس پر بھی لازم ہو گیا ہے اس لئے کہ وہ لوگوں کو معصیت کرتے دیکھا کرتا تھا اور کبھی ان کو ملامت نہیں کرتا تھا اور اُس فرشتہ پر عتاب فرمایا جو واپس گیا تھا اور اُس کو ایک جزیرے میں ڈال دیا جو اب تک وہاں پڑا ہے اور مغضوب خالق ہے۔

بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جب تک کوئی شخص عبادت میں مشغول رہ کر دس سال تک خاموشی نہ اختیار کرتا ہو عابد نہ سمجھا جاتا تھا دوسری روایت میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جب کوئی شخص عبادت میں انتہا کو پہنچتا تو وہ سالک (راہ حق پر چلنے والا) اور مجتہد (کوشش کرنے والا) ہو جاتا اور لوگوں کی حاجت روائی اور اُن کے صلاح و فلاح میں اہتمام کرتا تھا۔

بسند معتبر حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا۔ کشتی شکستہ ہوئی اور سب غرق ہو گئے۔ سوائے اُس شخص کی زوجہ کے جو ایک تختہ پر بہتی ہوئی ایک جزیرہ میں جا پڑی۔ اُس جزیرہ میں ایک ڈاکو بدکار مرد تھا جو کبھی بدی سے باز نہیں آتا تھا۔ جب اُس نے اُس عورت کو دیکھا پوچھا کہ تو انسانوں میں سے ہے یا جنوں میں سے۔ عورت نے کہا میں انسان ہوں۔ یہ سُنتے ہی اُس سے لپٹ گیا اور زنا کی کوشش کی جب وہ اُس فعل قبیح کے لئے تیار ہوا تو دیکھا کہ وہ عورت بہت مضطرب ہے اور کانپ رہی ہے۔ پوچھا کیوں بیچین و بیقرار ہوتی ہے عورت نے اشارہ آسمان کی جانب کیا اور

کہا کہ خدا سے ڈرتی ہوں اُس نے پوچھا کبھی کیا ایسا تو نے نہیں کیا اُس نے کہا خدا کی عزت کی قسم میں نے کبھی زنا نہیں کی اس مرد فاسق نے کہا ہاں تو نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا اور خدا سے ایسا ڈرتی ہے حالانکہ یہ فعل تیرے اختیار میں نہیں میں خود جبر و اختیار کے ساتھ کر رہا ہوں اور میں زیادہ مستحق ہوں کہ خدا سے ڈروں اور زیادہ مناسب ہے کہ میں اُس کا خوف کروں۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس فعل کو ترک کر دیا پھر اُس عورت سے کچھ نہ بولا اور اپنے گھر کو چلا یہ سوچتا ہوا کہ توبہ کروں گا اور اپنے کئے پر نادم تھا۔ اثنائے راہ میں ایک راہب سے ملاقات ہو گئی۔ وہ اس کے ساتھ ہو لیا تھوڑی دُور چلے تھے کہ دھوپ سخت ہوئی راہب نے اُس شخص سے کہا دُعا کر کہ خدا ایک ابر بھیج دے جو ہم پر سایہ کرے۔ اُس جوان نے کہا میرا کوئی عمل نیک نہیں اور میں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا ہے کہ جرات کروں اور خدا سے کوئی حاجت طلب کروں۔ راہب نے کہا اچھا میں دُعا کرتا ہوں تو آمین کہتا جا۔ غرض راہب نے دُعا کی تھوڑی دیر نہ گذاری تھی کہ ایک ابر اُن کے سر پر سایہ فگن ہو گیا اور وہ دونوں راستہ طے کرتے رہے یہاں تک کہ دوراہہ ملا، ایک طرف راہب اور دوسرے راستہ پر وہ جوان ہو لیا اور الگ الگ روانہ ہوئے۔ وہ ابر اس جوان کے ساتھ چلا۔ راہب دھوپ میں رہ گیا۔ تو راہب نے اُس جوان سے کہا تو مجھ سے بہتر ہے۔ حقیقت میں میری نہیں تیری دُعا قبول ہوئی ہے بتا کہ تو نے کون سا عمل کیا ہے کہ اس کرم و لطف الٰہی کا مستحق ٹھہرا اُس شخص نے اپنا قصّہ بیان کیا راہب نے کہا چونکہ تو نے خوف خدا سے معصیت ترک کی ہے اس لئے خدا نے تیرے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے اب آئندہ کوشش کر کہ تو نیک و صالح رہے۔

بسند معتبر حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کے قاضی کا ایک بھائی تھا۔ نہایت نیک نفس و پاکیزہ خصلت جس کی زوجہ بھی صالحہ اور پیغمبروں کے اولاد سے تھی۔ بادشاہ کو کسی کام کے لئے ایک شخص کی ضرورت ہوئی قاضی سے کہا کسی معتمد اور ثقہ آدمی کو لاؤ۔ قاضی نے کہا مجھے اپنے بھائی سے زیادہ قابل اعتبار کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر اُس نے بھائی کو بلایا اور بادشاہ کی خواہش بیان کی اُس نے وہ خدمت انجام

دینے سے انکار کیا اور کہا میں اپنی زوجہ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا قاضی نے بہت اصرار کیا اور اپنی پریشانی ظاہر کی تو اُس کے بھائی نے کہا مجھے کسی چیز سے کوئی مطلب اور کسی کا اسقدر خیال نہیں سوائے اپنی زوجہ کے، مجھے جو کچھ تعلق خاطر ہے زوجہ سے ہے لہذا جب تک میں واپس نہ آؤں تم اُس کی نگرانی کرنا اس کی ضرورتوں اور کاموں کی دیکھ بھال کرتے رہنا۔ قاضی نے منظور کیا اور بھائی کو روانہ کر دیا حالانکہ اس کی زوجہ بھی شوہر کے جانے پر راضی نہ تھی۔ غرض قاضی بھائی کی ہدایت کے بموجب اُس عورت کے پاس آیا کرتا اور اس کے کام انجام دیا کرتا یہاں تک کہ اُس عورت کی محبت اُس کے دل میں غالب ہو گئی اور اُس کو زنا پر آمادہ کرنا چاہا عورت نے انکار کیا۔ قاضی نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تو منظور نہ کرے گی تو میں بادشاہ سے کہوں گا کہ اس عورت نے زنا کی ہے۔ اُس نے کہا جو چاہے کر لیکن میں اپنی عزّت وعفت کو برباد نہ کروں گی۔ قاضی جب اُس سے مایوس ہُوا تو اپنی رسوائی کے خوف سے خود بادشاہ سے شکایت کی اور اس زن صالحہ کو زنا سے مہتم کیا اور کہا میں نے تحقیق کرلی ہے اور مجھ پر ثابت ہو چکا ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر اس کو سنگسار کرو۔ قاضی پھر اُس کے پاس آیا اور بولا کہ بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھے سنگسار کروں اگر تو میری بات نہ مانے گی تو میں ضرور تجھ کو سنگسار کر دوں گا۔ اُس زن عفیفہ نے کہا میں ہرگز تیری خواہش منظور نہیں کر سکتی تو جو چاہے کر۔ آخر قاضی نے لوگوں کو بُلایا اور اُس عورت کو صحرا میں لے گیا۔ ایک گڑھا کھود کر اُس میں بٹھایا اور سنگسار کر دیا۔ یہاں تک کہ اُس کو اُس کے مرنے کا یقین ہو گیا۔ اُن کے واپس جانے کے بعد رات کے وقت چونکہ عورت میں کچھ جان باقی تھی اُس نے کوشش کر کے پتھروں کو ہٹایا اور اس گڑھے سے باہر آئی اور گرتی پڑتی کسی طرح ایک دَیر تک پہنچی، رات بھر اُس کے دروازہ پر پڑی رہی صبح کو دَیرانی نے دروازہ کھولا تو اس عورت کو مجروح وخستہ حال دیکھا اُس سے حالات دریافت کئے اُس نے تمام ماجرا بیان کیا، دَیرانی کو اُس پر رحم آ گیا اس کو دَیر میں لے گیا۔ اُس کے ایک خوردسال لڑکا تھا۔ دَیرانی کے پاس مال وسامان بہت کافی تھا اُس نے اُس عورت کا علاج کیا یہاں تک کہ اُس کے زخم سب اچھے ہو گئے۔ اُس نے اپنے

لڑکے کو تربیت کے واسطے اُس عورت کے سُپرد کیا۔ اُس ڈیرانی کا ایک غلام تھا جو ڈیرانی کی خدمت کیا کرتا تھا کچھ مدت کے بعد وہ غلام اُس عورت پر عاشق ہوا اور اُس سے ناجائز خواہش کی اور کہا اگر تو راضی نہ ہو گی تو تجھے مار ڈالوں گا۔ اس مظلومہ نے کہا جو چاہے کر لیکن یہ امر ممکن نہیں کہ مجھ سے ہو سکے۔ آخر اُس غلام نے ڈیرانی کے لڑکے کو مار ڈالا اور راہب سے کہا کہ آپ نے اس زن زناکار پر رحم کیا اس کو جگہ دی اور اپنے لڑکے کو اس کے سپرد کر دیا اور اُس نے یہ عوض دیا کہ آپ کے فرزند ہی کو مار ڈالا۔ ڈیرانی نے عورت کو بُلا کر پوچھا کہ میں نے تجھ پر احسانات کئے اور تو نے اُن کا یہ بدلا دیا؟ عورت نے تمام روئیداد بیان کی مگر ڈیرانی کو یقین نہ آیا اس نے کہا میں اب تجھے یہاں نہیں رہنے دوں گا میرے ڈیر سے چلی جا اور بیس درہم اسکو زاد راہ دیکر رات کے وقت نکال دیا۔ وہ غریب تمام رات چلتی رہی صبح ایک گاؤں میں پہنچی تو دیکھا کہ ایک شخص دار پر کھینچا گیا ہے اور ابھی زندہ ہے۔ اُس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیس درہم کا قرضدار ہے اور ان کے یہاں کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص بیس درہم کا قرضدار ہوتا ہے اُس کو دار پر لٹکا دیتے ہیں اور جب تک ادا نہیں کرتا اس کو نہیں اُتارتے۔ اُس عورت نے یہ سُن کر وہ بیس درہم ان کو دیدیئے اور اس شخص کو رہا کر دیا۔ اُس شخص نے کہا اے مہربان خاتون آپ کے ایسا احسان مجھ پر کسی نے نہیں کیا کہ آپ نے مجھے موت سے بچالیا لہٰذا آپ جہاں جائیں گی میں آپ کی خدمت کے لئے ساتھ ساتھ رہونگا۔ غرضکہ دونوں ہمراہ چلے اور ایک دریا کے کنارے پہنچے وہاں چند کشتیاں دیکھیں۔ مرد نے کہا آپ ٹھہریں میں ان کشتیوں کے مالک کی مزدوری کر کے کچھ کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ پھر ان کشتی والوں کے پاس آیا اور پوچھا کہ ان کشتیوں میں کس قسم کے سامان ہیں۔ انہوں نے بتایا مختلف قیمتی چیزیں مثل جواہرات و عنبر وغیرہ کے ہیں اور یہ دوسری کشتی جو خالی ہے وہ خود ہماری سواری کے لئے ہے اُس نے پوچھا کہ ان چیزوں کی قیمت کیا ہو گی۔ کہا بہت زیادہ کہ ہم کو بھی صحیح طور پر نہیں معلوم۔ اُس نے کہا میرے پاس ایک چیز ہے جو تمہارے سامان سے زیادہ قیمتی ہے پوچھا وہ کیا؟ اُس نے کہا ایک کنیز ہے نہایت حسین و جمیل کہ اس سے زیادہ

حسین تم نے کبھی دیکھا نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ اُسے ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔ اس نے کہا پہلے تم میں سے کوئی جا کر اُسے دیکھ تو لے اس طرح کہ وہ کنیز نہ جاننے پائے پھر اس کے بعد مجھے اُس کی قیمت دینا اور جب میں قیمت لے کر چلا جاؤں تو اس پر قبضہ کرنا۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور ایک آدمی اُس عورت کو دیکھنے کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی ہے غرض دس ہزار درہم میں اُس مرد نے اُس زن مظلومہ کو فروخت کر دیا اور قیمت لے کر چل دیا جب وہ غائب ہو گیا تو لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اے کنیز کشتی میں چل کر بیٹھ اُس عورت نے پوچھا کیوں؟ ان لوگوں نے کہا تیرے آقا سے ہم نے تجھ کو خرید لیا ہے اُس نے کہا وہ میرا آقا اور مالک نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا (حیلے حوالے مت کر) اگر تو بخوشی نہیں چلے گی تو ہم زبردستی لے چلیں گے آخر مجبُور ہو کر وہ اُن کے ساتھ دریا کے کنارے آئی۔ جب کشتیوں کے پاس پہنچی تو اُن میں ہر ایک ایک دوسرے سے بدگمان ہو گیا (اور اس عورت کا کشتی پر بیٹھنا گوارا نہ کیا) آخر جس کشتی پر اُن کے سامان تھے اس پر سوار کیا اور خود سب کے سب اُس خالی کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے جب وہ کشیتاں بیچ دریا میں پہنچیں خدا نے ایک ہوا بھیجی اور وہ کشتی جس پر سب مرد سوار تھے ڈوب گئی اور ہوا نے اس عورت کی کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچا دیا۔ وہ عفیفہ کشتی سے اُتری اور کشتی کو کنارے باندھ دیا اور جزیرہ میں گھومنے لگی ایک جگہ ایک عمدہ مکان نظر آیا جس کے قریب چشمہ تھا اور میوہ دار درخت تھے دل میں بولی کہ اسی جزیرہ میں رہوں گی اور انہی درخوق کے پھل کھاؤں گی اور یہی پانی پیوں گی اور باقی عمر عبادت الٰہی میں بسر کروں گی۔ خدا نے اُس زمانہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کو وحی فرمائیکہ اس بادشاہ کے پاس جائیں (جس کے حکم سے قاضی نے اس عورت کو سنگسار کیا تھا) اور کہیں کہ فلاں جزیرہ میں میری ایک کنیز ہے اے بادشاہ تو اپنی تمام رعایا کرلے کر اُس کے پاس جا اور اس کے سامنے سب اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور اُس سے التجا کریں کہ وہ ان سب کے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کردے تو میں بھی تم کو بخشوں گا (ورنہ سخت عذاب میں مبتلا کروں گا) جب

پیغمبر نے یہ پیغام اُس بادشاہ کو پہنچایا وہ اپنی تمام رعایا کو لے کر اُس جزیرہ میں آیا اور ایک عورت کو دیکھا۔ اُس کے پاس حاضر ہو کر بولا اس قاضی نے مجھ سے آکر شکایت کی کہ میرے بھائی کی زوجہ نے زنا کی ہے اور میں نے اُس کے سنگسار کا حکم دیدیا بغیر اس کے کہ کوئی گواہی طلب کرتا، ڈرتا ہوں کہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی ظلم ہو گیا ہو۔ کیا تم میرے لئے استغفار کرو گی؟ عورت نے کہا خدا تم کو بخشے، بیٹھ جاؤ۔ اُس کے بعد اُس کا شوہر اُس کے پاس آیا جس نے اُس کو نہ پہنچانا اور کہا میری ایک زوجہ تھی نہایت نیک نفس میں اس کو چھوڑ کر شہر سے باہر گیا حالانکہ وہ راضی نہ تھی۔ میں نے اپنے بھائی سے اُس کی سفارش کی کہ اس کی کفالت کرتا رہے جب میں واپس آیا تو بھائی سے اُس کا حال دریافت کیا، معلوم ہوا کہ اُس نے بدکاری کی تھی بھائی نے اس کو سنگسار کر دیا مجھے خوف ہے کہ اُس کے بارے میں مجھ سے کوئی غلطی اور تقصیر ہوئی ہو خدا سے دُعا کرو کہ مجھے بخش دے اُس نے کہا خدا تم کو بھی معاف کرے بیٹھ جاؤ۔ اور اس کو بادشاہ کے پہلو میں بٹھایا۔ پھر قاضی آیا اور اُس نے اپنی غلطیاں بیان کیں اور کہا میرے لئے خدا سے مغفرت طلب کرو اُس نے کہا خدا تم کو بھی بخش دے بیٹھ جاؤ اور اپنے شوہر کی جانب رُخ کر کے کہا کہ سُن لو۔ اُس کے بعد دَیرانی نے معذرت کی۔ اُس کو بھی کہا خدا تم کو بھی بخشے تم بھی بیٹھ جاؤ پھر دَیرانی کا غلام حاضر ہوا اور اُس نے اپنی شرارت و ظلم بیان کر کے کہا خدا سے میرے لئے بھی سفارش کر دو اُس نے کہا خدا تم کو بھی معاف کرے بیٹھ جاؤ۔ پھر دَیرانی سے بولی کہ سُن لو۔ سب کے بعد وہ مرد جس کو اُس نے دار پر سے چھوڑایا تھا، حاضر ہوا اور اپنی احسان فراموشی بیان کی۔ عورت نے کہا خدا تجھ کو نہ بخشے کیونکہ تو نے نیکی کے عوض بدی کی ہے۔ پھر اُس زن عابدہ نے اپنے شوہر کی طرف رُخ کیا اور بولی میں تمہاری زوجہ ہوں جو کچھ تم نے سُنا وہ سب معاملہ میرے ہی بارے میں تھا اب مجھ کو شوہر کی ضرورت نہیں، چاہتی ہوں کہ یہ کشتی جو زر و جواہر سے بھری ہوئی ہے تم لے لو اور مصرف میں لاؤ اور مجھے اسی جزیرہ میں رہنے دو کہ اپنے معبود کی عبادت کروں۔ تم نے دیکھا کہ مجھے مردوں کے ہاتھوں سے کیسی تکلیفیں پہنچیں۔ غرض شوہر نے اُس کو وہیں چھوڑا اور کشتی پر

قبضہ کیااور بادشاہ مع تمام اہلِ سلطنت کے واپس اپنے شہر آیا۔

ابن بابویہ نے حضرت علی بن حسینؑ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کفن چور تھا جو مرُدوں کی قبر کھود کران کے کفن لے لیا کرتا تھا۔اُس کا ایک ہمسایہ بیمار ہوااس کو خوف ہوا کہ کہیں وہ میرا کفن بھی نہ لے جائے اس نے اسکو بلایااور کہا بھائی میرا برتاؤ تمہارے ساتھ کیسارہاہے اس نے جواب دیا کہ آپ میرے نیک ہمسایہ ہیں۔تب اُس نے کہامیری ایک حاجت ہے اس نے کہافرمایئے آپ کی حاجت ضرور پوری ہو گی اُس نے دو کفن اُس کے سامنے رکھ دیئے اور کہااس میں سے جو بہتر ہواُسے لے لواور دوسرا میرے لئے چھوڑ دواور جب میں اس کفن میں دفن کر دیا جاؤں تو میری قبرمت کھودنااور مجھے عریاں مت کرنااُس نے کہاآپ اطمینان رکھیں آپ کے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔مرد بیمار نے اصرار کرکے ایک کفن اس کو دیدیا جو بہتر تھا۔جب وہ مر گیااور اس کو دفن کر دیا گیا تو اُس کفن چور نے سوچاکہ اب یہ کیا جانے کہ میں نے اس کا کفن لے لیاہے یا چھوڑ دیاہے۔آخران کی قبرپر آکراس کو کھودناچاہا۔ناگاہ ایک آواز سُنی کوئی کہتاہے کہ قبر کومت کھودو۔یہ سُن کروہ ڈرا اور واپس چلا گیااور اپنے لڑکوں کو جمع کرکے کہامیں تمہارے لئے کیسا باپ ہوں۔وہ بولے نہایت مہربان۔تو کہامیں تم سے ایک خواہش رکھتاہوں۔پوچھاوہ کیاجو کچھ کہئے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔اُس نے کہاجب میں مرجاؤں تو مجھ کو جلادینا،جب میں جل جاؤں میری ہڈیوں کو چور کر کے جب تیز اور سخت ہوا چلے تو اُس میں سے نصف صحرا کی جانب اور باقی نصف دریا کی طرف اُڑادینا۔لڑکوں نے کہااچھاایسا ہی کریں گے جب وہ مرگیاتو اس کی وصیت کے موافق لڑکوں نے عمل کیا۔اُسی حال میں خدانے صحرا کو حکم دیاکہ جو کچھ تیری طرف اُس شخص کی ہڈیاں آئی ہیں اُن کو یکجا کر۔اسی طرح دریا کو حکم دیاکہ جو کچھ تجھ میں ہے اس کی ہڈیاں جمع کراور اس کو زندہ کرکے کھڑا کیااور پوچھاکہ کس سبب سے تونے ایسی وصیت کی تھی اُس نے عرض کی معبود تیری عزّت کی قسم تیرے خوف سے ایسا کیا تھا فرمایااچھااگر میرے خوف سے ایسا کیاہے تو تیرے دعویداروں کو میں (روز قیامت) راضی کروں گااور

تیرے خوف کو امن سے بدل دوں گا اور تیرے گناہوں کو بخش دوں گا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک بدکار عورت بنی اسرائیل میں تھی جو نوجوانوں کو اپنے اوپر فریفتہ کیا کرتی۔ ایک روز ایک شخص نے اُس سے کہا اگر فلاں مشہور عابد اس کو دیکھے تو ضرور عاشق ہو جائے اُس عورت نے جب یہ سُنا تو بولی خدا کی قسم اُس کے گھر جا کر اُس کو راہ پر لاؤں گی اور اسی شب وہ اس کے گھر پہنچی دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے عابد آج رات مجھے پناہ دے اُس نے انکار کیا۔ عورت نے کہا بنی اسرائیل کے چند نوجوانوں نے میرا پیچھا کر رکھا ہے اور مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں میں اُن سے بھاگ کر پناہ لینے آئی ہوں۔ اگر تم دروازہ نہ کھولو گے تو وہ یہاں پہنچ جائیں گے اور میری عصمت زری کریں گے۔ عابد نے جب یہ بات سُنی دروازہ کھول دیا۔ عورت گھر میں داخل ہوئی اور اپنے برقعہ کو اُتارا۔ عابد نے حسن و جمال کو دیکھا تو بے اختیار ہو گیا (اور ہوش و حواس کھو بیٹھا) جب ہوش آیا تو اپنا ہاتھ اُس عورت کے جسم پر دیکھا اُسی وقت متنبہ ہوا اور ہاتھ ہٹالیا۔ ایک دیگ اُس کے یہاں تھی جس کے نیچے آگ جلا کرتی تھی وہ دوڑا ہوا گیا اور اپنے اُس ہاتھ کو دیگ کے نیچے آگ میں رکھ دیا۔ عورت نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو اُس نے کہا اپنے ہاتھ کو دُنیا کی آگ سے جلاتا ہوں شاید عقبیٰ کی آگ سے نجات پا جاؤں۔ عورت دوڑی ہوئی باہر گئی اور بنی اسرائیل کو اطلاع دی کہ عابد کی خبر لو وہ اپنا ہاتھ جلائے ڈالتا ہے۔ لوگ یہ سُن کر اُس کے گھر پر دوڑے ہوئے آئے مگر اس وقت پہنچے جبکہ عابد کا تمام ہاتھ جل چکا تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عابد نے عورتوں سے علیٰحدگی اختیار کر رکھی تھی اس سبب سے شیطان کے شر سے بیخوف ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک رات اس کے گھر ایک عورت مہمان آگئی اور اس کے دل میں شیطان وسوسے ڈالنے لگا۔ جیوں جیوں وہ ملعون اُس عابد کو وسوسہ میں مبتلا کرتا عابد اپنی انگلیوں میں سے ایک اُنگلی آگ میں ڈال دیتا تاکہ آتش جہنم یاد آتی رہے اس طرح قیامت کی آگ سے شیطانی وسوسہ کو یاد دلاتا رہا اور شعلۂ آتش اُس کی خواہش بد کو زائل کرتا رہا یہاں تک کہ صبح

ہو گئی تو اُس عورت سے کہا تو آج کی شب میرے لئے بُری مہمان ثابت ہوئی بس اب چلی جا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں ایک شخص کی عبادت اور دینداری کی تعریف کی حضرت نے دریافت کیا کہ اس کی عقل کتنی ہے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا ثواب بقدر عقل ہوا کرتا ہے۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عبادت گذار تھا۔ وہ ایک جزیرہ میں عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ جزیرہ بہت سرسبز و شاداب تھا جس میں چشمے صاف و شفاف اور بہت سے میوہ دار درخت تھے۔ ایک روز اُس کی طرف ایک فرشتہ کا گذر ہوا جس کو اُس کی عبادت بہت پسند آئی اور بارگاہ معبُود میں عرض کی پالنے والے اس کی عبادت کے ثواب سے مجھے آگاہ فرما۔ خدا نے جب اُس کو اُس کے ثواب سے مطلع کیا تو فرشتہ کو عبادت کے مقابلہ میں ثواب بہت کم معلوم ہوا اُس وقت خدا نے اس کو وحی فرمائی کہ جا کر اُس عابد کی مصاحبت اختیار کرے۔ وہ فرشتہ انسان کی صورت میں اُس کے پاس آیا عابد نے اُس سے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں بھی عبادت گذار ہوں میں نے اس مقام کی اور تیری عبادت کی تعریف سُنی تو میں نے چاہا کہ تیرے پاس رہ کر عبادت خدا کیا کروں۔ دوسرے روز صبح کو فرشتہ نے کہا، یہ تمہارا مکان بہت دلکشا اور عبادت ہی کے لائق ہے۔ عابد نے کہا اس میں ایک عیب ہے پوچھا وہ کیا کہا ہمارے خدا کا کوئی گدھا نہیں کہ ہم اُس کو اس مقام پر چرائیں تاکہ یہ گھاس (چارہ) ضائع نہ ہوتی۔ فرشتہ نے کہا خدا کو گدھے کی ضرورت نہیں اُس نے کہا اگر وہ گدھا رکھتا ہوتا تو یہ گھاس ضائع نہ ہوتی اُس وقت خدا نے اس فرشتہ کو وحی فرمائی کہ میں نے اُس (کے عمل) کا ثواب اُس کی عقل کے موافق قرار دیا ہے۔

بسند حسن حفص بن البختری سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ تاخیر سے صبح کو گیا جب حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے دیر میں آنے کا سبب پوچھا میں نے عرض کی حضور پر فدا ہوں میں ایک شخص کا ضامن ہو گیا تھا جس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور اپنا قرض ادا نہ کیا اور مجھ سے مطالبہ کیا گیا اس سبب سے حج کے لئے (پہلے سے) نہ آسکا حضرت نے فرمایا تجھ کو کسی کی ضمانت کی کیا پڑی تھی کیا تو نہیں جانتا کہ ضامن ہونے کے

سبب قرنہائے گذشتہ ہلاک ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ ایک جماعت نے بہت گناہ کئے اور اپنے گناہوں سے بہت خائف وہراساں ہوئے تو ایک دوسری جماعت نے (ہمدردی میں کہا) کہ تمہارے تمام گناہ ہمارے سر ہیں اس لئے خدا نے ان لوگوں پر عذاب نازل فرمایا کہ وہ لوگ تو میرے عذاب سے ڈرے اور تم کو اس قدر جرات (کہ میرا خوف ہی نہ ہوا)۔

بسند معتبر حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص پیغمبروں کی اولاد میں سے تھا نہایت مالدار۔ وہ اپنا مال کمزوروں محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کیا کرتا تھا۔ اُس کے مرجانے کے بعد اُس کی زوجہ بھی اُسی طرح خرچ کرتی رہی۔ تھوڑی مدت میں وہ تمام دولت صرف ہوگئی۔ اُس شخص کے ایک فرزند تھا جب وہ بڑا ہوا جس کے پاس جاتا وہ اس کے باپ کے لئے رحمت کی اور اُس کے لئے عقل و نیکی کی دُعا کرتے۔ اس لڑکے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ میرے باپ کا کیا طریقہ تھا کہ جس کے پاس جاتا ہوں میرے پدر کے لئے (خدا سے) رحمت چاہتا ہے اور میرے لئے دُعا کرتا ہے۔ ماں نے کہا تیرا باپ نہایت صالح اور نیک مرد تھا اور بہت مالدار تھا اور اپنا مال محتاجوں اور غریبوں پر صرف کیا کرتا تھا اُس کے مرجانے کے بعد میں بھی اُسی کے طریقہ پر مال خرچ کرتی رہی آخر وہ تمام مال صرف ہوگیا۔ لڑکے نے کہا، اماں جان میرے پدر بزرگوار جو کچھ کرتے تھے اُس کا ثواب اُن کو حاصل ہوتا تھا اور آپ نے جو کچھ کیا اُس کا حق آپ کو نہ تھا اور مستحق عذاب ہوگئیں۔ ماں نے کہا کس سبب سے؟ لڑکے نے کہا اس لئے کہ میرے باپ جو کچھ کرتے تھے اپنے مال سے کرتے تھے اور آپ نے دوسرے کا (یعنی میرا) مال صرف کر ڈالا۔ ماں نے کہا اے فرزند تو نے سچ کہا لیکن مجھے گمان نہ تھا کہ تو مجھ پر اعتراض کریگا اور وہ مال میرے لئے حلال نہ قرار دے گا۔ لڑکے نے کہا میں نے آپ کے لئے حلال قرار دیا اب کچھ اور بھی ہے کہ میں اس کو اپنا ذریعہ معاش قرار دوں اور خدا کا فضل حاصل کروں شاید خدا ہم کو فارغ البالی نصیب کرے۔ اُس نے کہا سو درہم میرے پاس ہیں لڑکے نے کہا خدا چاہے گا تو اسی میں برکت دیگا وہ تو بڑا برکت دینے والا ہے خواہ مال کم ہی ہو۔ غرض وہ سو درہم لے کر طلب روزی کے لئے نکلا اور روانہ

ہوا یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا۔ دیکھا سرراہ ایک شخص مردہ پڑا ہوا ہے جس کے چہرے سے آثار نیکی و صلاح ظاہر ہیں لڑکے نے اس کو دیکھ کر دل میں کہا اس سے بہتر تجارت کیا ہو گی کہ اس مرد صالح کو غسل و کفن دوں اس پر نماز پڑھوں اور دفن کروں۔ غرض اس کی تجہیز و تکفین میں اسی (۸۰) درہم صرف ہوئے۔ اب اُس کے پاس بیس درہم باقی رہے۔ پھر وہاں سے طلب فضل خدا اور حصول نعمت کے لئے آگے بڑھا راستہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ کہا خدا کا فضل اور روزی کی تلاش میں، پوچھا کتنا سرمایہ ہے؟ کہا بیس درہم اُس شخص نے کہا بیس درہم میں کیا ہو گا؟ لڑکے نے کہا اگر خدا چاہتا ہے تو تھوڑی چیز میں بھی بہت برکت دیتا ہے اُس مرد نے کہا سچ ہے۔ اچھا اگر میں تم کو کچھ بتاؤں تو میرے کہنے پر عمل کرو گے لیکن شرط یہ ہے کہ جس قدر نفع ہو اُس میں سے نصیف میرا حصّہ ہو گا؟ لڑکے نے کہا منظور ہے تو اس شخص نے بتایا کہ اس راہ سے جس پر تم چل رہے ہو تم ایک مکان تک پہنچو گے۔ اُس گھر کے لوگ تمہاری ضیافت کریں گے تم قبول کرنا اور ان کے مہمان ہونا جب تم اُن کے گھر میں داخل ہو گے اور بیٹھو گے تو جب خادم تمہارے لئے کھانا لائے گا تو اُس کے ساتھ ایک سیاہ بلیّ بھی ہو گی تم اس خادم سے کہنا کہ یہ بلیّ میرے ہاتھ فروخت کر دو وُہ انکار کرے گا تم اصرار کرنا آخر وہ مجبوُر ہو کر کہے گا کہ اس کی قیمت بیس درہم لوں گا۔ تم بیس درہم دے کر بلیّ لے لینا۔ اس کو ذبح کر کے اس کا سر جلا دینا پھر اس کے سر کا مغز لے کر فلاں شہر چلے جانا وہاں کا بادشاہ نابینا ہو گیا ہے۔ وہاں لوگوں سے کہنا کہ میں بادشاہ کا علاج کر سکتا ہوں اور اُن لوگوں کو مردہ دیکھ کر خوف مت کرنا جو بادشاہ کے علاج کے لئے آئے تھے اور کامیاب نہ ہو سکے تو دار پر کھینچ دیئے گئے۔ اور علاج کرنے کی جو شرط چاہو کرنا پہلے روز اُس بلیّ مغز کی ایک سلائی بادشاہ کی آنکھوں میں لگانا اُس کا اثر ظاہر ہو گا اگر وہ اصرار کرے کہ زیادہ دوا لگاؤ تو منظور نہ کرنا دوسرے اور تیسرے روز بھی ایک ہی ایک سلائی اُس کی آنکھوں میں لگانا زیادہ نہ کرنا۔ غرض وہ لڑکا روانہ ہوا اور ان لوگوں کا مہمان ہوا۔ وہاں سے بلیّ خرید کی اور بادشاہ کے شہر میں پہنچا اور اس کے علاج میں مشغول

ہوا۔ پہلے روز ایک سلائی بلیّ کے مغزے لے کر اس کی آنکھوں میں لگائی کچھ فائدہ معلوم ہوا دوسرے روز وہ کچھ دیکھنے لگا اور تیسرے روز بالکل بینا ہو گیا۔ اور اس کی آنکھیں مثل سابق روشن ہو گئیں۔ پھر تو بادشاہ نے اُس سے کہا تمہارا مجھ پر بے حد احسان اور بے انتہا حق ہے کہ میری بادشاہی مجھ کو واپس دے دی ہے، میں اس کے صلہ میں تم کو اپنی دختر دیتا ہوں لڑکے نے کہا کہ میری ماں زندہ ہے اور میں اُس سے جُدا نہیں رہ سکتا۔ بادشاہ نے اپنی لڑکی اُس سے تزویج کر دی اور کہا جب تک تمہارا دل چاہے میرے پاس رہو اور جب چاہو اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ اور لڑکی کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ لڑکا ایک سال تک بادشاہ کے پاس نہایت عزّت اور شان و شوکت کے ساتھ مقیم رہا ایک سال کے بعد اپنے وطن کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے بے انتہا مال و زر اور بے حساب سامان اونٹ گائے گوسفند وغیرہ اُس کو دیئے۔ لڑکا مع اپنی زوجہ اور تمام سامان کے روانہ ہوا اور پہلے اُس مقام پر آیا جہاں اُس شخص سے ملاقات ہوئی تھی جس نے اس کو یہ طریق علاج بتایا تھا وہ شخص اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکے کو دیکھتے ہی اُس نے کہا صاحبزادے تم نے اپنے عہد کو کیوں پورا نہ کیا؟ لڑکے نے کہا (بادشاہ کے پاس رہ کر جو کچھ میں نے کھایا پیا اور خرچ کیا) ان تمام گذرے ہوئے مال و نعمات کو میرے لئے حلال کر دیجئے اور موجودہ مال و متاع جو کچھ میرے ساتھ ہے اُس میں سے نصف حاضر ہے۔ لڑکے نے تمام سامان کے دو حصّے کئے اور کہا اس میں سے جو حصّہ آپ پسند کریں لے لیں۔ اُس شخص نے کہا تو نے انصاف سے کام نہیں لیا لڑکے نے پوچھا کیونکر؟ جواب دیا کہ عورت بھی تو اسی کمائی میں شامل ہے۔ میں اُس میں بھی شریک ہوں۔ لڑکے نے کہا آپ نے سچ کہا، اچھا تو تمام مال و زر آپ لے لیں اور عورت کو میرے لئے چھوڑ دیں۔ اُس نے کہا نہیں میں تو عورت میں سے بھی اپنا حصّہ چاہتا ہوں اُس وقت لڑکے نے آرہ منگایا اور اُس عورت کے سر پر رکھا کہ اُس کے دو ٹکڑے کر کے ایک حصّہ اُس مرد کو دیدے تب اُس شخص نے کہا، ہاں اب تم نے اپنا عہد پُورا کر دکھایا۔ یہ عورت اور یہ تمام سامان، زر و دولت سب کچھ تمہارا ہی ہے لیجاؤ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے اس لئے بھیجا تھا

کہ میں تم کو اُس عمل کا صلہ دوں جو تم نے اُس مردہ کے ساتھ کیا تھا جو سر راہ پڑا ہوا تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو امور دُنیا میں کبھی مشغول نہ ہوتا تھا۔ ابلیس ملعون (کو اس سے سخت اذیت تھی اس) نے اپنی ناک سے سیٹی بجائی (جس کو سُن کر) اُس کا تمام لشکر اُس کے پاس حاضر ہوا اُس نے کہا تم میں کون ہے جو فلاں عابد کو گمراہ کرے۔ اُن میں ایک تیار ہوا اُس نے پوچھا کیونکر گمراہ کرے گا اُس نے کہا عورتوں کے ذریعہ ہے۔ ابلیس بولا یہ ممکن نہیں وہ کبھی عورتوں کی طرف نہیں رجوع ہوا ہے اور نہ اُن کی لذّت سے واقف ہے۔ دوسرے شیطان نے کہا میں جاتا ہوں اور شراب وغیرہ کے ذریعہ سے بہکاؤں گا۔ اس نے کہا تو بھی اس طرح اس کو فریب نہیں دے سکتا۔ تیسرے ملعون نے کہا میں جاتا ہوں ابلیس نے پوچھا تو کیا کرے گا اُس نے کہا میں عبادت و پارسائی ظاہر کر کے بہکاؤں گا اُس نے کہا تو کامیاب ہوگا۔ غرض و شیطان ایک مرد کی شکل میں اُس مکان میں آیا جہاں وہ عابد عبادت کیا کرتا تھا اور اُس کے برابر کھڑا ہو کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ عابد کبھی کبھی آرام بھی کرتا لیکن وہ کبھی نہ سوتا تھا نہ ایک لمحہ آرام کرتا تھا۔ یہ دیکھ کر عابد نے اُس کی عبادت کے مقابلہ میں اپنی عبادت کو بہت حقیر کہا اور انکساری و خلوص کے ساتھ اُس کے پاس آیا اور پوچھا کہ کس سبب سے آپ کو اسقدر عبادت کی طاقت حاصل ہو گئی ہے۔ اُس ملعون نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر عابد دوسری مرتبہ اُس کے پاس گیا اور التجا کی کہ وہ کچھ بات کرے اور پوچھا کہ کس عمل کے سبب سے آپ اس مرتبہ تک پہنچے ہیں؟ اُس نے کہا اے بندۂ خدا مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا میں نے توبہ کی اور ہر وقت اس گناہ کا خیال رکھتا ہوں اسی سبب سے نماز کی طاقت مجھ کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔ عابد نے کہا بتایئے وہ کون گناہ تھا تاکہ میں بھی عمل میں لاؤں۔ اور توبہ کروں شاید آپ کے درجہ تک پہنچ جاؤں اور یہ طاقت جو آپ کو حاصل ہے مجھے بھی نماز کے لئے اتنی ہی قوت حاصل ہو جائے۔ اُس نے کہا فلاں شہر میں جا اور وہاں فلاں فاحشہ کے مکان میں داخل ہو اور دو درہم اُس کو دے کر اُس کے ساتھ زنا کر۔ عابد نے کہا دو درہم کہاں سے لاؤں میں جانتا بھی نہیں کہ دو درہم کیا چیز

ہے میں تو کبھی دُنیا کی جانب متوجہ نہیں ہوا۔ شیطان نے اپنے قدموں کے نیچے سے دو درہم نکال کر اُس کو دیئے۔ عابد اپنے لباس پارسائی میں شہر کی جانب متوجہ ہوا اور اُس فاحشہ کا مکان دریافت کیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وہ اُس فاحشہ کی ہدایت کے لئے آیا ہے اُس کا مکان بتادیا۔ جب عابد اُس کے مکان میں داخل ہوا وہ دونوں درہم اُس کے سامنے پھینکے اور کہا اُٹھ، وہ عورت اُٹھی اور اس کو کمرے میں لے گئی اور کہا اے شخص تو میرے پاس اس ہیئت میں آیا ہے کہ کوئی شخص اس لباس تقوٰے و طہارت میں نہیں آتا، مجھے اپنا حال بتا کیا سبب ہے کہ تو اس فعل بد پر آمادہ ہوا۔ عابد نے اس سے تمام روئیداد بیان کی اُس عورت نے کہا اے بندۂ خدا گناہ کا ترک کرنا بہت آسان ہے توبہ کرنے سے۔ ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے توبہ کر لے اور اس کو (ایسا بلند مرتبہ) میسر ہو جائے۔ یقیناً وہ شخص شیطان ہے جو تیرے ورغلانے اور بہکانے کو آیا ہے۔ واپس جا اور اب تو اس کو وہاں نہ پائے گا عابد یہ سُن کر واپس ہوا۔ وہ زن فاحشہ اُسی رات مر گئی۔ صبح کو لوگوں نے اس کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ شہر کے تمام لوگ اس کے جنازہ میں حاضر ہوں کیونکہ یہ عورت اہل بہشت سے ہے۔ لوگ شک و شبہ میں پڑ گئے اور تین روز تک اس کو دفن نہیں کیا اُس وقت خدا نے اُس زمانہ کے پیغمبر کو وحی فرمائی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا وہ حضرت موسیٰؑ تھے (حکم خدا ہوا کہ) جاؤ فلاں فاحشہ کے جنازہ کی نماز پڑھو اور لوگوں کو حکم دو کہ وہ بھی اس کی نماز میت پڑھیں کیونکہ میں نے اس کو بخش دیا اور بہشت اُس پر واجب قرار دیدی اس سبب سے کہ اُس نے میرے اُس بندہ کو میرے نافرمانی سے باز رکھا۔

(نوٹ: بقیہ انبیاء کے حالات زندگی جلد اوّل میں ملاحظ فرمائیں۔)

برائے مہربانی ایک سورۃ فاتحہ پڑھ کر ابو جعفر ولد علی محمد، کنیز سیدہ بنت علی سجاد، حسن جعفر ولد ابو جعفر اور تمام مومنین و مومنات خصوصاً شہداء اور بے اولاد حضرات کی روح کو بخش دیں۔ شکریہ

page is left blank intentionally